

# ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ

دلوں کو لرزادے والی  
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں



ماہنامہ لاہور خوفناکے پراسرار دُنیا نمبر کی جھلکیاں

پتھروں کا دیس

امتیاز احمد کراچی

جنون

عثمان غنی شیخ آباد پشاور

کنگن

محمد منیر سحر کراچی

پراسرار مندر

آنسہ کنول سیف آباد

جادو

ریاض احمد لاہور

زندہ آنکھیں

عبداللہ تربیلا ڈیم

ماہنامہ لاہور خوفناکے پراسرار دُنیا نمبر کی جھلکیاں

پراسرار دُنیا

نعمت شاد فتح جنگ

لالچی جادوگر

آسیہ ساگر

خونی حصار

محمد سجاد زین کوٹ اڈو

طلسمی لاٹ

سلمہ اختر خان ملتان

ویمپائر

انعام علی اٹک

انتقام

نعمت شاد فتح جنگ

بھٹکتی روح

نامعلوم

خوفناک کی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک میں شائع ہونے وال تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلیشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریڈی گن روڈ، لاہور)

خوفناک کی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک میں شائع ہونے وال تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلیشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریڈی گن روڈ، لاہور)



# پراسرار دنیا

--- تحریر: قلم نم نشاد۔ رتوال۔ فتح جنگ۔ ---

نیتا روزانہ میرا خون پتی مجھے یہاں آئے ہوئے دوبارہ ہو گئے میں اکیلا باہر جاتا کوئی بھی مجھے کچھ نہ کہتا لیکن میرا دل بہت پریشان تھا میں نے یہاں آکر بہت بڑی غلطی کر دی تھی کیونکہ جب میں نے نیتا سے کہا کہ مجھے میری دنیا میں واپس بھیجو تو اس نے کہا اب وقت گزر گیا ہے میں تمہیں تمہاری دنیا میں نہیں بھیج سکتی ہوں کیونکہ وہاں بہت کچھ بدل گیا ہے تم یقین نہیں کرو گے لیکن یہاں دنیا بھری ہوئی ہے اور تمہاری چل رہی ہے نیتا کی یہ ساری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں ایک دفعہ رات کو میرا دل بہت گھبرا رہا تھا میں اپنے کمرے سے باہر آیا اور چلتا ہوا نیتا کے کمرے کے پاس آ گیا کمرے کا دروازہ بند تھا آواز صاف باہر آ رہی تھی نیتا جتنا جلدی ہو سکے اس لڑکے کا سارا کون پی لو میں نے اکثر اسے مجھے کے پاس جاتے ہوئے دیکھا ہے اگر اس لڑکے نے مجھے ہاتھ لگایا تو ہم تباہ ہو جائیں گے یہ آواز نیتا کے بابا کی تھی نہیں بابا وہ ایسا نہیں کرے گا میں نے اسے بتایا کہ اگر تم اس مجھے کے پاس گئے تو تم جل جاؤ گے نیتا کی آواز بھری میں جلدی سے اپنے کمرے میں آ گیا اور نیتا کے بابا کی بات پر غور کرنے لگا مجھے اپنی فکر ہونے لگی تھی مجھے نیتا سے خوف آنے لگا تھا مجھے اس کی ساری باتیں سمجھ آ چکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تھی کی ساری باتیں سمجھ آ چکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تو اس نے کہا تھا کہ تم صرف میرے مہمان ہو یعنی کہ صرف میں ہی تمہارا خون پیوں گی ابھی میں یہ یہی سوچ رہا تھا کہ میرے کمرے میں سفید روشنی پھیلنے لگی میں ڈر کر پیچھے ہٹ گیا اس سفید روشنی نے ایک بزرگ کی شکل اختیار کر لی بزرگ نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور ان کے چہرے پر نور ہی نور تھا نیتا پر ہی نہیں ہے بلکہ چڑیل ہے یہ انسانی دنیا سے انسانوں کو یہاں لاتی ہے اور ان کا سارا خون پی کر ان کو اپنا جیسا بنا دیتی ہے نیتا وہ تمہارا سارا خون پی کر تمہیں اپنا جیسا بنا دے گی اس سے پہلے کہ وہ تمہیں اپنا جیسا بنائے تم اس کو ختم کر دو بلکہ یہاں پر موجود سارے جنوں اور چڑیلوں کو ختم کر دو۔ ایک شہنشاہ خیز اور خوفناک کہانی۔

ہماری گاڑی گاؤں میں داخل ہو چکی تھی گاؤں بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا گاؤں کے چاروں طرف بلند و بالا پہاڑ تھے جن پر مختلف قسم کے درخت تھے اور پودے بھی تھے اس وقت ہماری گاڑی کئی کئی گھنٹوں کے درمیان میں بنی ہوئی سڑک سے گزر رہی تھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دل و دماغ کو مست کئے جا رہی تھی میں اس وقت گاڑی کی کھڑکی سے باہر جھانک کر یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ میں نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنے کزن بلال کی طرف دیکھا وہ بھی اس منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

کیسا لگ رہا ہے بلال میں نے پوچھا۔ بہت ہی اچھا لگ رہا ہے پورے سات سال بعد گاؤں آئے ہیں کتنا بدل گیا ہے ناں ہمارا گاؤں بلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں یار بہت بدل گیا ہے ہمارا گاؤں پہلے تو بہت چھوٹا سا تھا لیکن اب دیکھو کتنا بدل گیا ہے بالال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دادا جان کتنے خوش ہوں گے ہمیں دیکھ کر بلال نے باہر جھانکتے ہوئے کہا۔ ہاں خوش تو ہوں گے پورے سات سال بعد جو ان سے ملیں گے میں نے کہا اور پھر اس منظر کو انجوائے کرنے



میرا نام ارمان ہے اور میں محمود آباد گاؤں میں  
بتابوں گاؤں میں ہماری ایک حویلی ہے جس  
میں ہمارا خاندان آباد ہے ہمارے خاندان میں دادا  
جان تایا تائی ان کی اولاد یعنی بلال عمران اور منابل  
میر سے امی ابو اور میری بہن کرن ہے گھر میں جو بھی  
فیصلہ دادا جان کرتے ہیں آج تک کبھی بھی کسی نے  
ان کے فیصلے پر اعتراض نہیں کیا میں نے اور بلال نے  
بدل تک پڑھ پھر مجھے اور بلال کو اعلیٰ تعلیم کے لیے شہر  
بجج دیا گیا میں اور بلال شہر میں رہتے تھے۔

ہم روزانہ شہر سے گاؤں آ جاسکتے تھے ہماری  
اپنی گاڑیاں بھی تھیں لیکن دادا جان نے کہا کہ جب  
تک ہماری تعلیم مکمل نہیں ہو جاتی ہمیں شہر میں ہی رہنا  
پڑے گا شہر میں ہمیں امی ابو تایا اور تائی ملنے آتے  
رہتے تھے لیکن دادا جان نہیں آئے آج ہم اعلیٰ تعلیم  
کے ساتھ گاؤں واپس آ رہے تھے آج صبح جب  
ڈرائیور ہمیں لینے آیا تو ہم تیار کھڑے تھے جلدی سے  
گاڑی میں سارا ہوئے تو ڈرائیور نے گاڑی میں گاؤں کی  
طرف موڑ دی اور پیاروہ دیکھ ہماری حویلی آگئی ہے  
بلال نے میرے کندے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

دیکھ رہا ہوں میں نے مسکراتے ہوئے کہا  
ڈرائیور نے گاڑی حویلی کے اندر لے گیا دادا جان کے  
ساتھ گھر کے سب افراد ہمارے استقبال کے لیے  
کھڑے تھے ڈرائیور نے گاڑی ایک طرف کھڑی کی  
میں اور بلال جلدی سے گاڑی سے باہر آئے آگئے  
میرے چتر دادا جان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

دادا جان آج بہت خوش تھے خوشی کے مارے  
ان کا سفید چہرہ سرخ ہو رہا تھا میں اور بلال کافی دیر  
تک دادا جان کے گلے گلے رہے پھر دادا جان نے  
انہیں اپنے سے الگ کیا اور پاس کھڑے نوکر سے  
دوسرے پھولوں والے بار لیے اور ہمیں پہنائے پھر  
میں امی ابو سے گلے ملا سب سے ملنے کے بعد میں  
اپنے کمرے میں آگیا اور فریش ہو کر باہر آیا تو بلال

بھی فریش ہو کر باہر آچکا تھا پھر ہم دادا جان کے پاس  
آگئے اور ان سے باتیں کرنے لگے اتنے میں دن  
کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا میں کھانا کھانے کے بعد  
اپنے کمرے میں آگیا تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد  
باہر آیا تو بلال میرا ہی انتظار کر رہا تھا۔ چل یار باہر  
نکھوتوں میں چلتے ہیں بلال نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا  
چلو میں نے کہا اور بلال کے ساتھ چل پڑا۔

ارے بیٹا کہاں جا رہے ہوں حق میں بیٹھے  
ہوئے دادا جان نے پوچھا تو ہم ایک دم رک گئے  
دادا جان وہ ہم ذرا باہر نکھوتوں میں جا رہے ہیں تازی  
ہوا کھانے کیلئے میں نے مسکراتے ہوئے کہا تو دادا  
جان بھی مسکرا دیے پھر ہم باہر آگئے ابھی ہم نکھوتوں کی  
طرف جا ہی رہے تھے کہ ہمیں ہمارا دوست عمر مل گیا  
ایک دوسرے سے ملنے کے بعد وہ بھی ہمارے ساتھ  
چل پڑا ہم کافی دیر نکھوتوں میں گھومتے رہے پھر ہم  
ایک صاف ستھری سبز گھاس پر بیٹھ گئے اور بچپن کی  
یادیں تازہ کرنے لگے ہم کافی دیر وہاں بیٹھ کر باتیں  
کرتے رہے شام کے سائے گہرے پڑنے لگے تھے  
شٹاف نیلے آسمان پر آشیانوں کی جانب لوٹتے  
پرندوں کے غول آ رہے تھے ہم بھی اپنی جگہ سے  
اٹھے اور گھر کی طرف چل پڑے راستے میں عمر نے ہم  
سے اجازت لی اور اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا ابھی ہم  
بھی گھر پہنچ گئے ہم گھر کے صحن میں سے گزر رہے تھے  
بھیا ذرا ادھر تو آئیں کرن نے مجھے پکارا اس کے  
ساتھ منابل بھی تھی بلال اندر چلا گیا اور میں کرن کے  
پاس آگیا بھیا آپ شہر سے یونی چلے آئے ہمارے  
لیے کوئی تحفہ نہیں لائے کرن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

ارے میں اپنے آپ کو تو بھول سکتا ہوں لیکن  
تمہارا تحفہ نہیں میں نے کرن کی طرف دیکھ کر کہا تو اس  
کا چہرہ خوشی سے کل اٹھا ج بھیا کرن نے خوش ہو کر کہا  
جی بالکل جج مجھے پتہ تھا کہ اگر میں تمہارا تحفہ نہ لاتا تو تم  
چڑیل مجھے کچا کھا جاتی میں نے شرارت سے کہا تو  
کرن کا چہرہ غصے سے سرخ ہوئے لگا جبکہ میری اور

منابل کی ہنسی رکنے کا نام نہیں ہے رہی تھی منابل تم بھی  
بھیا کے ساتھ مل کر میرا مذاق اڑا رہی ہو کرن نے  
منابل کی طرف دیکھ کر کہا نہیں تو منابل نے ہنستے  
ہوئے کہا۔

بھیا آپ بھی ناں کرن نے غصے سے کہا  
اور اندر کی طرف بھاگی لیکن میں نے کرن کا بازو  
پکڑ لیا تم سدا کی ذفر ہنا مذاق کر رہا تھا تم سے اگر  
تمہیں میرا مذاق بھی پسند نہیں ہے تو میں واپس شہر چلا  
جاتا ہوں میں نے سنجیدہ ہو کر کہا آئی ایم سوری بھیا  
کرن نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا تو میں  
مسکرا دیا۔

اچھا آؤ تمہیں تمہارا تحفہ دکھاؤں میں نے کہا تو  
کرن میرے ساتھ میرے کمرے میں آگئی یہ لو  
میں نے تحفہ کرن کو دیتے ہوئے کہا تھیک یو بھیا کرن  
نے تحفہ لیتے ہوئے کہا اور یہ منابل کو دے دینا  
میں نے ایک اور تحفہ کرن کو دیتے ہوئے کہا۔

بھیا آپ خود ہی دیدیں ناں کرن نے شرارت  
سے کہا اچھا تھیک ہے میں خود ہی دے دوں گا میں نے  
کرن کی طرف دیکھ کر کہا۔

اچھا میں ہی دے دیتی ہوں کرن نے تحفہ  
میرے ہاتھوں سے لیتے ہوئے کہا تو میں مسکرا دیا  
اور کرن کمرے سے باہر چلی گئی شام کا کھانا کھانے  
کے بعد میں اپنے کمرے میں آگئی اور منابل کے  
بارے میں سوچنے لگا آج وہ کھانے کے دوران  
چوری چوری میری طرف دیکھتی ہے بات میں نے خود  
نوٹ کی تھی آج میرا دل بہت بے قرار رہا ہوا تھا  
کیوں۔۔

یہ میں خود بھی نہیں جانتا تھا میں کافی دیر بیڈ پر لیٹا  
کر دو میں بدل رہا تھا آج پتہ نہیں کیوں مجھے نیند نہیں  
آ رہی تھی ایک بے قراری سی تھی جو مجھے سونے نہیں  
دے رہی تھی میں بیڈ سے اٹھا اور کھڑکی کے پاس آگیا  
اور کھڑکی کھول دی آسمان پر چودھویں کا چاند پوری  
آب و تاب سے چمک رہا تھا چاند کی سنہری روشنی

میں صحن کا منظر بنی ای دکھ لگ رہا تھا صحن میں لگے  
ہوئے گلاب کے پودے بہت ہی خوبصورت لگ  
رہے تھے مجھ سے رمانہ گیا اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی  
باہر صحن میں آگیا صحن میں ایک بہت ہی پیاری  
اور مست کر دینے والی خوشبو پھیلی ہوئی تھی میں گلاب  
کے پودوں کے پاس آگیا لیکن یہ خوشبو گلاب کی نہ تھی  
بلکہ گلاب کے ساتھ لگے پودے رات کی رانی کی تھی  
میں کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا اور پھر اٹھا اور ادھر ٹھیلنے  
لگا۔ اچانک ہی میری نظر آسمان کی طرف اٹھ گئی میں  
وہاں بنی کھڑا ہو کر چودھویں کے چاند کو دیکھنے لگا جو  
اپنی خوبصورت روشنی سے پوری زمین کو روشن کئے  
ہوئے تھا میرے خیالوں میں منابل چھائی ہوئی تھی  
اس کا پیارا اور خوبصورت چہرہ بار بار میری آنکھوں  
کے سامنے آ جاتا ایسا کیوں ہو رہا تھا یہ میں خود بھی  
نہیں جانتا تھا شاید مجھے اس سے محبت ہوئی تھی بار بار  
اس کا خیال آتا ہے بے قراری نہ چاہتے ہوئے بھی اس  
کے بارے میں سوچنا یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ سب سوچتے سوچتے میری نگاہ سامنے اٹھ گئی  
تو میں چونک گیا میرے سامنے ہی گھاس پر کوئی چیز  
چمک رہی تھی میں نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا وہ  
انگوٹھی تھی جو دادا جان کی تھی یہ انگوٹھی میں نے دادا  
جان کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔

ایک دفعہ میں نے دادا جان سے پوچھا کہ یہ  
انگوٹھی آپ نے کہاں سے لی تو دادا جان نے مجھے بتایا  
کہ یہ انگوٹھی مجھے میرے بھائی نے دی تھی دادا جان کا  
ایک بھائی بھی تھا جو دادا جان کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا  
اور آج تک لوٹ کر واپس نہیں آیا اچانک ہی  
دادا جان کیا ایک خاص بات میرے ذہن میں آئی وہ  
یہ کہ دادا جان کے کمرے کے ساتھ ایک کمرہ  
اور تھا۔ جس میں دادا جان کی ایک کرسی کے ساتھ  
بھی نہیں تھا جبکہ دادا جان نے اسے جان بوجھ کر خالی  
رہنے دیا تھا دادا جان وہاں اکثر کرسی پر بیٹھ کر کمرے  
کو ایسے دیکھ رہے ہوتے جیسے وہ کچھ تلاش کرنے کی



کوشش کر رہے ہوں وہ کمرے کی دیواروں کو بلکہ پورے کمرے کو ایسے دیکھ رہے ہوتے جیسے ان دیواروں میں کچھ چھپا ہوا میں اور بلال نے اکثر دادا جان سے پوچھا کہ آپ ان دیواروں میں کیا تلاش کر رہے ہیں تو دادا جان ہنس کر ہماری ہانٹ ٹال دیتے تھے ایک دفعہ میں نے دادا جان سے ضد کی تھی۔

آپ مجھے بتائیں کہ آپ اس کمرے میں کیا تلاش کر رہے ہیں اگر آپ نے مجھے نہیں بتایا تو میں کھانا نہیں کھاؤں گا اس وقت میں چھوٹا تھا کھانا نہ کھانے کی ضد ہی کر سکتا تھا دادا جان نے کہا ٹھیک ہے میں تمہیں بتا دوں گا لیکن ابھی تم چھوٹے ہو جب تم بڑے ہو گے تو میں تم دونوں کو بتا دوں گا۔

بلال نے کہا کہ آپ پہلے ہم سے وعدہ کریں کہ جب ہم بڑے ہوں گے تو آپ ہمیں بتائیں گے تو دادا جان نے ہم سے کہا کہ وہ ہمیں بتائیں گے اس دن کے بعد ہم نے دادا جان سے دوبارہ یہ سب کچھ نہیں پوچھا پھر میں اور بلال شہر میں پڑھنے چلے گئے آج مجھے دادا جان کا کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا اور میں نے دل میں پکا ارادہ کر لیا تھا کہ میں صبح یہ سب دادا جان سے ضرور پوچھوں گا انگوٹھی کو میں نے اپنی جیب میں رکھا ابھی میں کمرے میں جانے کا سوچ ہی رہا تھا۔

اچانک میری نظر حویلی کی چھت کی طرف اٹھ گئی تو میں ایک دم سے ڈر گیا مجھے حویلی کی چھت پر ایک عورت دکھائی دی اس کا چہرہ دوسری طرف تھا اس کے سر کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے اس سے پہلے کہ وہ عورت کہیں جاتی میں جلدی سے حویلی کے اندر آیا اور چھت پر جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ عورت کون ہے اور رات کے اس پہر یہاں کیا کر رہی ہے جب میں چھت پر پہنچا تو وہ دنیا و جہاں سے بے خبر چند کو دیکھنے میں مگن تھی وہ منابل تھی میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا

اس کے قریب پہنچا اس نے ابھی تک مجھے نہیں دیکھا تھا یہاں تک اس نے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کی یہاں کیا کر رہی ہو میں نے اس کے سامنے آکر پوچھا وہ مجھے اپنے سامنے دیکھ کر کھڑی گئی وہ وہ۔ وہ مجھے نیند نہیں آرہی تھی اس لیے چھت پر آگئی۔

منابل نے آہستہ سے کہا نیند کیوں نہیں آرہی تھی میں نے منابل کو دیکھتے ہوئے کہا پتہ نہیں پہلے تو ایسا کبھی بھی نہیں ہوتا تھا آج پتہ نہیں کیوں نیند نہیں آرہی ہے وہ آہستہ سے کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی میں اسے روکنا چاہتا تھا لیکن روک نہیں پایا اور پھر میں ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد اپنے کمرے میں واپس آ گیا بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے پتہ نہیں کب آنکھ لگ گئی میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب کرن نے آکر مجھے جگایا میں اٹھا اور فریش ہو کر نیچے آیا تو ناشتہ تیار تھا سب کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد میں باہر صحن میں آ گیا۔

آؤ ارمان آج عمر کی طرف چلتے ہیں بلال نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا نہیں بلال آج ہم باہر نہیں جائیں گے میں نے بلال کی طرف دکھ کر کہا کیوں بلال نے حیرت سے پوچھا بلال تمہیں دادا جان کا وعدہ یاد ہے جو انہوں نے ہم سے کیا تھا میں نے بلال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کون سا وعدہ بلال نے حیرا ہو کر کہا ارے یار وہ ہی کہ دادا جان اس خالی کمرے میں کیا تلاش کرتے ہیں میں نے بلال کو یاد دلایا ارے ہاں یہ تو میں بھول ہی گیا تھا چلو دادا جان کو ان کا وہ وعدہ یاد دلائیں بلال نے خوش ہو کر ہاتھ تو میں اور بلال دادا کے کمرے میں آ گئے وہ اپنے کمرے میں نہیں تھے پھر میں اور بلال ددا کے کمرے میں آ گئے وہ اپنے کمرے میں نہیں تھے پھر میں اور بلال دادا جن کے کمرے کے ساتھ والے خالی کمرے میں آئے تو دادا جان وہاں ہی تھے مجھے پتہ تھا تم ضرور آؤ گے دادا جان نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔

دادا جان آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے میں نے دادا جان کے سامنے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا بلال بھی میرے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا یاد ہے تم دونوں مجھ سے یہی پوچھتے آئے سوناں کہ میں اس خالی کمرے میں کیا تلاش کرتا ہوں دادا جان نے ہمیں بغور دیکھتے ہوئے کہا جی دادا میں نے اور بلال نے ایک ساتھ کہا۔

تم دونوں کو پتہ ہوگا کہ میرا ایک بھائی تھا جی دادا جان جو آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے لیکن مجھے پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے دادا جان نے کہا وہ کہاں ہیں دادا جان بلال نے بے تابی سیوچھا بتانا ہوں دادا جان نے مختصر کہا دادا جان یہ انگوٹھی مجھے باہر صحن میں سے ملی ہے میں نے جیب سے انگوٹھی نکال کر دادا جان کی طرف بڑھائی یہ کچھ دن پہلے ہی مجھ سے گم ہو گئی تھی دادا جن نے انگوٹھی میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا دادا جان بتائیں ناں کہ آپ اس کمرے میں کیا تلاش کرتے ہیں اور آپ کے بھائی کہاں ہیں بلال نے پوچھا اچھا سنو۔

میں اور میرا بھائی اختر ہم اسی گاؤں میں اپنی امی اور ابا کے ساتھ رہتے تھے اس وقت ہماری یہ حویلی نہیں تھی بلکہ ہمارا اسی گاؤں میں ایک چھوٹا سا گھر تھا ہمارے پاس اپنی بہت زیادہ زمینیں تھیں ابا نے آدھی زمین بیچ دی اور ایک حویلی بنانے کا فیصلہ کیا انہوں نے جلدی سے اس فیصلے پر عمل کیا اور حویلی بنانے کا کام شروع ہو گیا اسی دوران ابا بیمار ہو گئے۔

اس دن کے بعد ابا کی طبیعت اکثر خراب رہنے لگی جس کی وجہ سے ہم سب رخصت ہو گئے بابا کی خواہش تھی کہ وہ اس حویلی کو مکمل دیکھ سکیں لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی ابا کی وفات کے بعد امی بھی بیمار رہنے لگیں پھر ایک دن امی بھی ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئیں اختر امی کی وفات کے بعد کھویا کھویا سا رہتا تھا اس کے چہرے پر وہ خوشی جو ہر وقت چھائی رہتی تھی وہ ختم ہو چکی تھی وقت گزرتا گیا اور ہماری حویلی بھی تیار ہو گئی میں اور اختر حویلی

میں آکر رہنے لگے حویلی میں آئے ہوئے ہمیں ایک ماہ ہو گیا تھا اس ایک ماہ کے دوران میں نے ایک بات نوٹ کی تھی وہ یہ کہ اختر جب سے اس حویلی میں آیا تھا بہت خوش تھا اس کے چہرے پر چھائی ادا سی ختم ہو چکی تھی اب اس کے چہرے پر ہر وقت ایک مسکراہٹ پھیلی رہتی تھی ایک ایک دن میں صبح صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ اختر میرے پاس آیا بھائی میں نے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی اختر نے میرے پاس بیٹھتے ہوئے کہا ہاں کرو میں نے اختر کی طرف دیکھ کر کہا۔

بھائی پہلے آپ وعدہ کریں کہ آپ ناراض نہیں ہوں گے اختر نے میرا ہاتھ پکڑا کر کہا پکا وعدہ میں ناراض نہیں ہوں گا میں نے دوسرا ہاتھ اختر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

بھائی مجھے پیار ہو گیا ہے اختر نے شرماتے ہوئے کہا اچھا کون سے وہ اور کیسی ہے میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ بھائی وہ بہت خوبصورت ہے لیکن اختر اتنا ہی کہا اور خاموش ہو گیا لیکن کیا میں نے اختر سے پوچھا بھائی وہ انسان نہیں ہے۔

اختر نے آہستہ سے کہا کیا مطلب یعنی وہ جن زادی ہے بھوتی ہے یا پھر چڑیل ہے میں نے اختر کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

بھائی میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے بس یہ پتہ ہے کہ وہ انسان نہیں ہے اختر نے سنجیدگی سے کہا تو میں پریشان ہو گیا مجھے اس پر یقین آ گیا تھا کہ وہ جو کچھ بھی کہہ رہا تھا وہ سچ ہے اچھا کہاں ہے وہ میں نے پوچھا آئیں بھائی میں آپ کو اس سے ملاتا ہوں اختر نے اٹھتے ہوئے کہا تو میں بھی اٹھ گیا اختر مجھے لیے اس خالی کمرے میں آ گیا کہاں ہے وہ میں نے پوچھا۔

ابھی بلاتا ہوں یہ کہہ کر اختر نے کچھ پڑھا جو میری سمجھ میں نہیں آیا اختر نے پڑھنے کے بعد پھونک ماری تو اس کے ساتھ ہی کمرے میں سفید دھواں پھیلنے لگا پھر اس دھواں نے ایک خوبصورت



لڑکی کی شکل اختیار کر لی میں یہ سب دیکھ کر بہت حیران رہ گیا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے بھائی یہ نیتا ہے اختر کی بات پر میں چونکا تو یہ ہیں تمہارے بھائی نیتا نے میری طرف دیکھ کر کہا ہاں اختر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیسے ہیں آپ نیتا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ میرا مطلب ہے کہ تمہارا تعلق کس مخلوق سے ہے میں نے پوچھا میں ایک پری ہوں اور آپ کے بھائی اختر سے پیار کرتی ہوں میں اختر کو اپنی دنیا دکھانا چاہتی ہوں اگر آپ اختر کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دیں تو نیتا نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ پری اور انسان کا ملاپ نہیں ہو سکتا اور دوسری بات یہ کہ میں کیسے مان لوں کہ تم دوبارہ اختر کو یہاں چھوڑ جاؤ گی میں نے نیتا اور اختر کی طرف دیکھ کر کہا بھائی آپ کیسے باتیں کر رہے ہیں نیتا مجھ سے بچا پر کرتی ہے اور یہ مجھے دوبارہ اس دنیا میں لے آئے گی اختر نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اختر تم ابھی نادان ہو۔

میں نے غصے سے کہا میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اختر کو دوبارہ اس دنیا میں لے آؤں گی اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو آپ یہ ڈائری رکھ لیں یہ کہہ کر اس نے ہاتھ آگے کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈائری آگئی میں نے وہ ڈائری لے لی یہ ڈائری آپ کو میری دنیا میں لے آئے گی اس ڈائری پر ہماری دنیا میں آنے کا منتر ہے لیکن اس منتر کو وہ بھی شخص پڑھ سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی پر تل ہو اس شخص کے علاوہ کسی کو بھی اس ڈائری پر لکھا منتر نظر نہیں آئے گا بانا کر جس کی انگلی پر تل ہو اگر وہ منتر پڑھ کر کسی دوسرے ہر پھونک مارے تو وہ بھی ہماری دنیا میں آ سکتا ہے نیتا نے مجھے تفصیل سے بتایا ڈائری چلیں۔

نیتا نے اپنا ہاتھ اختر کی طرف بڑھایا تو اختر نے

اس کا ہاتھ تھام لی نیتا نے کچھ پڑھ کر اختر پر پھونک ماری تو وہ دونوں ہی غائب ہو گئے میں نے اختر کا بہت انتظار کیا لیکن وہ نہ آیا ایک اختر ہی تو اس دنیا میں میرا واحد سہارا تھا اسے نیتا لے گئی میں نے اختر کا بہت انتظار کیا لیکن وہ واپس نہیں آیا پھر میں نے شادی کر لی اب میرے بچوں کے بچے ہیں جو جوان ہو چکے ہیں لیکن اختر آج تک واپس نہیں آیا میں روزانہ اس خالی کمرے میں آتا ہوں مجھے یقین ہے کہ اختر کبھی نہ کبھی ضرور اس کمرے میں واپس آئے گا۔

میں اس کمرے میں اختر کو تلاش کرنے آتا ہوں میں جب تک زندہ ہوں اس کمرے میں آتا رہوں گا دادا جان اپنی کہانی سنا کر خاموش ہو گئے۔

دادا جان آپ نے بتایا کہ نیتا نے آپ کو ایک ڈائری دی تھی اور کہا تھا کہ اس ڈائری کو وہ بھی شخص پڑھ سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی پر تل ہو تو کیا آپ کو ایسا کوئی شخص نہیں ملا جس کی درمیانی انگلی پر تل ہو میں نے دادا جان سے پوچھا میں نے ایسے شخص کو بہت تلاش کیا لیکن مجھے ایسا شخص نہیں ملا لیکن آج مل گیا ہے دادا جان نے میری طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا تو دادا جان آپ نے میری انگلی پر تل دیکھ لیا ہے میں نے اپنا ہاتھ دادا جان کو دکھاتے ہوئے کہا۔

ابھی جب تم مجھے انگوٹھی دے رہے تھے تب میں نے دیکھا تھا دادا جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مجھے بھی دکھائی بلال نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا دادا جان وہ ڈائری کہاں ہے جو آپ کو نیتا نے دی تھی میں نے پوچھا وہ میرے کمرے میں ہے میں ابھی لیکر آتا ہوں دادا جان نے اٹھتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر چلے گئے جب وہ دوبارہ کمرے میں آئے تو انکے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ڈائری تھی۔

دادا جان پہلے میں ڈائری کو دیکھوں گا بلال

نہ کہا تو دادا جان نے ڈائری بلال کو تھادی بلال کافی دیر ڈائری کو دیکھتا رہا لیکن اسے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا دادا نے اس سے ڈائری لے لی اور کہا دیکھو بیٹا تمہیں اس پر کچھ نظر نہیں آئے گا اور پھر ڈائری میری طرف بڑھا کر کہا دیکھو ہمیں اس پر کچھ نظر آ رہا ہے جی دادا جان مجھے اس پر لکھا ہوا منتر نظر آ رہا ہے میں نے خوشی سے کہا تو بیٹا جلدی سے یہ منتر پڑھ کر مجھ پر پھونک مارو تاکہ میں دوسری دنیا میں پہنچ جاؤں اور اپنے بھائی کو واپس لے آؤں دادا جان نے خوشی سے کہا۔

دادا جان میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا بلال نے ضدی لہجے میں کہا تو دادا جان مسکرا دیئے اچھا دادا جان آپ اور بلال اپنی آنکھیں بند کر لیں میں منتر پڑھنے لگا ہوں میں نیکہا تو دادا جان اور بلال نے آنکھیں بند کر لیں من نے منتر پڑھ کر دادا جان اور بلال پر پھونک ماری تو ہمیں ایک جھک سا لگا جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم ایک سرسبز جگہ پر کھڑے تھے یہ جگہ بہت ہی خوبصورت تھی جہاں سرسبز درختوں کیساتھ ساتھ سنہرے رنگ کے مکان بھی بنے ہوئے تھے ان پر سورج کی روشنی پڑ رہی تھی جسکی وجہ سے وہ سونے کی طرح چمک رہے تھے درختوں پر ایسے ایسے پھل تھے جو ہم نے آج تک نہیں دیکھے تھے جگہ جگہ پانی کے نوارے تھے جن کا پانی میرے کی طرح چمک رہا تھا ہر طرف رنگ برنگے پھولوں کی بھر مار تھی جن کی خوشبو سے ساری وادی مہک رہی تھی خیر ہم تھوڑا سا آگے گئے تو ہمیں ایک حویلی نظر آئی وہ بھی سنہرے رنگ کی تھی وہ باقی تمام گھروں سے زیادہ خوبصورت تھی میں نے دادا جان اور بلال کی طرف دیکھا وہ بھی اس حسین ماحول سے لطف اندوز ہو رہے تھے میں بلال اور دادا جان ہم حویلی کے گیٹ کی طرف بڑھے حویلی کا گیٹ کھلا ہوا تھا ہم حویلی کے اندر داخل ہو گئے۔

حویلی کے صحن میں ایک بہت ہی خوبصورت لڑکا

کا مجسمہ بنا ہوا تھا ہم آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس مجسمے کے پاس جا پہنچے وہ مجسمہ بہت ہی خوبصورت تھا اس کی مولی مولی آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں اور اس کے بال سنہری رنگ کے تھے جو سورج کی موجودگی میں سونے کی طرح چمک رہے تھے۔

دادا جانی یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے بلال نے حیران ہو کر کہا۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں ہمیں کوئی بھی دکھائی نہیں دیا ہے کہیں نیتا نے ہمیں غلط منتر تو نہیں دے دیا دادا جان نے ہم دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرے خیال میں ہمیں حویلی کے اندر جا کر دیکھنا چاہیے میں نے مشورہ دیا دادا جان اور بلال نے میرے مشورے پر عمل کیا اور میرے ساتھ حویلی کے نادر آگئے حویلی اندر سے بھی بہت ہی خوبصورت تھی حویلی کے اندر موجود تمام چیزیں سنہرے رنگ کی تھیں اور ساری حویلی کی سجاوٹ بہت ہی عمدہ انداز میں کی گئی تھی ہم نے ساری حویلی چھان ماری لیکن وہاں پر ہمیں کوئی بھی نظر نہیں آیا پھر ہم حویلی سے باہر آگئے تھوڑا آگے گئے تو ہمیں ایک تالاب دکھائی دیا جسے دیکھ کر ہم کانپ کر رہ گئے کیونکہ سارا تالاب خون سے بھرا ہوا تھا اور اس کے اوپر بہت سے ڈھانچے تیر رہے تھے وہ ڈھانچے انسانی ڈھانچوں سے بہت مختلف تھے انکی کھوپڑیاں بہت بڑی بڑی تھیں جن پر دو بڑے بڑے سنگ بھی تھے ہم حیران و پریشان ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی کون ہے اس آواز کو سن کر ہمارے چہروں پر چھایا خوف مزید بڑھ گیا جب ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان لڑکا ہمارے سامنے کھڑا تھا اس کے چہرے کا رنگ بہت سفید تھا اس کی نیلی اور گہری آنکھیں اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہی تھیں اس کے کالے کالے بال اس کی آنکھوں تک پہنچ رہے تھے اختر تم دادا جانے اس لڑکے کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا تو



میں اور بلال حیران و پریشان کبھی دادا جان اور کبھی اس لڑکے کی طرف دیکھتے رہے۔

آپ کون ہو اور نام کیسے جانتے ہو میرا اس لڑکے نے دادا جان کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا میں تمہارا بھائی اسحاق ہوں دادا جان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

کیا آپ نے میرا بھائی تو ابھی تیس سال نہیں ہوگا اور آپ اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تم اختر ہی ہو نان دادا جان نے پوچھا جی ہاں میں اختر ہی ہوں آپ مجھے بتائیں کہ میرا بھائی کہاں ہے اس لڑکے نے دادا جان کے پاس آکر کہا میں ہی تمہارا بھائی ہوں یہ انگوٹھی تم نے ہی مجھے دی تھی ناں۔

دادا جان نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی اس لڑکے کو دکھاتے ہوئے کہا وہ لڑکا بھی انگوٹھی کو دیکھتا اور کبھی دادا جان کی طرف دیکھتا میں نے تمہارا ساٹھ سال تک انتظار کیا لیکن تم نہیں آئے آج میں تمہیں خود لینے آیا ہوں دادا جان نے اس لڑکے کو دیکھتے ہوئے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ آپ کون ہیں اور آپ نے یقیناً یہ انگوٹھی میرے بھائی سے چرائی ہوگی مجھے تو اپنے بھائی سے پچھڑے ہوئے ابھی دو سال ہی ہوئے ہیں اس لڑکے نے دادا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تو دادا جان نے اسے بچپن سے لیکر جوانی تک کی ساری کہانی یاد دلادی اور نیتا کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ کی طرح اختر کی زندگی میں آئی تھی اور کس طرح اسے اپنی دنیا میں لے گئی اس لڑکے نے یعنی اختر نے جب یہ سب کچھ سنا تو وہ دادا جان سے لپٹ کر رونے لگا وہ کافی دیر تک ایک دوسرے کے گلے لگ کر روتے رہے پھر میں اور بلال انکی طرف بڑے اور انہیں سہارا دیا یہ کون ہیں اختر نے پوچھا پھر دادا جان نے اختر کو ہمارے بارے میں بھی سب کچھ بتادیا میں اور بلال بھی اختر سے گلے ملے ہمیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ اختر ہی دادا جان کا بھائی

ہے کیوں کہ دادا جان اور اختر کی عمر میں بہت فرق تھا اچھا اختر تم یہ بتاؤ کہ تم واپس کیوں نہیں آئے اور تم ابھی تک جوان ہو یہ سب کیا راز ہے اور وہ نیتا کہاں ہے دادا جان نے اختر سے پوچھا تو اختر نے اپنے ساتھ بیٹنے والی داستان ہمیں سنا شروع کر دی۔

جب نیتا مجھے اس دنیا میں لے کر آئی تو یہاں بہت خوفناک قسم کے جن اور چڑیلیں تھیں ان کی شکلیں بہت ہی خوفناک تھیں میں انہیں دیکھ کر کانپ کر رہ گیا اختر یہ ہے میری دنیا نیتا نے کہا۔

مگر یہاں تو ہر کوئی خوفناک ہے میں نے کہا اور نیتا کی طرف دیکھا تو میں کانپ اٹھا کیونکہ نیتا کی جگہ ایک بہت ہی خوفناک چڑیل ٹھہری تھی جو ان تمام جنوں اور چڑیلوں سے زیادہ خوفناک تھی اس کی کالی سیاہ رنگت اور اوپر سے سرخ انگارہ آنکھیں اسے اور زیادہ خوفناک بنا رہی تھیں اس کے بڑے بڑے نوکیلے دانت منہ سے باہر جھانک رہے تھے میں اسے اپنے سامنے دیکھ کر ڈر گیا میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پار تھا بس بت بنا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

اختر ڈر نہیں میں نیتا ہوں یہ میرا اصلی روپ ہے اور میں اپنی دنیا میں اپنے اصلی روپ میں ہی رہتی ہوں یہ جو تمہیں جن اور چڑیلیں نظر آ رہے ہیں یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ تم میرے مہمان ہو صرف میرے مہمان نیتا نے مجھے اپنی سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

نی۔۔ نیت۔۔ نیتا۔۔ تم نے مجھے دھ دھوکہ دیا ہے میں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تو اس کا خوفناک قبضہ گونج اٹھا۔

بابا بابا۔۔ بابا بابا۔۔ اس کا قبضہ سکر تمام جن اور چڑیلیں ہماری طرف دیکھنے لگے چھوڑو اس بات کو آؤ میں تمہیں اپنا محل دیکھانی ہوں نیتا نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا تو میں چیخ اٹھا کیونکہ اس کا ہاتھ بہت ہی گرم تھا مجھے ایسا لگا جیسے میرے ہاتھ کو آگ لگ گئی ہو اس نے میرا ہاتھ چھوڑا تو مجھے سکون مل گیا۔

خوفناک ڈائجسٹ

خوفناک 12 فروری 2013

پراسرار دنیا

اچھا آؤ چلیں نیتا نے کہا تو میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ چل پڑا سب جن اور چڑیلیں مجھے دیکھ کر اپنی کالی زبان سے بھوکے کتے کی طرح اپنے ہونٹوں پر پھیر رہے تھے مجھے ان سے خوف آ رہا تھا یہ داوی جتنی خوبصورت تھی اتنے ہی خوفناک چڑیلیں اور جن اس میں آباد تھے نیتا مجھے اپنی حویلی میں لے گئی یہ حویلی دوسرے تمام گھروں سے بڑی تھی حویلی کے چنچن میں ایک بہت ہی خوفناک جن کھڑا تھا اس کے سامنے ہی زمین پر بہت سے جنات ریہوں سے بندھے ہوئے تھے جو جنات ریہوں سے بندھے ہوئے تھے وہ جنات خوفناک نہیں تھے بلکہ انسانوں کی ہی طرح تھے بس صرف ان کے سر بہت بڑے تھے اور سر پر دو دھندے تھے اور باقی تمام جسم انکا انسانوں کی طرح تھا اس بڑے جن نے تالی بجائی تو تین بہت ہی خوفناک چڑیلیں اس کے سامنے آکر سجدے میں گر گئیں جاؤ انکو خونی تالاب میں پھینک دو اس جن نے حکم دیا تو وہ چڑیلیں انہیں اٹھاتے ہوئے حویلی سے باہر چلی گئیں میں اور نیتا دو در کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے وہ خوفناک جن چلا ہوا ہمارے پاس آیا اس کو اپنے سامنے دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا اس کی شکل بہت ہی خوفناک تھی بابا یہ اختر ہے۔

نیتا نے سر جھکا کر کہا تم نے ہمیں خوش کر دیا ہے نیتا اسے حویلی کے اندر لے جاؤ اس جن نے اپنی بھاری آواز میں کہا تو نیتا مجھے حویلی کے اندر لے آئی حویلی اندر سے بھی بہت ہی حسین تھی حویلی کے اندر بھی بہت سے جن اور چڑیلیں تھیں نیتا جہاں سے گزرتی وہ سر جھکا لیتے نیتا مجھے ایک کمرے میں لے آئی یہ کمرہ بہت ہی خوبصورت تھا نیتا پہلے والی شکل میں آئی تو میرا ڈر کچھ کم ہو گیا تمہیں کوئی بھی کچھ نہیں کہے گا تم جہاں چاہو جا سکتے ہو کوئی تمہیں ہاتھ نہ لگے گا تم اس پوری بستی میں گھوم پھر سکتے ہو بلکہ تم ابھی آرام کرو میں کل تمہیں خود پوری بستی کی سیر کرواؤں گی نیتا نے میری طرف گہری نظروں سے

دیکھتے ہوئے کہا تو میں مسکرا دیا۔

اتنے میں ایک خوفناک چڑیل کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک گلاس تھا جس میں سرخ رنگ کا شربت تھا اس نے وہ شربت میرے سامنے پڑے میز پر رکھ دیا اور کمرے سے باہر نکل گئی یہ تمہارے لیے ہے بیو نیتا نے کہا تو میں نے وہ شربت اٹھایا اور پینے لگا شربت بہت ہی مزے دار تھا میں نے جلدی سے سارا شربت پی یا شربت پی کر میرا سارا خوف اور ڈر ختم ہو گیا میں نے نیتا کی طرف دکھا تو اس کے دودانت باہر نکلتے ہوئے تھے نیتا میری طرف مڑی اور اپنے دانت میری گردن میں گاڑ دینویہ جیسے جیسے میرا خون پی رہی تھی مجھے سکون مل رہا تھا پھر رفتہ رفتہ میری آنکھیں بند ہونے لگیں اوز میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں بیڈ پر تھا اور میرا کس کس درد کر رہا تھا۔

یہ درد آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا اتنے میں نیتا کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں سرخ شربت تھا اس نے وہ شربت مجھے دے دیا میں نے جیسے ہی شربت پیار میرا سارا درد ختم ہو گیا اور میں پرسکون ہو گیا۔ اگر مجھے یہ شربت ملتا تو یقیناً میں مر جاتا۔

آؤ اختر میں تمہیں اپنی بستی کی سیر کراتی ہوں نیتا نے کہا تو میں اس کے ساتھ چل پڑا اس نے مجھے اپنی ساری بستی کی سیر کرائی بستی بہت ہی خوبصورت تھی نیتا نے مجھے درختوں کے پھل بھی توڑ کے دیئے وہ پھل بہت ہی مزے دار تھے پھر نیتا مجھے خونی تالاب کے پاس لے گئی اس تالاب کے اوپر بہت سے ڈھانچے تیر رہے تھے یہ وہی جن ہیں جو کل ریہوں سے بندھے ہوئے تھے۔

انہوں نے بابا کی بات نہیں مانی اس لیے بابا نے انہیں خون کے تالاب میں پھینک دیا یہ ڈھانچے اب بھی زندہ ہیں اگر یہ تالاب سے باہر آ جائیں تو یہ دوبارہ اپنی شکل میں آ جائیں گے لیکن یہ تب تک باہر

خوفناک ڈائجسٹ

خوفناک 13 فروری 2013

پراسرار دنیا



نہیں آسکتے جب تک انہیں باہر نہ نکالا جائے نیتا نے مجھے تفصیل سے بتایا پھر نیتا مجھے حویلی واپس لے گئی۔ جلی کے صحن میں ایک خوبصورت لڑکی کا مجسمہ بنا ہوا تھا میں نے اسے دیکھا تو نیتا سے کہا کہ آؤ اس مجسمے کے پاس چلتے ہیں نیتا نے جب یہ سنا تو وہ ڈری گئی اس کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں نمایاں ہونے لگیں۔

اس مجسمے کی طرف بھول کر بھی نہ جانا ورنہ آگ لگ جائے گی نیتا نے پریشانی سے کہا اچھا نہیں جاؤں گا میں نے کہا تو نیتا مسکرا دی پھر نیتا کے ساتھ میں کمرے میں آیا تو وہ ہی سرخ شربت میز پر پڑا ہوا تھا میں جلدی سے شربت کی طرف بڑھا اور شربت پی لیا شربت پی کر مجھے سکون مل گیا ساری تھکن ایک دم غائب ہو گئی میں نے نیتا کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی نیتا جلدی سے میری طرف بڑھی اور میرا خون پینا شروع کر دیا۔

اسی طرح دن گزرتے رہے نیتا روزانہ میرا خون پتی مجھے یہاں آئے ہوئے دو ماہ ہو گئے میں اکیلا باہر جاتا کوئی بھی مجھے کچھ نہ کہتا لیکن میرا دل بہت پریشان تھا میں نے یہاں آکر بہت بڑی غلطی کر دی تھی کیونکہ جب میں نے نیتا سے کہا۔

مجھے میری دنیا میں واپس بھیجو تو اس نے کہا اب وقت گزر گیا ہے میں تمہیں تمہاری دنیا میں نہیں بھیج سکتی ہوں کیونکہ وہاں بہت کچھ بدل گیا ہے تم یقین نہیں کرو گے لیکن یہاں دنیا ٹھہری ہوئی ہے اور تمہاری چل رہی ہے نیتا کی یہ ساری باتیں میری سمجھ میں نہیں آئی تھیں ایک دفعہ رات کو میرا دل بہت گھبرا ہوا تھا میں اپنے کمرے سے باہر آیا اور چلتا ہوا نیتا کے کمرے کے پاس آ گیا کمرے کا دروازہ بند تھا اندر سے آواز صاف باہر آرہی تھی میں باتیں سننے لگا۔

نیتا جتنا جلدی ہو سکے اس لڑکے کا سارا کون پی

لو میں نے اکثر اسے مجسمے کے پاس جاتے ہوئے دیکھا ہے اگر اس لڑکے نے مجسمے کو ہاتھ لگایا تو ہم تباہ ہو جائیں گے یہ آواز نیتا کے بابا کی تھی نہیں بابا وہ ایسا نہیں کرے گا میں نے اسے بتایا کہ اگر تم اس مجسمے کے پاس گئے تو تم جل جاؤ گے نیتا کی آواز ابھری میں جلدی سے اپنے کمرے میں آ گیا اور نیتا کے بابا کی بات پر غور کرنے لگا مجھے اپنی فکر ہونے لگی تھی۔

مجھے نیتا سے خوف آنے لگا تھا مجھے اس کی ساری باتیں سمجھ آ چکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تھی اس کی ساری باتیں سمجھ آ چکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تو اس نے کہا تھا کہ تم صرف میرے مہمان ہو یعنی کہ صرف میں ہی تمہارا خون پیوں گی ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ میرے کمرے میں سفید روشنی پھیلنے لگی میں ڈر کر پیچھے ہٹ گیا اس سفید روشنی نے ایک بزرگ کی شکل اختیار کر لی بزرگ نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور ان کے چہرے پر نور ہی نور تھا۔

بیٹا نیتا پری نہیں ہے بلکہ چڑیل ہے یہ انسانی دنیا سے انسانوں کو یہاں لاتی ہے اور ان کا سارا خون پی کر ان کو اپنا جیسا بنا دیتی ہے بیٹا وہ تمہارا سارا خون پی کر تمہیں اپنا جیسا بنا دے گی اس سے پہلے کہ وہ تمہیں اپنا جیسا بنائے تم اس کو ختم کر دو بلکہ یہاں پر موجود سارے جنوں اور چڑیلوں کو ختم کر دو بزرگ بابا نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مگر میں انہیں کیسے ختم کر سکتا ہوں ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے اور یہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہیں میں نے کہا سب سے زیادہ طاقتور تو وہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے بیٹا اس حویلی کے صحن میں ایک لڑکی کا مجسمہ ہے اس مجسمے میں ان تمام جنوں اور چڑیلوں کی طاقت ہے تم انسان ہو اس لیے تم جیسے ہی مجسمے کو ہاتھ لگاؤ گے یہ تمام جن اور چڑیلیں ختم ہو جائیں گی۔

بزرگ بابا نے مجھے بتایا تو بابا مجھے میری دنیا میں واپس کون بھیجے گا میں نے پوچھا بیٹا اس حویلی

میں ایک تہہ خانہ ہے جس میں مسلمان جنات قید ہیں تم وہ تہہ خانہ تلاش کرو اور انہیں اس قید سے آزادی دلا دو تو وہ تمہیں تمہاری دنیا میں واپس بھیج دیں گے بزرگ بابا نے اتنا ہی کہا اور اپنی جگہ سے غائب ہو گئے میں جلدی سے کمرے سے نکلا اور مجسمے کی طرف چل پڑا ابھی میں مجسمے سے تھوڑی دور تھا۔

کہاں جا رہے ہو نیتا کی غصے بھری آواز مجھے سنائی دی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو نیتا مجھ سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھی وہ اس وقت چڑیل کے روپ میں تھی اور مجھے اپنی سرخ آنکھوں سے گھور رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ میری طرف بڑتی میں بھاگتا ہوا مجسمے کے پاس آ گیا تن نہیں۔ نہیں اختر نیتا نے چیختے ہوئے کہا تو وہاں بہت سے جن اور چڑیلیں جمع ہو گئے نیتا کے بابا بھی بھاگتے ہوئے وہاں آ گئے۔

نہیں اختر مجسمے کو ہاتھ مت لگنا ورنہ جل جاؤ گے نیتا نے خوف زدہ لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی میں نے جلدی سے مجسمے کو ہاتھ لگایا میرا ہاتھ جیسے ہی مجسمے سے ٹکرایا وہاں پر موجود تمام جنوں اور چڑیلوں کو آگ لگ گئی ان کی خوفناک اور دل کو ہلا دینے والی چیخیں پوری بستی میں گونج رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا کہ پوری بستی میں زلزلہ آ گیا ہو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور گر کر بے ہوش ہو گیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں اس مجسمے کے پاس گر پڑا تھا اور میرے ارد گرد کوئی بھی نہیں تھا میں اٹھا اور پوری بستی گھوما لیکن وہ خوفناک مخلوق اس بستی میں مجھے کہیں بھی نظر نہیں آئی اس کے بعد میں نے اس تہہ خانے کی تلاش شروع کر دی جس میں اس بستی کی آدمی مخلوق تھی لیکن میں اس تہہ خانے کو ڈھونڈنے میں آج تک کامیاب نہیں ہوا میں نے پوری حویلی کے ساتھ ساتھ پوری بستی کو بھی جھان مارا لیکن وہ تہہ خانہ مجھے نہ ملا مجھے نیتا نے جو کچھ بتایا تھا سچ ہی تو بتایا تھا کہ یہ دنیا ٹھہری ہوئی ہے اور تمہاری چل رہی ہے مجھے یہاں آئے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں

اور ہماری دنیا میں ساٹھ سال بیت گئے ہیں اختر اپنی داستان سنا کر خاموش ہو گیا۔

اختر کی سنائی ہوئی داستان سن کر ہم حیران رہ گئے دادا جان اب ہم اس بستی سے باہر کیسے جائیں گے بلال نے پریشانی سے کہا ہم سب مل کر تہہ خانہ تلاش کرتے ہیں ہو سکتا ہے وہ تہہ خانہ ہمیں مل جائے میں نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مجھے تو ابھی بہت بھوک لگ رہی ہے میں کچھ کھانا چاہتا ہوں بلال نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ سب یہاں ہی بیٹھیں میں ابھی درختوں سے پھل توڑ کر لاتا ہوں اختر نے اٹھتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد اختر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بہت سے پھل تھے اس نے وہ پھل ہمارے سامنے رکھ دیئے ہم سب نے مل کر وہ پھل ختم کئے وہ پھل بہت ہی لذیذ تھے ایسے پھل ہم نے زندگی میں پہلی بار کھائے تھے میرے خیال میں اب ہمیں تہہ خانے کی تلاش شروع کر دینی چاہیے اختر نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میں اور بلال اٹھ کھڑے ہوئے۔

بھائی آپ آرام کریں ہم تینوں تہہ خانہ تلاش کرتے ہیں اختر نے اٹھتے ہوئے کہا کہ دادا جان نے کہا تو ہم رک گئے ہم ان ڈھانچوں کو خون کے تالاب سے باہر نکالتے ہیں نیتا نے نہیں بتایا تھا کہ اگر یہ ڈھانچے تالاب سے باہر آ جائیں تو یہ دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آسکتے ہیں اگر وہ اصلی حالت میں آگئے تو وہ ہمیں تہہ خانہ کا پتہ بھی دے دیں گے۔

دادا جان نے اختر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر یہ خیال مجھے آ جاتا تو میں اب اپنی دنیا میں ہوتا اختر نے خوشی سے کہا اچھا اب دیر نہیں کرنا چاہیے اور ہمیں ان ڈھانچوں کو تالاب سے باہر نکالنا چاہیے میں نے کہا پھر ہم سب تالاب کے پاس آگئے خوشی تالاب کے اوپر بہت سے ڈھانچے تیر رہے تھے ایک ڈھانچہ بالکل کنارے پر تھا اختر جیسے ہی تالاب سے باہر آیا اس کے ڈھانچے سے سفید دھواں اٹھنے لگا پھر



اس دھویں نے سارے ڈھانچے کو اپنی لپیٹ میں لیا۔

ہم تنگی باندھے ہوئے اس دھویں کو دیکھ رہے تھے جب دھواں ختم ہوا تو اس ڈھانچے کی جگہ ایک جن کھڑا تھا شکر یہ دوستوں آپ نے مجھے اس خوشی تالاب سے نجات دلائی اس جن نے ہمارے پاس آکر کہا یہ تو ہمارا فرض تھا میں نے کہا اچھا اب میں اپنے بانی دوستوں کو بھی اس مصیبت سے نجات دلاتا ہوں یہ کہہ کر اس جن نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر تالاب پر پھونک ماری تو تالاب میں موجود سارا خون غائب ہو گیا جو ڈھانچے تالاب میں تھے ان سے دھواں اٹھنے لگا تھوڑی دیر بعد جب دھواں ختم ہوا تو وہاں بہت سے جن کھڑے تھے انہوں نے بھی ہمارا شکر یہ ادا کیا۔

جب ہم نے ان سے تہہ خانے کے بارے میں پوچھا تو وہ ہمیں لیے اس بجسے کے پاس آگئے انہوں نے ہمیں وہاں سے جیسے کو ہٹانے کو کہا جب ہم نے وہاں سے مجسمہ ہٹایا تو وہاں ایک چھوٹا سا کلاڑی کا دروازہ تھا میں نے آگے بڑھ کر دروازے کو کھول دیا اندر کا منظر بہت ہی خوفناک اور دل کو ہلا دینے والا تھا ہم ڈر کر دو تین چار قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے سارے تہہ خانے کے اندر آگ جل رہی تھی اور اس آگ میں بہت سے ڈھانچے جل رہے تھے جیسے ہی ان ڈھانچوں نے کھلے ہوئے دروازے کو دیکھا تو وہ بھاگتے ہوئے باہر آنے لگے باہر آتے ہی ان ڈھانچوں سے سفید دھواں اٹھنے لگا جب دھواں ختم ہوا تو وہ سب اپنی اصلی حالت میں آگئے تھے ان سب نے ہمارا شکر یہ ادا کیا۔

دادا جان نے کہا کہ یہ تو ہمارا فرض تھا ہم بہت خوش ہیں کہ کسی کو ہماری وجہ سے آزادی مل گئی ہے اب آپ ہمیں ہماری دینا میں واپس بھیج دیں دادا جان کی بات سن کر ایک جن نے کہا کہ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم آپ کو بہت سا سازنا دے

کر بھیجتے لیکن ہماری دنیا کا کوئی بھی خزانہ آپ کی دنیا میں نہیں جاسکتا لیکن ہم آپ کو خزانہ ضرور دیں گے چاہے وہ آپ کی دنیا میں جائے نہ جائے یہ کہہ کر وہ جن حویلی کے اندر گیا جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بہت سے ہیرے تھے اس نے وہ ہیرے ہماری طرف بڑھائے۔

نہیں ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے بس آپ ہمیں ہماری دینا میں واپس بھیج دیں دادا جان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ ہیرے تو آپ کو لینے ہوں گے ورنہ ہم آپ کو واپس نہیں جانے دیں گے اس جن نے ضد کرتے ہوئے کہا تو ہم نے وہ ہیرے اس جن سے لے لیے اچھا آپ سب اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ میں آپ کو واپس بھیج دوں۔

اس جن نے کہا تو ہم نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اس جن نے کچھ پڑھ کر ہم پر پھونک ماری تو ہمیں ایک جھٹکا لگا ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم سب اس خالی کمرے میں تھے اور ہمارے ہاتھ خالی تھے ہاتھوں سے وہ ہیرے غائب ہو چکے تھے اس جن نے جی ہی تو کہا تھا کہ ہماری دنیا کی کوئی چیز آپ کی دنیا میں نہیں جاسکتی خیر ہم سب اپنی دنیا میں آکر بہت خوش تھے اختر کی آنکھوں میں تو خوشی کے آنسو چمک رہے تھے۔

ابو نے اختر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو میں نے شروع سے لے کر آخر تک کی تمام داستان

سب کو سنا دی وہ یہ سب کچھ جھوٹ سمجھ رہے تھے لیکن اختر اس داستان کا واضح ثبوت تھا خیر گھر کے سب افراد اختر سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

دوسرے دن گھر میں اختر کے آنے پر پارٹی رکھی گئی جس میں ہمارے سارے رشتے داروں اور گاؤں کے بھی کافی لوگوں نے شرکت کی دادا جان نے پارٹی کے اختتام پر اعلان کیا کہ ہم سب گھر والوں نے مل کر بلال کا رشتہ کرن سے کر دیا اور ارمان کا منال کے ساتھ یہ شادیاں تائیں کو طے پائیں گی میں اور بلال بہت حیران ہو رہے تھے کیونکہ یہ بات میری اور بلال کے علاوہ سب گھر والوں کو پتہ تھی لیکن کسی نے ہم کو کانوں کا خبر تک نہ ہونے دی خیر میں اور بلال بہت خوش ہوئے ہمیں اپنے گھر والوں کا یہ فیصلہ پسند آیا۔

آج تائیں تاریخ تھی ہر طرف خوشی کا سماں تھا ساری حویلی رنگ بھرنگی روشنیوں سے جلی ہوئی تھی سب کے چہروں پر خوشی تھی کیونکہ آج دو خوبصورت نہیں بلکہ تین جوڑوں کی شادی ہو رہی تھی ایک ارمان اور منال کی دوسری بلال اور کرن کی اور تیسری اختر اور فرحت کی فرحت اس گاؤں کی دوسری بلال اور کرن کی اور تیسری اختر اور فرحت اس گاؤں کی ایک لڑکی تھی جو آج اختر کی شریک حیات بن گئی۔



تیری یاد میں کی ہے میں نے سمندروں سے دوستی فراز پھر بھی مجھے تیرے لفظوں کی پیاس رہتی ہے

☆..... ہانیہ۔ ملتان

اگر میں مر گیا تو اعلان ہو گا

کفن اٹھا کے دیکھنا میرے لبوں پہ تیرا نام ہو گا

☆..... وسم ایڈا ابرار احمد۔ مگومنڈی

جب لگا تھا تیر تب اتنا درد نہ ہوا عمر زخم کا احساس تب ہوا جب کمان دیکھی یاروں کے ہاتھ میں

☆..... محمد عمر۔ میان چنوں

## باپ کا مقام

باپ کا احترام کرو تاکہ تمہاری اولاد تمہارا احترام کرے۔ باپ کی عزت کرو تاکہ اس سے فیضیاب ہو سکو۔ باپ کا حکم مانو تاکہ خوشحال ہو سکو۔ باپ کی سختی برداشت کرو تاکہ باکمال ہو سکو۔ باپ کی بات غور سے سنو تاکہ دوسروں کی سنی نہ پڑے۔ باپ کے سامنے اونچا نہ بولو ورنہ خدا تم کو نیچا دکھائے گا۔ باپ کے سامنے نظریں جھکا کر رکھو تاکہ خدا تم کو دنیا میں بلند کرے۔ باپ ایک کتاب ہے جس پر تحریر ہوتے ہیں تجرے۔

☆..... ابرار احمد۔ مگومنڈی

## ضرور سوچئے!

جب ہم نماز نہیں پڑھتے تو مت سوچئے کہ وقت نہیں ملا بلکہ یہ سوچئے کہ آخر ہم سے ایسی کون سی خطا ہو گئی کہ اللہ نے ہمیں اپنے سامنے کھڑا کرنا پسند نہ کیا۔ نماز بھی تو ملاقات ہے اپنے بندے کی اپنے رب سے۔ جیسے ہم صرف انہی لوگوں کو اپنے گھر بلانا پسند کرتے ہیں جنہیں ہم پسند کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی صرف انہی لوگوں کو اپنے گھر بلاتے ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں تو ساتھیوں ہمارے میں اک بار ضرور سوچئے گا!

☆..... وارث آصف خان نیازی۔ واں بھراں

## بولتے لفظ

☆ اللہ کے ساتھ وابستہ ہونا زندگی ہے اور اس سے غافل ہونا موت ہے۔

☆ اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں ان کا بھی شکر ہے کہ تکلیف برداشت کرو۔

☆ سمجھنے کا آسان طریقہ بتاتا ہوں، سمجھانا نہ شروع کر دیتا۔ یہ پہلی بات ہے سمجھانے کی کوشش نہ کرو۔ آپ سمجھنا شروع کر دو گے۔

☆ آپ کوئی ایک چیز دین کے لئے کے مطابق ایک عمل اپنی زندگی میں شامل کرو۔ کوئی سامع، زندگی ساری کی ساری دین میں ذمل جائے گی۔



# لاچی جادوگر

--- تحریر: آسیہ ساگر ---

انہوں نے درویش سے رابطہ کیا تو درویش نے ان کو بتایا کہ وہ جادوگر چندہ کو کالا جنگل میں لے گیا ہے تم جلدی کرو اور وہاں پہنچ جاؤ چندہ پھر اسے جادو کا استعمال کرتے ہوئے کالا جنگل تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ انگوٹھی جو درویش نے ان کو دی تھی وہ اس انگوٹھی کے ذریعے غائب ہوتے پورن جادوگر کو نظر نہیں آ رہے تھے چندہ بڑے آرام سے پیچھے سے طلسمی خنجر نکال کر سیدھا پورن جادوگر کے سینے میں کھوپ دیتا ہے اور جس سے پورن جادوگر جل کر بھسم ہو جاتا ہے اس کے بھسم ہوتے ہی پجاری جادوگر حاضر ہو جاتا ہے پجاری جادوگر جلدی سے چندہ کو پکڑ لیتا ہے اور اس کو مارنے کے لیے آگے خنجر بڑھاتا ہے اور کہتا ہے جو بھی ہے جلدی سے سامنے آ جاؤ میں چندہ کو مار ڈاؤں گا وہ گھبرا جاتے ہیں اور جلدی سے نمودار ہو جاتے ہیں پجاری چندہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے وہ تو تم ہو چندہ ہاں میں ہوں تم نے کیا سوچا کہ تم دونوں جتنا چاہو گے میرا استعمال کرو گے اور میں بھی ہوش میں نہیں آؤں گا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا کرم کیا ہے اور مجھے سیدھا راستہ دکھلایا ہے اور اب تم مجھ سے نہیں بچ سکو گے پجاری جادوگر ایک زوردار قہقہہ لگاتا ہے اور کہتا ہے تم مجھے نہیں مار سکتے چندہ کے ساتھ پجاری جادوگر جب یہ باتیں کر رہا تھا تو حیدر علی چپکے سے پیچھے سے ایک زوردار دھک پجاری کو دیتا ہے جس سے چندہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور حیدر علی چندہ کو پکڑ لیتا ہے چندہ جلدی سے انگوٹھی ہاتھ میں ڈالتا ہے اور انگوٹھی ڈالتے ہی وہ چاروں غائب ہو جاتے ہیں اب پجاری جادوگر کو وہ چاروں نظر نہیں آ رہے تھے کہ اچانک سے پجاری جادوگر کے اوپر چڑھ کر تاسے اور وہ چیخا چلنا شروع ہو جاتا ہے اتنے میں وہ چاروں بھی نمودار ہو جاتے ہیں اور وہ طلسمی تیزاب چندہ کے ہاتھوں میں دیکھ کر رونا شروع کر دیتا ہے اور اب چندہ سارا طلسمی تیزاب پجاری جادوگر کے اوپر پھینک دیتا ہے جس سے بہت جلدی وہ جل کر بھسم ہو جاتا ہے اور اس طرح لالچی جادوگر کی موت ہو جاتی ہے اور چندہ کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

جواب تھا۔

چندہ اپنے کمرے میں سوئی وہی ہے کہ اچانک اسے اس کے کان میں ایک آواز گونجی۔ چندہ اٹھو تم ابھی تک سو رہی ہو میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں پلیز جلدی اٹھو اور آؤ ایک دم سے چندہ اٹھ بیٹھی جب ٹائم دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے چندہ کی کزن عالیہ اس کے پاس سوئی ہوئی تھی وہ بڑے آرام سے سو رہی تھی پہلے کی طرح چندہ اپنا وہم سمجھ کر پھر دوبارہ سو گئی اور یہ واقعہ پہلے بھی ہر رات اس کیساتھ پیش آتا تھا صبح کو ابھی تو ہر روز کی طرح عالیہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے رات کو کچھ کہا تھا مجھے مگر ہر بار کی طرح عالیہ کا یہی

خوفناک ڈائجسٹ

خوفناک 18 فروری 2013

خوفناک 19 فروری 2013



کے دروازے پر اچانک سے اس کی ٹکرائی لڑکے سے ہوتی ہے چندا لڑنے لیتی ہے تو وہ لڑکا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گرنے سے بچا لیتا ہے چندا اس کا شکر یہ ادا کرتی ہے تو جب وہ لڑکا آگے سے بولتا ہے تو چندا کو ایسے لگتا ہے جیسے وہ یہاں ہر روز سنتی ہے۔

چندا ابھی اس سے اس کا نام پوچھنے لگتی ہے مگر جب اوپر اس کی طرف دیکھتی ہے تو وہ دور جا چکا ہوتا ہے پھر چندا اپنی کلاس میں چلی جاتی ہے چندا پر سے پہنچتی ہے کلاس میں تو کلاس میں ایک بھی سیٹ خالی نہیں ہوتی چندا جلدی سے جا کر بیٹھ جاتی ہے اور اپنی کتابیں نکال کر پڑھنا شروع کر دیتی ہے کہ اچانک سے اسے بین چاہیے تھا مگر اس کے پاس بین نہیں تھا وہ اپنے بیک میں دھونڈتی ہے مگر نہیں ملتا کہ اچانک وہی آواز جو ہر رات کو وہ سنتی آتی ہے تو چندا چونک جاتی ہے اس کی سیٹ کے ساتھ وہی لڑکا بیٹھا تھا چندا سے کہا۔

آپ کا بین میرے پاس آگیا تھا میں جلدی میں تھا اس لیے آپ کو واپس دے نہ سکا یہ لو اپنا بین مگر چندا تو جیسے ساکت ہو کر رہ گئی یہ لیں اپنا بین آپ سن رہی ہیں ناں اور آپ ٹھیک تو ہیں ناں مگر چندا تو جیسے ساکت تھی ویسے ہی بیٹھی تھی وہ چندا سے ہاتھ پکڑ کر اسے بلاتا ہے تو چندا چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی ہے اور اپنا بین لے لیتی ہے چندا جو کہ بہت خوبصورت لڑکی تھی اور بہت اچھی بھی تھی کانچ کے برلڑکے کی خواہش تھی چندا سے دوستی کرنے کی مگر وہ لڑکوں سے دوستی کرنا اچھا نہیں سمجھتی تھی مگر یہ سب دیکھ کر حیران تھے کہ چندا آج ایک ایسے لڑکے سے بات کر رہی تھی جس کو نہ وہ جانتی ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کچھ پتہ ہے چندا اس لڑکے سے اس کا نام پوچھتی ہے تو وہ لڑکا اپنا نام بتاتا ہے۔

میرا نام جنید ہے اور آج میں پہلے دل کانچ آیا ہوں آپ کا نام کیا ہے میرا نام چندا ہے بچانے کیوں آج جب چندا جنید سے ملتی تو تب سے ہی چندا کا دل دھڑک رہا تھا اور وہ بار بار کیوں جنید کے پیچھے جا رہی تھی صرف اس کے بارے میں سوچ رہی تھی چندا اور عالیہ گھر واپس آئی تو

چند ا کو اس کی آغوش سارہ نے بتایا کہ تمہارے نام ایک لیٹر آیا ہے چندا وہ لیٹر لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور کتابوں میں رکھ دیا چندا لیٹر دیکھ کر بھول گئی جب شام کو اپنے کمرے آئی تو چندا کو وہ لیٹر نظر آیا اور اس نے اس کو کھول دیا جب پڑھنے لگی تو حیران رہ گئی کیونکہ لیٹر میں لکھا تھا کہ لیٹر ملتے ہی لاہور آ جانا ورنہ بہت بڑا نقصان ہوگا چندا اپنی آغوش کو بتایا آئی چندا کو جانے کی اجازت دے دی اور عالیہ کو بھی ساتھ بھیج دیا اور انیور گاڑی نکالتا ہے اتنے میں چندا اور عالیہ تیار ہو کر باہر آگئیں چندا کی آغوش کے گھر سے لاہور کا سفر ڈیرہ گھنٹے کا تھا اس لیے وہ اتنی پریشان نہیں تھیں اور ویسے بھی ابھی شام نہیں ہوئی تھی ابھی کچھ دن باقی تھا۔

وہ دونوں سفر پر روانہ ہو گئیں گاڑی اپنی رفتار سے چلتی جا رہی تھی کہ اچانک سے گاڑی بند ہو گئی ڈرائیور نیچے اتر آیا اور گاڑی کو دیکھنے لگا۔ اف پٹرول ختم ہو گیا ہے ڈرائیور نے چندا کو بتایا کہ بی بی جی کار میں پٹرول ختم ہو گیا ہے یہاں سے تھوڑی دیر پٹرول پمپ ہے میں جا کر وہاں سے پٹرول لے آتا ہوں آپ یہاں پر ہی بیٹھنا چندا نے کہا ہاں جلدی جاؤ اور لے کر آؤ ہم یہاں تمہارا انتظار کرتی ہیں تھوڑی دیر بعد اندر اچھا نہ لگتا ہے اندر اچھا نہ لگتا ہے وہ دونوں ڈری جاتی ہیں کیونکہ ڈرائیور بھی ابھی تک نہیں آیا تھا اک گھنٹہ ہونے کو تھا تب انہوں نے فیصلہ کیا کہ کسی سے لفٹ لے لیتی ہیں دو تین گاڑیوں کو انہوں نے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ روکیں۔

وہ گھرفون کرنے لگی تو اس کو خیال آیا کہ موبائل تو گھر میں ہی رہ گیا ہے عالیہ کے پاس موبائل تھا مگر اس کے موبائل کے سٹائل نہیں آ رہے تھے کیونکہ جس علاقہ میں وہ دونوں اس وقت تھیں وہ کافی بیک علاقہ تھا شاید اسی وجہ سے فون نہیں ہو رہا تھا اتنی خوفناک رات سنسان سڑک پتوں کی سرسراہٹ بلا کا خوف مکمل سناٹا ان کے خوف میں دھیرے دھیرے اضافہ ہوتا جا رہا تھا ڈرائیورے دونوں کے پسینے چھوٹ رہے تھے کہ اچانک دور سے ایک روشنی دکھائی دی اور چندا اور عالیہ کی تھوڑی سی جان

میں جان آئی سر وہ روشنی جب ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے لمبی سانس بھری اور گاڑی کو اشارہ کیا گاڑی ایک لمحہ میں ہی رکنے لگی اس میں چندا واپس قسم کے لڑکے بیٹھے ہوئے تھے ان لڑکوں نے خود ان سے بات چیت کرتا شروع کر دی۔

آپ دونوں کو لفٹ چاہیے ناں آپ بیٹھ جائیں ہمارے ساتھ مگر چندا اور عالیہ جو تھوڑی دیر پہلے خوش تھیں اور زیادہ گھبرا گئیں ابھی وہ لڑکے ان دونوں کو کہہ رہے تھے کہ اچانک ان کا ڈرائیور آگیا اور ان کو گہرا سکون مل گیا انہوں نے ان سے کہہ دیا کہ آپ لوگ جایں اب ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے مگر وہ ان کا پیچھے چھوڑنے والے کہاں تھے وہ زبردستی پر اتر آئے ہاتھ پائی میں ڈرائیور کو بھی چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ بے ہوش ہو گیا عالیہ ان لڑکوں سے ہاتھ جوڑنے لگی کہ یکدم اس کو ایک زور سے دھکا سا لگتا ہے جس سے وہ دوڑ جا گئی اس کے بعد اس کو کچھ بھی ہوش نہ تھا کہ کیا کچھ ہوا جب اس کو ہوش آیا تو وہ زور زور سے چلانے لگی کہ اتنے میں کہیں سے جنید آگیا اور وہ جنید کو کچھ کر مدد مانگنے لگی جنید ایک منٹ میں ان سب لڑکوں کو بھاگ دیتا ہے چندہ کی تھوڑی جان میں جان آئی ہے وہ جلدی سے عالیہ کی طرف جاتی ہے اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی ڈرائیور بھی ہوش میں آگیا عالیہ ہوش میں آتے ہی چندہ سے سوال کرنے لگی کہ چندہ تم ٹھیک تو ہونا۔

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں اگر جنید وقت پر نہ آتا تو آج ہم بچ نہیں سکتے تھیں اس نے وقت پر آکر ہمیں ان کے ہاتھوں سے بچایا ہے چندہ یکدم سوچنے لگی کہ اتنی رات گئے جنید اتنی دور کیسے آگیا کیا اسے پتہ تھا کہ ہم لاہور جا رہی ہیں پھر اس نے اپنی ان سوچوں کو ختم کیا اور عالیہ کو پکڑ کر گاڑی میں بیٹھایا اور گاڑی چل دی وہ لاہور جا پہنچیں۔

جاستے ہی انہوں نے گھرفون کیا تو پتہ کہ سب گھر والے ہی ان کے بچے سے پریشان ہیں چندا نے گھر والوں کو تمام بتادی کہ ان کے ساتھ راستہ میں یہ کچھ ہوا ہے گاڑی

ی کا پٹرول ختم ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ جلدی گھر نہ پہنچ سکیں۔ پھر وہ اپنے مٹی پاپا کے کمرے میں گئی اور اپنی بچپن کی تصویریں دیکھ کر اپنے ماضی میں گھومنے کی عالیہ کی آواز سے وہ چونک گئی۔

عالیہ ہم تین جناب میں جلو با کھانا کھا لو یا ر مجھے تو بہت بھول گئی ہے جلدی سے آ جاؤ اوکے تم چلو میں انی ہوں پھر چندہ اور عالیہ کھانا کھا کر سونے کی تیاری کی تیار کرنے لگیں کہ ملازمہ آکر بولی بی بی جناب آپ کو کوئی ملنے کے لیے آیا۔

کون ہو سکتا ہے جو ہمیں ملنے کیلئے آیا ہے چلو جو بھی ہے اس کو اندر لے آؤ ملازمہ ایک بوڑھی خاتون کو اندر لے کر آئی بوڑھی خاتون کیساتھ ایک جوان لڑکا بھی تھا وہ اس بوڑھی خاتون کا پوتا تھا جس کا نام حیدر علی تھا بوڑھیا بوڑھیا بہت ہی لاغر اور کمزور سی تھی اور کافی عمر رسیدہ بھی۔ اس نے اپنے ہاتھ میں لالھی تھامی ہوئی تھی جس کی مدد سے وہ تھوڑا چل سکتی تھی وہ بوڑھی عورت چندہ کے پاس آکر بیٹھ گئی اور چندہ نے کہا کیا آپ نے مجھے خط لکھا تھا۔ جی ہاں بوڑھیا کی بجائے اس لڑکے نے جواب دیا دادی اماں مجھ سے ہی خط لکھوایا تھا ان کو آپ سے بہت ضروری بات کرنی تھی۔

اوہ اچھا تو کیا بات کرنی تھی آپ نے مجھ سے۔ بتائی ہوں بنیاد کو پہلے میں تمہیں جی بھر کر دیکھ تو لوں بالکل اپنی دادی پر گئی ہو وہی شکل وہی خوبصورتی چندہ یہ سن کر اچھل پڑی اوہ کیا آپ نے میری دادی اماں کو دیکھا ہوا ہے۔ ہاں بیٹا اتنے میں ملازمہ چائے لے کر آئی عالیہ نے کہا پہلے آپ لوگ چائے پی لیں پھر بات کرتے ہیں آرام سے عالیہ حیدر علی کو چائے دینے لگی وہ جو کہ نہایت ہی خوبصورت لڑکا تھا عالیہ تو بس اسے دیکھ کر جا رہی تھی عالیہ بھی بہت پیاری تھی چندہ بوڑھیا سے بولی ہاں تو اب بتائیں۔

بیٹا بہت عرصے پہلے یہاں شہر سے دور ایک گاؤں تھا گاؤں میں تمہارے دادا کی بہت بڑی حویلی تھی تمہارے دادا ایک بہت ہی رحم دل انسان تھے پھر ایک مد



کرتے تھے میں تمہاری دادی کی سہیلی تھی ہم لوگ شہر میں رہتے تھے ان دونوں میں بھی اسی گاؤں میں گئی تھی ان دنوں تمہاری دادی بہت پریشان تھی میں نے پریشانی کا سبب پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ کچھ دنوں سے ہمارے گھر میں عجیب عجیب حادثے ہو رہے ہیں تو میں تمہاری دادی سے پوچھا۔

کہیں یہ حادثے اس جادوگر کی وجہ سے تو نہیں ہو رہے ہیں اس گاؤں میں آیا تھا نہیں اسے ہم نے مار دیا تھا کیونکہ اس کی وجہ سے پورا گاؤں پریشان تھا ایک دن اچانک وہ جادوگر ہماری حویلی میں آگیا اور اس کی نظر میری بڑی بیٹی رخسانہ پر پڑ گئی اس جادوگر نے بچانے کیا جادو کیا کہ رخسانہ پر کہ رخسانہ دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی وہ نہ کچھ کھاتی اور نہ کچھ پیتی بس کبھی سی اور ذری ذری سی رہتی تھی اور ایک دن وہ اپنے کمرے میں سر رہی تھی اور وہاں سے غائب ہو گئی ہم نے بہت تلاش کیا مگر وہ مل نہ سکی اور پھر کچھ دیر بعد وہی جادوگر دوبارہ آیا اور اسے دربانوں نے بہت مارا۔

وہ جاتے ہوئے یہ کہہ گیا کہ میں دوبارہ آؤں گا اور اس حویلی کو اپنا بنا کر ہی چھوڑوں گا پھر میں نے تمہاری دادی کو سہلی دی کہ حوصلہ رکھو میرے جاننے والا ایک درویش بابا ہے جو سنا ہے کہ وہ ہماری مدد کریں کچھ دیر بعد تمہاری دادی کے گھر تمہارے ابا پیدا ہونے حویلی میں بڑی دیر بعد کوئی خوشی آئی تھی اور پھر میں نے اس درویش کو بھی بلایا تاکہ وہ جادوگر بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے درویش پتھر جو ہمیں بتایا وہ سن کر ہمارے اوسان خطا ہو گئے درویش نے بتایا کہ اس کا نام پورن جادوگر ہے یہ عام سا جادوگر تھا مگر اسے ایک بہت بڑا جادوگر اور اس دنیا کا امیر جادوگر بنا تھا اور اسی لالچ میں پورن جادوگر نے جنگلوں میں جا کر چلے کر ناشروغ کر دیئے اور آکر کارایک دن اس کے پاس ایک ایسی طاقت آگئی جس کے ذریعے یہ بڑے سے بڑے جادوگر سے رابطہ کر سکتا تھا اور پھر ایک دن اس پورن جادوگر کے پاس بچاری جادوگر آیا اور اس نے اسے بتایا۔

بہت دور ایک حویلی سے اس حویلی میں ایک بہت چھوٹا سا کمرہ ہے اور اس کمرے میں ایک ایسا خزانہ ہے جس کو حاصل کر کے تم اس دنیا کے سب سے امیر انسان بن جاؤ گے بچاری جادوگر نے پورن جادوگر کو یہ بھی بتایا کہ اگر تم اس کے پورے خاندان کو ختم کر دو گے تو وہ خزانہ تمہیں خود بخود مل جائے گا مگر سب سے پہلے تمہیں دس بچوں کا خون چنا ہوگا اور ان بچوں کا خون جو چاند کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے ہوں اور پھر وہ جادوگر اس گاؤں میں اور نو بچوں کا اس جادوگر نے خون بیا اور جو دوسواں بچہ تھا وہ آپ کی بیٹی تھی اس جادوگر نے آپ کی بیٹی پر پہلے جادو کیا اور پھر اسے مائب کر کے اس کا خون بیا اور اب وہ بہت زیادہ طاقت ور بن گیا ہے۔

اور ہاں بچاری جادوگر نے پورن جادوگر کو یہ بھی بتایا تھا کہ اگر وہ آپ کے خاندان کو نہ مارے گا اور وہ کبھی اس خزانے تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر اب خزانہ حاصل نہ کر سکو گے تو پھر تمہیں انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ اس حویلی کے سردار کے بیٹے کے بیٹے کی جواو داد ہوگی اس کے ذریعے تم یہ خزانہ حاصل کر سکو گے پھر تمہاری دادی نے درویش سے پوچھا کہ کیا آپ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتے تو انہوں نے کہہ نہیں میں اتنا زیادہ طاقت ور نہیں ہوں وہ جادوگر بہت زیادہ طاقتور ہے۔

ہاں مگر میں آپ کو ایک ایسا تعویذ بنا کر دیتا ہوں جو جب تک آپ کے بیٹے کے گلے میں رہے گا وہ جادوگر اس بچے کو نہیں مارے گا پھر وہ درویش چلا آیا اور پھر کچھ دنوں بعد ہمارے اس گاؤں میں بہت بڑا طوفان آیا ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا میں اور تمہاری دادی اس وقت حویلی میں ہی تھیں کہ اچانک باہر سے شوری آواز آئی اور ہر طرف سے یہی آواز آرہی تھی کہ پورن جادوگر آیا ہے پورن جادوگر آیا ہے ہم دونوں خوف سے ڈر گئیں اور اتنے میں تمہارے دادا جان آئے اور انہوں نے کہا۔

اب وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا ہمیں چھ کرنا ہوگا اس سے پہلے کہ کہ پورن جادوگر اس حویلی میں پہنچے ہمیں اپنے

بچے کو چھپانا ہوگا اور اس طرح تمہاری دادی نے تمہارے ابا کو مجھے سونپ دیا اور کہا۔

تم انہی اس کو لے کر شہر چلی جاؤ ورنہ وہ ہمارے بچے کو مار دے گا اگر میں ساتھ گئی تو اس جادوگر کو شک ہو جائے گا اس لیے تم اسے لے کر چلی جاؤ اور پھر میں تمہارے باپ کو لے کر شہر آگئی بعد میں مجھے خبر ملی کہ تمہارے دادا اور دادی کو پورن جادوگر نے مار ڈالا ہے اور خزانہ حاصل نہ ہونے کی وجہ سے پورن جادوگر بہت غصے میں تھا اور وہ اس بچے کو ڈھونڈھ لگا جو میرے پاس تھا لیکن جو تعویذ تمہارے باپ کے گلے میں موجود تھا اس کی وجہ سے جادوگر ہم تک نہیں پہنچ پا رہا تھا شہر آکر میں نے تمہارے ابا کو اپنا بیٹا بنالیا اور اسے اپنا نام دے دیا تاکہ وہ جادوگر نہ پہنچ سکے پھر تمہارے ابا اور حیدر علی کے ابا دونوں بھائی بڑے ہوئے اور پھر ان دونوں کی شادی کر دی اور کچھ عرصہ بعد تم پیدا ہوئی تو تمہارے باپ وہ تعویذ اپنے گلے سے اتار کر تمہارے گلے میں ڈالا جس کی وجہ سے جادوگر کو تمہارے زندہ ہونے کو شہوت اور تمہارے ابا کا ٹھکانہ بھی معلوم ہو گیا۔

انہی دنوں میں عالیہ بھی پیدا ہوئی تھی جس کو دیکھنے کے لیے تمہاری ابا اور ابو اور تم تینوں ان کے گھر کے لیے رو نہ ہوئے تھے راستے میں ایک سیڈنٹ ہو گیا جو جادوگر کی وجہ سے ہوا تھا اور تمہیں اس لئے کچھ نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ تعویذ تمہارے گلے میں تھا اور بیٹا یہ تعویذ کبھی بھی اپنے گلے سے نہ اتارنا اور ہاں ہاں بیٹا جب تک تم اس میں نہیں جاؤ گی تب تک وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور تم بیٹا کبھی وہاں مت جانا اور کے دادی جان میں کبھی حویلی نہیں جاؤں گی وہ بہت گہرائی میں چندا کو کہانی سنارہی تھی اور وہ بھی بہت غور سے سن رہی تھیں چندا دادی اماں کو کھلی دے رہی تھی۔

اچھا بیٹا اب تم سو جاؤ میں چلتی ہوں رات کافی ہو گئی ہے چلو حیدر مجھے لے چلو اچھا دادی اماں چلیں پھر حیدر اور اس کی دادی اماں چلے گئے مگر عالیہ اور چندہ کو سوچوں میں ڈال گئے تھوڑی دیر بعد چندہ اور عالیہ دونوں سونے کے

لیے اپنے بیڈروم میں چلی گئیں چندہ کو آج وہ آواز سنائی نہیں دی تھی جو اس کو ہر رات اس کو سنائی دیتی تھی اور شاید اسی وجہ سے چندہ آج گہری نیند سوئی تھی۔

صبح اچھی ناشتہ کے بعد تیار ہو کر دادی اماں سے خدا حافظ کہنے کے لیے ان کے گھر گئیں اور ان کے گھر پہنچی تو حیدر علی بھی کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا چندہ نے حیدر علی سے پوچھا۔

جی جناب آپ کہاں جا رہے ہیں وہ آپ میں آپ کے شہر جا رہا ہوں وہ کیوں۔ وہ مجھے وہاں کچھ کام ہے اس لیے اتنے میں دادی اماں کی آواز سنائی دی بیٹا حیدر علی چندہ اور عالیہ کو کبھی ساتھ لے جانا اکیلی ہیں دونوں۔ جی دادی میں ان کو ساتھ لے جاؤں گا حیدر علی من ہی من میں بہت خوش ہو رہا تھا اور کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا چندہ جب حیدر علی کو دیکھتی تو اسے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا کر پا کر حیران ہو جاتی پھر اس نے خودی سے کہا لو یہ تو گیا کام ہے اور پھر زور سے اس کے کان کے پاس جا کر کہا حیدر علی۔

حیدر علی گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اور بڑبڑاتا ہوا بولا کیا ہوا آپ کی کیا ہوا آپ کی کچھ نہیں مگر تم کس سوچ میں ڈوبے ہوئے ہو وہ آپ کی عالیہ۔

کیا ہوا عالیہ کو کچھ نہیں وہ چندہ آگے سے بولی کیا وہ وہ کر رہے ہو سیدھی طرح سے کہو ناں کہ عالیہ سے بات کرنی ہے تمہیں ہاں وہ میں کہنے ہی والا تھا اوائے جناب کر داتی ہوں بات دے یہ بھی اب ہم اکٹھے ہی جا رہے ہیں سچ آپ کی۔ جی ہاں حیدر یو پی۔

اوکے اب جاؤ اور عالیہ سے کہہ کر تیار ہو کر جلدی باہر آجائے میں دادی اماں سے مل کر آتی ہوں چندہ دادی اماں سے ملنے کے لیے چلی گئی دادی اماں اسے بہت پیار کرنے لگی اور بولی۔ بیٹا اپنا خیال رکھنا اور کبھی ضرورت پڑے تو میں تمہیں اس درویش کا پتہ دے دوں گی وہ تمہاری مدد ضرور کریں گے ٹھیک ہے دادی اماں اچھا اب میں چلتی ہوں خدا حافظ۔

بیٹا خدا حافظ چندہ عالیہ اور حیدر علی تینوں چلے گئی



حیدر علی بہت خوش تھا اور ویسے بھی اب عالیہ اور حیدر علی کی دوستی ہوئی تھی حیدر علی چندہ داور عالیہ کو گھر چھوڑ کر اپنے کام لیے چلا گیا۔

چندہ گھر آکر ساری بات اپنی آنٹی کو بتائی آنٹی سارہ یہ سب سن کر بہت غبرائی کیونکہ وہ عالیہ اور ابو بکر سے زیادہ چندہ سے پیار کرتی تھی چندہ اپنی آنٹی کو تسلی دینے لگی کہ مجھے کچھ نہیں ہوگا ویسے بھی چندہ بہت نیک دل لڑکی تھی اور ہمیشہ سے ہی ہر کسی سے اچھا برتاؤ رکھتی تھی رات کو جب چندہ اپنے کمرے میں سونے کے لیے گئی تو اچانک اسے جنید کا خیال آیا کہ جنید نے ہمیں بچایا تھا اور مجھے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے خیر صبح سب سے پہلے میں اس کا شکریہ ادا کروں گی پھر کوئی اور کام کروں گی کالج جاتے ہی وہ سب سے پہلے جنید کو تلاش کرنے لگی مگر وہ کہیں بھی اس کو دکھائی نہ دیا چھٹی کے وقت چندہ کی نظر جنید پر پڑی وہ شاید کسی کام میں مصروف تھا چندہ بھی جنید کے پاس چلی گئی اور سلام دعا کے بولی۔

تم نے اس دن ہماری جان بچائی مگر تم اتنی جلدی وہاں سے چلے بھی گئے مجھے شکریہ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا یہ تو میرا فرض تھا سو میں نے کر دیا چندہ بولی جو بھی میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرنی ہوں ٹھیک ہے چندہ جنید سے بولی۔

تم اتنی رات کو وہاں کیا کرنے گئے تھے تو جنید نے بڑے آرام سے کہا میں وہاں اپنے کسی دوست سے ملنے گیا تھا اور راتے میں آپ لوگوں کو مصیبت میں دیکھا تو مدد کے بغیر رہ نہ سکا۔ افسانہ اچھا خبر آج سے ہم دونوں دوست ہیں جنید چندہ کا منہ تلنے لگا ٹھیک ہے تو چلو ملاؤ ہاتھ۔

اوکے فریڈ جی اب تو ہم دونوں دوست بن گئے ہیں ہاں اس طرح جنید اور چندہ کی دوستی ہو گئی اور بہت جلد یہ دوستی پیار میں بدل گئی ان دونوں کا پیارا تانا بھرتا تھا کہ وہ دونوں بغیر بات کئے ایک دوسرے کی بات کو سمجھ لیتے تھے اور جب بھی چندہ کسی مصیبت میں ہوتی تو صرف دل سے جنید کو آواز دیتی اور جنید اس کے پاس حاضر ہو جاتا

چندہ نے اپنے بارے میں سب کچھ جنید کو بتا دیا تھا مگر چندہ صرف جنید کے بارے میں اتنا ہی جانتی تھی کہ کچھ دیر پہلے جنید امریکہ سے آیا تھا اور اس سے زیادہ چندہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔



دوسری جانب پورن جادوگر چندہ کے انتظار میں تھا اور پورن جادوگر اب اتنا طاقتور ہو گیا تھا کہ وہ چندہ کو جادوئی شے میں دیکھ سکتا تھا اور آج اس پور جادوگر نے چندہ کو پہلی بار دیکھا تھا تو اسے دیکھتے ہی اس کا عاشق ہو گیا تھا مگر جب جادوگر چندہ کو جنید کے ساتھ دیکھا تو غصے سے آگ بولہ ہو گیا پورن جادوگر چندہ پر اتنا فہم ہو گیا کہ وہ اس سے شادی کرنے اور ہمیشہ کے لیے امر رہنے کا فیصلہ کر لیا پورن جادوگر اس رات بچاری جادوگر سے ملا بچاری جادوگر کی روح پورن جادوگر کے پاس الٹی اور پوچھا کیا معاملہ ہے تو پورن جادوگر چندہ کے بارے میں اسے بتانے لگا کہ وہ اسے حاصل کرنا چاہتا ہے بچاری جادوگر پورن جادوگر سے بولا۔

اگر تم امیر بننا چاہتے ہو تو ایک ہی صورت ممکن ہے یا تو تم چندہ سے شادی کر لو اور وہ بھی چندہ کی مرضی سے اور دوسری بات یہ کہ تم تلوار کے ایک ہی وار سے چندہ کا سر قلم کر دو اور اس کے خون سے تمہارا کمر ہمیشہ کے لیے جوان اور امیر ہو جاؤ گے اور ہاں سر قلم کرتے وقت چندہ کی نظر تم پر نہ پڑے ورنہ تم وہیں جل کر بھسم ہو جاؤ گے بچاری جادوگر ایک دھوئیں سے نمودار ہوا تھا اور اسی دھوئیں میں ہی غائب ہو گیا۔

پورن جادوگر نے شیوہ چڑیل کو حاضر کیا اور کہا جنید کو میرے سامنے حاضر کرو وہ میری نظروں میں ٹھکنے لگا ہے۔ جو حکم میرے آقا میں ابھی حاضر کرتی ہوں شیوہ چڑیل تھوڑی دیر بعد جنید کو لے کر حاضر ہوئی جنید دراصل تھا تو ایک عام انسان مگر اس وقت وہ پورن جادوگر کے قبضے میں تھا پورن جادوگر کا غلام تھا پورن جادوگر نے اس پر جادو کیا ہوا تھا اور اسے اپنا غلام بنایا ہوا تھا اور جو پورن جادوگر اسے کہتا تھا وہی کرتا تھا مگر دل پر تو کسی کا بس نہیں چلتا ناں وہ

جج میں چندہ سے پیار کرنے لگا تھا پورن جادوگر نے جنید کو حکم دیا تم کچھ کر کے چندہ کو شہر سے باہر لے آؤ دور کسی جنگل میں تو جنید سر جھکا کر بولا جو حکم آقا کا۔ اور ہاں سنو تم چندہ کے قریب اتنا مت ہو ورنہ میں تم کو جلا کر بھسم کر دوں گا۔ اور ساتھ ہی اس نے شیوہ چڑیل کو حکم دیا کہ وہ جنید کو واپس شہر چھوڑ آئے۔

شیوہ چڑیل جنید کو اپنے پروں پر بیٹھا کر لے جاتی ہے اور شہر سے کچھ دور ایک ویران راستے پر چھوڑ دیتی ہے جب وہ جنید کو بچنے اتارنے لگی تو اتفاق سے چندہ بھی وہاں رہتی اور وہ جنید کو ایک خوفناک چڑیل کے ساتھ دیکھ کر ڈر سی گئی مگر اپنے ڈر کو پیچھے کر کے سارا ماجرہ دیکھنے لگی شیوہ چڑیل ججج کر جنید کو کہہ رہی تھی یہ کام جلد از جلد ہو جانا چاہیے ورنہ سردار تمہیں نہیں چھوڑیں گے اچھا جلدی کروں گا اب تم جاؤ یہاں سے اچھا میں جانی ہوں اور پھر وہ غائب ہو جاتی ہے۔

جنید سڑک پر چلنے لگا چندہ جنید کو پیچھے چلنے لگی وہ دیکھتا جانتی تھی کہ یہ سب کیا ماجرہ ہے اور جنید کو بھی خبر ہو گئی کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پیچھے کوئی نہیں تھا کیونکہ چندہ جلدی سے چھپ گئی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ ضرور مڑ کر دیکھے گا پھر جنید کو گھر کی طرف جاتا ہوا دیکھ کر وہ پیچھے مڑ گئی اور اپنے گھر چلی گئی صبح جب چندہ کالج آئی تو پتہ چلا کہ کالج کی ٹرپ جارہی ہے چندہ بہت خوش ہوئی کیونکہ چندہ سیر کرنے کے موقع تلاش کرتی رہتی تھی عالیہ بھی بہت خوش تھی چندہ حیدر علی کو کال کرنے لگی حیدر علی۔

ہیلو آپی کہاں ہو حیدر تم وہ آپی میں گھر پر ہوں کیوں کوئی کام ہے حیدر علی نے پوچھا۔ ہاں بہت ہی ضروری کام ہے جلدی سے آ جاؤ اوکے آپی میں ابھی آ جاتا ہوں اور ہاں حیدر علی اپنے کپڑے بھی ساتھ لیتے آتا کیوں۔ مجھے وہاں رہنا ہے ہاں دو تین دن کا کام ہے تم جلدی سے آ جاؤ اچھا آپ فون بند کریں گی تو میں آؤں گا ناں اوکے خدا حافظ۔

پھر وہ سب ٹرپ پر جانے کی تیاری کرنے لگے شام

کو حیدر علی کو ان کے گھر آتا تھا پھر سب نے مل کر جانا تھا ان سب باتوں کا عالیہ کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ چندہ کیا کچھ کر رہی ہے وہ اپنی ہی تیاری میں لگی ہوئی تھی صبح ہوئی تو تو وہ دونوں تیار ہو کر کالج پہنچ گئیں اور وہاں موجودہ بس میں سب ہی سٹوڈنٹ بیٹھ گئے انہی لوگوں میں حیدر علی بھی تھ جو عالیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا لیکن اس نے اپنا چہرہ اچھی طرح ڈھانپ رکھا تھا اور عالیہ بہت خاموش سی بیٹھی ہوئی اسے پتہ بھی نہ تھا کہ جس سیٹ پر وہ بیٹھی ہے ساتھ جو دوسرا بیٹھا ہوا ہے وہ کون ہے کیونکہ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پارہی تھی چندہ نے اسے زبردستی وہاں عالیہ کے پاس بٹھا دیا تھا جبکہ چندہ جنید کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی عالیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا لڑکا کبھی ادھر ہوتا اور کبھی ادھر ہوتا عالیہ کو بہت غصہ آتا وہ بار بار اسے گھورتی لیکن زبان سے کچھ نہ کہہ رہی تھی جب حیدر علی نے اپنے چہرے سے ٹوپی ہٹائی تو عالیہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

حیدر علی تم۔ وہ خوشی سے پاگل سی ہونے لگی وہ مسکرا دیا ہاں میں اور ساتھ ہی اس نے سوری کہا کہ میں نے تمہیں تنگ کیا تھا۔ لیکن تم یہاں کیسے۔ وہ حیرانگی سے بولی تو وہ بولا۔

یہ سب چندہ آپ کی شرارت ہے اس نے ہی کہا تھا کہ عالیہ کو پتہ نہ چلے کہ میں بھی جا رہا ہوں۔ عالیہ کی پٹی۔ وہ ڈانٹ پیٹتے ہوئے بولی لیکن دل میں خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے ان کا سفر جنگل کی طرف جاری تھا جب ان کی بس جنگل کے آدھے حصے میں پہنچی تو بس خراب ہو گئی ایک طویل سفر کر کے وہ یہاں تک پہنچے تھے اندھیرا پھیلنے لگا تھا بس ٹھیک ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی سر نے فیصلہ کیا آج کی رات اسی جنگل میں ہی گزارنی پڑے گی یہ جنگل جنگلی جانوروں سے بھرا ہوا تھا ڈراستہ سنبھل کر اور سب نے اکٹھے ہو کر ایک ہی جگہ پر رہنا ہوا گا ادھر ادھر مت جانا۔

مریم سب مل کر ہی رہیں گے وہ سب سٹوڈنٹ بس سے نیچے اترا اپنا اپنا تارنے لگے جنید کو پتہ تھا کہ وہاں شیوہ چڑیل اسے ملنے یہاں ضرور آئے گی اس لیے وہ ڈرا دودر



جانے کا سوچنے لگا چندہ نے سلسل جیند پر نظر رکھی ہوئی تھی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہے جیند اٹھ کر جنگل کی طرف ایک طرف چل دیا اور چندہ بھی اس کے پیچھے چلنے لگی اندھیر رات ہر طرف سناٹا اور دل ڈرا دینے والا اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ دونوں چلتے ہوئے کافی آگے بڑھ گئے کہ جنگل میں یکدم طوفان آگئی چندہ کی خوف کے مارے منہ سے چیخ نکلی گئی جیند نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو دوڑتا ہوا اس کی جانب آیا۔

جب جیند چندہ کے قریب آیا تو چندہ کے گھٹے میں جو تعویذ تھا اس سے ایسی روشنی نکل رہی تھی جو جیند برداشت نہ کر اور وہ بے ہوش گیا اتنے میں چندہ کی چیخ کی آواز سن کر عالیہ اور حیدر بھی ان کی طرف بڑھنے لگے چندہ جیند کو ہوش میں لانے لگی کچھ ہی دیر میں طوفان ختم گیا کیونکہ وہ طوفان شیوہ چڑیل کی وجہ سے آیا تھا اور پھر یہ سب دیکھ کر شیوہ چڑیل واپس لوٹ گئی جیند ہوش میں آیا تو بہت ہی رو یا چندہ نے اسے چپ کروایا اور پوچھا کیا بات ہے تم یوں رو کیوں رہے ہو۔

جیند بولا آج تمہاری وجہ سے میں ہوش میں آیا ہوں وہ پورن جادوگر نے مجھے اپنا غلام بنایا ہوا تھا عالیہ نے پوچھا تم اس جادوگر کے غلام کیسے بنے جیند بولا دراصل امریکہ سے نہیں آیا ہوں بلکہ مجھے پورن جادوگر نے یہاں بھیجا تھا میرے والد صاحب شیاہان جو کہ بہت بڑا عالم تھا پھر ایک مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتا تھا جادوگر جن چیزوں کو بہت جلد اپنے بس میں کر لیتا تھا ایک دن اچانک ایک گاؤں پریم نگر میں پورن جادوگر آگیا ان دنوں وہاں پر میرے والد صاحب بھی گئے ہوئے تھے وہ ہر روز گاؤں کی ایک لڑکی کو اٹھا کر لے جاتا اور ان کی بلی چڑھا کر اپنی طاقت میں اضافہ کرتا تھا گاؤں والوں نے میرے ابو کے آگے التجا کی کہ ہماری مدد کریں ہم بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں یہ پورن جادوگر اس طرح ایک ایک کر کے ہمارے پورے گاؤں کو ختم کر دے گا پھر میرے ابا ان کی مدد کے لیے رضامند ہو گئے اس رات جادوگر نے سردار کی بیٹی مہک کو لے کر جاتا ہے مگر اس کے آنے سے پہلے

شیاہان یعنی میرے ابا ایک ایسا دائرہ کھینچ لیتے ہیں کہ جہر کی طرف آتے بھی پورن جادوگر کا سارا جادو ختم ہو جاتا اسی رات کو جب وہ گاؤں کی طرف آیا سردار کی بیٹی کو لے جانے کے لیے تو وہاں دائرہ پر پاؤں رکھتے ہی اس جادوگر کی تمام طاقت ختم ہو گئی اور وہ ایک عام انسان بن کر رہ گیا اس کے بعد وہ میرے والد کو یہ کہہ کر کہ میں دوبارہ آؤں گا اور تمہیں برباد کر دوں گا وہاں سے چلا جاتا ہے گاؤں والے بہت خوش ہوئے۔

سردار نے اپنے بیٹی مہک کی شادی شیاہان سے کر دی اور شیاہان وہاں گاؤں میں اچھا بھلا سا گھر بنا کر رہنے لگا پھر پانچ سال بعد ایک دن پریم نگر میں اتنی زور کی اندھیر آئی کہ سب لوگ ڈر گئے اور اس اندھیر میں پورن جادوگر نمودار ہوا پورن جادوگر بہت طاقتور بن گیا تھا کہ میرے والد صاحب بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے وہ میرے امی ابو کو مار کر مجھے اٹھا کر لے گیا اور پھر مجھ پر اس نے بہت ظلم کے وہ مجھے مار دینا چاہتا تھا مگر بچاری جادوگر نے اسے بتایا کہ اس بچے یعنی مجھ میں اپنے والد کی طاقتیں موجود ہیں اس لیے تم اسے نہ مارو یہ تمہارے بہت کام آئے گا تم اس کو ساری زندگی اپنا غلام بنا کر رکھ لو اور اس بچے کے ذریعہ تم وہ خزانہ بھی حاصل کر سکتے ہو پھر اس طرح پورن جادوگر نے مجھ سے بہت بڑے بڑے کام کروائے بے گناہ لوگوں کی جانیں لیں اور آج میں تمہاری وجہ سے اس پورن جادوگر کے چنگل سے آزاد ہو گیا ہوں اب میں اسے مار سکتا ہوں۔

نہیں جیند پہلے ہمیں اس درویش کے پاس جانا ہوگا جس نے ہمیں یہ تعویذ دیے تھا اور دادی اماں نے مجھے اٹکا پتہ بھی دیا ہے چلو وہ یہاں کہیں ہی رہتے ہیں سو دوسرے دن ان کی کاج بس چلی جاتی ہے اور وہ چاروں وہاں جنگل میں ہی رہ جاتے ہیں پھر وہ چاروں اس درویش کو ڈھونڈتے ہیں اور آخر کار درودن بعد ان کو درویش بابا کو پتہ مل جاتا ہے اور وہ ان تک پہنچ جاتے ہیں اور جاکر ان کو ساری بات بتا دیتے ہیں درویش بابا نے ان کی تمام کہانی بہت غور سے سنی اور بولے۔

وہ خزانہ عام خزانہ نہیں ہے وہ طلسمی خزانہ ہے جسے پا کر پورن جادوگر امیر بنی نہیں جہاں بہت طاقتور بن جاتا کسی بھی صورت وہ خزانہ اس کے ہاتھ نہیں مل سکتا ہے نہ بہت نقصان ہوگا۔

مگر بابا جی ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں زیادہ تو نہیں مگر ہاں شیوہ بہت آگے مدد کر سکتا ہوں سب سے پہلے آپ کو کوئی میں جا کر وہ طلسمی خزانہ حاصل کرنا ہے اور اس خزانے میں ایک طلسمی خنجر ہوگا اس خنجر سے تم لوگ پورن جادوگر کو مار سکتے ہو اور اگر پورن جادوگر مر گیا تو ہجری جادوگر خود بخود آپ لوگوں کے سامنے آجائے گا اور اس کو مارنے کے لیے تم لوگوں کو اس خزانے میں سے ایک جادوئی تیزاب ملے گا جس سے تم لوگ بچاری جادوگر کو آسانی سے مار سکو گے۔

اور ہاں تم تینوں کو اس جادوگر سے بچنا ہے کیونکہ چندہ وہ وہ مارے گا نہیں مگر تم تینوں کو وہ مار سکتا ہے یہ تین تعویذ میں تم تینوں کو دیتا ہوں اس کو گنگ میں سے مت اتارنا جب تک آپ کے گھٹے میں رہیں شیوہ جادوگر تم لوگوں کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ آگونی اپنے ہاتھ میں پھینک دینا بہت بڑا کام ہے کیونکہ اس کی وجہ سے تم لوگ جادوگر کو نظر نہیں آسکو گے اور با آسانی ان کا مقابلہ کر سکو گے یہ خنجر اساتوتل میں دم کیا ہوا پانی ہے اگر یہ کسی چڑیل یا جن پر پھینکا جائے تو وہ وہی جہنم ہو جائے گا یہ بھی اپنے پاس رکھ لو اور اب جب تک تم اس خزانے تک نہیں پہنچ جاتے تب تک پورن جادوگر تمہیں نہیں ڈھونڈ پائے گا اس سے زیادہ تم میں لوگوں کی مدد نہیں کر سکتا ہوں اور ہاں جیند تمہارے پاس جو طاقتیں ہیں تم اب ان کا استعمال کر سکتے ہو پھر وہ چاروں بابا کو خدا حافظ کہتے ہوئے اپنی منزل کی طرف چل پڑے



دوسری جانب پورن جادوگر بہت غصے میں تھا جب شیوہ چڑیل نے اسے بتایا کہ جیند پرست آپ کا جادو اتر گیا ہے اور پورن جادوگر جادوئی شے میں بھی ان کو نہیں دیکھ پاتا تھا پورن جادوگر شیوہ چڑیل کو کوئی میں بھیج دیتا ہے

کہ ان تینوں کو مار دینا۔ اور چندہ کو وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آنا وہ چاروں آخر اپنی منزل پر پہنچ چکے تھے اور وہاں میں کہہ کر سانس لینے لگے وہ چڑیل بابا ان کو دھتکے تھے ان پر حملہ کر دیتے تھے جیند وہ بتلے والا پانی اس شیوہ چڑیل پر پھینکتا دیتا ہے جس سے وہ حمل کر داتا دھتکے تھے چاروں کو کوئی اس کو نہیں جانتے ہیں جہاں پر خزانہ تھا۔

چندہ اس خزانے والے دروازے کو ہاتھ لگاتی ہے تو وہ حمل جاتا ہے پھر وہ چاروں اندر پہنچ جاتے ہیں اور اتنا خزانہ دیکھ کر سب ہی حیران ہو جاتے ہیں پھر وہ آگے بڑھتے ہیں تو عالیہ کی نظر خنجر پر پڑتی ہے جو کہ ایک مورق کے سر کے اوپر لگا ہوتا ہے عالیہ سب کو بتاتی ہے مگر جیند ان کو بتاتا ہے کہ اس کو حاصل نہ کرنا آسان نہیں ہے تم تینوں یہاں پر ہی روکیں وہ خنجر تیار ہوتا ہے چندہ جیند سے بولی جیند ذرا محتاط رہنا میں تمہیں چندہ بونہ جاے وہ بولا چندہ نہیں ہوگا اور پھر آگے کی طرف بڑھ گیا اس کے پاس سے تیرے ہتھ مارا ہوا ہے تیرے ہاتھ تیرے ہاتھ سے چا جاتا ہے اس کے بعد وہ آگے کی طرف چل پڑتا ہے جہاں کھولتے ہو پانی تھا جس کو پا کر کہ اس مورق تک پہنچنا تھا جیند ایک رسی لے کر مورق کی طرف پھینک کر اسے ٹھکراتے لگا یہ کام مشکل تھا لیکن ناممکن نہ تھا وہ اس کام میں کامیاب ہو گیا مورق گر کر پڑا اور پھر اسے پکڑ کر وہ پانی پار کر لیتا ہے اور مورق کے سر سے وہ خنجر اتر کر لے آتا ہے اب خنجر حاصل کرنے کے بعد ان کو وہ تیزاب حاصل کرنا تھا تیزاب ایک بہت بڑے پتھر کے اوپر بوتل میں ڈال کر رکھا ہوا ہے حیدر ملے بولا۔

وہ تیزاب میں لے کر آتا ہوں جونہی وہ آگے بڑھا تو تین چار مردے نکل آئے وہ حیدر علی پر حملہ کرتے ہیں جب حیدر علی کامیاب نہیں ہوتا تو ان کو مارنے کے لیے تو وہ پانی ان پر پھینک دیتا ہے جس سے وہ چاروں مردے جہنم ہو جاتے ہیں اور یوں حیدر علی تیزاب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جب تیزاب وہاں پتھر کے اوپر سے اٹھاتا ہے تو کوئی پوری مڑنے کی وہ چاروں بھاگ



کمر بڑی مشکل سے جان بچا کر باہر نکل آئے پورن جادوگر نے چندہ کو لانے کے لیے پہلے ہی ایر چرل کو ہاں پہنچ دیا تھا جو بی اس کی نظر چندہ پر پڑی تو وہ فوراً اسے غائب کر کے لے گئی۔

چندہ کے یکدم غائب ہو جانے پر وہ قہقہوں ڈرے گئے اور چندہ کو تلاش کرنے لگے مگر وہ ان کو کہیں بھی دکھائی نہ دی چندہ نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اور آنکھیں بند کرنے کے بعد اس نے چندہ کو آواز دی چندہ اس وقت تم کہاں ہو تو چہرے سے چندہ کی آواز آتی ہے مجھے پورن جادوگر نے پھر لیا ہے چندہ اپنی آنکھیں کھول لیتا ہے حیدر علی اور عالیہ کو بتاتا ہے کہ چندہ کو پورن جادوگر ہاتھ کر لے گیا ہے نہیں وہاں جلد از جلد پہنچنا ہوگا ہاں جلدی کرو پورن جادوگر چندہ سے بولا۔

اب تم بچ نہیں سکتی تم نے میرے بغیر ہی خزانے تک چلی تھی کتنے سال میں نے انتظار کیا ہے اور تم نے کیا کیا آپ تم یا تو مجھ سے شادی کر لو یا پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ مجھے مانتا منظور ہے مگر میں تم سے ہرگز شادی نہیں کروں گی تم نے میرے سارے خاندان کو مار ڈالا ہے لاچی میں آکر مگر تمہارا میرا میرے کا خواب کبھی بھی پورا نہیں ہوگا اور تمہاری یہ لاچی میں بہت مہنگی پڑے گی ابھی پورن جادوگر چندہ سے باتیں کر رہا تھا کہ امیر چیریل پورن جادوگر کو آکر بتاتی ہے۔

چندہ اور اس کے دوست امی اس کو مارنے کے لیے آرہے ہیں پورن جادوگر اس وقت وہاں سے چندہ کو لے کر پہاڑ کے پیچھے ایک کالا جنگل تھا وہاں چلا جاتا ہے کال جنگل ایک ایسا جنگل تھا جو کہ زہریلے جانوروں سے بھرا بڑا تھا وہ جنگل اتنا گہنا تھا کہ وہاں پر سورج کی روشنی تک نہیں پہنچ سکتی تھی اس لیے یہ جنگل کالا جنگل کے نام سے مشہور تھا وہاں ایک درخت کے ساتھ چندہ کو باندھ دیا گیا اور خود اپنی آرام گاہ میں چلا جاتا ہے ابھی جادوگر لینا ہوتا ہے کہ اچانک سے زمین چھٹنا شروع ہو جاتی ہے اور نیچے سے دھواں نکلتا شروع ہو جاتا ہے جادوگر ڈر جاتا ہے مگر جلدی ہی وہ دھواں ایک شکل اختیار کر لیتا ہے تم

کون ہو میں سندس چرل ہوں اور مجھے پجاری جادوگر نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور سندس چرل نے ہوا میں ہاتھ لہرایا اور ایک خنجر حاضر کیا اور کہا۔  
یہ لو یہ پجاری جادوگر نے تمہارے لیے بھیجا ہے چندہ کو مارنے کے لیے اور ہاں اب تم جا کر اسے مار دو اور اس کے خون سے نہالینا پھر تم ہمیشہ کے لیے ام ہو جاؤ گے مگر یہ کام تمہیں دھیان سے کرنا ہوگا ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا پھر سندس چرل اسی دھواں میں گم ہو جاتی ہے اور زمین اپنی اصلی حالت میں آ جاتی ہے پورن جادوگر اپنی آرام گاہ سے نکل کر جنگل کی طرف چل پڑتا ہے دور سے ہی چندہ کو دیکھتا ہے وہ بے ہوش ہوتی ہے وہ بڑے آرام سے درخت کے پیچھے جا کر چھپ جاتا ہے۔

وہ تلوار چندہ پر چلانے کے لیے آگے بڑھتا ہے کہ اچانک سے ایک زوردار چیخ سنائی دیتی ہے جس سے چندہ جاگ جاتی ہے اور پورن جادوگر کو دیکھ لیتی ہے پورن جادوگر کو یہ پتہ تھا کہ یہاں پجاری جادوگر نے آنا ہے مگر وہاں اس کی جگہ چندہ اور اس کے ساتھی تھے جب وہ پورن جادوگر کے پاس پہنچے تو پورن جادوگر کو نہ پا کر انہوں نے درویش سے رابطہ کیا تو درویش نے ان کو بتایا کہ وہ جادوگر چندہ کو کالا جنگل میں لے گیا ہے تم جلدی کرو اور وہاں پہنچ جاؤ چندہ پھر اپنے جادو کا استعمال کرتے ہوئے کالا جنگل تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ انگوٹھی جو درویش نے ان کو دی تھی وہ اس انگوٹھی کے ذریعے غائب تھے پورن جادوگر کو نظر نہیں آرہے تھے چندہ بڑے آرام سے پیچھے سے طلسمی خنجر نکال کر سیدھا پورن جادوگر کے سینے میں کھوپ دیتا ہے اور جس سے پورن جادوگر جل کر جھسم ہو جاتا ہے اس کے جھسم ہوتے ہی پجاری جادوگر حاضر ہو جاتا ہے پجاری جادوگر جلدی سے چندہ کو پکڑ لیتا ہے اور اس کو مارنے کے لیے آگے خنجر بڑھاتا ہے اور کہتا ہے جو بھی ہے جلدی سے سامنے آ جاؤ میں چندہ کو مار ڈالوں گا وہ گھبرا جاتے ہیں اور جلدی سے نمودار ہو جاتے ہیں پجاری چندہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اوہ تو تم ہو چندہ ہاں میں

خونفک ڈائجسٹ

ہوں تم نے کیا سوچا کہ تم دونوں جتنا چاہو گے میرا استعمال کرو گے اور میں کبھی ہوش میں نہیں آؤں گا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا کرم کیا ہے اور مجھے سیدھا راستہ دکھلایا ہے اور اب تم مجھ سے نہیں بچ سکو گے پجاری جادوگر ایک زور دار تہذیب لگاتا ہے اور کہتا ہے۔

تم مجھے نہیں مار سکتے چندہ کے ساتھ پجاری جادوگر جب یہ باتیں کر رہا تھا تو حیدر علی چپکے سے پیچھے سے ایک زوردار دھکا پجاری کو دیتا ہے جس سے چندہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور حیدر علی چندہ کو پکڑ لیتا ہے چندہ جلدی سے انگوٹھی ہاتھ میں ڈالتا ہے اور انگوٹھی ڈالتے ہی وہ چاروں غائب ہو جاتے ہیں اب پجاری جادوگر کو وہ چاروں نظر نہیں آرہے تھے کہ اچانک سے پجاری جادوگر کے اوپر کچھ کرتا ہے اور وہ چیخا چلا نا شروع ہو جاتا ہے اتنے میں وہ چاروں بھی نمودار ہو جاتے ہیں اور وہ طلسمی تیزاب چندہ کے ہاتھوں میں دیکھ کر رونا شروع کر دیتا ہے اور اب چندہ سارا طلسمی تیزاب پجاری جادوگر کے اوپر پھینک دیتا ہے جس سے بہت جلد ہی وہ جل کر جھسم ہو جاتا ہے اور اس طرح لاچی جادوگر کی موت ہو جاتی ہے اور چندہ کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔

اس بہت بڑے کارنامے کے بعد حیدر علی بولا چلو اب گھر چلتے ہیں تو جواب میں چندہ بولا نہیں تم تینوں جاؤ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔

وہ کیوں چندہ جلدی سے بولی۔ چندہ بولا مجھے اپنی مزا کا کافی ہے جو میں نے اتنے سال جرم کیا ہے مگر میں بہت جلد واپس آؤں گا تم میرا انتظار کرنا چندہ بولی میں تو تمہیں دل و جان سے جانتی ہوں میں تمہیں کبھی بھی بھول نہیں سکتی۔

پھر وہ تینوں وہاں سے چلے جاتے ہیں گھر پہنچ کر سب کو یہ خوش خبری دیتے ہیں اور پھر تھوڑے عرصے بعد عالیہ اور حیدر کی شادی ہو جاتی ہے سب اپنی اپنی زندگی میں خوش تھے مگر چندہ کو ابھی بھی چندہ کا انتظار تھا اس طرح دو سال گزر گئے دو سال بعد وہ ساری فحش مری جاتی ہے وہاں جا کر سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں

کہ اچانک چندہ کے موبائل پر فون آیا اور پورن جادوگر کا نام تھا اور وہی چندہ کا نمبر کیوں کہ چندہ نے چندہ کا نمبر اپنے موبائل سے ابھی تک نہیں مٹایا تھا وہ فون اٹھاتی ہے تو آگے سے چندہ بولتا ہے۔

میلو چندہ کیسی ہو چندہ تم۔ میں ٹھیک ہوں تم کہاں ہو میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں کہ تم کب آؤ گے آگے سے چندہ بولا۔

ذرا پیچھے مڑ کر دیکھو وہ پیچھے مڑ کر دیکھتی ہے تو چندہ اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے چندہ کو دیکھ کر چندہ کی خوشی کی انتہا نہیں ہوتی کہ جیسے اس کے بعد اس کو کچھ اور چاہیے ہی نہ تھا حیدر علی اور عالیہ بھی چندہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور اس سے ملنے ہیں پھر کچھ دنوں بعد چندہ اور چندہ کی شادی ہو جاتی ہے اور دونوں نئی خوشی زندگی گزارنے لگتے ہیں۔

کارنیں کرام کیسی لگی میری کہانی امید ہے کہ آپ سب کو بہت پسند آئے گی میں نے یہ کہانی پہلی دفعہ لکھی ہے اگر کچھ بھول ہوگی ہو تم بتادینا۔ شکریہ۔



## انڈے

ایک پوسٹ ماسٹر کے بیٹے نے ایک آدمی سے پوچھا: ارے بھئی آپ روکیوں رہے ہیں؟ روئے والے آدمی نے جواب دیا: میری مرضی مرنے کی ہے۔ پوسٹ ماسٹر کے بیٹے نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کمال ہے میرا ایک دوست جو وکیل تھا مر گیا ہے اور میں نہیں رو رہا اور آپ مرنے کو رو رہے ہیں۔ دوسرے آدمی نے کہا: میری مرضی تو انڈے دیتی تھی، آپ کا دوست تو انڈے نہیں دیتا تھا؟

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگوی۔ کراچی

## آئیے مسکرائیں

☆ ہنجر: مجھے دس کیمیکل انجینئرس کے نام بتاؤ؟ شاگرد: آکسیجن، کلورین، فلورین، نورین، امبرین، ٹرین، نسرین، آفرین، پروین اور یاسین۔

☆ ایک آدمی پاکستان سے بیڈ فون چھین رہا تھا۔ پاکستان: یہ کیا کر رہے ہو بے وقوف؟ آدمی: نکٹ ہم دیں اور گانے تم سنو، واہ بھی واہ۔



...تخریب شد جوازین کوٹ ادو۔۔

[illegible]

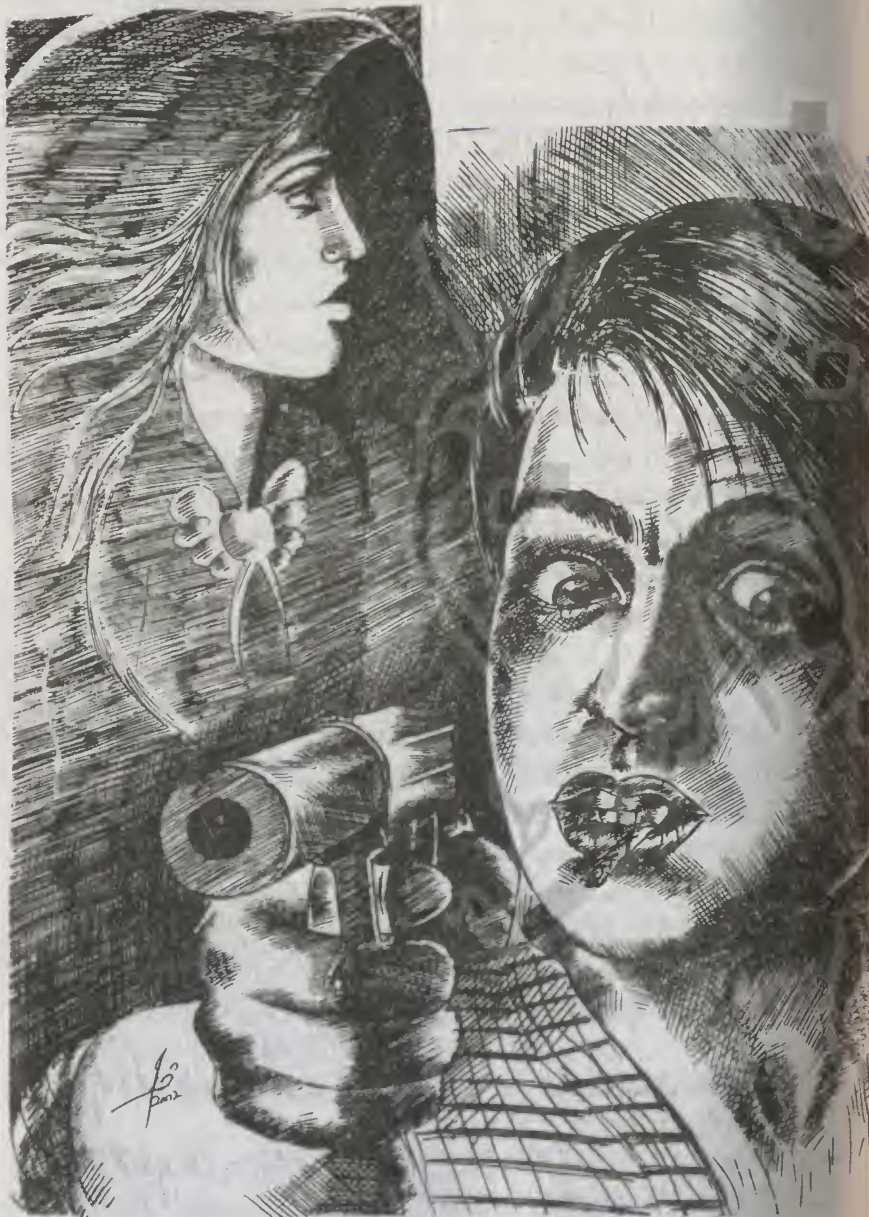
— 4 —

یہی شہر تھوڑا اور ایک شمشان گھاٹ ہے جس سے قریب ایک بھیا نک قبرستان ہے جہاں پر ویرانوں کا راج ہے اور چاروں طرف موت کی آوازیں ہیں یہ قبرستان پچھلی کئی سالوں سے ویران ہے یہاں پر انسانوں کا آنا جانا بہت کم ہوتا ہے۔  
 قوتیہ آج بہت خوش تھا جیسے وہ کسی قید سے آزاد ہوا ہو آج تو قیہ اپنے شہر دہلی آ رہا تھا وہ قیہ کے لیے دہلی گیا تھا اب وہ مئی شہر سے بس میں سوار ہوا تو قیہ خوش سے بس میں جی گنگٹارہ تھا وہ اپنی بچپن کی یادوں میں مغموم تھا اور اپنی مستی میں نجانے کون سی سڑکیوں میں نہر ہو گیا تھا۔

اچانک دستہ ام کی آواز سے بس کا ایک نائرس  
سے جدا ہو گیا اور ایور نے بہت ہی مشکل سے بس کو

موت ایسے اصل حقیقت ہے اس سے آنکھیں  
 کولی بھی نہیں قہر جاتے ہیں کہ مولیٰ  
 نہیں بھی جا کر کرتے ہو اس کو اپنے دامن میں قیمتی  
 خور ہے چاہے وہ پاتال میں چھپ جائے یا  
 آسمانوں میں مہر ہو جائے موت کو وہ نہ بھی نہیں جھٹکا  
 کتا موت آنے کے بعد مختلف عقیدوں کے مطابق  
 انسان کو قبرستانوں شمشان گاہوں یا اور کئی طریقوں  
 سے اس کو خاک کے لہجہ دیا جاتا ہے۔

یہ دونوں جہانیں بہت ہی خوفناک اور ڈرا بیٹھ  
 والی جھینگ ہیں جہاں شہر میں رونقیں ہیں وہاں ایک  
 طرف ویرانیاں ہیں وہی شہر جسی ایسے ہی ہے اس سے  
 چھ مہیناتماؤں ویشن اور چھ مہینے ہی جھینگ ہیں یہ  
 ویرانیاں قبرستانوں اور شیشخان کھادوں کی وجہ سے  
 ہیں جن میں بہت ہی خوفناک اور بھینکا راز چھپے





کثرتوں کیا اور ایک سائڈ پر بہت مشکل سے روک دیا مسافروں کو تھوڑی بہت چوٹیں آئیں مگر کوئی جانی نقصان نہ ہوا سب ہی خیریت سے بچ گئے، تو قیر بس سے اتر چکا تھا کیونکہ ڈرائیور نے سب کو باہر آنے کے لیے کہا تھا بھائی صاحب کیا ہمیں یہاں سے کوئی سواری مل جائے گی جو ہمیں رات ہونے سے پہلے ہی دہلی پہنچا دے ایک بوڑھے مسافر نے بس ڈرائیور سے پوچھا۔

نہیں صاحب اب کوئی بس ادھر نہیں آئے گی ایک بس جو شاید رات کو بارہ بجے کے بعد یہاں سے گزرتی ہے وہ شاید آپ لوگوں میں سے کچھ کو جگہ دے دے ڈرائیور نے ناز وانی جگہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے کہا تو قیر جوان: بیک کندھے پر لٹکا کر اپنی منزل کی طرف روانہ تھا وہ شاید بہت ہی جلدی سے رات ہونے سے پہلے ہی گھر پہنچ جانا چاہتا تھا اس لیے وہ کسی دوسری بس کا انتظار کئے بغیر ہی اپنے شہر کی طرف چل پڑا کیونکہ اس جگہ سے دہلی تک کا فاصلہ صرف پانچ کلومیٹر کا تھا اور وہ خود کو جانتا تھا کہ وہ رات ہونے سے پہلے ہی اپنے شہر پہنچ جائے گا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے اور رات اپنا پہرہ جمانے لگی مگر تو قیر بدستور چلے ہی جا رہا تھا۔ بغیر کسی خوف و ڈر کی وہ اپنی منزل کی طرف رواں تھا رات کی تیار کی مکمل ہی پھیل چکی تھی اور ستارے آسمان پر ٹٹمانے لگے چاند بھی اپنی وحشی مدہم روشنی سے سایہ کئے ہوئے تھا۔ تو قیر کو کچھ دور کسی چیز کے آثار دکھائی دیے شاید وہ کوئی گھر ہے جہاں چراغ کی مدہم سی روشنی تھی مگر جب تو قیر قریب پہنچا تو وہ ایک قبرستان تھا جس میں ایک طرف چھوٹا سا گمراہ بنا ہوا تھا ورنہ چراغ کی مدہم روشنی وہیں سے آرہی تھی تو قیر کا خیال تھا کہ شاید یہاں کوئی گورکن رہتا ہوگا۔

وہ قبرستان کے قریب آچکا تھا وہ جیسے ہی گیٹ کے قریب پہنچا تو اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اب تو وہ

خود بخود اندر ہی چلا جا رہا تھا اس کا صرف اور صرف دماغ کام کر رہا تھا جبکہ جسم اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ خود کو ایسے محسوس کر رہا تھا جیسے خلا میں کوئی بھاری چیز خود بخود ہی اڑی جا رہی ہو وہ تھوڑی دیر تک اسی حالت میں رہا مگر چند منٹ بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گیا پہلے کی طرح اسے ایک خیال آیا کہ وہ گورکن سے ملے تاکہ اس سے آگے کے سفر کے بارے میں جان سکے۔

وہ چلتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوا تو وہاں عجیب سی جلنے والی بدبو تھی جیسے کسی جانور کو زندہ جلا دیا گیا ہو وہ جلدی سے باہر آیا کیونکہ کمرے میں بدبو کے سوا کچھ نہ تھا اور فرش پر ایک عجیب سے سامان کا ڈھیر لگا ہوا تھا جسے وہ غور سے نہ دیکھ سکا وہ انہی خیالوں میں تھا کہ کوئی چیز کی آواز اسے سنائی دی وہ خوشی سے قبرستان کے گیٹ سے باہر نکلا کیونکہ وہ چیز بس بھی جلدی کی طرف جا رہی تھی شاید رات کے بارہ بج چکے تھے اس نے ہاتھ کے اشارے سے بس کو روکا تو بس تھوڑی دور قبرستان کے گیٹ کے قریب جا کے رک گئی۔

تو قیر بھاگ کر بس کی طرف آیا مگر یہ کیا۔۔۔ جیسے ہی اس نے بس پر پاؤں رکھا وہ ٹھوڑا سا آگے کھسک کر گیٹ کیا ورنہ قریب ہو گئی اور یکدم تیز رفتاری سے قبرستان کا گیٹ توڑی ہوئی قبرستان میں داخل ہو گئی تو قیر یہ سب حیرت سے دیکھ رہا تھا کیونکہ بس کا ڈرائیور اور دوسرے مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر بے ہوش پڑے تھے تو قیر بس کی طرف جانے لگا تو گیٹ کے قریب پہنچنے پر اسے پھر وہی جھٹکا لگا جو اسے پہلے بھی لگ چکا تھا مگر گیٹ پار کرنے کے بعد وہ سب ختم ہو گیا۔

پھر اسے جیسے ہی ہوش آیا وہ بھاگ کر جلدی سے بس کے دروازے کے قریب گیا مگر لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ دروازہ نہ کھول سکا اس طرح وہ بہت ہی دیر تک اسی ناکام کوشش میں لگا رہا تو قریب

خونفاک ڈائجسٹ

خونفاک 32 فروری 2013

خونی ہمار

اب بالکل ہی تھک چکا تھا اور تھوڑے کیچڑ سے وہ بالکل نڈھا ہوا کہ ایک طرف گر گیا اور بے بسی سے بس کو دیکھنے لگا جس میں معصوم لوگ خود سے بچانے ہو کر بے ہوش پڑے تھے اب انہیں کیا پتہ تھا کہ ان کی زندگی کی آخری رات ہو گیا چاک ہی تو قیر کا دماغ ماؤف ہونے لگا اور وہ وہیں بے ہوش ہو گیا اس کا بیگ اس کے ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔

صبح ہو چکی تھی اور سورج بھی نکل آیا تھا گرمی کی شدت بڑھ جانے کیچڑ سے تو قیر کے جسم کو گرمی محسوس ہوئی جس کی وجہ سے اسے آہستہ آہستہ ہوش آنے لگا تھوڑی دیر تک وہ یونہی پڑا رہا پھر جیسے ہی اسے مکمل ہوش آیا تو اسے بے چارے کو پھر سے بے ہوش ہونا پڑا کیونکہ اس نے منظر ہی ایسا دیکھا تھا اب وہاں نہ کوئی بس تھی اور نہ ہی مسافر بلکہ وہاں پر ایک جگہ بہت سے ڈھانچے پڑے ہوئے تھے جن کے جسموں پر تھوڑا بہت گوشت تھا اور اس کی بدبو بہت ہی تیز تھی۔

امی جان ابھی تک بھائی جان نہیں آئے وہ تو رات کو ہی پہنچنے والے تھے میں نے ان کے لیے کیا کیا چیزیں تیار کر رکھی تھیں ہادیہ جو تو قیر کا انتظار بڑی ہی شدت سے کر رہی تھی تو قیر کی ایک بہن اور ایک چھوٹا بھائی تھا شاہین جو ابھی بائیسویں کلاس میں تھا جبکہ ہادیہ ایف اے کے پیپر دے چکی تھی اور تعلیم کو خیر پد کہہ کر گھر پہنچی ہوئی تھی اپنے بڑے بھائی تو قیر جو ممبئی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد گھر آ رہا تھا اس کے بارے میں اپنی ماں نازیہ بیگم سے پوچھ رہی تھی بیٹا تمہارے ابو اور چچا گئے ہیں تو قیر کو دیکھنے کے لیے شاید راستے میں کہیں پھنس گیا ہوگا کوئی اور مسئلہ بھی ہو سکتا ہے اللہ خیر کرے گا نازیہ بیگم نے ہادیہ کو صبر کراتے ہوئے کہا۔

لیکن امی جان وہ رات ہی گھر پہنچ جاتے ناں ہادیہ نے پھر پوچھا۔ بیٹا اب ہمیں کیا پتہ کہ اس کے ساتھ کیا مسئلہ درپیش آیا ہے جو ابی دیر تک نہیں آیا تمہارے ابو گئے

تو میں پتہ چل جائے گا بیٹا نازیہ بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور اب کی بار ہادیہ چپ ہو چکی تھی۔



تو قیر کو بدبو کی وجہ سے کوئی ہوش نہیں رہا تھا وہ دنیا و مافیہ سے بے بیگانہ ہو کر وہیں قبرستان کے گیٹ کے پاس بے ہوش پڑا تھا وہ دیکھو بھائی جان کوئی جسم ادھر قبرستان کے گیٹ کے قریب موجود ہے شاید تو قیر کا ہو وارث جو تو قیر کا باپ اور فیصل جو اس کا چچا تھا اسنے وارث کو بتاتے ہوئے کہا دونوں اس جسم کے قریب پہنچے تو بدبو کیچڑ سے ان کو اپنی ناک بند کرنی پڑی انہوں نے جلدی سے تو قیر کو اٹھایا اور اس جگہ سے دور لے گئے اب وہ قبرستان سے تھوڑی دور ایک درخت کے نیچے بیٹھے کسی سواری کا انتظار کر رہے تھے تھوڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد ان کو دور سے ایک بس آتی ہوئی دکھائی دی پھر وہ تو قیر کو لے کر بس سے اپنے گھر پہنچ گئے۔



نازیہ بیگم اور ہادیہ بچن میں کام میں مصروف تھیں جبکہ شاہین سکول کا کام کر رہا تھا ایسے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھو بیٹا باہر کون آیا ہے نازیہ بیگم نے شاہین کو آواز دے کر کہا شاہین بھاگ کر باہر گیا اور دروازہ کھول دیا تو سامنے ابو اور چچا کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ انکے ساتھ اس کا بڑا بھائی تو قیر بے ہوشی کی حالت میں تھا ابو جان تو قیر بھائی کو کیا ہوا ہے یہ اب کو اس حالت میں کہاں سے ملے ہیں۔ یہ ہادیہ بھی جو دور کر آئی تھی اپنے ابو کو دیکھ کر۔ بیٹا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے اللہ پاک نے حفاظت کی ہے ہمارے بیٹے کی وارث نے ہادیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ پھر تو قیر کو ایک کمرے میں بیڈ پر لٹا دیا گیا مجھے لگتا ہے یہ قبرستان کے ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہوگا یا پھر بدبو کی وجہ سے فیصل نے وارث کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں تم ٹھیک کہتے ہو مجھے بھی ایسے ہی لگتا ہے وارث نے فیصل کی تائید کرتے ہوئے کہا فیصل تم ایک اور کام کرو جلدی سے ڈاکٹر کو بلا لاؤ مجھے لگتا ہے تو قیر رات ہی سے

خونفاک ڈائجسٹ

خونفاک 33 فروری 2013

خونی ہمار



بے ہوش ہے ابھی تک تم جلدی جاؤ ورنہ کوئی اور مسئلہ نہ بن  
جائے وارث نے فیصل کو ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔  
اچھا بھائی جان جاتا ہوں فیصل وہاں سے چل پڑا۔ تنویری  
دیر بعد تو قیر کے پاس ڈاکٹر موجود تھا تو قیر کو ڈاکٹر نے  
چیک کیا اور وارث کی طرف دیکھ کر کہا۔

پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے یہ بالکل ٹھیک ہے  
بس ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے شام تک انشاء اللہ  
ٹھیک ہو جائے گا میں نے پارکاکہ جکشن لگا دیا ہے آپ ب  
فکر ہو جائیں۔ ڈاکٹر نے وارث کو تفصیل بتاتے ہوئے  
کہا۔

مہربانی ڈاکٹر صاحب اب کا بہت بہت شکریہ  
وارث نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا کوئی بات نہیں وارث  
صاحب یہ کہہ کر ڈاکٹر گھر سے چاچا گھا۔ پھر سب گھر  
والے تو قیر کے پاس موجود تھے اس کی دیکھ بھال کے لیے  
اور اس کے ہوش آنے کے۔



تو قیر کو ملا لگا بوش آنے لگا جب اس نے اپنی آنکھ  
کھولی تو خود کو ایک کمرے میں پا کر حیران رہ گیا اچانک  
اس کی نظر سامنے دیوار پر پڑ گئی جہاں پر اس کی بچپن کی  
تصویر تھی تو قیر کو جیسے سب سمجھا گئی ہو وہ اس کا اپنا ہی گھر تھا  
اپنا ہی کمرہ تھا وہ اپنے گھر میں موجود تھا اس کی سمجھ میں کچھ  
نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچا ہے پھر یکدم اس کو  
قبرستان کا خیال آیا۔

اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کتنی بدبو اور کتنے  
عجیب ڈھانچے تھے وہاں پر جن پر کچھ ڈھانچوں پر گوشت  
تھا اور کچھ کی تو ساری ہڈیاں کی ہڈیاں تھیں اور وہ کتنا بڑا  
ڈھیر تھا ڈھانچوں کا اور پھر بس پتہ نہیں کہاں گم ہوئی تھی  
اور اس میں موجود مسافر کہاں ہوں گے یہ سب پریشانی  
سے سوچ رہا تھا وہ ابھی انہی دنیاویوں میں گم تھا کہ کمرے کا  
دروازہ کھلا اور سامنے اس کی ماں تھی۔

بوش آ گیا مرے نعل کو کیا ہوا تمہارے بچے تھے کو  
نازیہ بیگم نے بڑی باتانی سے قیر کو قیر کی پیشانی  
کو چوم کر کہا۔

کچھ نہیں امی جان بس ذرا قبرستان سے ڈر کی وجہ  
سے بے ہوش ہو گیا تھا تو قیر نے اصل بات کو چھپاتے  
ہوئے کہا اور اپنی ماں کے گلے سے لگ گیا۔ پھر باپ بھی  
وہاں آ گئی اس نے بھی یہی پوچھا کہ تو قیر بھائی آپ کہاں  
گم ہو گئے تھے میں نے پتہ ہے آپ کے لیے کیا کیا  
چیزیں تیار کر رہی تھیں پھر ابو جان اور چچا فیصل بھی آ گئے  
سب نے اپنے اپنے کئی سوال پوچھے تو قیر نے مجبوراً تو قیر کو  
ایک ہی جواب دینا پڑا سب کو اگر وہ سب سچ بتاتا تو کوئی  
اس کا یقین نہ کرتا۔ اس لیے اس نے کوئی بات نہ کی بس  
چپ ہو گیا پھر شام کو کھانا کھانے کے بعد تو قیر گھر سے نکلا  
باہر آیا تو سب محلے دار ملنے لگے سب سے سلام دعا ہوئی  
مغرب کی آڑا میں ہونے لگیں تو تو قیر گھر واپس آ کر لگا  
کہ راستے میں اس کو اپنے بچپن کے تین چار ساتھی مل  
جاتے ہیں جو پھر باپیں کرتے ہوئے مسجد کی طرف جاتے  
میں نماز کے لیے نماز سے فارغ ہو کر تو قیر سب کو الوداع  
کہہ کر اپنے گھر آ گیا رات کا کھانا سب نے مل کر کھایا پھر  
تو قیر کی اپنے ابو سے گپ شپ ہونے لگی تاہم کا پتہ نہ چلا  
اور عشا کی آڑا میں ہونے لگیں پھر دنوں باپ بیٹے مسجد  
گئے نماز ادا کی نماز پڑھنے کے بعد امام مسجد سے سلام دعا  
ہوئی پھر وہیں کچھ دیر مسجد میں بیٹھے رہے جب مسجد خالی  
ہوئی تو وارث نے تو قیر سے پوچھا۔

بیٹا مجھے لگتا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو  
قبرستان کے معاملے میں ڈر کی وجہ سے کوئی بھی اتنا بے  
ہوش نہیں ہوتا جتنا تم ہوئے ہو بیٹا سچ بتاؤ وہاں  
تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا وارث نے اپنا ہاتھ تو قیر کے ہاتھ  
پر رکھتے ہوئے کہا پھر مجبوراً تو قیر کو سب ہی سچ بتانا پڑا  
اپنے ابو کو۔

ابو مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ بس اور اس میں موجود  
مسافر کہاں غائب ہو گئے تھے تو قیر نے حیرانگی سے اپنے  
ابو سے پوچھا۔ بیٹا میں تمہیں کل ایک پیر صاحب کے پاس  
لے جاؤں گا وہ تمہیں اس بارے میں سب بتا دیں گے وہ  
بہت علم والے ہیں میں ان کو اچھی طرح سے جانتا ہوں وہ  
اس کا کوئی نہ کوئی نہ ضرور نکالیں گے۔

ٹھیک ہے ابو جان ہم کل صبح ہی چلیں گے ان کے  
پاس تو قیر نے کہا ضرور بیٹا میں تمہیں ایسے ٹھیک کام کے  
لیے بھی نہیں روکوں گا کیا پتہ کہ تمہاری وجہ سے کوئی اس  
مسئلہ سے بچ جائے یہ کہتے ہوئے وارث وہاں سے  
کھڑے ہوئے اور پھر دنوں گھر آ گئے۔

رات یونہی گزر گئی پتہ بھی نہ چلا صبح کی نماز پڑھ کر  
وارث تو قیر کو لیے پیر صاحب کے پاس پہنچ چکے تھے پیر  
صاحب ایک بزرگ کی بات سن رہے تھے ان سے فارغ  
ہوئے تو وارث کا نمبر تھا کیونکہ اس وقت دربار میں اور کوئی  
نہ تھا۔ آؤ بیٹا۔ بھٹو کیا بات ہے کیوں پریشان ہو تم لوگ پیر  
صاحب نے تو قیر اور وارث صاحب کو بیٹھنے کا اشارہ  
کرتے ہوئے کہا۔ دونوں بیٹھ گئے پھر تو قیر نے پیر  
صاحب کو سب واقعہ سچ سچ بیان کر دیا۔ پیر صاحب یہ سن کر  
چند لمحوں کے لیے اپنی آنکھیں بند کر دیں کافی دیر بعد  
آنکھیں کھولیں تو کافی پریشان تھے۔

بیٹا وہ ایک بے چین روح ہے جو بہت ہی طاقتور  
ہے وہ ایک بندہ جو ان تھامے صف پیار کرنے کے جرم  
میں بڑی دردناک موت ملی اس کی روح بھٹکنے لگی تھی اور  
انتقام کی آگ میں جلنے لگی تھی اسی دوران اسے ایک  
شیطان کا بچاری ملا جس نے اس کو بہت طاقت دی اور  
اسے بہت ہی خطرناک بنا دیا اس نے روح کو ایک چلہ مکمل  
کرنے کو کہا کہ اگر وہ چار سو عورتوں اور بچوں کا خون جمع  
کر کے چلے کی آخری رات اس پر چالیس دن کا عمل  
کر کے اس کو نہی جائے جس سے وہ ساری زندگی کے لیے  
زندہ ہو جائے گی اس کے بعد اسے کوئی بھی نہیں مار سکے گا  
کوئی بھی نہیں پھر ہر سمت ہی تباہی ہی تباہی ہوگی پھر وہ اپنا  
بدلہ لے لی۔ پھر اسے بچاری نے ایک قبرستان میں قید  
کر دیا پھر اس روح نے اپنی طاقتوں سے قبرستان کے  
گیت کے قریب ایک حصار کھینچا جو سو آدمیوں کے خون  
سے کھینچا گیا تھا اور جو بھی اس حصار میں ایک بار چلا جائے  
وہ زندہ واپس نہیں آ سکتا لیکن تو قیر بنام خوش قسمت ہو کہ  
وہاں سے زندہ بچ آئے اس حصار کا اثر مغرب کے  
بعد ہوتا ہے اس سے پہلے وہاں کچھ نہیں ہوتا اب صرف تم

ہی اس روح کو ختم کر سکتے ہو بیٹا کیونکہ اس شیطان بچاری  
کی آخری بات یہی تھی کہ تمہیں زوال صرف ایک صورت  
میں آ سکتا ہے کہ جب کوئی انسان تیرے حصار میں آئے  
اور پھر ختم سلامت واپس لوٹ جائے اس کے ہاتھوں میں  
تمہارا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

دیکھو بیٹا اب تمہیں اسے مار سکتے ہو پیر صاحب نے  
اسے کہا لیکن مجھے اسے مارنے کے لیے کیا کرنا پڑے گا وہ  
مجھے کہاں ملے گا تو قیر نے پیر صاحب کو کہا بیٹا اس وقت وہ  
تمہیں ختم کرنے کے چکر میں ہے لیکن تمہارے پاس ایسی  
طاقت ہے جس کی وجہ سے وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی کیونکہ  
تم خونی حصار سے زندہ واپس آ گئے ہو پیر صاحب نے اپنی  
بات ختم کرتے ہوئے کہا پیر صاحب میں اسے کیسے  
مار سکتا ہوں تو قیر نے فگر مندانا انداز میں کہا بیٹا یہ سب میں  
تمہیں صبح بتاؤں گا آج رات کو خاص عمل کرنا پڑے گا تم  
صبح کی نماز کے بعد فوراً بعد آ جانا میرے پاس۔

اچھا پیر صاحب کہتے ہوئے وہ وہاں سے چل  
پڑے اور وہ رات یونہی گزری اگلی صبح وہ پیر صاحب کے  
پاس تھا اس بار وارث صاحب ساتھ نہیں آئے تھے سلام  
دعا کے بعد پیر صاحب نے گفتگو کا آغاز کیا بیٹا اسے  
مارنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے اس خونی حصار کو ختم  
کرنا ہوگا تاکہ وہ آزاد ہو جائے اور پھر میں اسے قید  
کر سکوں۔ پھر اس کو مارنے کے لیے بیٹا شیطان بچاری  
کی لاش کو ڈھونڈنا ہوگا جو ہمیں شمشان گھاٹ سے ملے گی  
اس کی روح کی جان اس شیطان بچاری کی ریڑھ کی ہڈی  
میں ہے جیسے ہی ہم وہ ہڈی توڑیں گے وہ خود بخود جل کر  
راکھ ہو جائے گی اس روح کا چالیس دن کا چلہ شروع  
ہو چکا تھا ہمارے پاس چالیس دن ہیں آپ فکر نہ کریں پیر  
صاحب خدا ہمارا ساتھ ضرور دے گا بس آپ ہمیں بتاتے  
جائیں تاکہ ہم بے گناہ لوگوں کے قتل کا بدلہ لے سکیں اور  
ان کی روحوں کو سکون دے سکوں۔

ٹھیک ہے بیٹا لیکن ابھی جلدی چلو تاکہ ہم مغرب  
سے پہلے پہلے اس حصار کو ختم کر سکیں پیر صاحب نے اٹھتے  
ہوئے کہا پھر تو قیر کو پیر صاحب نے ایک تعویذ دیا اور ایک



شیشہ دیا بیٹا یہ تعویذ تمہیں ہر بری روح سے بچائے گا اور یہ طلسمی شیشہ ہے جو کسی بھی روح بھوت یا چڑیل کو دکھاؤ گے وہ خود بخود جل کر راکھ ہو جائے گی پھر دونوں جلدی سے وہاں قبرستان کے گیٹ کے قریب پہنچے مگر ان کو کوئی حصار نظر نہ آیا۔

پیر صاحب یہاں تو کوئی حصار نہیں ہے اگر ہو گا بھی سہی تو آپ اسے کیسے ختم کر سکیں گے تو قیر نے ادھر ادھر حصار کو ڈھونڈتے ہوئے کہا دوسری طرف پیر صاحب نے آنکھیں بند کیں اور دو بار ہتھولیں۔

بیٹا اس حصار کو ختم کرنے کا ایک خاص وقت ہے جس وقت یہ ظاہر ہوتا ہے مغرب سے صرف چند لمحے پہلے وہ نمودار ہوتا ہے اسی وقت اسے ختم کیا جاسکتا ہے میں اس وقت تک ایک خاص عمل کر کے ایک تلوار حاصل کر سکوں جس سے اس خونی حصار کو توڑا جاسکتا ہے پیر صاحب نے اتنا بتایا۔

ٹھیک ہے جب تک میں آپ کا یہیں انتظار کرتا ہوں آپ اپنا عمل کریں پھر کچھ توقف کے بعد پیر صاحب غائب ہو گئے تھے اور میں وہیں بیٹھ گیا ان کا انتظار کرنے کے لیے دن ڈھل گیا مگر پیر صاحب نہ آئے میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ ایک ایک خوفناک آواز آئی جو بہت ہی تیز اور ڈراؤنی تھی جس کی وجہ سے مجھے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنا پڑا وہ شاید حصار کے نمودار ہونے کی آواز تھی یکدم ہی گیٹ کے کچھ فاصلے پر ایک خون لہرا بھری اوراک گول حصار کی شکل اختیار کر گئی اور تین فٹ تک اس خون کی دیوار بن گئی شاید یہ حصار تھا جو ظاہر ہو چکا تھا مگر پیر صاحب نہ آئے بڑے ہی انتظار کے بعد وہ اچانک ہی نمودار ہوئے اور ان کے ہاتھوں میں ایک لہبری تلوار تھی جس کو میری طرف بڑھایا گیا جیسے ہی تلوار میرے ہاتھوں میں آئی تو عجیب سی طاقت میرے اندر سامنے لگی اور میں خود کو پادریں سمجھنے لگا۔

جلدی بیٹا۔ اس حصار کو چیر دو پیر صاحب نے مجھے کہا میں نے جلدی سے دونوں ہاتھ اوپر کر کے تلوار کو حصار پر دے مارا پھر تو ماحول ہی بدل گیا حصار آہستہ

آہستہ اور بلند ہونے لگا اور اتنا بلند ہو گیا کہ ہر طرف سے سمندر سے آنے والی آوازوں کے جیسا شور تھا عجیب ہی لہر تھی خون کی ہر طرف گرد دوسرے وار سے سب کچھ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا پھر ایک بہت ہی خوفناک دھماکے کیساتھ ہی وہ خونی حصار ختم ہو گیا اور یہ کیا تلوار بھی غائب ہو گئی علی کے ہاتھوں سے۔

پیر صاحب یہ تلوار۔ علی نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا بیٹا یہ جس مقصد کے لیے تھی وہ مقصد پورا ہو گیا ہے اس لیے یہ تلوار ہم سے واپس لی لی گئی پیر صاحب نے علی کو بتایا۔ بابا بابا۔ اوہ بڑے تم نے مجھے آزاد کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے اب تو اپنی موت کا انتظار کرو تو نے اپنی موت کو آواز دی ہے وہ بندو بدورج آزاد ہو چکی تھی۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈرنہیں اگر میری موت تیرے ہاتھوں سے تو مجھے کوئی بھی نہیں بچا سکے گا اگر نہیں تو۔ تو میرا کچھ نہیں لگاڑ سکتی پیر صاحب یہ بول کر عمل شروع کرنے لگے جیسے جیسے عمل کے الفاظ بدروح تک پہنچتے گئے اس کو بے چینی ہونے لگی آہستہ آہستہ وہ تڑپنے لگی اور یکدم ہی غائب ہو گئی۔ پیر صاحب نے آنکھیں کھولیں بیٹا میں نے اسے چند دنوں کے لیے قید کر دیا ہے جب تک ہمیں اس شیطان پجاری کا مردہ نہیں مل جاتا یہ میری قید میں ہی رہے گا پیر صاحب نے تو قیر کو بتایا۔ اب ہمیں ساتھ والے شمشان گھاٹ چلنا ہے کیا تو قیر نے پیر صاحب سے پوچھا۔

ہاں بیٹا تاکہ اس پجاری کے جسم سے ریڑھ کی ہڈی نکال کر اس بدروح کو ختم کیا جاسکے پیر صاحب نے یہ بتاتے ہوئے آگے قدم بڑھائے شمشان گھاٹ بالکل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا چگا ڈروں کی ڈراؤنی آوازیں ماحول کو اور خوفناک بناتی تھیں مگر تو قیر اور پیر صاحب ان چیزوں کو نظر انداز کر کے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ شمشان گھاٹ میں ہر طرف عجیب سی بدبو اور لاوارث لاشیں پڑی تھیں جن کے جسم ڈھانچوں میں تبدیل ہو گئے تھے اور بعض لاشوں پر تھوڑا بہت گوشت تھا اب اس پجاری

کی لاش کو ڈھونڈنا مشکل تھا۔

انہوں نے ہمت نہ ہاری تو قیر اور صاحب شمشان گھاٹ کے اندرونی حصے میں آگئے تھے اچانک ہی بہت تیز آندھی شروع ہو گئی آندھی کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور تو قیر اور پیر صاحب اس میں گھومنے لگے بڑی ہی مشکل سے انہوں نے خود کو کنٹرول کیا اور اس تیز آندھی میں پجاری کی لاش کو ڈھونڈنے لگے پیر صاحب نے ایک عمل کے ذریعے آخر کار پتہ لگا لیا پجاری کی لاش شمشان گھاٹ کے پرانے درخت کے نیچے تھی جس کو نکالنے کے لیے پیر صاحب کو تین دن کا چلہ کرنا تھا آخر کار پیر صاحب نے یہ چلہ بھی شروع کر دیا اور تو قیر کو واپس بھیج دیا کہ وہ اب تین دن کے بعد ہی یہاں آئے تو قیر تو چلا گیا مگر پیر صاحب چلے میں مصروف ہو گئے پیر صاحب نے اپنا چلہ مکمل کیا۔

چلے کے دوران پیر صاحب بہت ہی کمزور پڑ گئے تھے ادھر تو قیر بھی آگیا تھا اور پھر سے پجاری کی لاش ڈھونڈنے کے لیے اس پرانے درخت تک پہنچ گئے وہاں ایک بوسیدہ سا صندوق تھا جس کے دروازے پر ایک پھول لگا ہوا تھا پیر صاحب نے وہ پھول اٹھا یعنی صندوق کے دروازے سے نکال کر صندوق کو کھول دیا صندوق کا منہ جیسے ہی کھلا ایک بہت ہی گندی بدبو کا جھونکا ہوا آہٹا شاید یہ صندوق بہت ہی پرانا تھا یا اس شیطان پجاری کی لاش بہت ہی زیادہ خراب ہو چکی تھی۔

تو قیر نے جلدی سے اس پجاری کے ڈھانچے کو باہر نکالا اور اس ڈھانچے کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخ دیا جس سے اس شیطان پجاری کے ڈھانچے کی ساری ہڈیاں ٹوٹ کر کھریں اور ادھر ادھر تک زمین پر پھیل گئیں۔

پیر صاحب نے جلدی سے ریڑھ کی ہڈی وہاں سے ڈھونڈی اور اسے اٹھا کر جلدی سے توڑ دیا ہڈی جیسے ہی ٹوٹی تو جیسے پھر سے طوفان برپا ہو گیا اور وہ بدروح نمودار ہوئی اور اس نے بہت ہی تیزی سے اپنی ساری قوت جمع کر کے اپنی جادوئی ہشتی سے ایک آگ کا گولہ پیر

صاحب کی طرف پھینکا اور خود اسی وقت جل کر راکھ ہو گئی ادھر تو قیر نے یہ سب دیکھا تو جلدی سے پیر صاحب کو پیچھے کی طرف دھکا دے کر پیر صاحب والی جگہ پر ٹھہر گیا اس طرح آگ کا گولہ سیدھا تو قیر کے سینے میں آگیا جس سے تو قیر کے جسم میں آگ لگی گئی تھوڑی دیر بعد وہاں تو قیر کی لاش کا ڈھانچہ موجود تھا۔

پیر صاحب نے بدروح کو تو ختم کر دیا مگر وہ تو قیر کو نہ بچا سکے شاید تو قیر کی زندگی اتنی ہی تھی یا پھر پیر صاحب کے لیے تو قیر نے اپنی جان قربان کر کے موت کو گلے سے لگالیا۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازے گا۔

آسمان کے تارے اکثر مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کیا تمہیں اب بھی انتظار ہے اس کے لوٹ آنے کا اور دل مسکرا کے کہتا ہے کہ مجھے اب بھی یقین نہیں اس کے چلے جانے کا۔



## معلومات

- ❖ خرگوش کی آنکھیں بھی بند نہیں ہوتیں، وہ ملکی آنکھوں سے سوتا ہے۔
- ❖ میساٹمی نسل کے تعلق رکھنے والے کتے بھوک نہیں سکتے۔
- ❖ انسانی جسم میں پسلیوں کی تعداد چوبیس ہے۔
- ❖ ہاتھی کے دماغ کا وزن گیارہ پونڈ ہوتا ہے۔
- ❖ عورتوں کا دل مردوں کے دل سے تیز دھڑکتا ہے۔
- ❖ نقب جنوبی سے سورج سبز رنگ کا نظر آتا ہے۔
- ❖ دنیا کا غریب ترین ملک روانڈا ہے۔
- ❖ ہم اپنی اپنی کوڑیاں سے نہیں چھو سکتے۔
- ❖ سانپ کے کان نہیں ہوتے۔
- ❖ جگاڈو کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔
- ❖ چمچہ کے کی اوسط عمر 100 سال ہوتی ہے۔
- ❖ روڈی صرف مادہ جگنو ہی دیتی ہے۔

☆..... ابراہار احمد۔ گلومندی







ڈاکٹر جلدی کری میری بیٹی کی حالت بہت خراب ہوئی جارہی ہے ایک عورت اندر کمرے میں داخل ہوئی وہ بے حد پریشان تھی خاتون آپ سے پہلے بھی کہاں تک خون کا بندوبست کر لیں لیکن آپ نے تو وہ بھی نہیں کیا۔ ڈاکٹر کل سے میں اور میرا شوہر خون تلاش کر رہے ہیں مگر کسی بھی جگہ سے نہیں ملا ہے اب آپ ہی بتائیں کہ میں کیا کروں وہ عورت روتے ہوئے بولی اچھا میں کچھ کرتا ہوں آپ چلیں عورت یہ سن کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

ڈاکٹر علی میں ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے ڈاکٹر فریاد بولا دوسرے نے پوچھا کیا تو وہ کہنے لگا ہمارے پاس جو مریض ہیں ان سب کا خون چیک کرتے ہیں شاید کسی ناکسی کا تو بل ہی جائے گا خون کی ضرورت تو اس کی بیٹی کو ہے باقی تو سب نارمل ہیں۔ کیا خیال ہے تیرا لیکن جو نوک تیزی سے ٹھیک ہو رہے ہیں وہ۔ تو کسی کی زندگی بھی تو بچانی ہے ناں اور کیا ہو گا دودن کے بجائے چار دن لگ جائیں گے ٹھیک ہے پھر اس لڑکی کا چیک کرتے ہیں جو آج بلکہ ابھی آتی ہے انہوں نے زخمی لڑکی کا خون نمیش کیا تو اس کا خون ٹھیک لگا اور پھر نمینڈ کی دوائی پلا کر اس کے جسم سے ایک بوتل خون کی نکال لی ایک خوبصورت لڑکی کو لگا دی خون جسم میں جانے کے بعد اس کی حالت کافی بہتر ہو گئی اور اس کی ماں اسے سب کاٹ کاٹ کر کھانے لگی بس وہ بولی۔

مجھ سے اور نہیں کھایا جاتا ماما بیٹا تھوڑا سا کھالو حالت تو دیکھ رہی ہوں اپنی امی میں ٹھیک ہوں اور میں سونے لگی ہوں اتنے میں دونوں ڈاکٹر اندر داخل ہوئے اور ادھر ادھر تلاش کرنے لگے ماما کی ماں نے کہا۔ کیوں ڈاکٹر صاحب کیا ہوا ڈاکٹر نے پوچھا رات والی مریضہ کیا یہاں آئی ہے۔ نہیں تو ڈاکٹر صاحب یہاں تو نہیں آئی مجھے تو رات کو ہی شک ہو گیا تھا جب اس کو عورت اور مرد چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے ضرور کوئی چکر ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ وہ کئی کیسے اس کے تو ہاتھ اور جیر پر پلاسٹر چڑھا ہوا تھا یوں لگتا ہے کہ کوئی اسے اٹھا کر لے گیا ہو گا لیکن گیٹ پر تو چوکیدار ہوتا ہے پھر اس کی نظر میں آئے بغیر کوئی کیسے

آ جا سکتا ہے۔ چلو اس بات کو ہمیں دبا دیں یہ نہ ہو کہ اس کے گھر والے آجائیں اور مسئلہ بن جائے۔



ماما ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گئی تھی وہ ماں باپ کی انگوٹھی اولا تھی اس کا باپ ایک آفیسر تھاق اور ماما بی اے کی طالبہ تھی وہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی تھی وہ مکمل طور پر سحر تھا یا ہو چکی تھی مگر اس نے کانچ جانا شروع نہیں کیا تھا ابھی۔ مینا اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو چکی ہو کل سے کانچ جانا شروع کر دو ایگزائز بھی قریب آ رہے ہیں اچھا امی ٹھیک ہے آپ پہلے مجھے بتا دیجیے تو میں یونیفارم پر لیں کر لیتی اب تو مجھے نمینڈ آ رہی ہے۔ میری جان تم سو جاؤ میں اسٹری کروں گی رات کے دو بجے کا وقت تھا تو اسے بے حد پیاس لگی وہ ابھی اوپر فرنگ سے پانی کی بوتل نکالی اور پانی پینے لگی پوری بوتل نی کر رہی اسکی پیاس نہیں ختم ہوئی تھی ایک اور بوتل بھی بیٹی لیکن وہی حال ایک بوتل اور پیٹی لیکن پیاس ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اب تو اس کا پیٹ بھر چکا تھا اور مزید پینے کی گنجائش بھی نہیں تھی مگر پیاس۔۔۔ پیاس۔۔۔ پیاس۔۔۔ وہ اب نمینڈ لگی اور اب اس کے ساتھ ہر وقت نمینڈ مسئلہ ہونے لگا۔ اس کے وجود میں ایک نمینڈ بھی چاہے کتنا بھی پانی پی لے لیکن پیاس ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی پندرہ دن ہونے کو تھے انا بی نے اپنے امو کو بتایا تو پھر ابو نے مختلف قسم کے مشروب سے فریج بھری لیکن اس کا پھر بھی وہی مسئلہ رہا



آج پورن ماما کی رات تھی ماما کو نمینڈ نہیں آ رہی تھی کیونکہ اسے سخت پیاس لگی تھی مگر اس نے پانی نہیں پیا وہ جانتی تھی کہ اس کی پیاس نہیں بجھے گی پورا جسم ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا پیاس بڑھتی جارہی تھی وہ اندھا حال ہونے لگی باہر صحن میں آ کر گرہ ہوا لینے لگی جیسے ہی وہ صحن میں آئی اور چاند کی روشنی اس پر پڑی تو ذہن ماؤف ہونے لگا اسے یوں لگنے لگا جیسے اس کے سر پر کوئی بوجھ بڑنے لگا ہو کوئی ان دیکھا ماما اس ہوا کی طرح اس کے جسم میں سرایت

کرنے لگا وہ وہ خالی خالی نظروں سے سب کچھ دیکھ رہی تھی لیکن کچھ بھی کرنے کی ہمت نہ تھی اس کے ہوش اس وقت اس کے کنٹرول میں نہ تھے اس سائے نے اس کے جسم پر پوری طرح قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے بغیر سوچے سمجھے تن کا دروازہ کھول دیا اور گلی میں نکل آئی اور ایک طرف چل دی اتنے میں ایک چوکیدار کی سینی کی آواز سنائی دی جیسے ہی اسے چوکیدار نظر آیا تو وہ بیچے بیٹھے گئی چوکیدار نے سائیکل روک لی اور بولا۔

اوائے لڑکی کون سے تم اور آدھی رات کو ادھر کیا کر رہی ہو چوکیدار جو بیٹی سائیکل سے نیچے اترا تو ماما نے اس کو گلے سے پکڑ لیا۔ چوکیدار خود کو چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ اے اف۔۔۔ با۔۔۔ بائے۔ اوائے ہانے یہ کیا چوکیدار کی پتختی ہوئی آواز آئی اور اس کے ہاتھ سے بیڑی لڑ کر بھگتی ماما میں نجائے اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھی کہ چوکیدار کی بے حد کوششوں کے باوجود بھی چوکیدار خود کو نہ چھڑا سکا۔ اور وہ ماما کے ہاتھوں میں جھول گیا ماما کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ ابھرنے لگی وہ چوکیدار کو چھینتی ہوئی ایک ویرانے میں لے گئی اور اس کی گردن پر منہ لگایا اور شرپ شرپ خون پینے لگی تھوڑی ہی دیر میں چوکیدار کا خون ماما نے پی لیا اور پھر چوکیدار کے کپڑوں سے اپنے ہونٹ اور تھوڑی کو صاف کیا اس وقت وہ چنیل دکھائی دے رہی تھی کہ اسے آ کر وہ سکون سے سو گئی تھی آج میں دن بعد اس کی پیاس بجھ چکی تھی ہر پل بے قرار رہنے والی لڑکی کو قہرا مل گیا تھا آج وہ سکون سے سو گئی تھی۔ اور صبح کو وہ سب کچھ بھول گئی تھی کہ اس نے رات کو کیا کچھ کیا تھا وہ نامل دکھائی دینے لگی تھی اور بلکہ خود ہی سوچ رہی تھی کہ اس کو آج کیا ہو گیا ہے آج پیاس کی شدت اس کو پریشان کیوں نہیں کر رہی ہے آج وہ نامل کیوں ہے پورا دن وہ بیٹی سوچتی رہی پھر دوسری رات بھی وہ سو گئی رہی۔



آج پھر اس کی حالت غیب ہونے لگی تھی وہی پہلے والی کیفیت اس پر سوار ہونے لگی تھی وہی سایہ اس کو اپنے

جسم میں ہوا کی مانند اترتا ہوا دکھائی دیا اور پھر وہ گھر سے باہر نکل گئی آج وہ درود نہ پڑھتی تھی بلکہ اپنے نمسانے کوئی اس نے ڈھیر لیا تھا وہ ماما کا دیوانہ تھا اور بیٹی دیوانگی اس کی موت کا سبب بنی ماما کورات کی تنہائی میں دیکھ کر وہ اس کی طرف آیا اور پھر ماما نے اس کو اشارہ کیا اور ایک طرف چل دی وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اور وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ ماما کے روپ میں کوئی چیز مل اس کو کہیں لے کر جا رہی ہے چوکیدار کی طرح اس کی گردن بھی ماما کے ہاتھوں میں تھی اور وہ اس کی گردن پر جھکی ہوئی اس کے خون سے سراب ہو رہی تھی۔ اب تو اس کی عادت بن گئی تھی کہ ہر ہفتے کسی نہ کسی کا خون پینا اس کا معمول بن گیا۔ اور کوئی بھی نہ جان سکا کہ شہر میں خون کی ہونی جیلنے والی ماما بے اخباروں میں مرنے والوں کی خبریں شائع ہونے لگی شہر میں سیکورٹی مانی الرٹ ہو گئی قاتل کا کھوج لگایا جانے لگا مگر تین مہینے گزرنے کے باوجود بھی قاتل پکڑا نہ گیا شہر میں بل چل چلی ہوئی تھی اور لوگوں نے گھروں سے رات کو نکلتا چھوڑ دیا تھا۔

ماما کی طبیعت بھی اب خراب رہنے لگی وہ ہر روز شکار کے لیے نکلتی لیکن ہر طرف پولیس والوں کو دیکھ کر وہاپس لوٹ آتی اس پر وقت بہت بھاری آ گیا تھا وہ خون کو ترسنے لگی اسے یوں لگنے لگا جیسے اس کا جسم ٹوٹ رہا ہو۔ سترہ دن ہو گئے تھے اس کو شکار کئے ہوئے آج جب وہ تھکی ہوئی ٹوٹی ہوئی کانچ سے واپس آئی تو گھر میں داخل ہوتے ہی وہ کچن میں ماں کے پاس چلی گئی اس کی ماں کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ ارے آج تو بہت اہتمام ہو رہا ہے ہمارے لچ کا کیا ہمارے گھر میں کوئی آ رہا ہے ماما نے چپکے سے کہا۔ آئیں رہا ہے بلکہ اچکا ہے ماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کون۔ وہ حیرت سے بولی کیونکہ اسے اندر کوئی بھی نہیں دکھائی دیا تھا۔ ترے ابو کے دوست ہیں احمد جو کہ اب وہ سائنسدان بن چکا ہے ماں نے بتایا۔ اوہ۔۔۔ میں نے پہلے تو کبھی نہیں سنا تھا کہ ابو کا کوئی دوست سائنسدان بن چکی ہے ماما نے کہا۔ ہاں بیٹی وہ ہیں بار ہمارے گھر آئے ہیں دس بارہ دن ہو گئے ہیں کہ وہ







# انتقام

-- تحریر: قم نثار درتوال -- فتح جنگ --

کامران ہاتھ میں خنجر اٹھائے ان کی طرف بڑھ رہا تھا وہ شعیب کے سینے میں خنجر مارنے لگا کہ اچانک ہی اس کے پیچھے سے سفید دھواں پھیلنے لگا اس دھوئیں کا کوئی بھی وجود نہیں تھا کامران نے جیسے ہی شعیب کے سینے پر وار کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ ہواشیں ہی رک گیا کسی ان دیکھے وجود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا پھر اسی لمحے کامران کی بھیا تک چیخیں گونج اٹھیں اس دھوئیں کے ان دیکھے وجود نے پیچھے سے کامران پر خنجر سے وار کیا تھا جس سے کامران کی بھیا تک چیخیں گونج اٹھیں کبھی کامران نیچے گر کر توڑے لگا اس دھوئیں میں انہیں اب بھی وجود نظر نہیں آیا عام اور شعیب حیران ہو کر اس دھوئیں کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی جان بچائی تھی کامران ابھی تک تڑپ رہا تھا اچانک اس دھوئیں سے وہ خنجر لہراتا ہوا آیا اور کامران کے سینے میں گھس گیا کامران کی ایک بھیا تک چیخ اس کمرے میں گونجی اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی عام اور شعیب نے دیکھ کہ جو حسینہ تخت پر لیٹی ہوئی تھی اس کے جسم کو بھی لگی ہوئی تھی عام اور شعیب کے ہاتھ پاؤں آزاد ہو چکے تھے آگ آہستہ آہستہ کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اچانک ہی اس دھوئیں نے حرکت کی اور عام اور شعیب کی طرف بڑھا اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ان کو دھوئیں کے سوا اب کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اچانک ہی وہ دھواں ان سے ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا عام اور شعیب نے اپنے ارد گرد دیکھا تو وہ کنویں سے باہر کھڑے تھے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

یہ زین بھی ناں ہمیشہ دیر کر دیتا ہے شانے پریشان ہوتے ہوئے کہا ویسے ہمیں آج کل زین کی کچھ زیادہ ہی فکر ہو رہی ہے عام نے شاکو دیکھتے ہوئے کہا مجھے کیوں فکر ہونے لگی زین کی میں تو اس لیے پوچھ رہی تھی کہ سب آگئے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا میڈم بھول رہی ہو ابھی شعیب بھی نہیں آیا کامران نے شاکو بات کاٹ کر کہا تو شاکو منہ ہی ہو کر رہ گئی ارے یار اسے تنگ کرنا چھوڑ دو دیکھو ناں اس کا منہ کتنا سرخ ہو رہا ہے عالیہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو شاکو اسے گھور کر رہ گئی یہ سب دوست کالج میں کھڑے زین اور شعیب کا انتظار کر رہے تھے ان کے گروپ میں تین لڑکیاں اور چار لڑکے تھے لڑکیوں کے نام شامبرا اور عالیہ جبکہ لڑکوں کے نام عام زین شعیب اور کامران تھے شاکو اور زین ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں زین گاؤں سے آتا ہے اس لیے اسے

خونفاک ڈائجسٹ

خونفاک ڈائجسٹ 44 فروری 2013





زین آگیا ہے عاصم نے شا کے کان میں سرگوشی کی ثنائے سامنے دیکھا تو اس کا پریشان چہرہ ایک دم کل اٹھا السلام علیکم زین نے آتے ہی کہا ویکم اسلام سب نے ایک ساتھ کہا شعیب آج نہیں آیا کیا زین نے پوچھا شعیب کی تمہیں بہت فکر ہے کوئی تمہارے انتظار میں مارجا رہا ہے لیکن تمہیں اس کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ ثنائے غصے سے کہا تو باقی دوست بننے لگے اتنے میں شعیب بھی آگیا ارے بھائی یہاں کیوں اتنے قہقہہ لگائے جارہے ہیں شعیب نے جس سے پوچھا تمہارے آنے کی خوشی میں ثنائے بے زاری سے جواب دیا تو ایک بار پھر ان کے قہقہے گونج اٹھے آج کلاس اینڈ نہیں کرنی کیا امبر نے کہا تو سب دوست کلاس کی طرف بڑھ گئے آج سارا دن زین بہت پریشان سا تھا اس کی یہ پریشانی سب نے نوٹ کی تھی چھٹی ہوئی تو سب دوست باہر آگئے زین کوئی پریشانی سے تو ہمیں نہیں بتاؤ گے کیا ثنائے زین سے پوچھا نہیں مجھے تو کوئی پریشانی نہیں ہے زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نہیں زین تم کچھ چھپا رہے ہو ہم سے عالیہ نے زین کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا چھوڑو یا کوئی خاص بات نہیں ہے زین نے آہستہ سے کہا خاص نہیں ہے تو عاصم ہی بتا دو عاصم نے زین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں یا آج میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے مجھے لگ رہا ہے کچھ ہونے والا ہے میرا دل کہہ رہا ہے کہ ایک طوفان ہماری زندگی میں آنے والا ہے جو سب کچھ بہا کر لے جائے گا زین نے بتایا کچھ نہیں ہوتا یا کامران نے زین کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

لگتا ہے تمہاری طبیعت خراب ہے گھر جا کر آرام کرو گے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ثنائے زین کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو زین مسکرا دیا یا بہت دیر ہو رہی ہے اب ہمیں چلنا چاہیے عالیہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب دوست اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیئے زین بھی اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا زین اب جس جگہ سے گزر رہا تھا وہ جگہ بہت ہی دیران تھی سڑک کے ایک طرف بڑے

بڑے پیاز تھے جبکہ دوسری طرف جگہ دیران سی تھی اور کئی سوکھے ہوئے درخت بھی تھے آج زین کو یہاں سے گزرتے ہوئے خوف سامنوں ہو رہا تھا وہ خالی خالی نظروں سے اتر کر درکے ماحول کو دیکھ رہا تھا کہ ایک موٹر سائیکل تیزی سے اس کے پاس سے گزری اور سڑک کے درمیان کھڑی ہو گئی زین نے جلدی سے بربیک لگائی ارے کامران تم یہاں کیسے زین نے موٹر سائیکل سے اترتے ہوئے کہا۔

تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی کامران نے زین کے پاس آ کر کہا اگر ضروری بات کرنی تھی تو کالج میں ہی کر لیتے زین نے کامران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو بات میں نے تم سے کرنی ہے اس کے لیے یہ جگہ ہی ہوئی چاہیے تھی کامران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اچھا جو بھی بات ہے جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے زین نے کامران کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بہت جلدی ہے تمہیں اوپر جانے کی کامران نے زین کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کیا مطلب کسی باتیں کر رہے ہو کامران نے زین کے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا وہی زین اگر میں کہوں کہ میں انسان نہیں ہوں تم کیا کہو گے کامران نے زین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میں کہوں گا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو زین نے مسکراتے ہوئے کہا زین میں انسان نہیں ہوں کامران نے آہستہ سے کہا اچھا تو پھر کی ہو زین نے مسکراتے ہوئے کہا خود ہی دیکھ لو کامران نے انتہائی کہا اور اس کا قد چھوٹا ہونا شروع ہو گیا زین خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا خوف سے اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا اب کامران کی جگہ ایک بہت ہی بڑا کالا ناگ چھن پھلائے ہوئے زمین پر بیٹھا ہوا تھا اس ناگ کے سر پر سرخ رنگ کا ایک نشان تھا زین نے ایک چیخ ماری اور پیچھے ہٹ گیا لیکن ناگ اس سے زیادہ بھرتلا تھا وہ جلدی ہی زین تک پہنچ گیا اور پھر زین کے جسم پر لپٹا چلا گیا۔

اس ناگ نے زین کے سارے جسم کو اپنی لپٹ میں لے لیا تھا زین خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

اس سے پہلے کہ زین کوئی چالاکی کرتا ناگ نے زین کی گردن پر ڈس لیا زین پیچھے گرنے ہی والا تھا کہ ناگ جلدی سے اس کے جسم سے علیحدہ ہو گیا زین غیچے گر کر تو پنے لگا کامران بھی اپنی اصلی شکل میں آچکا تھا میری ناگ بھی اسی طرح تڑپتی تھی کامران نے غصے سے کہا کائی دیر تر پنے کے بعد زین کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چلی تھی کامران نے ایک قہقہہ لگایا اور اپنی موٹر سائیکل سمیت وہاں سے غائب ہو گیا۔



امبر نے اپنا کام جلدی سے ختم کیا اور شا کے گھر کی طرف چل پڑی شا کا گھر امبر کے گھر سے تھوڑا ہی دور تھا امبر شا کے گھر میں داخل ہوئی تو سامنے بی بی شا کی امی بیٹھی ہوئی تھیں اسلام ویکم آنٹی امبر نے کہا ویکم اسلام شا کی امی نے مسکراتے ہوئے کہا آنٹی شا کہاں ہے امبر نے پوچھا اپنے کمرے میں ہے شا کی امی نے بتایا اچھا آنٹی میں جانی ہوں امبر نے کہا اور شا کے کمرے کی طرف بڑگی شا کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ بیٹھی ہوئی تھی ہیلو امبر نے شا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا وہ تم ثنائے امبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیا ہو رہا ہے امبر نے پوچھا یا رکائی دیر سے زین کو کال کر رہی ہوں لیکن وہ ریسپونڈ نہیں کر رہا ہے ثنائے مصروف ہو امبر نے خیال ظاہر کیا اس سے پہلے کہ شا کچھ کہتی اس کا موبائل بج اٹھا زین کی بی کال سے ثنائے کہا اور موبائل کان سے لگایا ہیلو کیا یہ یہ نہیں ہو سکتا ثنائے روتے ہوئے کہا۔ اور موبائل اس کے ہاتھ غیچے گر گیا۔ امبر نے جلدی سے موبائل اٹھایا اور اپنے کان سے لگایا۔

ہیلو کیا یہ سب کیسے ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے رابطہ منقطع کر دیا شا مسلسل روئے جاری تھی امبر بھی خود کو سنبھال نہ سکی اور روئے لگی امبر نے شا کو گلے سے لگایا اور کہا ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا خود کو سنبھالو شا کسی ایک شخص کے چلے جانے سے زندگی رک تو نہیں جاتی ناں بلکہ امبر مجھے زین کے پاس لے جاؤ میں اس کو آخری بار دیکھ تو لوں ثنائے روتے ہوئے کہا اچھا میں باقی دوستوں کو

بھی فون کر کے بلاتی ہوں ثنائے امبر نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور اپنے دوستوں کو فون کرنے کی زین کی موت کی خبر سن کر سب پر قیامت ٹوٹ پڑی تھوڑی ہی دیر بعد سب دوست گاڑی میں سوار ہو کر زین کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے جب انہوں نے زین کی لاش کو دیکھا تو وہ کانپ کر رہ گئے زین کا سارا جسم نیلا پڑ چکا تھا زین کے ماں باپ اس کی چار پائی کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے شا کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے کچھ دیر بعد زین کو نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کر دیا گیا عاصم نے اپنے دوستوں سے کہا۔

آپ سب شہر واپس چلے جائیں میں صبح آ جاؤں گا پھر عاصم کے علاوہ سب دوست شہر واپس آئے اگلے دن شا کے علاوہ سب دوست کالج میں کھڑے عاصم کا انتظار کر رہے تھے اچانک ہی انہیں عاصم دور سے آتا ہوا دکھائی دیا اس کے چہرے پر گہری پریشانی چھائی ہوئی تھی سب کے لیے ایک خبر جی رہی تھی عاصم نے آتے ہی کہا کیسی خبر کامران نے پوچھا پہلے یہ بتاؤ کہ شا کہاں ہے عاصم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا وہ آج نہیں آئی عالیہ نے بتایا اچھا بتاؤ ناں کیا خبر ہے شعیب نے جس سے پوچھا رات کو کوئی زین کی قبر سے لاش نکال کر لے گیا ہے عاصم نے بتایا کیا سب نے ایک ساتھ کہا کس نے لاش نکالی ہے شعیب نے پوچھا یہ تو ابھی پتہ نہیں چل سکا لیکن گاؤں والے ڈھونڈ رہے ہیں اسے عاصم نے ایک طرف بیٹھتے ہوئے کہا آج کا دن سب کا داس گزارا چھٹی کے بعد سب دوست اپنے اپنے گھر چلے گئے ثنائے کمرے میں بیٹھی زین کو یاد کر رہی تھی کہ اس کا موبائل بج اٹھا ہیلو ثنائے کال ریسپونڈ کر کے کہا ہیلو ثنائے کامران بول رہا ہوں دوسری طرف سے آواز آئی ہاں کامران بولو میں سن رہی ہوں ثنائے نے بے زاری سے کہا ثنائے زین نے مجھے ایک چیز دی تھی تمہارے لیے وہ دینی تھی تمہیں کامران نے آہستہ سے کہا تو میرے گھر میں لے آؤ ثنائے کہا تمہاری امی کو برا تو نہیں لگے گا۔



کامران نے پوچھا وہ اس وقت گھر میں نہیں ہیں وہ خالہ کے گھر گئی ہوئی ہیں ثنائے بتایا اچھا میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر کامران نے فون بند کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ ثنائے کمرے میں تھا کہاں ہے وہ چیز جو زین نے تمہیں دی تھی ثنائے نے پوچھا یہ ہے کامران نے سفید رنگ کا ایک کپڑا اپنی جیب سے نکال کر اسے دیکھا یہ دیا تھا زین نے ثنائے نے پوچھا نہیں تو خود لے کر آیا ہوں کامران نے کہا اور پھر تھی سے وہ کپڑا اس کے منہ پر باندھ دیا کامران نے کچھ بڑھ کر ثنائے پر پھونک ماری تو اس کے ہاتھوں کو کسی اور دشمنی طاقت نے جکڑ لیا تھا ثنائے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن آواز اس کے گلے میں ہی پھنس کر رہ گئی کامران نے ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خنجر آگیا کامران نے ہاتھ میں خنجر لیے اس کی طرف بڑھا اور ایک وار سے اس کا بازو اس کے بدن سے الگ کر دیا ثنائے دردی شدت سے تڑپ اٹھی وہ چیخا چاہتی تھی لیکن چیخ نہ سکی کامران نے ایک اور وار کر کے اس کا دوسرا بازو بھی الگ کر دیا ثنائے سب کچھ برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو گئی کامران کو اس پر ذرہ بھی ترس نہ آیا اور ایک ہی وار سے اس کی گردن بھی الگ کر دی کمرے میں ہر طرف خون ہی خون پھیل گیا کامران نے ایک قبچہ لگایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔



ثنائے کی لاش کی حالت بہت ہی خراب تھی ثنائے کی لاش کی حالت کو دیکھ کر سب دوستوں میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی اور پھر نماز جنازہ کے بعد ثنائے کو بھی سپرد خاک کر دیا گیا پھر وہ ہی ہوا جس کا سب کو ڈر تھا ثنائے کی بھی لاش کورات کو کوئی قبر سے نکال کر لے گیا عاصم شعیب امیر عالیہ اور کامران بہت ہی پریشان تھے انہیں اپنی زندگی کی فکر ہونے لگی تھی انہیں زین کی کبھی ہوئی بات بہت یاد آرہی تھی اور انہیں اس کی بات سچ بھی لگ رہی تھی جو سب کچھ بہا کر لے جانے گا لیکن اس وقت تو انہوں نے زین کی بات پر توجہ نہیں دی تھی لیکن آج زین کی وہ کبھی ہوئی بات یا باران کے کانوں میں گونج رہی تھی پھر اسی پریشانی میں وودن بیت گئے لیکن کامران نے اپنا اگلا شکار نہیں کیا

کمران کی نظر اب عالیہ پر تھی رات کو عالیہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی کہ اس کی آنکھ ایک آہٹ کی وجہ سے کھل گئی عالیہ کو اپنے کمرے سے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی اس نے سوچا بھائی ہوگا یا ابو ہوں گے باہر پانی پینے یا کسی اور کام سے آئے ہوں گے اس نے اس بات کو نظر انداز کر دیا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ دروازے پر ہلکی سی ٹھک کی وجہ سے اس کی آنکھ دوبارہ کھل گئی لیکن وہ چپ چاپ لیٹی رہی اس نے کوئی بھی حرکت نہیں کی تھی اب تو بار بار ہلکی سی ٹھک کی آواز سے دروازہ ہچکچاتا خوف سے اس کا سارا جسم سینے سینے ہونے لگا اس کا دل چیخنے کو چاہ رہا تھا لیکن وہ اس وقت یہ سب کچھ کر کے گھروالوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تھوڑی دیر بعد وہ آواز آتا بند ہو گئی تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی اچانک ہی اس کی نظر کھڑکی کی طرف چلی گئی۔

کھڑکی سے باہر اسے ایک عکس دکھائی دیا اس عکس کو دیکھنے کے بعد اس کے خوف میں مزید اضافہ ہو گیا اس کے دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی اور وہ ٹھٹھکی باندھے ہوئے اس عکس کو دیکھنے کی کک کوکوں۔۔۔ کون ہو عالیہ نے ہمت کر کے پوچھا عالیہ میں کامران ہوں تم سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں کامران نے آہستہ سے کہا تو عالیہ جلدی سے دروازے کے پاس آئی اور دروازہ کھول دیا تو سامنے کامران کھڑا مسکرا رہا تھا کامران تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو عالیہ نے آہستہ سے پوچھا یا تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی کامران نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ کامران جو بھی بات کرنی ہے جلدی کرو کسی نے دیکھ لیا تو بدنامی ہوگی عالیہ نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا جب اس نے کامران کی طرف دیکھا تو ایک دم کانپ کر رہ گئی کامران کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا خنجر تھا اور وہ اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس کی آنکھیں جھٹی خوبصورت تھیں اتنی ہی انہیں وحشت بھری ہوئی تھی اس سے پہلے کہ عالیہ جتنی کامران نے کچھ بڑھ کر اس پر پھونک ماری وہ عالیہ نے چیخا چاہا لیکن اس کی آواز گلے

میں ہی دب کر رہ گئی۔

عالیہ بار بار منہ کھول کر چیخنا چاہ رہی تھی لیکن وہ ناکام رہی کامران نے اس پر ایسا کچھ پڑھ کر پھونک دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بول بھی نہیں سکتی تھی کامران نے اسے ایک ہی لمحے میں گونگا کر دیا تھا عالیہ نے جس سے پیار کیا تھا جسے دل ہی دل میں دیوانگی کی حد تک چاہا تھا آج وہ ہی اس کے سامنے اس کی موت بنا کھڑا تھا وہ عالیہ کو کھانچا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک ہی کامران اپنے جسم کو حرکت دی اور عالیہ کی طرف بڑھا عالیہ نہیں نہیں میں سر ہلا رہی تھی خوف سے اس کا سفید چہرہ زرد پڑ گیا تھا کامران عالیہ کے پاس پہنچا اور اس کے بالوں سے پکڑ لیا اور خنجر کے پے در پے وار اس کے چہرے پر کر دیئے وہ درد کی شدت سے تڑپ رہی تھی لیکن وہ اپنی منہ سے ایک آواز بھی نہیں نکال پائی تھی اچانک ہی کامران نے اپنا ہاتھ روک لیا عالیہ کا سارا چہرہ خون سے تر ہو چکا تھا لیکن اس کی آنکھیں ابھی سلامت تھیں کامران نے گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی عالیہ نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔

وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ آخر میرا قصور کیا ہے مجھے کس جرم کی سزا دے رہے ہو میں نے تو تم سے بنا پوچھے ہی پیار کیا تھا اس پیار کی اتنی بڑی سزا دے رہے ہو وہ یہ سب اس سے پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن اس کی آواز گلے میں ہی دب کر رہ گئی تھی اچانک ہی کامران کا ہاتھ ایک دفعہ پھر حرکت میں آیا اب کامران کے خنجر کا نشانہ اس کی آنکھیں تھیں۔ اس نے خنجر کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو اپنی آنکھوں کو بند کر لیا کامران کو اس پر ذرہ بھی ترس نہ آیا پھر اس نے خنجر سے وار کر کے اس کی آنکھوں کو باہر نکال دیا وہ اس کے ہاتھوں میں تڑپ کر رہی تھی پھر کامران نے اس کے باقی جسم پر بھی خنجر کے وار کرنا شروع کر دیئے کامران نے اس کا سارا جسم خون سے تر کر دیا تھا ابھی اس کے جسم میں چند سانسیں باقی تھیں کامران نے اپنا آخری وار کیا اور خنجر اس کے سینے میں اتار دیا تھوڑی دیر تو پنے کے بعد دھیرے دھیرے اس

کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا کامران نے ایک نفرت بھری نظر اس کو دیکھا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

صبح جب عاصم شعیب اور امیر کو عالیہ کی موت کی خبر ملی تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑی سب کے چہروں پر خوف تھا موت کا خوف انہیں اب اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ جو کوئی بھی ہے یہ قتل کر رہا ہے وہ صرف ہم دوستوں کا ہی دشمن ہے کیونکہ ابھی تک جتنے بھی قتل ہوئے تھے ان کے دوستوں کے ہی ہوئے تھے کامران بھی ان پر یہ ہی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ان سب واقعات سے بہت زیادہ خوفزدہ ہے وہ ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا ان کے غم میں برابر کا شریک ہوتا تا کہ کسی کو شک بھی نہ ہو کہ یہ گھناؤنا کھیل وہی ان کے ساتھ کھیل رہا ہے بہر حال جب انہوں نے عالیہ کی لاش کو دیکھا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے امیر تو بہت ہی زیادہ رو رہی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے جس نے بھی عالیہ کا یہ حال کیا ہے اگر وہ میرے سامنے آجائے ناں تو میں اس کی بوٹی بوٹی کر دوں شعیب نے روتے ہوئے کہا ہاں یار بہت ہی برا حال کیا ہے اس نے عالیہ کا اس ظالم کو ذرہ بھی ترس نہ آیا اس معصوم پر ہم اس کو بھی بھی معاف نہیں کریں گے عاصم نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا یا ربی باتیں کر رہے ہو کوئی قاتل قتل کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ قتل اس نے کیا ہے کامران نے دونوں کی طرف ہونے کہا بہر حال عالیہ کی لاش کی حالت بہت ہی ہراب تھی اس لیے اسے جلدی نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا گیا اس کام سے فارغ ہو کر سب دوست اپنے اپنے گھروں میں چل دیئے شام کو عاصم اپنے کمرے میں خاموش بیٹھا ہوا کٹی دیر سے کچھ سوچ رہا تھا پھر اچانک ہی اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے فوکر کے شعیب کو اپنی طرف بلا لیا دس منٹ بعد شعیب عاصم کے کمرے میں داخل ہوا ہاں یار کیوں بلایا ہے شعیب نے عاصم کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا پہلے تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میں جو تم سے کہنے والا ہوں اس میں تم میرا ساتھ دو گے عاصم نے شعیب کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔



ہاں یار جو تو کہے گا میں وہ سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہوں شعیب نے کہا دیکھ یار جو بھی یہ قتل کرتا ہے وہی رات کو قبر سے لاش نکال کر لے جاتا ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ آج رات عالیہ کی لاش نکالنے ضرور آئے گا میں موجب رہا ہوں کہ ہمیں قبرستان میں کہیں چھپ کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کون ہے اور وہ لاش کہاں لے کر جائے گا عاصم نے اسے اپنا منصوبہ بتایا تو وہ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گیا جب رات کا اندھیرا ہر طرف پھیلنے لگا تو وہ دونوں اٹھے اور قبرستان کی طرف چل دیے چاندنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا جس کی وجہ سے انہیں ہر چیز صاف نظر آرہی تھی وہ چلتے چلتے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کوئی دیکھ تو نہیں رہا بہر حال وہ چلتے چلتے قبرستان میں جا پہنچے قبرستان میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا اچانک وہ کہیں کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ماحول کو اور بھی خوفناک بنا دیا وہ خاموشی سے چلتے ہوئے دھک دھک کرتے ہوئے دل کے ساتھ ایک بڑی سی قبر کے پیچھے جا کر چھپ گئے ان کی نظریں عالیہ کی قبر پر جمی ہوئی تھیں ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے خوف ان کے چہروں پر نمایاں ہو رہا تھا کیونکہ آج وہ پہلی دفعہ رات کو قبرستان آئے تھے اس سے پہلے وہ کبھی بھی رات کو قبرستان میں نہیں آئے تھے۔

اچانک ہی انہیں ایک طرف سے قدموں کی چاپ سنائی دی تو وہ اس طرف متوجہ ہوئے انہیں دور سے ایک شخص اس طرف کو آتا ہوا دیکھائی دیا وہ بہت دور تھا اس لیے وہ اسے پہچان نہیں پارہے تھے وہ چلتا ہوا بڑی قبر کے پاس سے گزرا تو ان کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے انہوں نے اسے پہچان لیا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ ان کا اپنا ہی دوست کامران تھا کامران چلتا ہوا عالیہ کی قبر کے پاس جا کر رک گیا وہ گہری نظروں سے اس کی قبر کو دیکھ رہا تھا یہ کامران اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے شعیب نے عاصم کے کان میں سرگوشی کی تو عاصم نے اس کو خاموش رہنے کو کہا کامران گہری نظروں سے اس کی قبر کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے سر کو حرکت دی اور کھوم کر ادھر ادھر دیکھا جب

اس کت تلی ہوئی کہ یہاں کوئی بھی نہیں ہے تو اس نے ایک بھاڑی سے زمین کھودنے والا اوزار نکالا اور عالیہ کی قبر کی طرف بڑھا پھر کچھ ہی دیر بعد اس قبرستان کے پرسکون ماحول میں بھاڑے کی آوازیں گونجنے لگیں جلد ہی اس نے قبر سے ساری مٹی ہٹائی تھی پھر وہ جلدی سے قبر میں اتر گیا اور عالیہ کی لاش کو قبر میں سے باہر نکال کر رکھ دیا اس کے بعد وہ قبر سے نکلا اور وہ اوزار دوبارہ اسی جھاڑی میں چھپا دیا۔

عاصم اور شعیب اسے یہ سب کرتا ہوا دیکھ رہے تھے پھر کامران نے عالیہ کی لاش کو کندھے پر اٹھایا اور قبرستان میں سے باہر کی طرف چل دیا عاصم اور شعیب بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے کامران قبرستان سے نکل کر دوسری طرف بنے جنگل میں داخل ہو گیا جنگل بہت گھنا تھا ہر طرف وحشت ہی وحشت تھی وہ دونوں بھی ڈرتے ہوئے اس کے پیچھے ہی پیچھے تھے کامران ایک کنویں کے پاس جا کر رک گیا اس نے عالیہ کی لاش کو کندھے سے اتارا اور کنویں میں پھینک دیا اور پھر وہ خود بھی کنویں میں اتر گیا عاصم اور شعیب کنویں کے پاس آئے انہوں نے آہستہ سے کنویں میں جھانک کر دیکھا تو کنویں میں ایک عجیب سی روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ سوکھا ہوا کتوں تھا جس کے ایک طرف کرہ بھی بنا ہوا تھا اس کنویں میں اترنے کے لیے لکڑی کیا ایک سیڑھی بھی تھی کامران اس سیڑھی سے اتر رہا تھا سیڑھی سے اترنے کے بعد اس نے عالیہ کی پھینکی ہوئی لاش کو اٹھا اور اس کمرے میں ٹھس گیا عاصم اور شعیب بھی آہستہ آہستہ کنویں میں اترنے لگے ان کا خوف کافی حد تک ختم ہو چکا تھا وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کامران کیا کرنا چاہتا ہے وہ نیچے اترے تو اس کمرے کا دروازہ بند تھا عاصم نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا تو دروازہ بنا آواز کے کھل گیا دوسری طرف کا منظر دیکھ کر وہ حیران رہ گئے خوف ان کے چہروں پر بھر سے نمایاں ہونے لگا وہ جھٹکی باندھے ہوئے اس ہولناک منظر کو دیکھ رہے تھے کمرے میں ہی وحشت ہی وحشت پھیلی ہوئی تھی کمرے میں سامنے ہی پھر کا ایک بڑا سا تخت بنا ہوا تھا جس پر عالیہ کی لاش پڑی

خوفناک ڈائجسٹ

خوفناک 50 فروری 2013

ہوئی تھی۔

عالیہ کے ساتھ ہی ایک اور لڑکی کی بھی لاش تھی کامران اس اس تخت کے سامنے کھڑا تھا کمرے کے ایک کونے میں دو ڈھانچے پڑے ہوئے تھے اور کمرے میں موجود ہی چیز خون سے رنگی ہوئی تھی کامران نے ابھی تک پیچھے نہیں دیکھا تھا وہ خاموشی سے اندر داخل ہوئے سامنے ہی دیوار پر لگی ہوئی تصویروں نے انہیں چونکا دیا دیوار پر بڑی بڑی عظیم الشان عاصم اور شعیب کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اور ان تصویروں پر ایک سرخ رنگ کی لائن بھی لگی ہوئی تھی دوسری دیوار پر ایک بہت ہی خوبصورت حسینہ کی تصویر لگی ہوئی تھی وہ لڑکی حد سے زیادہ خوبصورت تھی اور اس کی نیلی نیلی گہری آنکھیں بالکل کامران جیسی تھیں۔

شعیب اور عاصم نے کامران کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں بند کئے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے میں مصروف تھا عالیہ کی لاش کے ساتھ اس تصویر والی حسینہ کی لاش پڑی ہوئی تھی اس کا خوبصورت چہرہ اور جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا اچانک ہی کامران نے آنکھیں کھولیں اور عالیہ کی لاش پر پھونک ماری تو اس کے جسم سے دھواں اٹھنے لگا دھیرے دھیرے وہ دھواں بڑھ رہا تھا پھر وہ دھواں تیزی سے اس حسینہ کے جسم میں داخل ہو گیا جیسے ہی دھواں اس کے جسم میں داخل ہوا تھا اس کے جسم کو ایک جھجکا لگا تھا عاصم اور شعیب خوف و نظروں سے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے جب انہوں نے دوبارہ عالیہ کی لاش کی طرف دیکھا تو وہ کانپ کر رہ گئے کیونکہ اب عالیہ کی لاش کی بجائے وہاں ایک ڈھانچہ پڑا ہوا تھا کامران اس کام سے فارغ ہو کر جیسے ہی پیچھے مڑا تو عاصم اور شعیب کو دیکھ کر وہ ایک دم ڈر سا گیا پھر اس نے تہقہ لگایا بابا بابا۔ بابا بابا۔ آج میرے دشمن خود ہی چل کر میرے پاس آگئے کامران نے مسکراتے ہوئے کہا ایسا کیوں کر رہے ہو تم عاصم نے چیخ کر کہا ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے شعیب نے غصے سے کہا اس سے پہلے کہ وہ کامران کی طرف بڑھتے کامران نے کچھ پڑھ کر ان پر پھونک ماری تو عاصم اور

شعیب کے ہاتھ پاؤں کسی ان دیکھی زنجیر نے جکڑ لیے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو بلا بھی نہیں پارہے تھے کامران ایسا کیوں کر رہے ہو آخر ہم سب نے تمہارا کیا بگاڑا ہے عاصم نے پوچھا تم سب نے میری محبوبہ کو مارا ہے تم سب نے میری محبوبہ کو بہت ہی بھیا تک موت مارا تھا وہ دیکھو اس کی لاش ہے وہ یہ میری محبوبہ ہے تم سب نے مجھے اس سے جدا کیا تھا کامران رونے لگا تم سب نے مجھے اس سے جدا کیا ہے۔

کامران نے دوبارہ اپنے الفاظ دہرائے کامران کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری جانے لگیں وہ اپنے آنسوؤں کو صاف کرنے لگا کامران یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو ہم نے تو آج تک کسی کبھی کو بھی نہیں مارا عاصم نے حیران ہوتے ہوئے کہا ہاں کامران یہ سچ کہہ رہا ہے ہو سکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو تمہاری محبوبہ کو ہم نے نہیں بلکہ کسی اور نے مارا ہو گا تمہارے دشمن ہم نہیں ہیں بلکہ کوئی اور ہے شعیب نے کامران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا نہیں میرا دشمن کوئی اور نہیں ہے بلکہ تم سب ہو مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ دن جب ہم انسانی شکل میں آئے تھے ہمارا اعلیٰ سانچوں سے بچو بھی ناگ ناگن اپنے سوسال پورے کر لے وہ انسانی شکل میں آ جاتے ہیں میں نے اور میری ناگن نے بھی سوسال پورے کر لیے تھے ہم انسانی شکل میں آ گئے تھے انسانی شکل میں آ کر بہت خوش ہوئے تھے ہم اسی دن انسانی شکل میں آئے تھے جس دن تم دوست زین کے گاؤں آئے ہوئے تھے تم سب دوست جب کھیتوں میں سیر کرنے کے لیے آئے تو اس وقت ہم انسانی ہی شکل میں تھے لیکن جب ہم نے تم سب کو دیکھا تو ہم دوبارہ سانپ بن گئے تم سب کھیتوں میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کر رہے تھے میں اور میری ناگن تم سب کی دوستی دیکھ کر حیران ہو رہے تھے ہماری بھی خواہش تھی کہ ہم بھی تم سب کے ساتھ ادھر ادھر بھاگیں۔

تم سب کے ساتھ ہنسی مذاق کریں ہم دونوں تم سب کو دیکھتے ہی اتنے مگن تھے کہ ہمیں پتہ بھی نہ چل سکا

خوفناک 51 فروری 2013

خوفناک ڈائجسٹ



کہ تم سب نے ہمیں دیکھ لیا ہے تم سب نے جیسے ہی ہمیں دیکھا تو تم سب نے وہاں سے پتھر اٹھا کر ہمیں مارنا شروع کر دیا میں تو جان بچا کر وہاں سے بھاگ نکلا لیکن میری ناگن وہاں سے بھاگ نہ سکی میں تم سب کو چھپ کر دیکھ رہا تھا تم بہت ہی بے دردی سے اسے مار رہے تھے وہ تڑپ رہی تھی لیکن تم سب کو اس پر زور بھی ترس نہ آیا جب تم کو یقین ہو گیا کہ یہ سانپ مارا گیا ہے تو تم سب وہاں سے چلے گئے میں جلدی سے جہاں چھپا ہوا تھا وہاں سے نکل کر اپنی ناگن کے پاس آ گیا وہ تڑپ رہی تھی اس کے جسم میں چند سانس باقی تھیں میں جلدی سے انسانی شکل میں آ گیا اور اپنی ناگن کو بھی انسانی شکل میں لے آیا اس کا تمام جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا اور زخموں سے خون بھی بہہ رہا تھا اس نے ایک پیار بھری نظر سے مجھے دیکھا میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ مجھے تہہ چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلی گئی اس کا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا آج ہی ہمیں ایک نئی زندگی ملی تھی ایک نیا جیون ملتا تھا لیکن تم سب نے سب کچھ برباد کر دیا۔

میں کافی دیر اس کو بانہوں میں لے کر روتا رہا پھر میں نے اس کے مردہ جسم کو اٹھایا اور پہاڑوں کی طرف چل پڑا پہاڑوں پر پہنچ کر میں نے اس کے مردہ جسم کو وہاں رکھا اور پھر رونے لگا ایک جوگی بابا بھی وہاں تھا لیکن میں نے اسے نہیں دیکھا تھا وہ مجھے روتا ہوا دیکھ کر میرے پاس آیا اور کہا تم مت رو تمہاری ناگن ایک طریقے سے دوبارہ زندگی حاصل کر سکتی ہے لیکن وہ طریقہ صرف مجھے پتہ ہے یہ طریقہ میں تمہیں صرف اس شرط پر بتاؤں گا کہ تمہیں میرا ایک کام کرنا ہوگا میں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا بابا میں آپ کا ہر کام کرنے کے لیے تیار ہوں بس آپ مجھے وہ طریقہ بتادیں جس سے میری ناگن دوبارہ زندگی حاصل کر سکتی ہے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اچھا پہلے تم اپنی ناگن کو اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو جوگی بابا نے کہا تو میں نے اپنی ناگن کو اٹھایا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھوڑی دور تک چلنے

کے بعد وہ رک گیا اور کہا اپنی آنکھیں بند کر لو تو میں نے اس کے کہنے پر اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری تو مجھے ایک جھٹکا لگا اب اپنی آنکھیں کھول دو۔

اس کے کہنے پر میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں تو ہم اس کنویں میں تھے میں حیران رہ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا اس ناگن کو اس تخت پر لٹا دیا اس کے کہنے پر میں نے اپنی ناگن کو اس پتھر کے تخت پر لٹا دیا پھر اس جوگی بابا نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر دیوار پر پھونک ماری اور تم تمام دوستوں کی تصویریں اس دیوار پر آ گئیں یہی ہیں ناں تمہارے دشمن اس نے تصویروں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جی بابا میں نے نفرت سے ان تصویروں کو دیکھتے ہوئے کہا اچھا پہلے تم وعدہ کر دو کہ اپنی ناگن کو دوبارہ پانے کے بعد تم میرا ہر کام کرو گے اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنی ناگن کو پانے کے لیے آپ کا ہر کام کرنے کو تیار ہوں میں نے کہا تم نے مجھے سو دن تک انسانی خون لا کر دینا ہوگا میں اس پر چلے کروں گا اور دنیا میں سب سے بڑا دواگر بن جاؤں گا پھر کوئی بھی میرا مقابلہ نہیں کر پائے گا اس نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا مجھے یہ سب منظور ہے بس آپ مجھے بتائیے کہ میری ناگن دوبارہ زندہ کیسے ہوگی میں نے پوچھا جنہوں نے تمہاری ناگن کو مارا ہے ان کو تم نے مارنا ہوگا پھر تم نے ان کی لاشوں پر ایک منتر پڑھنا ہوگا پھر اس سے تمہاری ناگن دوبارہ زندگی حاصل کر لے گی اچھا میں اب جارہا ہوں جب تمہاری ناگن دوبارہ زندہ ہوگی تو میں آ جاؤں گا پھر اس جوگی نے مجھے وہ منتر سکھایا اور وہاں سے غائب ہو گیا میں بھی اس کنویں سے نکلا اور شہر آ گیا میں نے شہر میں تم سب کو بہت تلاش کیا لیکن تم مجھے نہ ملے پھر میں نے اپنے علم سے پتہ چلا لیا کہ تم کہاں ہو میں بھی اسی کالج میں آ گیا جہاں تم سب پڑھتے تھے پھر میں نے تم سب سے دوستی کر لی اس دوران میں نے زین ثا اور عالیہ کو مار دیا میں انہیں یہاں لا کر بھی مار سکتا تھا لیکن میں تم سب کا حشر نہ دینا والوں کو دکھانا چاہتا تھا وہ تم سب کو بڑا پڑا

کر مارنا چاہتا تھا اور اس میں میں کامیاب بھی ہوا کامران اپنی کہانی سن کر خاموش ہو گیا۔

پلیز کامران ہم سے غلطی ہوگئی تھی تم ہمیں معاف کر دو عاصم نے کامران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا نہیں یہ نامکن ہے کامران نے چیخ کر کہا اور انکی طرف بڑھا کامران نے ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں خنجر آ گیا وہ خنجر اٹھا لے ان کی طرف بڑھا ہاتھ وہاں سے بھاگنا چاہتے تھے لیکن ان دیکھی زنجیروں نے انہیں جکڑ رکھا تھا کامران شعیب کے پاس پہنچا اور شعیب کے سینے میں خنجر مارنے لگا کہ اچانک ہی اس کے پیچھے سے سفید دھواں پھیلنے لگا اس دھوئیں کا کوئی بھی وجود نہیں تھا کامران نے جیسے ہی شعیب کے سینے پر وار کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا کسی ان دیکھے وجود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا پھر اسی لمحے کامران کی بھیا تک جینیں گونج اٹھیں اس دھوئیں کے ان دیکھے وجود نے پیچھے سے کامران پر خنجر سے وار کیا تھا جس سے کامران کی بھیا تک جینیں گونج اٹھیں تھیں کامران نیچے گر کر ترپنے لگا اس دھوئیں میں انہیں اب بھی وجود نظر نہیں آیا عاصم اور شعیب حیران ہو کر اس دھوئیں کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی جان بچائی تھی کامران ابھی تک تڑپ رہا تھا اچانک اس دھوئیں سے وہ خنجر لہراتا ہوا آیا اور کامران کے سینے میں گھس گیا۔

کامران کی ایک بھیا تک چیخ اس کمرے میں گونجی اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی عاصم اور شعیب نے دیکھ کر جو حسینہ تخت پر لیٹی ہوئی تھی اس کے جسم کو بھی لگی ہوئی تھی عاصم اور شعیب کے ہاتھ پاؤں آزاد ہو چکے تھے اور وہ حیران ہو کر ان دونوں کو جلتے ہوئے دیکھ رہے تھے آگ آہستہ آہستہ کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اچانک ہی اس دھوئیں نے حرکت کی اور عاصم اور شعیب کی طرف بڑھا اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ان کو دھوئیں کے سوا اب کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اچانک ہی وہ دھواں ان سے ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا عاصم اور شعیب نے اپنے ارد گرد دیکھا تو وہ کنویں سے باہر کھڑے تھے اور

وہ دھواں ان کے سامنے لہرا رہا تھا تم جو بھی ہو ہمارے حسن ہو تم نے ہماری جان بچائی ہے ہم تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولیں گے عاصم نے اس دھوئیں کو دیکھتے ہوئے کہا ہمارے حسن تم کون ہو اور ہمارے سامنے کیوں نہیں آتے ہو شعیب نے پوچھا میں انسانوں کا ہمدرد ہوں میرا کوئی وجود نہیں ہے وہ جوگی چلہ کر لیتا تو وہ انسانوں پر بہت ظلم کرتا اور وہ چلے کے دروان سوا انسانوں کا خون کامران اور اس کی ناگن سے کرواتا لیکن میں نے اسے یہ سب کرنے سے پہلے ہی مار دیا وہ انسانیت کا دشمن تھا اس جوگی کو مارنے کے بعد میں یہاں آیا تو کامران تم دونوں کو مارنے والا تھا لیکن میں نے اسے مار کر برائی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اچھا دوستو اب میں چلتا ہوں یہ کہہ کر وہ دھواں لہراتا ہوا میں کہیں غائب ہو گیا عاصم اور شعیب بھی دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے گھر کی طرف چل دیئے اس واقعے کو کافی سال بیت گئے ہیں شعیب نے امبر سے شادی کر لی تھی جبکہ عاصم کی بھی شادی اپنی کزن پارس سے ہوگئی۔

وہ اپنے اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں لیکن وہ اپنے دوستوں کو آج تک نہیں بھولے۔ میں اپنی کہانی کا اختتام اس غزل سے کرتی ہوں۔

کوئی امید جو ہوتی تیرے لوٹ آنے کی پھر نہ ہوتی ایسی حالت دل دیوانے کی میں تو ہر حال میں خوش رہنے کی جستجو میں رہا نہ مگنی تیری عادت وہ ستانے کی زندگی جبر متکسل کی طرح کاٹ رہا ہوں نہیں دیتا کوئی دعا بھی مرجانے کی تیرے سنگ بیتا ہر لمحہ یاد آتا ہے جب بھی کوشش کی تجھے بھلانے کی اب تو اکثر یہی سوچتا رہتا ہوں نشاد تجھ کو ماگوں یا ماگوں دعا تجھے بھول جانے کی تم تم نشاد۔ نوال۔ فتح جنگ





# طلسمی لاکٹ

-- تحریر: فرو اختر خان۔ ملتان --

رات کا جانے کون سا پہر تھا عجیب سے احساس کے تحت رشنا کی آنکھ کھل گئی رشنا کو ایک دم سے پیاس کا احساس ہوا تھا اس نے اٹھ کر سائیز نیبل سے پانی کا جگ اٹھایا اور گلاس میں ڈال کر پینے لگی ابھی وہ گلاس رکھ کر دوبارہ لینے لگی تھی کہ چرچر آہٹ کی آواز آنے سے چونکا دیا ایسا لگا جیسے کسی نے مین گیٹ کھولا ہو وہ ابھی اور کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی تو حیرانی سے اس کی آنکھیں مزید کھل گئیں کیونکہ گیٹ کھلا ہوا تھا اور دونوں پٹ ایسے بھول رہے تھے جیسے بہت تیز ہوا چل رہی ہو حالانکہ ہوا کا نام و نشان بھی نہیں تھا رشنا کو اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے گیٹ مضبوطی سے بند کیا تھا پھر یہ کیسے کھل گیا وہ حیران ہوتے ہوئے نیچے گیٹ بند کرنے آئی ابھی وہ گیٹ مکمل بند بھی نہ کر پائی تھی کہ باہر سے کسی کی چیخ سنا دی رشنا اچھل پڑی رات کے اس وقت باہر کسی انسان کا ہونا ناممکن تھا اور وہ بھی اس ویرانے میں کون ہے رشنا گیٹ کھول کر باہر آ کر یوٹی لیکن ہر طرف سناٹا تھا ایک دفعہ پھر کسی کے چیخنے کی آواز آئی رشنا جو گیٹ کے بائیں طرف آٹھ دس قدم کے فاصلے پر کھڑی باہر کا جائزہ لے رہی تھی ایک دم پلٹی چیخ کی آواز جنگل کی طرف سے آ رہی تھی ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی بہت تکلیف میں ہے وہ ڈرتے ڈرتے جنگل کی طرف جا رہی تھی رشنا نے سوچا شاید کسی کو مدد کی ضرورت ہے آہستہ آہستہ وہ جنگل کی حدود میں داخل ہو گئی لیکن دور دور تک کسی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا وہ واپس پلٹی اچانک پھر سے چیخ کی آواز آئی اسے یکدم سے بہت زیادہ خوف آیا وہ تیز تیز چلتی ہوئی گھر کی طرف بڑھنے لگی ابھی وہ جنگل سے بھی نہ نکل پائی تھی کہ اسے زور سے ٹھوکر لگی نجانے کسی چیز سے اس کا پاؤں الجھا تھا کہ وہ منہ کے بل گری اس نے لیٹے لیٹے ہی اس چیز کو نونواہ کسی انسانی جسم کے اوپر پڑی تھی یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے اٹھی جیسے ہی اس کی نظر اس جسم پر پڑی اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی وہ کوئی لاش تھی لاش کا چہرہ مکمل طور پر جل چکا تھا اور اس کا پیٹ پٹنا ہوا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی درندے نے پھاڑا ہو رشنا کی حالت خراب ہونے لگی وہ چیختی ہوئی گھر کی جانب بھاگی گیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کیں اور جلدی سیکٹ کھولنے لگی لیکن یہ کیا گیٹ تو اندر سے بند تھا میں تو گیٹ کھلا چھوڑ کر گئی تھی پھر یہ بند کس نے کیا کھولا دروازہ پلیر کوئی دروازہ کھلو رشنا نے دھڑا دھڑا دروازہ پٹینا شروع کر دیا اچانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ پلٹی اور ایک بھیاںک چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی کیونکہ اس کے سامنے وہی لاش کھڑی تھی لاش نے دونوں ہاتھوں سے رشنا کا گلا دبا نا شروع کر دیا رشنا کا دم کھٹنے لگا پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

ایک منہنی خیز اور خوفناک کہانی۔

جنگل سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر دن میں بہت خوبصورت نظر آنے والا جنگل رات کے اندھیرے میں بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا یہ جنگل آبادی سے دور پر سکون جگہ پر بنایا گیا تھا اچانک جنگل کی اوپری منزل پر پینے سب سے آخری کمرے کی کھڑکی جو جنگل کی طرف تھکتی تھی ایک دھماکے سے کھلی بیڑ پر سوئی رشنا بڑا

خوفناک ڈائجسٹ

خوفناک 54 فروری 2013

طلسمی لاکٹ

خوفناک 55 فروری 2013







تھا میں تو گیت کھلا چھوڑ گئی تھی پھر یہ بندکس نے کیا کھولا دروازہ چلیز کوئی دروازہ کھولو رشنا نے دھڑا دھڑا دروازہ پینٹا شروع کر دیا چانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ بیٹی اور ایک ہسیا تک چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی کیونکہ اس کے سامنے وہی لاش کھڑی تھی لاش نے دونوں ہاتھوں سے رشنا کا گلا دبا نا شروع کر دیا رشنا کا دم گھٹنے لگا پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔



کوئی دھڑا دھڑا دروازہ پیٹ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے دروازے کو توڑنے کا ارادہ ہو آ رہا ہو بھئی رام لال اپنی دھوئی سنبھالتے ہوئے دروازے کی طرف جلدی سے بڑھا اور کندی کھول دی باہر پانچ آدمی تھے ان کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں گوپال سنگھ نے بیجا بے ایک ہفتے کے اندر اندر یہ جگہ خالی کر دو ایک شخص جوان سب کا سپہ سالار لگتا تھا نے کہا ارے واہ میں کیوں یہ جگہ چھوڑوں ایک ایک روپیہ جوڑ کے ہم نے یہ گھر بنایا ہے رام لال اکڑ کر بولا دیکھ پنڈت تو جانتا ہے کہ گوپال تیرے ساتھ کیا کرے گا جو اس کے راستے میں آتا ہے ناں وہ اس کو کٹ ڈالے ہے چھو۔ اس شخص نے سخت سچے میں کہا ارے جاؤ جو کرنا ہے کرو لیکن گھوپال سے کہہ دو پھر یہ مکان ناسی چھوڑیں گے رام لال غصے سے بولا لائٹ سے ٹپکی سیڑھی اٹکی سے ناسی نکلے گا اٹکی نیڑھی کرنا ہی پڑے گی وہ شخص اسے دھمکی دیتا ہوا چلا گیا ہوں بڑا آیا جگہ خالی کر دانے والا رام لال بڑبڑاتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگا۔



ممی امی انھیں ہمیں سکول سے دیر ہو رہی ہے منابل اور اریہ نے اسے چھوڑ کر رکھ دیا رشنا آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ بیٹھی آج وہ کافی دیر تک سوئی رہی تھی پہلے تو منابل اور اریہ اس کی آنکھ سے انتظار کرتی رہی تھیں پھر جب انہیں سکول سے دیر ہونے لگی تو انہوں نے خود ہی اسے اتھا دیا اٹھتی رہی رشنا کو رات والا واقعہ یاد آیا تو وہ لرز گئی اور حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ وہ زندہ اور صحیح

ہلا مت اپنے بستر پر کیسے تھی اور وہ لاش کہاں گئی شاید میں نے کوئی خواب دیکھا ہے لیکن اس کا دل اس بات کو ماننے سے انکاری تھا کہ وہ سب خواب تھمی آپکی گردن پر کیا ہوا ہے منابل نے اس کی گردن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میری گردن پر کیا ہے رشنا جلدی سے اٹھ کر ششے کی طرف آئی ادھر اپنی گردن کی طرف دیکھا خوف سے اس کا دل زور سے دھڑکا کیونکہ اس کی گردن پر انگلیوں کے واضح نشان تھے ممی بتائیں ناں کیا ہوا آپکی گردن پر منابل رشنا کا بازو پکڑ کر بولی کچھ نہیں چلو میں تم لوگوں کو ناشتہ بنا کر دیتی ہوں پھر تمہیں سکول بھی جانا ہے رشنا جلدی سے بات ٹالتے ہوئے بولی پھر پچن میں جا کر ان کے لیے ناشتہ بنانے لگی ان کے سکول جانے کے بعد وہ بھی شاپ پر جانے کی تیاری کرنے لگی اس کا ذہن الجھا ہوا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ سب خواب تھا تو گردن پر انگلیوں کے نشان کیسے آ گئے اور اگر حقیقت تھی تو پھر میں زندہ کیسے ہوں مجھے تو اب تک مر جانا چاہیے تھا وہ الجھ کر رہ گئی۔



سندرگر گاؤں اپنے نام کی طرح بہت خوبصورت تھا اور وہاں رہنے والے لوگ بھی بہت خوبصورت دل کے مالک تھے اسی گاؤں میں رام لال بھی رہتا تھا اس کے ماما پتا پچن سے ہی اس کو اس دینا میں اکیلا چھوڑ گئے تھے رام لال نے شادی بھی نہیں کی تھی گاؤں والوں نے بہت کہا کہ شادی کر لو تنہائی دور ہو جائیگی لیکن وہ مانتا ہی نہیں تھا اس کا باپ گاؤں کا سب سے بڑا پنڈت ہوا کرتا تھا اسی لیے گاؤں والوں نے رام لال کو بھی پنڈت کہنا شروع کر دیا تھا رام لال کالا جادو سیکھنا چاہتا تھا ان کے گاؤں میں کسی کو جادو نہیں آتا تھا اسی لیے وہ خود اپنے باپ کی کتابیں پڑھ پڑھ کر کوئی نہ کوئی عمل کرتا رہتا تھا گاؤں میں رہ کر وہ مکمل توجہ سے عمل نہیں کر سکتا تھا اس لیے اس نے گاؤں سے تھوڑی دور جنگل کے قریب ہی ایک چھوٹا سا گھر بنالیا اور اس میں رہنے لگا اس میں آہستہ آہستہ بہت طاقتیں آتی جا رہی تھیں لیکن

وہ ابھی عمل پورا ہونے تک ان طاقتوں کو استعمال نہیں کر سکتا تھا ادھر گاؤں پر ایک ٹھاکر نے قبضہ کر لیا تھا اور گاؤں والوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا تھا کہ وہ جلد سے جلد یہ گاؤں چھوڑ دیں ورنہ وہ سب کو مار دیگا آہستہ آہستہ تڑا۔ گاؤں والے گاؤں چھوڑ کر چلے گئے اب اس ٹھاکر کی نظر اس جگہ پر تھی جہاں پر رام لال کا گھر تھا وہ چاہتا تھا کہ اس جگہ پر بھی اسکا قبضہ ہو جائے وہ اس جگہ پر اپنا ایک بہت بڑا بنگلہ بنانا چاہتا تھا اسی لیے اس نے رام لال کو تنگ کرنا شروع کر دیا تھا کہ وہ یہ جگہ چھوڑ دے ورنہ وہ اسے جان سے مار دے گا لیکن رام لال وہ جگہ چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔



آج صبح ہی صبح شاپ پر کافی رش تھا مصروفیت میں رشنا رات والے واقعے کو بھول گئی تھی اس وقت دن کے بارہ بج رہے تھے رش آہستہ آہستہ ختم ہو گیا وہ سکون سے کرسی پر بیٹھ گئی اس وقت شاپ میں ایک عجیب سا آدمی داخل ہوا اس نے ہیٹ کے ذریعے اچھا چہرہ چھپا رکھا تھا صرف اس کے ہونٹ ہی نظر آ رہے تھے کاؤنٹر پر آ کر اس شخص ہیٹ کو تھوڑا سا دبا کر لال سرخ انگارہ سنبھلیں تھیں اس کی رشنا زیادہ دیر اس کی آنکھوں کی طرف دیکھ نہ سکی اور جلدی سے بولی کیا چاہیے آپ کو اس شخص نے جواب کی بجائے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں ایک لاکٹ تھا اس نے وہ لاکٹ کاؤنٹر پر رکھ کر رشنا کی طرف بڑھایا اور کہا یہ سنبھال کر رکھنا یہ تیری زندگی ہے۔ سینے آپ کون ہیں وہ وہاں سے لگا تو رشنا جلدی سے بولی وہ رکاز مگر اسے دیکھا اور پھر عجیب سے لہجے میں بولا۔

دشمنوں کا دشمن دستوں کا دوست

مظلوموں کی زندگی ظالموں کی موت

یہ کہہ کر وہ فوراً چلا گیا آخر یہ کون تھا اور مجھے یہ لاکٹ کیوں دے کر گیا ہے رشنا حیران سی کھڑی رہ گئی اس لاکٹ کا کیا کروں گی وہ ہولے سے بڑبڑائی اور وہ لاکٹ بیچنے کے لیے رکھ دیا۔

طلسی لاکٹ



سنو یہ لاکٹ کتنے کا ہے اس پیاری سی لڑکی جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کی شاپ میں اپنے ہوائے فریڈ کے ساتھ آئی تھی نے کہا رشنا نے مسکراتے ہوئے اسے قیمت بتائی اس نے وہ لاکٹ فوراً خرید لیا لگتا ہے اسے لاکٹ بہت پسند آیا تھا اسی لیے وہ لاکٹ پا کر بہت خوش ہوئی تھی لاکٹ خرید کر وہ دونوں چلے گئے شام ہونے والی تھی رشنا نے جلدی جلدی سے دکان سمیٹنا شروع کر دی وہ رات ہونے سے پہلے گھر پہنچ جانا چاہتی تھی



آج عمل کرنے کا آخری تھا اس کے بعد رام لال کو بہت سی طاقتیں مل جاتیں وہ بہت خوش تھا اور چارپائی پر لیٹا سوچ رہا تھا کہ طاقتیں ملنے کے بعد سب سے پہلے وہ کیا کرے گا یہی سوچتے سوچتے اسے نیند آ گئی رات کا انتظار کرتے کرتے وہ سو گیا ادھر ٹھاکر کے آدمیوں نے رام لال کے گھر کے باہر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ ایک زور دار دھماکے کے ساتھ سب کچھ جل گیا اگلے دن رام لال کی جلی ہوئی لاش ٹھاکر نے جنگل میں پھینکوا دی اور اس جگہ پر ایک شاندار بنگلہ تعمیر کروایا اور اس میں رہنے لگا کچھ عرصہ بعد ٹھاکر کی حالت خراب رہنے لگی اسے ہر جگہ رام لال کی روح نظر آنے لگی جو اس سے کہتی وہ اپنا بدلہ ضرور لے گا میں تم سب کو ایک ایک کر کے ماروں گا رام لال یہ کہہ کر غائب ہو جاتا پھر ایک دن ٹھاکر کا ایک وفادار آدمی پراسرار طریقے سے مارا گیا ٹھاکر کو پتہ تھا کہ رام لال کی روح یہ سب کر رہی ہے لیکن کسی نے اس کی بات کا یقین نہ کیا سب اسے پاگل سمجھنے لگے پھر آہستہ آہستہ ٹھاکر کے سارے ساتھ مارے گئے اب بس اکیلا ٹھاکر رہ گیا۔



نقاش یہ لاکٹ مجھے اپنے ہاتھوں سے پہناؤ لڑکی نے اپنے ہوائے فریڈ سے کہا لڑکا اس کے ہاتھ سے لاکٹ لے کر لڑکی کو پہنانے لگا ابھی وہ لاکٹ اس کے گلے کے پاس لایا یہی تھا کہ اچانک لاکٹ کے درمیان جو

خونفک ڈائجسٹ

خونفک ڈائجسٹ 59 فروری 2013

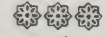
خونفک ڈائجسٹ 58 فروری 2013

طلسی لاکٹ



بڑا سا سرخ گلیہ تھا اس میں سے سرخ رنگ کی روشنی نکل کر سامنے شیشے پر پڑی اس میں دو بونے نمودار ہوئے لڑکا اور لڑکی سشدردہ گئے یہ لاکٹ جس سے لائے ہو

اسے واپس کر دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے دونوں بونے ایک ساتھ بولے اور پھر غائب ہو گئے انہوں نے خوفزدہ نظروں سے لاکٹ کی طرف دیکھا اور واپس اسی شاپ کی طرف بھاگے جہاں سے وہ یہ لاکٹ خرید کر لائے تھے



جدی کرتے کرتے بھی اسے کافی اندھرا ہو گیا تھا وہ ابھی تک دکان سمیت کر بند کرنے ہی والی تھی کہ اسے وہی لڑکا اور لڑکی اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دئیو وہ دونوں تیزی سے دوڑ رہے تھے ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں جب وہ رشنا کے قریب آئے تو انہوں نے وہ لاکٹ جلدی سے رشنا کے حوالے کیا اور کہا ہمیں یہ لاکٹ نہیں چاہیے اتنا کہہ کر وہ دونوں واپس بھاگ گئے سنو سنو میسے تولے جاؤ رشنا پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی لیکن وہ چلے گئے انہیں کیا ہو گیا رشنا نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ لاکٹ دراز میں جیسے ڈالا دیا اچانک کچھ ہوا وہ لمبی اور پھر پوری دکان میں جیسے زلزلہ آگیا ساری دکان الٹ پلٹ ہونے لگی رشنا اچھا تو ازان برقرار نہ رکھ سکی اور نیچے گر گئی ایک بھونچال سا آگیا تھا پھر اچانک ایک کونے سے دھواں سا اٹھنے لگا اس میں رشنا نے عجیب و غریب شکلیں مٹی ہوئی دیکھیں وہ چیختے لگی آس پاس ساری دکانیں بند تھیں سارا بازار سنسان ہو گیا تھا چیختے چیختے وہ پیچھے کی جانب ہٹنے لگی پیچھے کی طرف ہٹتے ہوئے وہ زور سے میز سے ٹکرائی میز الٹ گئی درازیں کھل کر نیچے گر گئیں رشنا کے اوپر کوئی چیز گر کر اس نے دیکھا تو وہ لاکٹ تھا چاک اس لاکٹ میں سے سرخ روشنی نکلی اور اس دھوئیں پر پڑی اور پھر وہ دھواں غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی سب کچھ نارمل ہو گیا رشنا نے لاکٹ اٹھایا اور کھڑی ہو گئی کچھ تو خاص بات ہے اس میں وہ ہونے سے بڑ بڑائی اور دکان بند کر کے گھر کی طرف چل پڑی لیکن اب اس نے وہ لاکٹ اپنے گھر



ایک دن رام لال کی روح ٹھاکر کے سامنے آئی اور بولی دیکھا ٹھاکر میں نے تیرے سارے ساتھیوں کی ہتھیا کر دی اب تیری باری ہے نہیں نہیں رام لال دیکھ تجھے بھگوان کا واسطہ مجھے مت مار مجھے معاف کر دے ٹھاکر کا خوف کے مارے برا حال تھا معاف کر دوں اور وہ بھی تجھے کبھی نہیں ٹھاکر تو نے مجھے بہت بے دردی سے مارا تھا اور پھر میری لاش کو جنگل میں پھینک دیا اگر تو میری لاش کی بجائے میری راہ جنگل میں پھینک دیتا تو شاید آج میری روح یوں بھٹکنے کی بجائے اوپر والے کے پاس پہنچ چکی ہوتی لیکن چونکہ تو نے میری لاش ہی کو جنگل میں پھینکا تھا اس لیے آج میں تیرے سامنے کھڑا ہوں میری روح بھٹکتی پھر رہی ہے لیکن یہ میری خوش قسمتی ہے آج میں تجھ سے اپنا انتقام لوں گا تب ہی مجھے شفا ملے گی اور پھر میں اس جگہ پر راج کروں گا جو بھی یہاں آئے گا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا رام لال یہ کہہ کر قہقہے لگانے لگا پھر وہ راکاس نے ادھر ادھر دیکھا دیوار پر ٹھاکر کی تلوار لٹکی ہوئی تھی رام لال نے وہ تلوار اٹھائی اور ٹھاکر کی طرف بڑھا ٹھاکر رام لال کی مٹیں کرے لگا وہ اس سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا لیکن رام لال نے بے دردی سے تلوار اس کے سینے میں گھونپ دی۔



عالم بابا پلیر مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا دلادیں ورنہ وہ مجھے آدمیری جیوں کو مار دے گی رشنا نے روتے ہوئے کہا ساری بات عالم بابا کو بتاؤ اسے کل ہی اس کے ڈرامور نے بتایا تھا کہ اس کے گاؤں میں ایک بہت پیچھے ہوئے عالم بابا رہتے ہیں اس لیے رشنا عالم بابا کے پاس آئی تھی اور انہیں وہ لاکٹ بھی دکھایا جس کی وجہ سے ابھی تک اس کی جان بچی ہوئی تھی بابا وہ لاکٹ دیکھنے کے بعد بولے یہ واقعی ایک طلسمی لاکٹ ہے لیکن تمہیں اس شخص کو ڈھونڈنا ہوگا جس نے تمہیں یہ لاکٹ دیا ہے لیکن بابا میں اس شخص کو کہاں ڈھونڈوں گی میں تو اسے

جاتی بھی نہیں ہوں رشنا نے پریشان ہو کر کہا ٹھیک ہے میں آج رات عمل کر کے معلوم کر تا ہوں کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے بابا نے تسلی دیتے ہوئے کہا ٹھیک ہے بابا میں کل پھر ڈس کی رشنا یہ کہہ کر واپس چلی گئی۔



ایک پراپرٹی ڈیلر کی نظر جب اس بنگلے پر پڑی اور اسے پتہ چلا کہ یہ بنگلا کئی عرصے سے خالی ہے اور مالک مکان کا کچھ پتہ نہیں تو اس نے فوراً وہ بنگلا اپنے قبضے میں کر لیا وہ جلد سے جلد وہ بنگلہ بیچنا چاہتا تھا پھر ایک لڑکی اس کے پاس آئی اسے فوراً گھر چاہیے تھا پراپرٹی ڈیلر نے اسے وہ گھر دکھائی اسے وہ گھر بہت پسند آیا اور اس نے خرید لیا وہ بنگلہ خریدنے والی لڑکی رشنا تھی



آج پھر رشنا گاؤں آئی بابا جی سے یہ پوچھنے کہ وہ شخص اسے کہاں ملے گا لیکن بابا کے گھر کے باہر لوگوں کا جھوم دیکھ کر خشک کر رہ گئی اس نے اس کے بڑھ کر ایک شخص سے پوچھا کیا ہوا ہے اور پھر جو بات اس شخص نے بتائی وہ رشنا کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ تھی بابا جی کا انتقال ہو گیا وہ روتے ہوئے واپس گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی یا اللہ یہ کیا ہو گیا ہے میں اب کیسے اس شخص کو ڈھونڈوں گی یا اللہ مجھے اس مصیبت سے نکال دو دعا مانگتے ہوئے واپس گھر کی طرف روانہ ہوئی وہ اپنی بی بی سوچوں میں غرق تھی اور گاڑی چلا رہی تھی کہ اچانک ایک شخص گاڑی کے سامنے آگیا اس نے بڑی مشکل سے بڑیک لگائی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آئی تاکہ اس بندے کو کھری کھری سنا سکے کہ وہ چلتی ہوئی گاڑی کے سامنے کیوں آگیا لیکن اس پر غصہ پڑتا ہے ہی اس کی سانسیں تھہر گئیں تم رشنا خوشی سے پھر بھاگ کر اس کے پاس آئی تم کہاں تھے میں تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا آخر تم کون تھے مجھے اپنا نام بتائیے میں دیتے ہوں کیونکہ جو لاکٹ تم نے مجھے دیا تھا وہ اب میرے پاس ہے لیکن وہ جو بھی ہے میرے پیچھے کیوں آئی ہے آخر وہ کون ہے رشنا ایک ہی سانس میں تمام باتیں کہہ کر اس شخص نے ایک نظر رشنا کو دیکھا اور کہا

میرا نام عبداللہ ہے میرے ساتھ چلو اور مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے پہلی بار اس کی موجودگی کو محسوس کیا تھا ہاں ٹھیک ہے چلو میں تمہیں وہ جگہ دکھائی ہوں رشنا جلدی سے بولی اور گاڑی کی طرف بڑھی وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

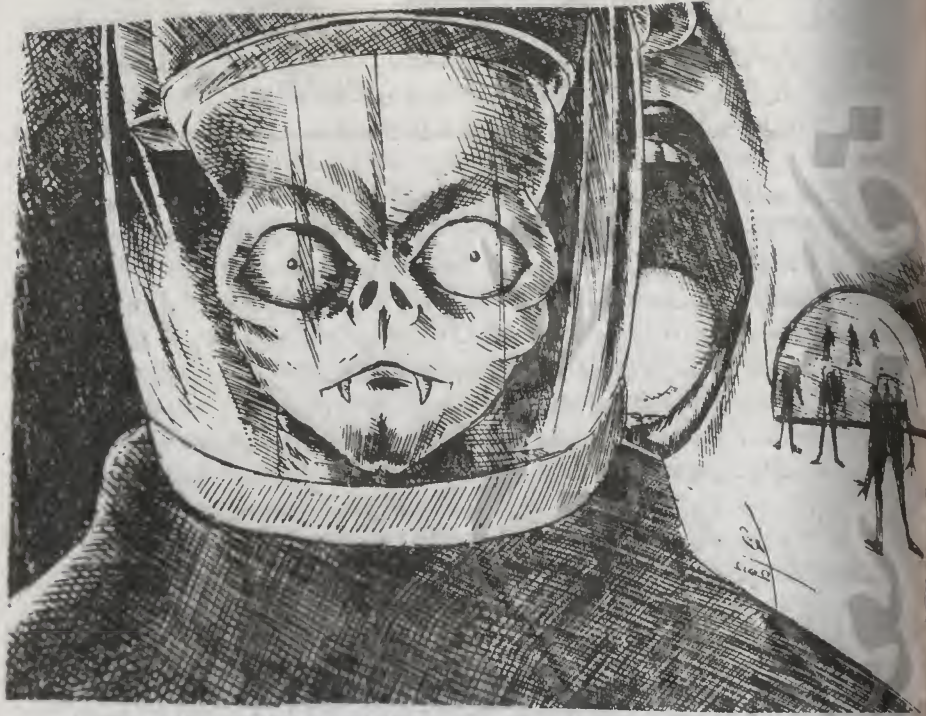


یہ ہے وہ جگہ جہاں میں نے وہ لاش دیکھی تھی رشنا نے ایک جگہ اشارہ کیا وہ غور سے اس جگہ کو دیکھنے لگا یہ ایک آتما ہے کافی دیر بعد عبداللہ کی آواز آئی ۔۔۔ آتما۔۔۔ رشنا نے خوفزدہ لہجے میں کہا ہاں آتما میرے پاس زیادہ تو نہیں لیکن تھوڑا بہت علم ہے جب میں تمہاری شاپ کے قریب سے گزرا تھا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ کوئی آتما ہے جو تمہیں تنگ کرتی ہے یہ لاکٹ میں نے تمہیں اس لیے دیا تھا تاکہ تمہاری جان محفوظ رہے یہ لاکٹ مجھے ایک بہت بڑے بزرگ نے دیا تھا میں پہلے عمل کے ذریعے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے اور تمہارے پیچھے کیوں لگی ہے پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک ہندو پنڈت تھا اس کا نام رام لال تھا پھر عبداللہ نے رام لال کی ساری کہانی رشنا کو سنا دی اب کیا ہوگا رشنا خوفزدہ ہوتوتے ہوئے بولی وہ بہت طاقتور ہے میں شاید اس کا مقابلہ نہ کر سکوں لیکن میں کوشش ضرور کروں گا اس کے لیے ہمیں رات کا انتظار کرنا ہوگا فی الحال گھر چلو عبداللہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا



رات انتہائی خوفناک تھی ہر طرف ہوکا عالم تھا وہ دونوں جنگل کی طرف جا رہے تھے جنگل میں پہنچ کر عبداللہ ایک جگہ بیٹھ گیا اور رشنا سے بولام ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ رشنا ایک صاف ستھری جگہ پر درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی عبداللہ آنکھیں بند کئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا اچانک ایک بہت تیز طوفان شروع ہو گیا دونوں بیٹھنا دو بھر ہو گیا بہت مشکل سے انہوں نے خود کو سمجھایا پھر ایک دن سے عبداللہ کو کسی نے اٹھایا اور درخت سے دے مارا دوسری دفعہ پھر اٹھایا اور دوسرے





## ”بھگتی روح“

خلیل احمد ایک دلیر انسان تھے متعدد بار عجیب و غریب اور خطرناک حالات سے گزر چکے تھے لیکن اس وقت ان پر بلاسا خوف طاری تھا کہ ان کے مقابل ایک حسین اور نوجوان لڑکی تھی جو بظاہر انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی اس کے علاوہ ان کے پاس ریو الور بھی تھا لیکن نہ جانے کیا بات تھی وہ کسی قدر گھبراہٹ کا شکار تھے اور جب حسین نے دروازہ بند کیا تھا تو ان کا بیس اور بڑھ گیا تھا حالانکہ یہ کوئی خلاف معمول بات نہیں تھی۔ خلیل احمد کی پریشانی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پوری عمارت سانے میں ڈوبی ہوئی تھی ہر چیز پر..... ہول طاری تھا جیسے وہ شہر خوشاں میں آگئے ہوں جہاں زندگی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ مگر لڑکی کی موجودگی نے اس احساس کو بڑی حد تک کم کر دیا تھا۔ عمارت باہر سے جتنی خستہ و خراب نظر آ رہی تھی اندر سے اتنی ہی بہتر تھی۔ وسیع اور چوڑا کوریڈور دور تک چلا گیا تھا اور دونوں جانب متعدد کمرے تھے جن کے دروازے بند تھے لیکن مغل نہیں تھے۔ لڑکی خلیل احمد کی رہنمائی کرتی ہوئی انہیں ایک کمرے میں لے گئی۔ کمرہ کشادہ اور صاف ستھرا تھا اس میں ایک خوبصورت بیڈ، ایک الماری چند کرسیاں اور دیگر سامان موجود تھا۔ خلیل احمد حیران تھے کہ اس اجازت عمارت میں یہ اہتمام کیسے کیا گیا ہے۔ لڑکی نے نظریں اٹھائے بغیر بستر کی طرف اشارہ کر کے کہا: ”تشریف رکھئے!“ خلیل احمد بستر پر بیٹھ گئے جو نرم اور شفاف تھا۔ لڑکی دوبارہ بولی: ”میں آپ کے لئے مشروب لے کر آتی ہوں۔“ ”کونسا مشروب؟“ خلیل احمد نے مشکوک لہجے میں پوچھا: ”آپ کیا پسند کریں گے؟“ ”میں..... میں.....! اچھا میں خود ہی لاتی

قارئین یہ میری پہلی کاوش تھی کسی لگی اپنی رائے سے ضرور نوازئیے گا میں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار کروں گی۔



میں اداس راتوں کی وہ صحن تہائی ہوں  
کبھی سمیٹ نہ سکی جسے یہ اندھیرے کی  
آ جا کہ بس یہی دستور ہے زمانے کا  
تو کسی اور سے ملا تو میں کسی اور کو مل  
بہت ستایا ہے کسی کی بے بس یادوں نے  
اے رات اب تو گزر جا کہ اور رویا نہیں  
تری محبت کا بوجھ ڈھونے سے رہ  
مجھے یہ دکھ ہے تیرا ہونے سے رہ  
مجھے بھی آتی ہے دنیا داری بچھڑنے  
مگر میں اس سانچے پہ روز سے رہ  
کوشش کریں گے تری امید پہ پورا  
اس لئے ہم فقیروں سے دوستی کر  
اپنا بنا لیں گے تجھ کو جان سے  
ہو سکے تو اپنے چروں میں دھر  
کسی کی یاد نے زخموں سے بھر دیا ہے  
ہر سانس پہ شک ہے کہ یہ آخری  
مت کر بیمار کسی پردیسی سے اس کا ٹھکانہ دور ہو  
یہ بے وفا نہیں ان کو جانا ضرور ہو  
اپنے ہاتھوں سے ہی قسمت میں لکھے ہیں  
پھر بھلا کیسے میں گھڑار کی حسرت  
کسی پر بھروسہ کر دو تو اس بچے کی  
جس کو آپ ہوا میں اچھالو  
بنتا ہے ڈرتا نہیں کیونکہ وہ جانتا  
کہ آپ اے گرنے نہیں دو  
لقار، حسرت، ڈرہ اس

درخت سے دے مارا رشنا زور زور سے چیخنے لگی اسے کچھ  
سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے رشنا نے مڑ کر عبداللہ کو  
دیکھا تو وہ زخمی ہو چکا تھا اور زور زور رشنا کو پکار رہا تھا رشنا  
اٹھ کر اس کی طرف بھاگی لیکن اسی وقت اوندھے منہ گری  
اٹنے میں تیز طوفان میں چلنا مشکل ہو رہا تھا اب اسے  
چلنے کی بجائے زمین پر لیٹنے لینے خود کو کھینٹنا شروع کر دیا  
وہ عبداللہ کے قریب پہنچنا چاہتی تھی اب عبداللہ اس سے  
دو قدم کے فاصلے پر تھا اسے عبداللہ کی آواز سنائی دی رشنا  
لاکٹ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک دھوئیں کا  
ایک بہت بڑا ہولہ بنتا چلا گیا اس میں عجیب و غریب شعلیں  
نمودار ہوئیں پھر اس دھوئیں میں سے دو ہاتھ نکلے  
اور انہوں نے عبداللہ کا گلہ دبانا شروع کر دیا رشنا نے  
جیسے ہی لاکٹ کا نام سنا تو جلدی سے اپنے گلے کی طرف  
ہاتھ بڑھایا لیکن یہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی کہ لاکٹ اس  
کے گلے میں نہیں تھا کیونکہ جب تک یہی ایک لاکٹ تھا  
اس کے پاس تب تک وہ اتنا اسے نہیں مار سکتی تھی اور اب  
وہ لاکٹ کہاں گیا تھا شاید اسکے گرنے ک وجہ سے کہیں گم  
ہو گیا رشنا جلدی جلدی نیچے ہاتھ مار مار کر لاکٹ کو  
ڈھونڈنے لگی وہ دھواں عبداللہ کو مار دینے کے بعد رشنا کی  
طرف بڑھا رشنا تیزی سے پیچھے ہٹی پھر اس دھوئیں میں  
سے وہی دو ہاتھ رشنا کی طرف بڑھے تھے انہوں نے رشنا  
کا گلہ دبانا شروع کر دیا رشنا کا دم گھٹنے لگا اس کی آنکھوں  
کے آگے اندھیرا چھانے لگا پھر اچانک پیچھے ہٹنے ہوئے  
اس کا ہاتھ کسی چیز سے ٹکرایا رشنا نے اسے اٹھایا تو وہ وہی  
لاکٹ تھا رشنا نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ لاکٹ اس  
دھوئیں میں پھینک دیا لاکٹ پھینکتے ہی رشنا کی گردن سے  
ہاتھ غائب ہو گئے وہ دھواں اب چاروں طرف چکرانے  
لگا اس میں سے بھیا یک چیخوں کی آواز آرہی تھی رشنا  
جلدی سے اٹھی اور گھر کی طرف بھاگی جیسے ہی جنگل کی  
حدود سے نکلی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سارا جنگل تباہ  
ہو گیا رشنا نے مڑ کر دیکھا اس کی آنکھوں میں خوشی اور دکھ  
کے ملے جلے آنسو تھے دکھ اسے عبداللہ کی موت کا تھا اور  
خوشی اس شیطان کی موت پر تھی۔



پیدا ہوتے ہیں اور اپنے اپنے انجام دے کر مر جاتے ہیں۔ ایک بچہ جس روز پیدا ہوتا ہے اسی روز اس کی موت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی زندگی اور موت ایک ہی دن جنم لیتی ہیں۔ موت سائے کی طرح زندگی سے چھنی رہتی ہے ہر لمحہ زندگی کا

تحفظ کرتی ہے اور جب وقت پورا ہو جاتا ہے تو خود ہی اس کی روح قبض کر لیتی ہے۔ "خلیل احمد نے اپنی بات کی پوری وضاحت سے شرح کی۔"

"میں آپ کی بات تسلیم کرتی ہوں" حینہ نے کہا، "لیکن روحانیت کی بات کچھ دور ہے وہاں یہ سسٹم تبدیل ہو جاتا ہے۔" وہ کیسے؟ خلیل احمد نے غجب سے سوال کیا۔ "پھر کبھی سہی۔ رفتہ رفتہ آپ کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ یہ دنیا بہت پر اسرار ہے اور حقیقت کی دنیا سے بہت زیادہ دلچسپ بھی" حینہ نے جواب دیا۔ "آپ نے میرے دل میں بے پناہ تجسس پیدا کر دیا ہے۔" خلیل احمد نے کہا۔ "میں یہ سب کچھ جاننے کے لئے بے چین رہوں گا۔ حینہ دلفریب انداز میں مسکرائی۔ پھر بولی۔ "بتائیے آپ کیا کھانا پسند کریں؟" جو والہ والہ میسر آ جائے" خلیل احمد نے کہا۔ "لیکن اس سے پہلے میں ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں" خلیل احمد نے کہا "فرمائیے!" حینہ نے خوشدلی سے کہا۔ "آپ نے اپنا نام ابھی تک نہیں بتایا۔ خلیل احمد نے کہا۔ "اگر ایسی بات ہے تو آپ نے بھی ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا" حینہ نے ہر جتہ کہا۔ "میرا نام خلیل احمد ہے۔ اور آپ کا نام؟" "مجھے آپ عبیرہ کہہ سکتے ہیں" "کہہ سکتے ہیں یا آپ کا اصل نام کچھ اور ہے؟" "یہی ہے اصل نام" عبیرہ فلسفیانہ انداز میں بولی "وہی نام کی کوئی اہمیت نہیں ہے نہ اس کا کوئی مقام ہے۔ کردار کے حوالے سے انسان کا نام ہر لمحے ہر روز ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے۔" اس چھوٹی سی عمر میں بہت بڑی بات کہہ دی ہے تم نے" خلیل احمد نے متاثر ہو کر کہا۔ "اچھا میں کھانے کا کوئی بندوبست کرتی ہوں" عبیرہ اٹھتی ہوئی بولی اور کچن کی طرف چل دی۔ خلیل احمد چیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ اس عمارت میں داخل ہو کر جو واقعات پیش آ رہے تھے اس کی انہیں ہرگز توقع نہیں تھی۔ پہلی بات یہ کہ اس اجاز عمارت میں ایک نو عمر حینہ کی موجودگی ہی کچھ کم پر اسرار نہیں تھا۔ اس کی گفتگو پر نہایت اثر انگیز اور فلسفیانہ بھی جو کہ اس جیسی عمر کی لڑکیاں نہیں کر سکتیں۔ لڑکی یعنی عبیرہ نے ابھی تک یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ اس ثمارت میں کس کے ساتھ رہتی ہے جبکہ اس نے خود ہی کہا تھا کہ وہ یہاں تنہا نہیں ہے۔ اس کی یہ بات بھی قابل غور تھی کہ بعض تو قیں کبھی نہیں مرتیں وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ خلیل احمد حینہ کی ایک بات پر جتنا غور کرتا اتنا ہی الجھتے چلے جاتے کہ آخر اس نے یہ بات کیوں اور کس حوالے سے کہی ہے۔ خلیل احمد سوچنے لگے۔۔۔ میں یہاں اس پدھنل اور ہمایاک خون آشام عورت کی تلاش میں آیا تھا اور یہاں حالات ہی دوسری شکل اختیار کر گئے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ حینہ ہی دراصل اس غیبی روح کے ہمیں میں ہو۔ اسی کا ایک بہروپ اور حسین فریب ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے محکمہ رہنا ہو گا اور اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھنی ہو گی کہ اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ خلیل احمد نے کھانے کی گھڑی پر نظر ڈالی۔ وہ چونک پڑا۔ موجودہ حالات پر غور کرتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ اور حینہ ابھی تک واپس نہیں آئی تو کھانے کا انتظام کرنے لگی تھی۔ چندہ منٹ اور گزر گئے۔ خلیل احمد انتظار سے آگاہا کہ ہر سے اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ دروازہ کھلا اور حینہ ایک ٹرے اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ اس نے ٹرے خلیل احمد کے سامنے رکھ دی اور بولی۔ "اس وقت یہی کچھ دستیاب ہو گا۔ آپ کھانا تناول فرمائیے" خلیل احمد نے ٹرے میں رکھے ہوئے برتنوں پر نظر ڈالی اور متعجب ہو کر حینہ کی طرف دیکھنے لگے۔ "کیا بات ہے؟" اس نے اپنی مترنم آواز میں پوچھا آپ کچھ متذہب ہیں۔" بات ہی کچھ ایسی ہے" خلیل احمد نے کہا۔ "کیسی بات؟" حینہ ان کے سامنے برتن پر بیٹھ گئی۔ "یہ اتنی ساری چیزیں ہمیں کہاں سے مل گئیں؟" انہوں نے دوبارہ ٹرے کی لطف دیکھتے ہوئے کہا "مرغی، بھنا ہوا گوشت، کباب، بریانی، کھل ہے۔" "کھل کی تو کوئی بات نہیں ہے" حینہ نے انکار سے کہا "میں تو سمجھی بھی صحیح طور پر آپ کی خاطر بدارت نہیں کر سکی ہوں۔" "یہی بہت کچھ ہے۔" خلیل احمد نے کہا "میں حیران ہوں کہ اتنی بہت سی چیزیں تم نے اس قدر جلد کیسے تیار کر لیں۔" "آپ اس بات کو کھانے دیکھیں اور کھانا کھائیے" حینہ نے کہا۔ اور یہ بھی بتائیے کہ کھانا کیسا ہے۔ شاید آپ کو پسند نہ آئے۔۔۔

خلیل احمد نے پھر ٹرے کی طرف دیکھا اور سوچنے لگے کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں یہ پر اسرار حینہ نہ جانے کون ہے کہیں اس خون آشام عورت کا کوئی روپ تو میں ہے اور اگر ایسا ہے تو ہو سکتا ہے یہ کھانا زہر پلا ہو یا انہیں بے ہوش کر دے۔ لیکن پھر انہیں خیال آیا کہ اس سے پہلے وہ حینہ کے ہاتھ سے مشروب بھی پی چکے ہیں اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو اس

ہوں آپ بہت تھک گئے ہیں۔ چہرے سے تھکن کے آثار صاف ظاہر ہیں۔ مشروب پی کر آپ خود کو انتہائی تروتازہ محسوس کریں گے۔ یہ کہ کردہ کمرے سے نکل گئی۔ خلیل احمد سوچنے لگے نہ معلوم وہ کس قسم کا مشروب لائے۔ اس میں کوئی بے ہوشی کی دوا نہ ہو یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو جو انہیں نقصان پہنچا دے۔ اتنی بڑی عمارت میں دیران اور وحشت باک باحول میں یہ لڑکی پہلے ہی مشکوک لگ رہی ہے۔ نہ معلوم اس کے پیچھے کیا عوامل کار فرما ہیں۔ یہ کسی کی آگہ کار ہے؟ خلیل احمد یہ سب کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ حینہ ایک ٹرے میں دو گلاس مشروب لے آئی۔ شاید ایک اپنے لئے اور ایک لیل احمد کے لئے۔ مشروب کا رنگ سرخ تھا اور اس سے فرحت انگیز خوشبو نکل رہی تھی۔ "یہ صندل کا مشربت ہے" لڑکی نے اپنی مترنم آواز میں کہا "آپ کی تمام تھکن دور ہو جائے گی" خلیل احمد حیرت سے گلاس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چند ثانیے بعد بولے "لیکن اس اجاز مقام پر یہ صندل کا مشربت کہاں سے دستیاب ہوا۔" "آپ شربت پیجیے" لڑکی نے گلاس خلیل احمد کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور دوسرا گلاس اٹھا کر اپنے یا قوتی لبوں سے لگالیا۔ خلیل احمد سوچنے لگے شاید صرف میرے ہی گلاس میں بے ہوشی کی دوا ہو۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ گلاس اٹھاؤں یا انکار کروں۔ "آپ شربت لیجیے نا" حینہ دوبارہ بولی۔ خلیل احمد نے لڑکی کے اصرار پر گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگالیا۔ بڑا مسطر اور روح پرور شربت تھا۔ وہ چند سانسوں میں اللہ کا نام لے کر پورا گلاس خالی کر گئے اور پھر کچھ دیر تک اس کا رد عمل ظاہر ہونے کا انتظار کرنے لگے مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔ ان میں تروتازگی آگئی اور تمام تھکن دور ہو گئی۔ خلیل احمد نے کچھ دیر مزید انتظار کیا کہ بہت ممکن ہے یہ شربت سربل الاثر نہ ہو بلکہ آہستہ آہستہ اپنا رنگ دکھا کر مجھے بے ہوش کر دے۔ لیکن جب خلیل احمد نے معصوم حینہ کی طرف دیکھا تو خود ہی شرمندہ سے ہو گئے کہ اتنی خوبصورت، معصوم اور بے ضرر لڑکی کے بارے میں ایسے خیالات رکھتا ہوں۔ آدھا گھنٹہ سے زیادہ وقت گزر گیا لیکن خلیل احمد کو کچھ نہیں ہوا بلکہ جسم میں توانائی اور تروتازگی بڑھتی چلی گئی۔ "کیسا مشربت تھا؟ کچھ سکون محسوس ہوا آپ کو؟ حینہ نے سوال کیا۔ "بہت شاندار! ساری تھکن دور ہو گئی؟" خلیل احمد نے جواب دیا۔۔۔ اتنا روح پرور شربت آپ کہاں سے لائیں۔" "آپ رات کے کھانے میں کیا پسند کریں گے؟" حینہ نے خلیل احمد کا سوال نظر انداز کر دیا۔ خلیل احمد نے بھی محسوس کر لیا کہ وہ ان کے سوال کو ٹل گئی ہے کچھ بتانا نہیں چاہتی کہ اس اجاز اور دور افتادہ عمارت میں ان اشیاء کا حصول کیسے ممکن ہے۔ "کھانے کے بارے میں آپ نے بتلایا نہیں" حینہ نے دوبارہ دریافت کیا۔ "میں شکر گزار ہوں آپ کا کہ ایسے نامساعد حالات میں آپ نے مجھے پناہ دی۔ اب میں کھانے کی زمت دیتا نہیں چاہتا۔ موسم ذرا سا ٹھیک ہو جائے پھر میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔" خلیل احمد بولے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے حینہ نے فوراً کہا۔ "راستہ خطرناک ہیں ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ بادل گرج رہے ہیں۔ بجلی چمک رہی ہے اور موسلا ڈھار بارش بھی ہو رہی ہے ایسے موسم میں آپ کہاں جائیں گے؟" "آپ نے ٹھیک کہا ہے۔۔۔ خلیل احمد اس کے اخلاق سے متاثر ہو کر بولے۔۔۔ لیکن میرے یہاں ٹھہرنے سے آپ کو تکلیف ہوگی۔" "ہرگز نہیں" حینہ نے جواب دیا۔ مہمان تو باعث رحمت ہوتے ہیں۔ آپ بلا تکلیف یہاں آرام فرمائیے کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔ میں آپ کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں آپ یہاں بالکل محفوظ ہیں۔" "آپ کتنی بااخلاق اور انسان دوست ہیں" خلیل احمد نے متاثر ہو کر کہا۔ آپ کی مہمان نوازی قابل قدر ہے۔ اگر آپ مجھے پناہ نہ دیتیں تو نہ جانے میرا کیا حال ہوتا۔ شاید صبح میری ٹھنڈی سڑکی لاش جنگل کے کسی حصے میں پائی جاتی گیدڑ اور دوسرے جنگل جانور اسے بھجھوڑ رہے ہوتے۔" "ایسا نہ کہئے" حینہ فوراً بولی۔ جس کی جتنی زندگی ہے وہ اسے پوری ضرور کرتا ہے نہ کوئی وقت سے پہلے مرتا ہے اور نہ کوئی وقت سے پہلے پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ۔۔۔" یہ کہہ کر حینہ نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ "اس کے علاوہ کیا۔۔۔ خلیل احمد نے پر تجسس انداز میں پوچھا۔ خلیل احمد سمجھ گئے تھے وہ کوئی اہم بات کہتے کہتے رک گئی ہے۔" "کچھ نہیں۔۔۔ بس یوں ہی!" حینہ نے ٹانا چاہا۔ "میں آپ ضرور کچھ کھانا چاہتی تھیں۔ پلیر بتائیے خلیل احمد نے اصرار کیا۔ "کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ابدی زندگی لے کر آتے ہیں وہ کبھی نہیں مرتے" حینہ نے بات مکمل کر دی۔ میں تمہاری بات بالکل نہیں سمجھا۔۔۔ خلیل احمد نے حیرت سے پلکیں جھکائیں۔ "کچھ ایسی طاقتیں ہوتی ہیں جو ہمیشہ زندہ رہتی ہیں" حینہ نے وضاحت کی۔ انہیں کبھی موت نہیں آتی۔ "تمہارا مطلب ہے ایسے لوگ غیر فانی ہوتے ہیں۔۔۔ خلیل احمد کی حیرت بدستور قائم تھی۔ "جی ہاں! غیر فانی ہی سمجھ لیجیے۔" حینہ نے جواب دیا لیکن میں سمجھتا ہوں اس کائنات کا ایک سسٹم ہے۔ لوگ



مشرود سے ہی انہیں کچھ نہ کچھ ہو جاتا بلکہ کوئی نقصان پہنچنے کے بجائے ان کی توانائی بحال ہو گئی تھی وہ سوچنے لگے  
 بلا تکلف کھانا کھا لینا چاہئے۔ اس بات کی پروا کئے بغیر کہ یہ کہاں سے آیا اور کیسے تیار ہوا۔ ساتھ ہی خلیل احمد کو یہ خیال بھی  
 آیا کہ ہو سکتا ہے ان کا نظریہ غلط ہو اور اس حینہ کا اس خبیث روح سے کوئی تعلق نہیں ہو۔ ”آپ کیسا سوچنے لگے؟“  
 حینہ نے ایک دم پوچھا۔ ”کچھ نہیں..... خلیل احمد نے کہا“ دراصل میں سوچ رہا تھا..... خیر کچھ نہیں! ہاں یہ بتاؤ تم کھانے  
 میں میرا ساتھ نہیں دوگی۔ کیوں نہیں ”اس نے آٹا کی ٹھاکہ ہلکے ہلکے ہاتھوں سے اٹھا لیا۔ ”خلیل احمد نے  
 کھانا شروع کر دیا وہ بھی ساتھ دینے لگی کھانا نہایت ہی ذائقہ دار تھا بلکہ اس سے زیادہ لذیذ کھانا انہوں نے پہلے کھایا یہ نہ  
 تھا۔ ”تم بہت شاندار کھانا بناتی ہو..... خلیل احمد نے تعریفی آواز میں کہا۔ ”نوازش ہے آپ کی“ وہ انکساری سے بولی ”یا  
 شاید آپ کو کھانا پسند نہیں آیا“ آپ فٹرا۔ یہ بات کہہ رہے ہیں۔ ”ہرگز نہیں“ خلیل احمد نے پر جوش لہجے میں کہا۔ ”بخدا  
 کھانا بہت لذیذ ہے۔ کبھی نہیں کھایا ایسا کھانا۔“ ”پھر تو میں خوش نصیب ہوں“ حینہ مسکرا کر بولی۔ ”خوش نصیب میں ہوں  
 کہ تمہارے ہاتھوں کا مزہ دار کھانا کھایا۔ حینہ نے گردن جھٹکی۔ کھانا ختم ہوا تو وہ برتن سمیٹ کر جانے لگی۔ دروازے  
 کے قریب پہنچ کر وہ مڑی اور پوچھا۔ ”آپ چائے پیسے گے یا کافی“ ”کیا یہاں کافی بھی موجود ہے؟“ خلیل احمد نے حیرت  
 سے کہا۔ ”کیوں نہیں آپ فرمایاں گے تو ضرور پیش کی جائے گی“ حینہ نے سر کو خم کر کے کہا ”اچھا!..... خلیل احمد نے پہلی  
 مرتبہ اس کی جانب بھروسہ نظر سے دیکھا۔ ٹھیک ہے کافی چلے گی۔ موسم بھی قدرے سرد ہو گیا ہے۔“ حینہ نے اثبات  
 میں سر ہلایا اور باہر چلی گئی۔ خلیل احمد ایک بار پھر حیرت و تجسس میں ڈوب گئے۔ سوچنے لگے..... اس عمارت میں کافی تک  
 موجود ہے۔ آخر یہ تمام اشیاء کہاں سے فراہم ہوتی ہیں اچانک خیال آیا کہ لڑکی نے کہا تھا وہ یہاں تنہا نہیں رہتی چنانچہ  
 ہو سکتا ہے اس کا شوہر یا اس کا باپ وغیرہ یہ چیزیں لے کر آتا ہو۔ انہوں نے سوچا لڑکی کافی لے کر آئے گی تو اس سے یہ  
 بات معلوم کریں گے۔ کچھ دیر بعد لڑکی ٹرے لے کر اندر داخل ہوئی جس میں کافی کے دو کپ تھے۔ اس نے ٹرے  
 خلیل احمد کے سامنے رکھ دی اور اپنے تقری لہجے میں بولی ”کافی نوش فرمائیے“ ”ہاں ہاں..... کیوں نہیں!“ خلیل احمد چونک  
 کر بولے اور کپ اٹھالیا۔ کافی سے بڑی خوشگوار منک نکل رہی تھی۔ خلیل احمد نے ایک ہلکا سا گھونٹ لیا اور کافی کی لذت  
 ان کے وجود میں ایک اٹھکھا سرور پیدا کر گئی۔ اتنی خوش ذائقہ کافی انہوں نے آج تک نہیں پئی تھی۔ وہ بیباک بنے۔  
 مجھے یقین تھا کہ تم اتنی شاندار کافی پلاؤ گی۔ ایسی عمدہ کافی میں نے آج تک نہیں پئی۔ حینہ بھی کافی پینے لگی تھی۔ کپ ٹرے  
 میں رکھ کر بولی۔ ”قدر افزائی ہے آپ کی“ ”دورنہ میں کسی قاتل ہوں۔“ ”نہیں نہیں بہت اچھی کافی ہے“ خلیل احمد نے کہا  
 اچھا یہ بتاؤ یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آتی ہیں۔ اور ہاں تم نے کہا تھا کہ میں یہاں پر تنہا نہیں رہتی ہوں تو اور کوئی  
 ہے تمہارے ساتھ۔ ”میرا شوہر!“ وہ نظریں اٹھا کر تیز بولی۔ ”تمہارا شوہر؟“ خلیل احمد نے تعجب سے پوچھا ”کیا تم شادی  
 شدہ ہو۔“ ”جی ہاں“ وہ اپنے ہاتھوں پر دست کرتی ہوئی بولی ”میری شادی ہو چکی ہے۔“ ”لیکن میں نے ابھی تک تمہارے شوہر  
 کو نہیں دیکھا“ ”کیا وہ یہاں نہیں رہتا ہے“ خلیل احمد نے دریافت کیا۔ ”میں ہے“ اس عمارت میں ”حینہ نے جواب دیا۔  
 ”اچھا..... لیکن وہ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آیا۔ وہ یہاں نہیں آسکتا“ حینہ نے مختصر سا جواب دیا۔ ”کیوں کیا پیار ہے؟“  
 خلیل احمد نے پوچھا۔ ”ایسا ہی کچھ پیچھے“ لڑکی نے گول مول سا جواب دیا۔ ”اگر وہ واقعی پیار ہے تو یہ میرا فرض ہے کہ میں  
 اس کی عیادت کروں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی مدد بھی کروں کیونکہ میرے بیک میں کچھ ادویات وغیرہ موجود ہیں۔“  
 رہنے دیجئے وہ دروازے سے ٹھیک نہیں ہوگا“ حینہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔ ”آخر کیوں کیا وجہ ہے؟ تم مجھے اس کے پاس  
 لے کر چلو“ خلیل احمد نے اصرار کیا۔ ”آپ اس سے ضرور ملنا چاہتے ہیں؟“ حینہ نے غور سے خلیل احمد کی طرف دیکھا۔  
 ”ہاں ہاں“ میں اس کی مدد کر سکتا ہوں۔ خلیل احمد بولے۔ اور پھر یہ کوئی بات نہیں ہوئی کہ ایک بیمار شخص اس عمارت میں  
 موجود ہے اور میں اس کی مزاج پر ہی بھی نہ کر سکوں۔“ ”آپ ضرور میرے شوہر سے ملنا چاہتے ہیں“ حینہ عجیب سے لہجے  
 میں بولی۔ ”آخر اس میں قیامت کیا ہے؟“ خلیل احمد نے پر زور لہجے میں کہا۔ ”میرے اس سے ملنے کے سلسلے میں تم اتنی  
 متذبذب کیوں ہو؟“ ”ٹھیک ہے“ آپ میرے ساتھ ساتھ آئیے“ حینہ اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف چل دی۔  
 خلیل احمد جو تاہم کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ برآمدے میں نیم تاریکی تھی۔ دیوار میں نصب کیروسین لمپ کی مدہم  
 روشنی میں ان دونوں کے سائے جھوٹوں کی پرچھائیوں کی مانند لگ رہے تھے اور دیر سنائے میں قدموں کی آواز رگ و پے

میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ کبھی کبھی بجلی چمکتی تو کھڑکیوں کے شیشوں  
 کے راستے روشنی کی تڑپتی چمکتی لہریں اندر تک لپک آتیں۔ بالوں کی زبردست گڑگڑاہٹ سے یوں محسوس ہو گیا کہ بہت  
 سے عفریت مل کر دھار رہے ہوں۔ حینہ راہداری میں چلتی ہوئی دائیں جانب مڑ گئی۔ خلیل احمد اس کے پیچھے پیچھے تھے۔  
 چند قدم چل کر وہ بائیں طرف گھوم گئی۔ سامنے ہی لوے کا ایک مضبوط دروازہ تھا جس کے کندے میں بوا سا نقل لگا تھا۔  
 حینہ نے اپنے لباس کے کسی حصے سے چابی نکالی اور ملا کھولنے لگی۔ خلیل احمد حیران تھے کہ اس نے اسے شوہر کو تالے  
 میں بند کر رکھا ہے۔ آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ تب انہوں نے حینہ سے پوچھا ”کیا تمہارے شوہر کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے؟“  
 ”ایسی کوئی بات نہیں۔“ اس نے کھوکھلی سی آواز میں کہا۔ ”پھر تم نے تالے کیوں ڈال رکھا ہے؟“ خلیل احمد نے پوچھا۔ لڑکی  
 نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے قفل کھول کر کندے سے نکل لیا تھا اور اب دروازے کا ایک پٹ کھولنے کی کوشش کر  
 رہی تھی۔ اس نے زور لگایا تو بھاری دروازہ عجیب خوفناک آواز کے ساتھ کھٹکا چلا گیا۔ اندر اندر کھٹکے کا حینہ بے  
 دھڑک اندر داخل ہو گئی۔ خلیل احمد کے ہاتھ میں ٹارچ تھی انہوں نے وہ روشن کر لی اور چاروں طرف گھما کر اندر کا جائزہ  
 لینے لگے۔ وہ ایک وسیع کمرہ تھا پورے کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی کہ وسط میں ایک مسمری چمکتی ہوئی  
 تھی اور کوئی اس پر چادر اوڑھے ہو رہا تھا۔ حینہ مسمری کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ خلیل احمد بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔  
 انہوں نے پوچھا ”یہ ہے تمہارا شوہر؟“ ”ہاں..... یہی ہے میرا شوہر!“ وہ گہری سانس لے کر بولی۔ ”شاید سو رہا ہے“ خلیل  
 احمد اس طرف دیکھتے ہوئے بولے ”ہاں بہت گہری نیند!“ حینہ کی آواز میں عجیب سی سراسر مٹ تھی۔ ”ٹھیک ہے اسے  
 سونے دو“ خلیل احمد بولے ”پھر کسی وقت ملاقات کروں گا مگر اس کا چہرہ تو دکھاؤ“ حینہ نے ہاتھ بڑھایا اور ایک جھٹکے  
 سے سوتے ہوئے شخص کے اوپر سے چادر کھینچی۔ خلیل احمد اچانک گھبرا گئے اور ہلکا کر چند قدم پیچھے ہٹ گئے۔ کیوں کہ  
 جو منظر ان کی نظروں کے سامنے تھا وہ توقع کے بالکل برعکس تھا۔ وہ بھی بچی آنکھوں سے مسمری کی طرف دیکھ رہے تھے۔  
 ان کی عقل چوٹ ہو کر رہ گئی تھی۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیوں کہ چادر کے  
 نیچے سے کسی سوتے ہوئے شخص کے بجائے ایک انسانی پیچھے..... ایک خوفناک ڈھانچہ برآمد ہوا تھا۔ ”یہ کیا ہے؟“ خلیل احمد  
 کی قدرے سہمی ہوئی آواز میں بولے۔ ”یہ میرا شوہر ہے“ حینہ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ”تمہارا شوہر؟“ خلیل احمد نے  
 تعجب سے پوچھا ”یہ ڈھانچا اور تمہارا شوہر.....“  
 ”ہاں“ یہ ڈھانچہ میرا شوہر ہے“ لڑکی کی آواز میں پراسراریت کی آمیزش تھی۔ ”یہ اس وقت ایک بے جان اور  
 خوفناک ڈھانچہ نظر آ رہا ہے لیکن پہلے یہ میری اور تمہاری طرح گوشت پوست کا ایک انسان تھا یہ بھی حرکت کرتا تھا“ اس  
 کا دل بھی دھڑکتا تھا اور اس کی رگوں میں بھی خون دوڑتا تھا گہرے بہت دنوں کی بات ہے۔ ”میں سمجھا نہیں“ آخر یہ ماجرا کیا  
 ہے؟“ خلیل احمد کی حیرت بدستور قائم تھی۔ لڑکی نے دوبارہ چادر ڈھانچے پر ڈال دی۔ پھر بولی۔ ”چلو کمرے میں چلتے ہیں“  
 وہاں تفصیل سے بتاؤں گی۔ ”یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ خلیل احمد بھی کمرے سے نکل آئے۔ حینہ نے  
 دروازہ کھولنے کی طرح منقل کر دیا اس کے بعد دونوں خاموشی سے چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئے۔ ”اب بتاؤ یہ کیا قصہ  
 ہے؟“ خلیل احمد نے کہا میں تو کچھ بھی نہیں سمجھ پایا ہوں۔“ اس نے خلیل احمد کی طرف سے دیکھا اور دلی دیر تک دیکھتی  
 رہی۔ اس کی آنکھوں میں ایسی وحشت اور چہرے پر اس قدر کڑکھٹکی تھی کہ خلیل احمد کی پلکیں جھپک گئیں۔ اس کی نظریں  
 جگر کے پار ہوئی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کی کیفیت وہی تھی گویا وہ ہوش میں نہ ہو اور وارفتگی کے عالم میں ہو۔ ”  
 تم اس انداز سے میری طرف کیوں دیکھ رہی ہو؟“ خلیل احمد نے قدرے بلند آواز میں کہا ”نہیں نہیں..... کوئی خاص بات  
 نہیں ہے“ وہ چونک کر بڑی ”میں زردار کے لئے ہاضی کے دھند لکوں میں کھو گئی۔“ ”ہاں..... ہاضی سے انسان کا بہت بڑا تعلق  
 ہوتا ہے یہ ہاضی ہی تو زندگی کا واحد سامع ہے جو کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا اور آخری دم تک دم کے ساتھ رہتا ہے۔ خلیل  
 احمد نے کہا ”بہر حال تم یہ بتاؤ کہ تمہارا شوہر ڈھانچہ کیسے بناؤ؟ وہ کیا عوامل تھے؟ کیا واقعات پیش آئے تھے؟ کیا اسے کسی نے  
 قتل کر دیا تھا یا کوئی اور بات ہے؟“ ”بتاتی ہوں“ اس نے کہا ”پھر وہ کچھ دیر سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی جیسے واقعات کو  
 یکجا کرنے کی کوشش کر رہی ہو چند ثانیے بعد بولی ”جس عمارت میں آپ اور میں اس وقت بیٹھے ہیں یہ آپسب زندہ ہے۔  
 اس پر ایک خبیث اور خوفناک روح مسلط ہے وہ سینکڑوں برس سے زندہ ہے۔ وہ کبھی نہیں مرنی اور اگر کوئی مار بھی ڈالتا



ہے تو پھر زندہ ہو جاتی ہے۔ وہ بے پناہ قوتوں کی مالک ہے۔ خیر میں اب اصل واقعات کی طرف آتی ہوں۔ میرا شوہر جس کا ڈھانچا ابھی آپ نے دیکھا ہے وہ بھی شکار کا بہت شوقین تھا۔ ہماری شادی کو کچھ ماہ ہوئے تھے کہ ایک دن وہ حسب معمول شکار پر گیا اور جس طرح آپ بھگ گئے ہیں وہ بھی راستہ بھگ کر اس عمارت کی طرف آ نکلا۔ اسی روز ہوا اور بارش کا طوفان آیا تھا۔ درخت جڑ سے اکھڑ گئے تھے اور بارش رکنے کا نام نہیں لیتی ہے۔ میرا مرحوم شوہر جس کا نام فرید تھا اسے اس خطرناک موسم میں پناہ کی ضرورت تھی۔ وہ ہوا اور بارش کے طوفان سے لڑتا ہوا اس عمارت میں پہنچ گیا۔ اس وقت یہاں ایک بوڑھا چوکیدار ہوا کرتا تھا اس نے فرید کو پناہ دی اور ہر قسم کا آرام پہنچایا۔ اگلے روز بھی بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ نہ صرف بارش بلکہ سیلاب بھی آیا۔ یہ عمارت چونکہ اونچی جگہ پر واقع ہے اس لئے یہاں تو پانی داخل نہیں ہو سکا لیکن باہر ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور بہت سے جانور اس میں ڈوب کر مر گئے تھے۔ ان حالات میں فرید کا یہاں سے نکلنا ناممکن

ہو گیا تھا بہر حال اس کے پاس خشک خوراک وغیرہ کافی مقدار میں تھی اس لئے اسے کھانے پینے کی طرف سے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ جو واقعات میں بیان کر رہی ہوں یہ میرے مرحوم شوہر فرید نے خود والیں آ کر بتائے تھے۔ اگلے روز فرید ٹھٹھا ہوا اوپر کی منزل پر چلا گیا۔ وہاں ایک کمرے میں اسے ایک صندوق نظر آیا جو کالٹھ کاڑ کے درمیان میں بڑا ہوا تھا۔ وہ کلوڑی کا لباس صندوق تھا اور بہت پرانا معلوم ہوتا تھا اور اس کے کندھے میں تار بھی لٹک رہا تھا۔ فرید بڑھا کھٹکوا جو ان تھا وہ ہمیشہ سے تجسس پسند تھا۔ کونج اور ہر بات کی سرنگ اتر جاتا اس کی علالت تھی۔ چنانچہ اس کے دل میں تجسس پیدا ہوا کہ صندوق کو کھول کر دیکھا جائے کہ اس میں کیا ہے۔ لہذا کالٹھ کاڑ سے ایک تار تلاش کر کے فرید نے بڑی کوششوں کے بعد صندوق کا تالا کھول لیا۔ اب ڈھکن اٹھا کر دیکھا یہ تھا کہ اس کے اندر کیا ہے فرید کا خیال تھا کہ دولت ہوگی۔ سونے کے قدیم سکے اور ہیرے جو اہر ہوں گے۔ چنانچہ اس نے بڑے اشتیاق کے ساتھ صندوق کا ڈھکن اٹھایا۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ صندوق کے اندر ایک انتہائی کمرہ المظفر اور خوفناک صورت عورت لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی شکل تو بے کی مانند سیاہ تھی اور لمبے لمبے سفید دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ اس کا جسم بھی بہت موٹا اور فریب تھا۔ وہ بے حس و حرکت تھی ایک لاش کی مانند۔ فرید نے بہت کر کے ڈراغور سے اسے دیکھا تو صاف محسوس ہوا کہ اس کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ وہ محض ایک لاش ہے لیکن فرید کو حیرت اس بات پر تھی کہ صندوق بہت پرانا ہے۔ لاش نہ معلوم کتنے عرصے سے اس کے اندر بند پڑی ہے لیکن ابھی تک خراب کیوں نہیں ہوئی اس کا جسم تازہ تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے گہری نیند سو رہی ہو۔ فرید کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ حیرت اور دہشت دونوں نے مل کر اس کے دماغ کو ماؤف کر دیا تھا۔ آخر اس نے صندوق کا ڈھکن بند کیا اور حیرت میں ڈوبا ہوا بیچے گیا۔ بوڑھا چوکیدار سردنٹ کو مار ٹریں رہتا تھا۔ فرید نے سوچا کہ اس واقعہ کے بارے میں اسے بتائے لیکن یہ سوچ کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا کہ بلا اجازت صندوق کھولنے پر چوکیدار ناراض ہو گا۔ بہر حال وہ اس خیال میں غلط و بچھاں رہا اس کی بھینک شکل اس کی نظروں کے سامنے گھومتی رہی رات کو بھی فرید بہت دیر تک جاگتا رہا۔ آخر اس کی آنکھیں بوجھل ہوئے لگیں اسے نیند آئی۔ اسے سوئے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی اور ابھی اس کی نیند بچی ہی تھی کہ اچانک ایک عجیب آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی باہر برآمدے میں ایک نسوانی قہقہہ گونجا۔ اس نے دونوں ہتھیلیوں سے آنکھیں ملیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا کہ کہیں وہ عالم خواب میں تو نہیں ہے۔ اسی وقت مترنم قہقہے کی آواز دوبارہ آئی جو نہایت واضح اور کھلتی ہوئی تھی جیسے کوئی شخ اور پچھل لڑکی بے ساختہ ہنس رہی ہو۔ فرید دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل آیا لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے دائیں جانب نظری تو کوئی دھڑلے کے آخری سرے پر سفید لباس میں لباس ایک لڑکی نظر آئی۔ اس کی حرکات و سکنات ایسی تھیں گویا وہ مجھے انداز میں رقص کر رہی ہو۔ نیم دائری میں فرید کو اگرچہ اس کا چہرہ صاف نظر نہیں رہا تھا لیکن اتنا مزہ اڑا کہ وہ خوبصورت ہے۔ لیکن اس کی حرکات انتہائی پر اسرار تھیں۔ مزید تیزی سے اس جانب بڑھا۔ لیکن اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ کوئی دھڑلے کے بائیں جانب مڑ گئی۔ فرید بھی وہاں پہنچ کر اسی طرف مڑ گیا لیکن اب وہاں لڑکی کا کوئی وجود نہیں تھا۔ کوئی دھڑلے نہ تھا۔ سامنے ہی ایک کمرے کا دروازہ تھا۔ فرید آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے چند ثانیے غور کیا پھر دروازے کا ایک پٹ آگے کی جانب دھکیلا۔ دروازہ مقل نہیں تھا۔ پٹ کھل چلا گیا۔ فرید اندر جاتے ہوئے بھگ رہا تھا۔ مگر تجسس غالب تھا چنانچہ

آہستگی اور احتیاط سے اندر داخل ہو گیا لیکن اندر کچھ نہیں تھا۔ خالی کمرہ بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ کمرے میں کوئی بھی چیز موجود نہیں تھی صرف دیواریں تھیں۔۔۔۔۔ یہ حال دیکھ کر فرید کمرے سے باہر آیا اسے حیرت تھی کہ وہ لڑکی اچانک کہاں غائب ہو گئی۔ پھر اس نے تمام عمارت چھان ماری لیکن اس لڑکی کا کوئی پتہ نہ نکلا۔ فرید حیران تھا کہ آخر وہ کون تھی کہاں سے آئی تھی اور کہاں چلی گئی۔ سیلاب کا پانی پوری طرح چڑھا ہوا تھا اس لئے فی الحال اس عمارت سے نکلنا ناممکن نہیں تھا۔ چوکیدار بھی ایک دو مرتبہ اس سے ملا تھا ورنہ وہ اکیلا ہی بور ہو آ رہتا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ اوپر کی منزل پر جا کر کلوڑی کے صندوق کو دیکھے جس میں بے ہوشیت اور خوفناک عورت کی لاش رکھی ہوئی تھی لیکن اس خیال کے ساتھ اس کی ریزہ کی ہڈی میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی۔ واقعی اس سیاہ فام لاش کا چہرہ اس قدر بھینک تھا کہ اسے دیکھ کر ایسے اچھوس کا پتہ پانی ہو جائے لیکن فرید کے دل میں بے پناہ تجسس تھا لہذا وہ اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر اوپر کی منزل کی طرف چل دیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے دیکھا صندوق اس طرح اپنی جگہ رکھا ہوا ہے۔ وہ صندوق کے قریب چلا گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ پسینے میں نہ گیا ہے تاہم خوف کے باوجود اس نے بہت کر کے صندوق کا ڈھکن اوپر اٹھا دیا۔۔۔۔۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے اس کو یوں گاجیسے خون رگوں میں منجھد ہو گیا ہو۔ خوف کی ایک سنسنی لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ صندوق سے اس ضیبت اور خوفناک شکل عورت کی لاش غائب تھی۔ فرید نے دہشت زدہ ہو کر کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا ہے بے جان لاش کہاں چلی گئی۔ بوڑھے چوکیدار میں نہ اتنی سکت ہے اور نہ اسے کوئی ضرورت ہے کہ اتنی بھاری بھر کم لاش اٹھا کر لے جائے۔ کوئی اور شخص بھی عمارت میں داخل نہیں ہوا ہے جس پر شبہ کیا جائے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایک بد شکل اور گوشت کے پہاڑ جیسی عورت کو کوئی کیوں اٹھا کر لے جائے گا وہ کسی کے جس کام کی ہو سکتی ہے بلکہ اسے دیکھ کر تو کھردر دل آدی جیسا مارنے لگے گا۔ تو کیا۔۔۔۔۔ تو کیا۔۔۔۔۔ اس کے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔ تو کیا وہ بھینک عورت خود صندوق سے نکل کر چلی گئی تھی۔ مگر ایک بے جان جسم حرکت کیسے کر سکتا ہے۔ فرید کا دماغ یہ سوچ کر مفلوج سا ہو گیا۔ بات ہی اتنی عجیب اور غیر فطری تھی وہ سوچنے لگا یہ ضرور کوئی بہت بڑا ایسی جگہ ہے اور یہ کہ وہ خطرات میں کھڑا ہوا ہے۔ وہ یقیناً کوئی بد روح ہے جو صندوق سے زندہ ہو کر نکل گئی ہے۔ اس نے سوچا وہ اسی عمارت میں نہیں ہو گی اگر وہ پر اسرار قوتوں کی مالک ہے تو خود کو جتنی بھی کر سکتی ہے اور اسے نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔ یکایک فرید کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک ہی کوئی اس کے قریب آ گیا ہو۔ اس نے مڑ کر دیکھا وہی صندوق والی سیاہ فام اور دہشت انگیز لاش اس کے قریب کھڑی ہوئی تھی اس کا چہرہ خون میں لتھڑا ہوا تھا جو انتہائی بھینک لگ رہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی کا خون پی کر آئی ہو۔ اس کے سر کے بال لمبے لمبے کانٹوں کی طرح کھڑے ہوئے تھے تو کیلے اور سفید دانت مونے مونے ہوئے ہنٹولے سے باہر نکلے ہوئے تھے اور ان پر تازہ خون لگا ہوا اس کے ہاتھوں کی انگلیاں بھی خون آلود تھیں۔ یکایک اس نے ایک بھینک قہقہہ لگایا اور فرید کو یوں محسوس ہوا جیسے پوری عمارت لرز گئی ہو۔ بھونچال آ گیا ہو۔ اس کی نگاہیں فرید کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے اپنے چہرے کے نعوش بگڑتے جا رہے تھے۔ فرید نے پوری قوت سے اسے دھکا دیا اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو جسم پسینے میں شرابور تھا سانس دھونکی کی طرح چل رہا تھا اور خوف کی لہر میں روئیں میں روئیں میں دوڑ رہی تھیں۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور بستری پر گر کر ہانپنے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد اس کی حالت قدرے درست ہوئی اس نے سوچا اس واقعہ کی اطلاع فوراً چوکیدار کو دینا چاہئے چنانچہ وہ کمرے سے نکلا اور چوکیدار کے سرونٹ کو مار ٹریں طرف چل دیا جو عمارت کے آخری سرے پر رہا تھی ہے سے ذرا بہت کر بنا ہوا تھا۔ فرید نے باہر نکلنے کے لئے عقبی دروازہ کھولا سرد ہوا کا تیز جھونکا اور بارش کی بو پھارت اندر داخل ہوئی۔ فرید نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا پھر اچانک ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے پیچھے موجود ہو اس کا دل بڑی طرح دھڑکنے لگا اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا اس کی جان میں جان آئی مگر اس کی گھبراہٹ بھی بڑھ گئی اس نے چوکیدار کے کو مار ٹریں جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔ یکایک اوپر کی منزل سے ایک بہت ناک چنچ بلند ہوئی اور پوری عمارت ایک مرتبہ پر ہل کر رہ گئی۔ فرید کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی ضیبت بد روح ہے جو کسی وقت بھی اس کا زخروہ چبا سکتی ہے۔ اچانک اس کے اندر مروا گئی عود کر آئی اس نے سوچا وہ انسان ہے۔ اشرف المخلوقات ہے بد روح وغیرہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ سوچ کر اس نے صندوق اٹھائی اور



شکاری چاقو بھی ہاتھ میں لے لیا۔ پھر وہ اپر کی منزل کی طرف چل دیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اگر وہ فیث عورت نظر آگئی تو اسے گولیوں سے بھون کر رکھ دے گا۔ وہ اس کمرے میں پہنچا تو وہاں کچھ نہیں تھا۔ صندوق کا ڈمکن بند تھا۔ کمرے کی ہر چیز سکوت میں ڈوبی ہوئی اور کسی قسم کی کوئی آہٹ یا کوئی آواز محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ فرید صندوق کے پاس پہنچ گیا ایک لمحے کے لئے خوف کی سرور اس کے جسم میں دوڑ گئی تاہم اس نے جلد ہی خوف اور گھبراہٹ پر قابو پایا اور ایک جھٹکے کے ساتھ صندوق کا ڈمکن اوپر اٹھادیا۔ وہ بدروح اور خوفناک شکل سیاہ فام عورت صندوق میں اس طرح جت لیتی ہوئی خون اس وقت بھی اس کے چہرے پر لتھڑا ہوا تھا اس کا منہ غار کی طرح کھلا ہوا تھا اور سانس کی آمد و رفت منقطع تھی۔ اس دقت وہ محض ایک لاش معلوم ہو رہی تھی۔ ایک خوفناک لاش۔ مگر اس کے ہونٹ تازہ خون میں میٹھے ہوئے تھے۔ فرید کے دل میں اس وقت ایک ہی خیال آیا کہ یہ موقع اچھا ہے اس بدروح کو ختم کر دینا چاہئے یہ سوچ کر اس نے اپنا لمبا شکاری چاقو کھول لیا اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے اس فیث عورت کے سینے پر مارنا چاہا۔ مگر اس سے پہلے کہ چاقو کا پھل اس کے سینے میں پوسٹ ہوتا۔ صندوق کے اندر سے آگ کا ایک شعلہ لپکا۔ شعلہ اتنا تیز اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا تھا کہ اگر فرید فوراً ہی پیچھے نہ ہٹ جاتا تو اس کا چہرہ جل جاتا۔ شعلہ غائب ہو چکا تھا اور فرید صندوق کی طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بہر حال اس نے پھر ہمت کی اور صندوق کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ بد شکل عورت یا اس کی لاش

اسی طرح پڑی ہوئی تھی لیکن ایک عجیب بات اس نے ضرور محسوس کی کہ لاش ہونٹوں پر اب مسکراہٹ تھی مگر ایسی مسکراہٹ جس سے جسم پر دہشت طاری ہوتی تھی۔ فرید نے سوچا ایک وار اور کرنا چاہئے۔ لیکن ابھی صرف سوچا ہی تھا کہ اچانک صندوق کا ڈمکن دھویں سے بھر گیا دھویں نے کمرے میں پھیلنا شروع کر دیا۔ اس دھویں کی بوتلی ناگوار اور ناقابل برداشت تھی کہ تیز گیس بھی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں تھی۔ فرید کا دھویں سے دم لٹنے لگا وہاں ٹھہرنا ناممکن ہو گیا۔ وہ تیزی کے ساتھ کمرے سے نکل آیا اور بیڑھیاں اتر کر اپنے کمرے میں واپس پہنچ گیا۔ اس کے دو تین روئیں سے پسینہ پھوٹ رہا تھا اور سانس کی رفتار غیر متوازن ہو گئی تھی۔ جو واقعات پیش آ رہے تھے بلاشبہ وہ انتہائی خوفناک تھے۔ فرید سوچنے لگا میں کسی پتھر میں چھس گیا ہوں۔ سیلاب کے باعث یہاں سے نکلنا بھی ناممکن ہے۔ خیال آیا اب چوکیدار کو ضرور تمام واقعات سے آگاہ کر دینا چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ پھر عقیقی دروازے کی طرف چل دیا۔ اسی وقت دروازہ کھلا پیل کی طرح تیز بوجھاڑ اور تیز ہوا نے اس کا استقبال کیا۔ بہر حال اس مرتبہ فرید نے پردا نہیں کی وہ پانی میں بھٹکتا ہوا چوکیدار کے کوارٹر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر اندر سے کوئی آواز نہیں آئی۔ خوف اور بھت کے باعث اس نے دوسری مرتبہ دستک دینا غیر ضروری سمجھا اور دروازے کو آگے کی جانب دھکیلا وہ کھٹکا چلا گیا جیسے وہ اندر کمرے میں داخل ہوا اس نے ایک ایسا ہولناک منظر دیکھا جس نے فرید کے ہوش و حواس تحلیل کر دیئے۔ اس کے جسم کے ہر تکتے کھڑے ہو گئے آنکھوں سے دہشت جھلکتی گئی وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔

چوکیدار کی چارپائی خالی تھی..... لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ چوکیدار کمرے میں موجود نہ ہو۔ چوکیدار اپنے پلنگ سے کچھ فاصلے پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم اور لباس خون میں تر بہ تر ہے۔ پہلے تو یہ ہولناک منظر دیکھ کر فرید پر لرزہ طاری ہو گیا۔ لیکن پھر ہمت کی اپنے اعصاب کو کنٹرول کیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا لاش کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا چوکیدار کی گردن اڑھڑی ہوئی تھی جیسے کسی تیز اور نوکیلے دانتوں والے درندے نے چبا ڈالی ہو۔ دوسرے ہی لمحے فرید کو ایک اور خوفناک انکشاف ہوا۔ چوکیدار کا سینہ کھلا ہوا تھا اور جسم کے اندر سے کلبج غائب تھا "اوه..... اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اس کا کلبج بھی کھالیا گیا ہے۔ فرید سوچنے لگا کہ ان حالات میں کیا کرنا چاہئے۔ باہر سیلاب تھا۔ وہ اس دہشتناک واقعہ کی اطلاع دینے کہیں جاسی نہ سکتا تھا۔ وہ بہت دیر تک غور کرتا رہا مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اس نے سوچا فی الحال اپنے رے میں واپس چلا جائے۔ صبح ہوگی تو اس بارے میں کچھ سوچے گا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے دروازہ بولٹ کیا پھر بے دم سا ہو کر بستر پر گر سا گیا اور بری طرح ہانپنے لگا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس خوفناک بدروح نے ہی چوکیدار کا خون پی کر اور اس کا کلبج کھا کر اسے ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کے ہونٹوں پر چرے اور ہاتھوں پر لگا ہوا خون یقیناً "بوڑھے چوکیدار کا تھا۔ اس خیال کے تحت فرید کے جسم میں کچلی دوڑ گئی۔ اس نے سوچا آج اس ڈانٹ نے چوکیدار کا خون پیا ہے۔ کل ضرور میرا خون پنے کی اور کلبج چبا جائے گی۔ یہ خیال آتے ہی اس پر خوف کا شدید دورہ پڑ گیا۔ اچانک کمرے میں دھماکا

سا محسوس ہوا اور دوسرے ہی لمحے وہ خوفناک شکل عورت کمرے میں موجود تھی۔ بس ایک نکل دھڑنگ گوشت کا پہاڑ فرید کے سامنے کھڑا تھا۔ اسی دقت بھی اس کا منہ ہونٹ اور ہاتھ خون میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اسے دیکھ کر فرید پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اپنی جگہ سٹ کر رہ گیا عجب حالت تھی اس کی نہ وہاں ٹھہر سکتا تھا نہ بھاگ سکتا تھا اور انجم مفلوج ہو رہا تھا۔ اچانک بدروح نے منہ اوپر کر کے فلک شکاف قہقہہ لگایا اور کمروں کی دیوار پر گویا زلزلہ طاری ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگی۔ اس کی آواز نہایت کرخت بھدی، غیر انسانی اور کھوکھلی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "تم آرام سے سو جاؤ۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی اس وقت میرا بیٹ خوب بھرا ہوا ہے۔" "کیا بوڑھے چوکیدار کا خون تم نے پیا ہے؟ فرید نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔ "ہاں میں نے ہی اس کا خون پیا ہے برسوں کی پیاس بجھائی ہے اور اب میں تمہارا خون بھی پیوں گی مگر ابھی نہیں کل بھی نہیں۔ تم میری انسانی خوراک ہو۔ جب کہیں سے کچھ نہیں ملے گا تب تم پر ہاتھ صاف کروں گا..... اور خوفناک انداز میں نہیں..... بہت خوبصورت انداز میں تم بھی کیلیا کرو گے۔ جہنم!

فرید پر پھر دلیری غالب آگئی تھی اس نے اپنی شکاری را نقل ہل کی طرف سے پکڑی ہوئی تھی اس نے موقع غنیمت جانا اور اپنی جان کی پروا کئے بغیر را نقل ہل کی طرف سے پکڑ کر اس کاٹ بھیانک عورت کی کھوپڑی کے سینہ نیچوں بیچ دے مارا۔ اس کے حلق سے عجب سا قہقہہ بلند ہوا پھر کرخت آواز سے بولی "خیر کوئی بات نہیں۔ میں ایسی پچکانہ حرکتوں کو معاف کر دیا کرتی ہوں۔ یہ کہتے ہی جہاں وہ کھڑی تھی اس جگہ ایک غبار بلند ہوا اور وہ خون آشام عورت غائب ہو گئی۔ فرید بت بنا اپنی جگہ کھڑا تھا اس کے رہے سے ہوش بھی کم ہو گئے تھے اب تو بدروح نے صاف کہہ دیا تھا کہ میں تیرا خون..... پیوں گی۔

اس نے چوکیدار کی کئی ہوئی گردن دیکھی تھی اس کے تصور سے ہی خوف کے باعث کچلی طاری ہو گئی۔ اسی عالم میں دن نکل آیا۔ اچانک اسے چوکیدار کے کوارٹر سے روئے چہنچہ کی نسوانی آوازیں ہی آنے لگیں جیسے کوئی عورت غم سے نڈھال ہو اور بری طرح بین کر رہی ہو۔ فرید سوچنے لگا یہ کسی آوازیں ہیں۔ چوکیدار کے کوارٹر میں کوئی اور تو موجود نہیں تھا اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اس سیلاب میں باہر سے کوئی ملے آگیا ہو۔ اچانک خیال آیا ہو سکتا ہے یہ اس کی بیوی ہو جو دوسرے کمرے میں سو رہی ہو اور میری اس پر نظر نہ پڑی۔ اس خوفناک واقعہ کے وقت وہ سو رہی ہوگی اور جب صبح اٹھی ہوگی تو شوہر کی ہلاکت کا پتا چلا ہوگا۔ بین کرنے کی آوازوں میں شدت آگئی تھی فرید کے دل میں ہمدردی کا جذبہ اُلٹ آیا اور وہ بے اختیار چوکیدار کے کوارٹر کی طرف چل دیا تھا کہ اس کی بیوی کو تسلی دلا سادے۔ وہ کمرے میں پہنچا تو ایک عورت لاش سے لپٹ کر رو رہی تھی اور انتہائی رقت انگیز انداز میں اپنے غم کا اظہار کر رہی تھی۔ فرید کچھ قریب چلا گیا اور ہمدردانہ لہجے میں بولا۔ "ہمت سے کام لیں خاتون! آپ پر جو صدمہ آپڑا ہے بلاشبہ یہ عظیم صدمہ ہے لیکن.....

فرید نے ابھی بیس تک کہا تھا کہ عورت نے تیزی سے بیڑھیوں کو دیکھا فرید اسے دیکھ کر چونک کر زیادہ انتہائی خوبصورت اور نوزیدہ شیرہ تھی اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور حسین چہرہ سوگوار تھا اسے دیکھ کر فرید کو وہ لڑکی نظر آگئی جو کئی بار اسے راہداری میں نظر آئی تھی اور جس نے اسے کافی پریشان کیا تھا۔ وہی قد و قامت وہی چاندی جیسا رنگ اور وہی سفید لباس۔ اگرچہ نیم تاریکی میں برسر لڑکی کا چہرہ نظر نہیں آتا تھا لیکن اس وقت اس حینہ کو دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ اس لڑکی کے سوا وہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ غم زدہ حینہ فرید کو دیکھ کر پھوٹ پڑی اور ہچکیوں کے درمیان کہنے لگی "بابا..... بابا....." پھر وہ عالم نادانستگی میں فرید کے شانے سے لگ کر بلک بلک کر رونے لگی۔ فرید نے آنکھوں سے اس کی پشت تپتیا کر تسلی دی اور کہا "میرے بھرا کو یہی منظور تھا یا لگتا ہے ان پر کسی درندے نے حملہ کیا تھا" بدروح دالی بات کو یوںی دانستہ چھپا گیا تھا کہ وہ خوفزدہ نہ ہو جائے۔ لڑکی کی ہچکیاں رکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں فرید اسے حوصلہ دیتا رہا پھر پوچھا "یہ تمہارے کون تھے؟" "میرے بابا تھے" وہ ٹھہرائی ہوئی آواز میں بولی "مگر انہوں نے تو آپ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا کہ میری کوئی بیٹی بھی ہے" "کیا یہ بتا ضروری تھا" لڑکی بولی۔ "ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو" فرید بولا "بہر حال مجھے تم سے ہمدردی ہے میں تمہارے غم میں پوری طرح شریک ہوں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہر طرف سیلاب ہے زمین کے لئے کسی قریبی بستی تک جانا بھی ممکن نہیں ہے جبکہ لاش اس طرح پڑی رہی تو خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔" میں نے تو اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔ "لڑکی باپ کی لاش کی طرف دیکھ کر بولی "اب کیا ہوگا؟" فکر کی کوئی بات نہیں "فرید نے کہا" میں باہر کسی جگہ قبر کھود کر لاش دفن کر دیتا ہوں۔ مگر میں کدال اور پیلے وغیرہ تو موجود ہوگا؟" "ہاں یہ چیزیں موجود ہیں" لڑکی



نے جواب دیا لیکن باہر سخت بارش ہو رہی ہے۔ ”کوئی پرواہ نہیں“ فرید نے کہا ”زیادہ سے زیادہ میں بارش میں بیٹھ ہی جاؤں گا اس کے علاوہ کوئی نرم جگہ دیکھ کر جلد ہی قبر کھودوں گا۔“ ”مجھے ڈر لگ رہا ہے“ لڑکی قسم کربولی ”ہاں یہ فطری بات ہے“ فرید نے کہا۔ ”بہر حال تم بارش میں مت آنا۔ دل مضبوط رکھو اور بیٹھیں ٹھہرو۔ میں جلد انتظام کر لوں گا۔“ آخر فریڈ نے بھی انجام دینا ہی ہے مجھے یہ بتاؤ کہ کدال اور نیلے کہاں رکھا ہے؟ ”وہاں شور میں!“ لڑکی نے برآمدے کی طرف اشارہ کیا۔ فرید تیزی سے اس کی طرف چل دیا وہاں سنور میں کدال اور نیلے موجود تھا فرید نے وہ چیزیں اٹھائیں اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ پھر پلٹ کر لڑکی کے قریب آیا اور بولا تم گھبرا نہیں اور ہاں میں تمہارا نام پوچھ سکتا ہوں؟ ”لیٹی..... لیٹی ہے میرا نام“ لڑکی نے جواب دیا۔ ”شکریہ! میرا نام فرید ہے۔ میں چلتا ہوں۔ تم حوصلہ رکھنا یہ کہہ کر فرید کو ارٹھ سے نکل کر احاطے میں پہنچ گیا اور قبر کیلئے کوئی جگہ منتخب کرنے لگا۔ ایک جگہ اس نے کدال مارا تو زمین نرم محسوس ہوئی۔ فرید نے وہیں قبر کھودنا شروع کر دی۔ بارش بہت تیز ہو رہی تھی وہ پانی میں شرابور تھا کہ ایک لگن کے ساتھ اپنے کلام میں لگا ہوا تھا۔ وہ بہت ہمدرد اور مخلص انسان تھا اور اس کی یہی صفت اسے مشکل سے مشکل کام کرنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ بہر حال چند گھنٹوں میں اس نے قبر کھودی اور لیٹی کے باپ کو اس میں دفن کر دیا۔ تدفین کے وقت لیٹی بھی موجود تھی۔ وہ زار و قطار رو رہی تھی فرید اسے تسلی دیتا ہوا عمارت میں لے آیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے لیٹی سے کہا ”پر سکون ہونے کی کوشش کرو۔ خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں ہوتا۔ میں شکریا ہوں میرے پاس راتقل موجود ہے میں اس درد نڈے کو مارنے کی کوشش کروں گا جس نے تمہارے بابا کو ہلاک کیا ہے۔“ ”مجھے ڈر لگ رہا ہے۔“ لڑکی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ ”تم فکر مت کرو میں موجود ہوں۔“ فرید نے ہمدردی سے کہا ”اگر تم اپنے کو ارد زمین جانا نہیں چاہتیں تو بیٹیں آرام کرو۔ برابر کے کمرے میں مسکری موجود ہے تم وہاں سو سکتی ہو۔ میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت کروں گا۔“ ”لیکن..... لیکن.....

اس عمارت کی دیرانی..... سنا.....“ لیٹی نے جھجھکی لے کر کہا۔ ”ٹھیک ہے“ فرید اس کی بات سمجھ کر بولا ”اگر تمہیں اعتراض نہ ہو اور مجھ پر بھروسہ کرتی ہو تو مسکری اسی کمرے میں ڈال دیتا ہوں تم اس پر سوجانا۔ میری طرف سے کسی قسم کی بدگمانی دل میں نہ لانا۔“ لیٹی نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر سر جھکایا۔ ظاہر ہے یہ رضامندی کا اظہار تھا لہذا فرید دوسرے کمرے سے مسکری تھمٹ کر لے آیا اور اپنی مخالف سمت میں بچاؤ کی تاکہ کلنی فاصلہ پر قرار رہے اس ناکم سے فارغ ہو کر اس نے لیٹی سے کہا۔ ”میں ایک بار پھر وہی بات دہرا چاہتا ہوں کہ بے شک تم پر غم کا ہمارا ڈھانچہ ہے لیکن مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جانا زندگی کی بنگلہ خیزیاں برقرار رہتی ہیں۔ تم خود کو آنے والے حالات کے لئے تیار کرو اور خود میں مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کرو۔“ لیٹی نے پر تشکر نظروں سے فرید کی طرف دیکھا اور مجھے لہجے میں بولی ”میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس گھنٹن وقت میں میرا ساتھ دیا۔ میری مدد کی اور مجھے حوصلہ دیا۔ اگر تم یہاں نہ ہوتے نہ معلوم بابا کی لاش کا کیا بننا اور خوف سے میرا کیا حال ہوتا۔ فرید نے کہا ”یہ میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔ یہ کوئی شکریہ ادا کرنے والی بات بر گز نہیں ہے اور اب تمہاری حفاظت بھی مجھ پر فرض ہو گئی ہے۔“ وہ بولی ”آپ کتنے اچھے ہیں لیکن اس سے پہلے میں نے آپ کو اس عمارت میں نہیں دیکھا تھا۔“ ”دراصل میں شکار کے لئے نکلا تھا اور طوفان میں گھر کر اس عمارت میں پہنچ گیا۔ ایک بات میں بھی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔“ ”جی ہوجھے“ لیٹی نے شیریں لہجے میں کہا۔ ”کیا رات کو اس دن رابادری میں تم ہی تھیں۔“ فرید نے شبہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ لیٹی تجاب آلود لہجے میں بولی ”ہاں وہ میں ہی تھی۔ فرید نے پوچھا ”لیکن ان حرکات کا مقصد؟ وہ شرابی گئی چند خانے بعد اپنی گمری پلٹیں اٹھا کر بولی ”میں نے دن میں آپ کی جھلک دیکھی تھی لیکن تعین نہیں آ رہا تھا کہ میرے اور بابا کے علاوہ کوئی اور بھی اس عمارت میں موجود ہے؟ یہی معلوم کرنے کے لئے میں اس طرف آئی تھی۔ جب آپ کمرے سے نکلے اور آپ کی موجودگی کا تعین ہو گیا تو مجھے شرارت سوچھی اور الٹی سیدھی حرکات کرنے لگی۔ اس کے بعد بھاگ کر اپنے کو ارد زمین چلی گئی۔ اس وقت میں یہی لباس پہنے ہوئی تھی۔ فرید مسکرا کر بولا ”میں نے پہلے ہی پہچان لیا تھا۔ آپ کے لباس سے بھی اور آپ کے قدم قامت سے بھی۔“ پھر یہ بتاؤ کہ آئندہ کے لئے کیا پروگرام ہے۔ کیا تمہارے رشتہ دار موجود ہیں۔ ان کے پاس جاؤ گی یا اس عمارت میں تنہا رہو گی؟

لیٹی خوف سے جھجھکی لے کر بولی ”میں اکیلی اس اجاز عمارت میں دہشت سے مر جاؤں گی۔ یہاں رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ قریب کی بستی میں میرے ایک رشتہ دار موجود ہیں لیکن میں ان کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔“ ”تمہاری ماں نہیں ہے“ فرید نے پوچھا ”ماں کا بہت پہلے انتقال ہو گیا۔“ اس نے گلوگیر لہجے میں جواب دیا۔ ”پھر تم کہاں جاؤ گی؟“ فرید نے دریافت کیا۔ ”میں میں سوچ رہی ہوں“ لیٹی پر خیال انداز میں بولی۔ فرید نے کہا ”میرا خیال ہے کہ تم اپنے رشتہ دار کے پاس ہی چلی جاؤ اور جو ناراضگی ہے اسے دور کرلو۔ خیر اس موضوع پر بعد میں سوچیں گے۔ پہلے کچھ کہانی لیں۔“

\* \* \*

صبح کو فرید بیدار ہوا تو اپنے اندر بے پناہ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ اس کا جسم بڑی طرح ٹوٹ رہا تھا۔ ہاتھ پیروں کی گویا جان نکل کر رہ گئی تھی لیٹی اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھی۔ وہ اندر آئی تو تجاب سے اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ فرید بھی اسے دیکھ کر اپنی کمزوری بھول گیا۔ اس کی نگاہیں جھک گئیں۔ وہ بھی شرمندہ تھا۔ پھر اس نے سوچا اس میں قصور میرا تو نہیں تھا۔ جو کچھ ہوا اسے اس کیلئے مجبور کر دیا گیا تھا۔ تاہم اس نے لیٹی سے کہا۔ ”رات جو کچھ ہوا میں اس پر شرمندہ ہوں میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اتنا بڑا کام کیسے ہو گیا اس میں میرے ارادے کو قطعاً دخل نہیں تھا۔“ ”میری بھی یہ کیفیت ہے“ لیٹی بولی ”بہر حال آپ تصور دار نہیں۔ دونوں کی جانب سے غیر ارادی طور پر ایسا ہوا۔ میں خود حیران ہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ فرید نے فکر مند لہجے میں کہا ”اب کیا ہو گا؟“ لیٹی ہنس بڑی ”پھر بولی ”یہ تو مجھے سوچنا چاہئے تم تو مرد ہو۔ تمہیں کیا ہو سکتا ہے۔ فرید خاموش رہا۔ پھر اس نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی مگر لڑکھایا۔ اٹھنے ہی سر جھکا کر اٹھا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ لیٹی نے اسے سنبھال لیا اور پوچھا ”کیا بات ہے۔ کیا ہوا تمہیں؟“ فرید نے کہا بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں جیسے پورے جسم کی جان نکل گئی ہو۔ عجیب حالت ہے میری۔“ ”ٹھہرو میں مشروب لاتی ہوں“ یہ کہہ کر لیٹی باہر چلی گئی۔ اور کچھ دیر بعد ایک گلاس میں شربت لے آئی اور فرید کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی ”تو اسے پی لو۔“ فرید نے شربت کا گلاس ہاتھ میں لیا۔ اور ہلکے ہلکے گھونٹ لینے لگا۔ شربت ذائقہ دار تھا۔ چند گھونٹ لینے کے بعد پھر وہ ایک سانس میں پی گیا۔ وہ عجیب شربت تھا کہ خلق سے اترتے ہی فرید کی توانائی بحال ہو گئی اگرچہ تھوڑی بہت کمزوری تھی لیکن اب وہ خود کو پہلے سے بہت بہتر محسوس کر رہا تھا۔ لیٹی نے پوچھا اب کیا حال ہے؟ فرید نے کہا ”اب ٹھیک ہوں پہلے جیسی حالت نہیں ہے۔“ ”سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اتنی کمزوری کیوں محسوس کر رہا ہوں۔“ لیٹی بولی ”کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔“ ”فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔“ فرید دوبارہ بستر پر لیٹ گیا۔ باہر بارش کا طوفان ختم ہو چکا تھا البتہ سیلاب کا پانی ابھی چڑھا ہوا تھا لیٹی اس کے قریب آکر بیٹھ گئی اور پیار سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی ”تم کتنے اچھے ہو۔“ ”دیکھو لیٹی“ فرید کہنے لگا ”جو کچھ بھی ہوا میں اس پر شرمندہ بھی ہوں اور مجھے اس کا افسوس بھی ہے۔“ ”افسوس کی کیا بات ہے۔“ لیٹی بے تکلفی سے اس کا ہاتھ دبا لی ہوئی بولی ”جو ہو گیا سو ہو گیا“ اب افسوس کرنے کا کیا فائدہ! فرید نے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ وہ سوچنے لگا..... کل کی غمزدہ اور معصوم لڑکی اچانک کیسے تبدیل ہو گئی؟ رات ہو گئی۔ سناٹا اٹھا کر تھا کہ دل کی گمراہیوں میں اترا تو محسوس ہو رہا تھا جو تکہ وہ اور بارش کا شور ختم ہو گیا تھا اس لئے ہر طرف سکوت ہی سکوت تھا۔ فرید اور لیٹی نے کھانا وغیرہ کھلیا پھر اوھر اوھر کی باتیں کرنے کے بعد دونوں اپنی اپنی مسروں پر چلے گئے۔ اس رات فرید بہت دیر تک جاگتا رہا۔ وہ بار بار اٹھ کر دیکھتا تھا اور ہر مرتبہ اسے گمری نیند سو نا ہوا پاتا۔ بالآخر کچھ دیر کو نیند بدلنے کے بعد اسے بھی نیند چلی۔

\* \* \*

فرید صبح بیدار ہوا تو پہلے سے بھی زیادہ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا گویا کسی نے پورے وجود سے جان کھینچ لی ہو۔ اس نے اٹھنا چاہا تو اٹھنا نہ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ دیکھے وہ سفید ہو رہے تھے اور مضبوط کٹانیاں کمزور اور بے وقوف لگ رہی تھیں۔ وہ سوچنے لگا الٹی مجھے کیا ہو جا جا رہا ہے۔

آخر وہ کیا چیز ہے جو میری توانائی ختم کرتی جا رہی ہے۔ بہر حال بڑی مشکل سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی وقت فرید کو پیروں کے ٹکڑوں میں چیخیں ہی محسوس ہوئی۔ اس نے جبر سمیت کر اپنے ٹکڑے دیکھے۔ وہ بھی ہتھیلیوں کی طرح سفید ہو رہے تھے جیسے خون کا ایک ایک قطرہ چھوڑ لیا گیا ہو۔ دفعتاً اسے دونوں ٹکڑوں پر باریک سوراخ سے نظر آ



رہے تھے جن پر خون کے ننھے سے قطرے جم کر سیاہ ہو گئے تھے۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگا۔ اس نے سوچا یہ کیا ہے، یہ سوراخ کیسے ہیں یہاں خون کیوں جما ہوا ہے۔ مگر ان سوالات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ نقابت کے باعث اس سے زیادہ دیر بیٹھا نہیں گیا اور وہ بے دم سا ہو کر بستر پر گر گیا۔ اس پر بے پناہ نقابت طاری تھی جیسے برسوں کا پیار ہو۔ اسی وقت لیلیٰ کمرے میں مسکراتی ہوئی داخل ہوئی وہ اس وقت بہت حسین نظر آ رہی تھی چہرہ کھل ا ہوا تھا۔ فرید نے اسے دیکھ کر اٹھنا چاہا لیکن نقابت کے باعث بستر پر گر گیا۔ لیلیٰ جلدی سے اس کے قریب آئی اور ہاتھ تمام کر بولی۔ ”کیا بات ہے، کیا ہوا تمہیں؟“ فرید خمیف لہجے میں بولا ”معلوم مجھے کیا ہو گیا ہے۔ بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میرے جسم کی جان کسی نے چھوڑ لی ہو۔“ ”عجیب بات ہے“ لیلیٰ پر نظر انداز میں بولی ”خیر میں دودھ لے کر آتی ہوں۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔“ ”دودھ..... مگر دودھ یہاں کہاں ملے گا“ فرید نے لہجے سے پوچھا۔ ”تمہیں شاید معلوم نہیں ہے۔“ لیلیٰ نے بتایا ”بابا نے کہا کہ یہاں پانی ہوئی نہیں۔ بس میں ابھی دودھ لے کر آئی۔“ لیلیٰ گئے جانے کے بعد فرید پھر اپنی حالت پر غور کرنے لگا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس کی توانائی روز بروز کیوں ختم ہوئی جا رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد لیلیٰ دودھ کا گلاس لے کر اندر داخل ہوئی اور فرید کی طرف بڑھتی ہوئی بولی ”لو دودھ پی لو تمہاری طبیعت سنبھل جائے گی۔“ فرید نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہیں سکا۔ لیلیٰ نے سارا دے کر اسے اٹھایا اور دودھ کا گلاس اس کے منہ سے لگادیا۔ دودھ پینے کے بعد فرید کی توانائی آہستہ آہستہ بحال ہونے لگی اب اس میں اتنی طاقت آگئی تھی کہ اٹھ کر بیٹھ سکے۔ اس نے لیلیٰ کا ہاتھ تمام لیا اور کمزور لہجے میں بولا ”یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے؟“ لیلیٰ نے تسلی دیتے ہوئے کہا ”فکر نہ کرو، جلد ٹھیک ہو جاؤ گے“ فرید نے اپنے پیروں دکھاتے ہوئے کہا ”میں معلوم کیسے میرے پیر کے ٹکڑوں میں دو ننھے ننھے سوراخ بن گئے ہیں اور اس جگہ خون کے چھوٹے چھوٹے قطرے جم کر سیاہ ہو گئے ہیں۔“ لیلیٰ نے بغور اس کے پیر کے ٹکڑوں کو دیکھا اور بولی ”میں سمجھ گئی اس علاقے میں ایک جھوٹا سا کپڑا لپٹا جاتا ہے جو ڈنک جسم میں چھب کر خون پیتا ہے۔ تمہیں بھی شاید اسی کیڑے نے کاٹا ہے۔ فرید اپنے پیر۔ سلاٹا ہوا بولا ”شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر پیر میں بڑی چھین محسوس ہو رہی ہے۔“ لیلیٰ نے کہا ”تم فکر مت کرو۔ میرے پاس ایک ایسا مرہم ہے جو درد کو فوراً رفع کر دے گا۔ میں ابھی لے کر آتی ہوں۔“ یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئی..... تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو اس کے ایک ہاتھ میں مرہم کی ڈبیہ تھی اور دوسرے ہاتھ میں گلاس تھا جس میں وہی سرخ مشروب تھا اس نے گلاس فرید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”لو اسے پی لو۔ تمہاری کمزوری جاتی رہے گی۔“ فرید نے مشروب پی لیا جو پہلے کی طرح فرحت بخش اور لذیذ تھا اس کے حلق سے اترتے ہی فرید کے اندر توانائی کی لہر دوڑ گئی۔ لیلیٰ نے ڈبیہ سے مرہم نکل کر اس کے پیر کے ٹکڑے پر ملنے لگی۔ واقعی فرید کی تکلیف جلد ہی دور ہو گئی لیکن جب وہ بستر سے اٹھا تو ٹانگیں بری طرح لرز رہی تھیں اور وہ بڑی مشکل سے قدم اٹھا رہا تھا۔ برآمدے میں آکر اس نے باہر کی طرف دیکھا۔ بارش اب بالکل رک گئی تھی سیلاب کا پانی بھی آہستہ آہستہ اتر رہا تھا مگر اتنا نہیں کہ وہ اسے عبور کر کے اس عمارت سے نکل جاتا۔ رات ہوئی تو فرید نے فیصلہ کر لیا کہ آج وہ بالکل نہیں سوئے گا اور دیکھے گا کہ وہ کونسا کیڑا ہے جو اس کا خون پی جاتا ہے۔ وہ بہت دیر تک جاگتا رہا مگر کوئی کیڑا اس کے قریب نہیں آیا۔ آخر وہ نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

فرید صبح بیدار ہوا اس روز اس کی حالت بہت اتر تھی یہاں تک کہ وہ حرکت بھی بڑی مشکل سے کر رہا تھا جسم کی تمام توانائی ختم ہو گئی تھی۔ اسے دوسرے پیر کے ٹکڑے میں شدید چھین کا احساس ہوا۔ وہ بڑی مشکل سے کھڑا ہوا اٹھا اور پیر کے ٹکڑے کو دیکھا۔ دوسرے پیر کے ٹکڑے وہ جو کچھ پڑا۔ آج دوسرے پیر کے ٹکڑے پر بھی ویسے ہی باریک سوراخ تھے اور خون کے ننھے قطرے جسم کو سیاہ کر گئے تھے۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اپنی مسمری پر بے خبر بڑی سو رہی تھی اس میں اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ آواز دے کر اسے اٹھالیتا۔ اس کا سر ڈھلک گیا اور وہ گہری گہری سانس لینے لگا۔ اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔ نہ جانے وہ کب تک بے سدھ بستر پر رہا۔ ہوش اس وقت آیا جب لیلیٰ اسے جھجھوڑ کر اٹھا رہی تھی اور آوازیں دے رہی تھی اس نے نیم دا آنکھوں سے دیکھا اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا جسے وہ فرید کی طرف بڑھا رہی تھی۔ ”نہیں..... میرا کس چیز کوئی نہیں چاہ رہا ہے“ اس نے خمیف لہجے میں کہا ”میری ساری توانائی ختم ہو گئی ہے۔ میں مرجاؤں گا لیلیٰ..... بہت جلد مرجاؤں گا۔“ میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی۔ لیلیٰ نے اس کا ہاتھ تمام کر کہا ”لو دودھ پی لو تمہاری توانائی بحال ہو جائے گی۔“ ”کوئی فائدہ نہیں“ فرید نے جواب دیا ”کب

یہ توانائی بحال ہوتی رہے گی۔ شاید میں اپنی آخری سانسیں گن رہا ہوں۔ آج دوسرے پیر کے ٹکڑے پر بھی سوراخ نظر رہے ہیں۔ نہ معلوم مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔“ ”سب ٹھیک ہو جائے گا“ لیلیٰ نے تسلی دیتے ہوئے کہا ”تم جلدی نہ کرنا“ ”یہ کہہ کر اس نے گلاس فرید کے ہونٹوں سے لگادیا۔ فرید نے چند گھونٹ لئے اور گلاس ہٹا دیا۔ اس کا کس چیز نہیں چاہ رہا تھا۔ اس نے یہ بات بھی محسوس کی کہ لیلیٰ دن بہ دن کھری جا رہی ہے اس کے چہرے پر ترو تازگی پیدا ہو رہی ہے جبکہ وہ خود موت سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا..... اتنا کہہ کر عیسےہ خاموش ہو گئی۔ خلیل احمد بڑی دلچسپی اور حیرت سے اس کی داستان سن رہے تھے۔ اس نے جو واقعات اب تک بیان کئے تھے وہ ناقابل تردید تھے کیوں کہ خلیل احمد خود ایسے حالات سے دوچار ہو چکے تھے انہوں نے بنیادی میں جو آسیب زدہ حوالی خریدی تھی وہاں اس بدروح سے ان کا واسطہ پڑ چکا تھا اور جس کی دہشت اور ہولناکی کی خبریں وہ بستی والوں سے سن چکے تھے اور بعد ازاں اس بدروح کی تلاش میں اس دہشت خیز عمارت تک پہنچے تھے جہاں اس خوب تر کی عیب سے ملاقات ہوئی تھی اور اب یہ لڑکی اپنے شوہر کے بارے میں ایک پر اسرار داستان سن رہی تھی جو خلیل احمد کے واقعات سے ہو ہوتی ہوئی تھی۔ ”اس کے بعد کیا ہوا خلیل احمد نے پرجھا عیسےہ نے ایک گہری سانس بھر کر کہنے لگی۔ ”مجھے ان واقعات کا کوئی علم نہیں تھا میں خت پریشان تھی کہ نہ جانے فرید کہاں غائب ہو گیا ہے کبھی بھی یہ خیال بھی آتا کہ خدا خواستہ غضبناک طوفان میں اسے کوئی نقصان پہنچ گیا ہو۔ میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر فرید کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔ ایک روز صبح کو میں نے دروازہ کھولا تو میرے منہ سے چیخ نکل گئی فرید دروازے کے باہر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ وہ بڑیوں کا ڈھانچہ بن گیا تھا رنگ کپڑے کی مانند سفید تھا جیسے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لیا گیا ہو۔ پہلا خیال جو میرے دل میں آیا وہ یہی تھا کہ خدا خواستہ فرید مر گیا ہے چنانچہ میں اس سے لپٹ کر زار و قطار روٹنے لگی میری آواز زاری سن کر اڑوس پڑوس کے دروازے کھلنے لگے اور ذرا دیر بعد ہی لگی کے سمت سے لوگ میرے گرد جمع ہو گئے جن میں عورتیں، مرد اور بچے بھی تھے۔ کچھ عورتوں نے مجھے فرید کے جسم سے علیحدہ کیا اور مردوں نے اسے اٹھا کر چارپائی پر لٹایا اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے کرنے لگے۔ اس وقت ایک شخص نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور سینے سے کان لگا کر دل کی دھڑکن سننے لگا۔ دوسرے ہی لمحے وہ خوشی سے چیخ پڑا۔ ”فرید زندہ ہے..... فرید زندہ ہے“ اسے جلدی سے ہسپتال لے چلو۔“ میں نے یہ سنا تو تڑپ کر آگے بڑھی اور ایک مرتبہ پھر خوشی سے میرے آنسو نہ نکلے۔ بہرحال فرید کو ”فورا“ ہسپتال لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے اس کا فورا معائنہ کیا اور پھر یہ انکشاف کیا کہ اس کے جسم کا تمام خون نامعلوم طریقے پر ضائع ہو گیا ہے وہ حیران تھے کہ آخر وہ اب تک زندہ کس طرح ہے بہر کیف اسے فورا خون چڑھایا گیا اس کے بعد وہ چند روز نرین علاج پر رہا اور جب ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آیا تو اس کی حالت کافی بہتر ہو چکی تھی لیکن نقابت وہی باقی تھی۔ میں نے جب فرید سے یہ معلوم کیا کہ وہ اس حال کو کس طرح پہنچا اور اس پر کیا افتاد نازل ہوئی تو وہ بتانے سے احتراز کرتا اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے ٹال جاتا۔ لیکن جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو اس نے شروع سے آخر تک تمام واقعات بیان کر دیئے۔ اس کی باتیں سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اگلے وز میری بہن اور بہنوئی ملنے آئے تو میں نے فرید پر گزرے ہوئے واقعات کا ان سے تذکرہ کیا۔ پہلے تو ان کو یقین نہ آیا مگر حالات ایسے تھے کہ یقین کرنا پڑا۔ پھر انہوں نے ایک عالم کا بتایا۔ میں فرید کو اس کے پاس لے گئی۔ عالم نے بتایا کہ اس پر ایک خوفناک بدروح کا سایہ ہے اور یہ کہ اس کا توڑ کرنا ہو گا اور عملیات کے ذریعے اس کا علاج کئی ماہ تک جاری رہے گا۔ اس نے کافی رقم طلب کی جو میں نے فورا ادا کر دی اور فرید کا روحانی علاج شروع ہو گیا۔ لیکن علاج کے دوران ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ فرید پر دورے پڑنے لگے۔ وہ بیٹھے بیٹھے چیختے لگتا۔ اپنا گلا بٹا اور اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرتا۔ آخر ایک روز فرید غائب ہو گیا۔ اسے بہت تلاش کیا گیا مگر کہیں نہ ملا۔ ایک مہینہ گزر گیا..... میرا رد و کر برا حال ہو گیا۔ تب اچانک ایک روز مجھے خیال آیا کہ فرید اس دیران عمارت میں نہ پہنچ گیا ہو۔ شوہر کی محبت نے مجھے اتنا مجبور کیا کہ عالم دہشت میں کسی کو ساتھ لئے بغیر میں اس عمارت کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ یہی عمارت تھی جہاں اس وقت ہم موجود ہیں۔ پوری عمارت پر دہشت طاری تھی مجھے اندر داخل ہوتے ہوئے خوف محسوس ہو رہا تھا تاہم میں بہت کر کے عمارت میں داخل ہو گئی۔ ہر طرف سانے کا راج تھا۔ ذرے ذرے اور گوشے گوشے سے دہشت ٹپک رہی تھی لیکن شوہر کی محبت غائب تھی اور میں دیوانہ وار اسے عمارت میں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ ایک کمرے میں مجھے نقص محسوس ہوا۔ میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو فرید کی ہلکی سڑی لاش نظر







آنکھیں بند کر لیں اور پہلے کی طرح فوراً ہی کھول دیں۔ اب ان کے سامنے دوبارہ وہی نوجوان حسین ددیشہ بیٹھی ہوئی تھی۔ خلیل احمد نے کہا ”یہ تو سب ٹھیک ہے لیکن یہ بتاؤ کہ بوزھے چوکیدار کی نوجوان لڑکی کی کیا بنا۔ تمہاری اس سے ملاقات نہیں ہوئی؟ میرا مطلب ہے جو تمہارے مرحوم شوہر فرید کے ساتھ اس عمارت میں رہ رہی تھی۔“ ”اُہا ہا ہا.....“ عبیرہ نے زبردست قہقہہ لگایا پھر کہنے لگی ”وہ سب نامک تھا۔ وہ نوجوان لڑکی لیلی ہی دراصل ڈراکونی تھی۔ فرید کو اپنے حسن کے جال میں پھانسنے کے لئے اس نے ایک حسین ددیشہ کا روپ دھار لیا تھا۔ وہی روزانہ فرید کے پیروں کے کلمے میں اپنے نوکیلے دانت گاڑ کر اس کا خون پیا کرتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ جتنی طور پر بھی اس کی قوت نچوڑی تھی۔ خلیل احمد نے دریافت کیا ”اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟ عبیرہ غفبناک لہجے میں بولی ”مقابلہ اور انتقام۔ میں اس غفبناک ڈراکونی سے اپنے شوہر کی موت کا انتقام لوں گی۔“ خلیل احمد نے پوچھا ”کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری قومیں ڈراکونی سے زیادہ ہیں اور تم اسے ختم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی؟“ عبیرہ مضبوط لہجے میں بولی ”جو انتقام لینے پر آتا ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ خود تباہ ہو گا یا دوسرے کو تباہ کر دے گا جب وہ افروزا رہے ہوں تو ایک کو شکست اور ایک کو فتح ضرور نصیب ہوتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دونوں مد مقابل شکست کھا گئے ہوں یا دونوں کو فتح حاصل ہوئی ہو لہذا اس نے پہلے ہی شکست کو سامنے رکھا ہے لیکن میری کوشش یہی ہوگی کہ اس غفبناک کو فنا کر دوں۔ خیر چھوڑو اس ذکر کو۔ آج میں تمہیں اپنے اچھے کھانے کھلاتی ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے فضا میں ہاتھ بلند کیا اور دوسرے ہی لمحے ایک خوان اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے وہ خوان خلیل احمد کے سامنے رکھا۔ اس میں بھنا ہوا مرغ، مینائی، کباب اور دیگر لذیذ اشیاء موجود تھیں ایسا لگتا تھا کہ تمام چیزیں ابھی پکا کر آ رہی تھیں کیوں کہ ہر چیز سے بھاپ نکل رہی تھی اور اشتہا بھڑکانے والی مہک اٹھ رہی تھی۔ خلیل احمد کو یہ سب کچھ دیکھ کر اس مرتبہ بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ انہیں معلوم تھا کہ عبیرہ پر اسرار قوتوں کی مالک ہے۔ عبیرہ نے خوان خلیل احمد کی جانب سرکاتے ہوئے کہا۔ ”لو کھاؤ“

اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ”ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ہم دونوں ساتھ ہی کھائیں گے۔ اس کے بعد ان دونوں نے کھانا شروع کر دیا۔ ہر چیز بے حد لذیذ تھی۔ خلیل احمد نے خوب سیر ہو کر کھایا اور بہت دیر تک کھانے کی تعریف کرتے رہے۔ رات کو پورا چاند نکلا ہوا تھا۔ وہ دونوں رات گئے تک باغ میں شلتے رہے اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ تاہم زیادہ تر گفتگو ڈراکونی ہی کے بارے میں تھی۔ اس کے بعد وہ اپنے اپنے بستر پر آکر لیٹ گئے۔ خلیل احمد لیٹتے ہی سو جانے کا عادی تھا چنانچہ گہری نیند میں ڈوب گئے۔ رات کے کسی حصے میں اچانک ہولناک چیخوں سے ان کی آنکھ کھل گئی۔ ایسی بھیاں بھیاں چیخیں تھیں کہ پوری عمارت لرز رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بہت سی بد روہیں آپس میں برسریا کر رہی ہیں۔ خلیل احمد کچھ دیر ان دل گرفتہ چیخوں کو سنتے رہے اور یہ سمجھنے کی کوشش کرتے رہے کہ یہ کہاں سے آرہی ہیں۔ جلد ہی انہیں اندازہ ہو گیا کہ ہولناک چیخوں کی آوازوں کا محرک عمارت کا اوپر کا حصہ ہے۔ لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ یہ چیخیں کس نوعیت کی ہیں اور ان کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے عبیرہ کے بستر کی طرف دیکھا اور پھر چونک پڑے۔ عبیرہ اپنے بستر پر موجود نہیں تھی۔ خلیل احمد جلدی سے بستر سے اٹھ گئے اور تیزی سے اوپر کی منزل کی طرف چلے لیکن میزہیوں پر پہنچ کر انہوں نے اپنی رفتار کم کر دی کیوں کہ وہ اپنی موجودگی ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ اوپر پہنچے تو ایک کمرے میں روشنی نظر آئی اور چیخوں کی آوازیں اسی کمرے سے آرہی تھیں۔ پہلی آواز جو ان کے کان میں پڑی وہ عبیرہ کی تھی وہ غفبناک لہجے میں کہہ رہی تھی۔ ”غفبناک بدروح میں تجھ سے اپنے شوہر کا انتقام لوں گی۔ تو نے ہی اس کا خون پی کر ہلاک کیا۔ اب تو میرے قہر سے بچ نہیں سکتی۔ میں تجھے نیست و نابود کر دوں گی۔“ دوسری آواز جو بہت بھیاں بھیاں اور لرزہ خیز تھی بلاشبہ ڈراکونی ہی کی تھی۔ اس نے عبیرہ کو دبا دبا میں ہی کہا۔ ”تو مجھے نیست و نابود کرے گی۔ مجھ سے انتقام لے گی۔ یاد رکھ تو میرے نزدیک ایک حقیر چوٹی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ تجھے اپنی قوتوں پر بڑا ناز ہے لیکن میری بے پناہ ہمتی کے مقابلہ میں ساری دنیا کا کرہ اثر ہے۔ میں تجھے ایسا ستن دوں گی کہ شاید جہنم میں بھی تیرے قسم کے ایک ایک حصے سے کرناک چھین بلند ہوتی رہیں گی۔ عبیرہ نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا ”مجھے اپنی روانہ نہیں ہے۔ لیکن میں تیرا شہر بھی بگاڑ کر رکھ دوں گی۔“ یہ کہہ کر وہ برق رفتاری سے آگے بڑھی اور ڈراکونی کے بال پکڑ کر پوری قوت سے جھٹکا دیا وہ پہاڑ بیسا گوشت رکھنے والی ہمارہم سے فرش پر گر گئی۔ عبیرہ تیزی سے ڈراکونی کے جسم پر چڑھ گئی اور

زور زور سے اچھلتے لگی۔ خلیل احمد دروازے کی آڑ سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے انہیں یقین آگیا کہ داعی عبیرہ پر اسرار قوتوں کی مالک ہے ورنہ اس بھاری بھر کم عورت کو نیچے گرا دینا تین چار آدمیوں کے بس کی بات نہیں تھی۔ اچانک ڈراکونی نے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور عبیرہ اوپر کی جانب اچھل گئی۔ اس کا سر پوری قوت سے چھت کے ساتھ ٹکرایا تھا اور اس کے بعد وہ بھی دم سے فرش پر گر پڑی تھی۔ اس دوران میں ڈراکونی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عبیرہ جیسے ہی نیچے گری ڈراکونی نے اس کے سر کے بال پکڑ لئے اور اس کے جسم کو تیزی سے کمرے میں گردش دینے لگی۔ اور پھر اسی طرح چکر دیتے ہوئے اس نے بال چھوڑ دیئے اور عبیرہ کا جسم پورے زور کے ساتھ کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا اس کے منہ سے فلک شگاف چیخ نکلی اور جسم دیوار سے ٹک کر لوہاں ہو گیا۔ ڈراکونی تیزی سے اس کی طرف بڑھی لیکن اس کے پیچھے سے پہلے شدید زخمی ہونے کے باوجود عبیرہ اٹھ کھڑی ہوئی اس کا چہرہ خون میں لٹ پٹ تھا اور آنکھوں سے غنٹو غنٹو اور دھشت نیک رہی تھی۔ وہ خود کو بچاتی ہوئی ڈراکونی سے دوڑ چلی گئی۔ پھر اس نے پوری قوت سے ڈراکونی کی طرف پھونک ماری اور آگ کا تیز شعلہ پکڑا ہوا ڈراکونی کی طرف بڑھا۔ خلیل احمد دروازے کی آڑ میں چھپے ہوئے یہ

ہولناک منظر اور دو پر اسرار قوتوں کی جنگ دیکھ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا ڈراکونی اس شعلے میں جل کر بھسم ہو جائے گی۔ لیکن اس نے فوراً ”شعلے کی طرف انگلی اٹھائی اور وہ چشم زدن میں غائب ہو گیا جیسے اس کا کوئی وجود ہی نہ رہا ہو۔ اب ڈراکونی کی باری تھی۔ اس کا ہاتھ اچانک لمبا ہوا چلا گیا۔ یہاں تک کہ عبیرہ کی گردن تک پہنچ گیا عبیرہ نے پتہ چلا کہ مگر ڈراکونی کے ہاتھ نے پوری قوت سے اس کی گردن دبوچ لی۔ عبیرہ کے حلق سے کھنی کھنی چیخیں نکلنے لگیں وہ بری طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔ خلیل احمد نے سوچا اب یہ ڈراکونی کی گرفت سے بچ نہیں سکے گی اور دم گھٹ کر مرجائے گی لیکن عبیرہ بھی پر اسرار قوتوں کی مالک تھی کہ وہ ڈراکونی کے آہنی ہاتھ میں بری طرح تڑپ رہی تھی۔ پھل رہی تھی لیکن اس حالت میں بھی اس نے اپنا ایک ہاتھ فضا میں بلند کیا اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں تیز دھار خنجر تھا۔ عبیرہ نے پوری قوت سے کلائی کا وار کیا اور ڈراکونی کی کلائی کی طرف کٹ کر فرش پر گر گئی۔ اس کے منہ سے کرب انگیز چیخ نکلی اور عبیرہ کی گردن آزاد ہو گئی۔ اگرچہ ڈراکونی کے چہرے پر اذیت کے آثار تھے لیکن اس کے باوجود وہ تھری طرح آگے بڑھی اور اپنی کٹی ہوئی کلائی فرش سے اٹھائی اور کئی ہونی جگہ پر رکھ دی جو دیکھتے ہی دیکھتے اس طرح جڑ جڑ سے ٹپک ٹپک ہوتی رہی۔ اس کے بعد ڈراکونی کے منہ سے بھیاں بھیاں قہقہہ بلند ہوا۔ ”اُہا ہا ہا.....“ دیکھ تیرا یہ وار بھی خالی گیا۔ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی میری شہتی تجھ سے کہیں زیادہ ہے میں تجھے اذیت ناک موت مار دوں گی۔“ یہ کہہ کر اس نے ہاتھ فضا میں بلند کئے اور دوسرے ہی لمحے پوری چٹان اس کے ہاتھوں میں تھی جو اتنی بڑی تھی کہ اس کے نیچے تین چار آدمی کچل کر رہ جائیں۔ ڈراکونی نے وہ پوری چٹان عبیرہ کی طرف اچھال دی۔ وہ پہلے ہی اس حملے کے لئے تیار تھی۔ چٹان قریب آنے سے پہلے ہی اس نے زور کی پھونک ماری اس کے منہ سے شعلہ نکلا جس نے درمیان ہی میں چٹان کو راکھ کر دیا۔ اس کے بعد وہ بولی۔ ”غفبناک ڈراکونی! اب میرا وار سنبھال۔ یہ کہہ کر اس نے منتر پڑھنا شروع کیا۔ پھر زور سے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور اسی وقت ایک خونخوار بھیڑیا کمرے میں نمودار ہو گیا۔ اس کی خونناک غراہمت سے پورا کمرہ گونج رہا تھا۔ اس کا بازو نکلا ہوا تھا اور نوکیلے دانت انتہائی خونناک لگ رہے تھے یوں لگ رہا تھا وہ ڈراکونی کو چیر پھاڑ کر رکھ دینے



وہ بستی بھی کیا بستی ہے جس بستی میں تو بستی ہے بھول شاید بہت بڑی کر لی، ہم نے دنیا سے دوستی کر لی وہ بستی بھی ایک ناگن ہے جو اہل دل کو دلتی ہے تم محبت کو کھیل کہتے ہو، ہم نے زندگی برباد کر لی..... عبداللہ- تربیلہ ذہم.....



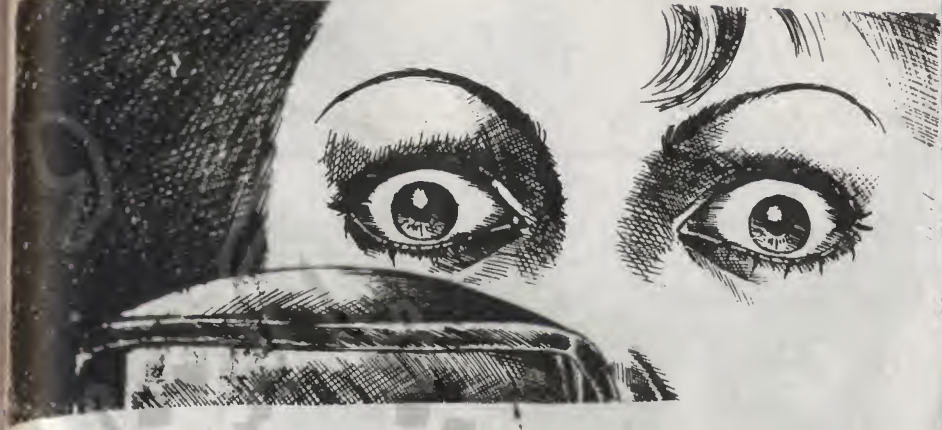
# پراسرار مندر

--- آنسہ کنول سہگل آباد ---

میں انتقام کی آگ میں اندھی ہو گئی تھی شادی کی پہلی رات ہی میرے شوہر نے میری ہتھیا کر دی تھی تیز دھار چھری سے میرا گمہ کاٹ دیا اور مجھے اس جگہ آن کر دفن کر دیا مجھے جانا نہیں اس نے مگر اس میری سانسیں جیجی تھیں تو میں کسی کو زندہ کیسے دیکھ سکتی تھی میں نے اس سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا مگر ہونا تب ہو کر کہاں چلا گیا کچھ بھی معلوم نہیں ہوسکا تھا مگر پھر کسی نے یہاں پر مندر تعمیر کروا دیا اور مورفی میں اس جگہ نصب کی دی جہاں میں دفن تھی اور میرا ہر نکلن مشکل ہو گیا مگر میری کوشش سے مورفی تو کیا لوگ بھی یہاں سے ہٹ گئے اور میرا راج قائم ہو گیا مگر میں ابھی بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتی تھی تم سب گاؤں والوں کو ختم کر دوں گی پورا گاؤں میرے ہاتھوں ہی ختم ہو جائے گا یہ کہہ کر وہ راجو کی طرف بڑھ رہی تھی کہ راجو نے ہون کی آگ میں سے جلتی ہوئی کٹڑی اٹھا کر چڑیل کی طرف پھینک دی اور جلد ہی آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک خوفناک کہانی۔







انڈیا کے شہر دہلی کا مشہور گاؤں مہ رندہ ون جو کہ ایک خوبصورت گاؤں ہونے کے ساتھ ساتھ مندروں کی سرزمین بھی کہلاتا ہے یہاں بہت سے مندر ہیں جو کہ اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے بہت مشہور ہیں یہاں کا قدیم مندر جوشیو جی کا مندر کہلاتا ہے کئی سالوں سے ویران پڑا تھا جس کے بارے میں بہت سی باتیں فیسے کہانیوں کی شکل اختیار کر چکی تھیں لیکن یہ حقیقت تھی یہ مندر کئی سالوں تک دیران رہنے کی وجہ سے جنات کی رہائش گاہ بن گیا اور لوگوں کے لیے سزا۔ یہ مندر چونکہ گاؤں کی آبادی سے ذرا بہت کے بنایا گیا تھا مگر اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا اس پاس گئے درخت باغ پہاڑ اور ایک طرف پہاڑوں سے بہتی ندی اس مندر کا شاستری گاؤں والوں کے انتخاب پر رکھا گیا تھا جس کا نام شاستری پر سادہ تھا وہ غریب ضرور تھا مگر دل کا بادشاہ تھا گاؤں کا عزت دار اور شریف انسان تھا اس کے گھر اس کی بیوی ایک بیٹی اور بیٹا رہتے تھے بیٹی بڑی تھی جس کی شادی ہو چکی تھی جبکہ بیٹا چھوٹا تھا جس کو اس کے بچپن میں ہی کسی کے مشہور ہوٹل میں بھیج رہا تھا کیونکہ اس کے والدین چاہتے تھے کہ وہ پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن جائے شاستری جی پنڈت کے تمام فرائض سرانجام دیتے تھے اس لیے ان کی آمدنی سے گھر کا خرچ اور راجو کی پڑھائی کا خرچ آسانی سے پورا ہو رہا تھا راجو اب میٹرک مکمل کر کے اب کالج میں داخل ہو چکا تھا۔ مندر کا نظام بہت اچھے طریقے سے چل رہا تھا لوگ شاستری جی بہت خوش تھے اور لوگ دور دور سے اس

مندر میں پوجا کے لیے آئے تھے۔

وقت پر لگا کر اڑنے لگا شاستری جی کی عمر بھی ڈھلتے سورج کی طرح ڈھلنے لگی اور طبیعت بھی بگڑنے لگی راجو ہوٹل میں تھا اور بہت کم گاؤں کا چکر لگایا کرتا تھا کیونکہ اسے شاستری جی نے منع کر رکھا تھا وہ جب بھی گاؤں آتا دو دن سے زیادہ نہیں رہتا تھا شاستری جی جانتے تھے کہ جب تک وہ اپنی پڑھائی مکمل نہ کر لے تب تک اسے گاؤں کی ہوا بھی نہ لگے راجو کے والدین کو اس سے بہت ہی امیدیں وابستہ تھیں جس کی تکمیل کے لیے راجو ان سب سے دور تھا راجو گاؤں کا ہوتے ہوئے بھی گاؤں کے لوگوں سے بہت مختلف تھا بہادر خوبصورت سنہکاری سوشل بااخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ بہت مخفی بھی تھا کالج کی لڑکیاں راجو کے آگے پیچھے پھرتی تھیں مگر وہ کسی کو لٹ میں نہیں کرواتا تھا بقول راجو کے کہ وہ ان چکروں میں پڑ کر اپنی تعلیم اور وقت برباد نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ زیادہ عرصہ تک اپنی اس ضد پر قائم نہ رہ سکا تھا۔ ایک دن راجو ہوٹل سے اپنے کالج کے لیے تیار ہو کر نکل رہا تھا کہ اس کی نظر ایک لڑکی پر اٹک گئی مگر وہ جلد ہی اپنی دنیا میں واپس لوٹ آیا اور اپنی راہ پکڑ لی وہ اپنے ہی دھیان میں آگن کالج کے کلاس روم کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک اسی لڑکی سے ٹکرا گیا اور ہاتھ میں تھامی بکس نیچے گر گئی۔

آئی ایم سوری فور ڈیٹ میں اپنے دھیان میں تھی پوری انیس اوکے نو بروہلم اتنا ہی راجو نے کہا اور نظریں اس مہ نہیں چیز سے دوچار ہو گئیں راجو اس کی گہری سیاہ جمیل سی آنکھوں میں

کھو گیا اس پر اسرار کی آنکھوں میں جانے ایسا کیا لہجہ تھا کہ راجو یہ تک بھول گیا کہ وہ اس وقت کہاں کھڑا ہے بھی وہ راجو سے مخاطب ہوئی ہائے مائی نیم از شیل اور ساتھ ہی اپنا ہاتھ راجو کی طرف بڑھایا راجو نے بھی گرم جوش سے ہاتھ ملایا اور کہا ہیلو۔ مائی نیم از راجو راجو پر سادہ تو شیل ہوئی اوہ نہیں نو میٹ پو مسٹر راجو تم نو یو راجو بولا تو شیل کہنے لگی دراصل میں نے کالج میں ایڈمیشن لیا ہے اور اس کالج میں نئی ہوں مجھے ٹھیک طرح سے اس کالج کے بارے میں پتہ نہیں ہے آپ مجھے کلاس کا پتہ بتائیں فرسٹ ایئر میں میں نے ایڈمیشن لیا ہے سو پلیز راجو کا سنڈ لی ویلپ کی تو راجو بولا جی آئیے میں بھی فرسٹ ایئر کا ہی سٹوڈنٹ ہوں۔ ادھر شاستری جی کی حالت دیکھ کر انکار کر دیا اور مندر میں کوئی بھی شاستری جی کے فرائض انجام نہ دے سکا اور مندر بند رہنے لگا مگر بھنگوان کا چکرا رہو گیا کہ شاستری جی کی طبیعت میں کچھ سے بعد خود بخود ہی سدھارا لگے راجو کی بہت بڑے چکرا سے کم نہیں تھا گاؤں کے ہر پریوار کا ہر سدا سے بہت خوش تھا یوں شاستری جی جی چپ چپے پھرنے لائق ہوئے تو مندر میں پھر سے حاضری دینے لگے اور ایک بار پھر سے مندر آباد ہو گیا اور رونق بحال ہو گئی۔



راجو نے شیل کو پورا کالج دیکھا ڈالا اور اس طرح ان دونوں میں دوستی ہو گئی وقت تیزی سے گزرنے لگا وہ دونوں ہر جگہ اکٹھے دکھائی دیتے تھے اور ان دونوں کی دوستی مزید گہری ہونے لگی جسے راجو کے دوستوں اور شیل کی سہیلیوں نے خوب نوٹ کیا مگر پڑھائی پر دونوں کی فکری کشش تھی مگر ان دونوں کی دوستی میں چند سے بعد ٹوسٹ آگیا شیل کے دل میں راجو کے لیے پیار کو نشین لینے لگا اور راجو بھی دل سے شیل کی طرف مائل ہو گیا تھا وہ بھی شیل کے لیے اپنے دل میں جگہ محسوس کرنے لگا اور اسے اپنا لائف پارٹنر بنانے کی خواہش دل میں کر بیٹھا اور اس طرح دوستی سے بڑھ کر بھی ایک اور احساس نے ان دونوں کے درمیان جنم لے لیا شیل ایک دیلم فیلٹی سے تھی جبکہ راجو گاؤں کے ایک غریب شاستری کا بیٹا تھا شیل کے باپ کا اپنا بزنس تھا وہ اپنے شہر کا مشہور بزنس مین تھا وہ اکثر راجو سے اپنے پریوار اور اپنے بارے میں باتیں کیا کرتی تھیں مگر راجو نے آج تک اسے اپنے بارے میں کبھی سچو نہ بتایا تھا شیل نے

جب بھی اس سے اس کے بارے میں پوچھنا یا ہا تو راجو نے اسے نال دیا دراصل وہ شیل کو اپنی اصلیت بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا وہ ڈرتا تھا کہ کہیں شیل کا دل ہی نہ ٹوٹ جائے اور ایسے میں دن بیتتے لگے راجو شیل میں ضرور تھا مگر گاؤں سے متعلق ہر خبر سے آگاہ تھا۔



مندر جہاں خوشی رقص کیا کرتی تھیں وہاں اب خوف و ہراس نے جگہ لے لی کیونکہ چند روز سے مندر سے عجیب و غریب قسم کی آوازیں رات کے وقت سنائی دینے لگیں تھیں لوگ بہت پریشان تھے خوف ان کے دل میں بیٹھ چکا تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ مندر گاؤں سے ذرا فاصلے پر تعمیر کیا گیا تھا جو جگہ غیر آباد تھی ہر طرف و ہراس کا عالم تھا سرشام ہی لوگوں نے گھروں سے نکلتا بند کر دیا تھا بچوں کا ڈر کے مارے برا حال تھا یہ عجیب و غریب آوازیں نے لوگوں کو خوف و ہراس میں بیڑے ہوئے تھیں شاستری جی نے اس سب کا کل تلاش کرنے کے لیے بہت سی پوچھا میں کہیں ہوں کسے مگر یہ آوازیں طول پکڑنے لگیں پہلے رات کے وقت یہ آوازیں آئیں تھیں مگر پھر آہستہ آہستہ دن کے وقت بھی یہ آوازیں آنے لگیں ایسے جیسے کوئی زور زور سے مدد کے لیے پکار رہا ہوگا مگر بعد میں یہ آوازیں عجیب صورت اختیار کر گئیں اس قدر بھیانک کہ دل دل جاتا تھا جیسے کسی کو ذبح کیا جا رہا ہو ایسی ڈر سے لوگوں سے مندر میں جانا چھوڑ دیا اور شاستری جی نے بھی ہر ممکن کوشش کر لی مگر معاملہ مزید بگڑنے لگا چند روز پوہنی گزر گئے مگر کوئی بھی مندر کی طرف قدم نہ اٹھا سکا تھا اور چند دنوں میں ہی مندر ویران ہو گیا ایسے میں جانے کسی چور ڈاکا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے یوں مندر کو ویران پایا تو موقع دیکھ کر مورتی چرائی اور وہاں سے غائب ہو گیا اور کسی بڑے شہر جا کر مورتی بیچ دی جہاں مورتی نصب تھی وہاں بہت عرصے پہلے کسی عورت کی لاش دفن تھی جسے کسی نے اپنی زیادتی کا نشانہ بنا کر زندہ دفن کر ڈالا تھا یوں وہاں سے مورتی بھی ہٹ گئی اور لاش دوبارہ زندہ ہو گئی اور آزاد بھی جو گاؤں والوں کے لیے سزا کا کارنامہ وجہ بن گئی اب وہ مکمل طور پر چڑیل کا روپ دھار چکی تھی اور ہر رات اپنا شکار تلاش کر کے کسی نہ کسی بے گناہ کا قتل کر ڈالتی تھی اس طرح ہر روز کسی نہ کسی کا قتل ہونے لگا جس کی لاش دیرانے میں ڈھانچے کی شکل اختیار کر جاتی تھیں۔





شیشل اور راجو بہت دور نکل چکے تھے جہاں سے اب واپسی کا راستہ ممکن نہ تھا راجو جو اکثر شیشل کی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب جایا کرتا تھا اور دنیا سے بیگانہ ہو کر گھٹنوں شیشل سے پیار بھری باتیں کیا کرتا تھا شیشل بھی اس کا بھرپور ساتھ دیتی تھی کیونکہ وہ راجو کو اپنی جان سے بڑھ کر اپنی ہی مٹا کر ایک دن اپنا تک راجو کا گاؤں میں ہونے والے واقعات کی یہ روح فرسا خبر لی جسے ن کر وہ پریشان ہو گیا اور شیشل نے اس کو یوں پریشان دیکھ کر سوالوں کی بوچھاڑ کر ڈالی تھی اور راجو چونکہ شیشل سے بے پناہ پیار کرتا تھا اس لیے وہ اس سے کچھ بھی چھپانہ سکا اور حقیقت سے آگاہ کر دیا اس طرح راجو کی اصلیت سامنے آگئی مگر شیشل نے اسے یہ کہہ دیا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ تم کون ہو تمہارا مشن کیا ہے مجھے کوئی غرض نہیں ہے غرض ہے تو صرف تم سے کیونکہ مجھے تمہارے علاوہ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تم ہو تو میرے لیے سب کچھ ہو تمہارا ساتھ میری سب سے بڑی ضرورت ہے راجو بھی شیشل کی باتیں سن کر خوش ہو گیا اس طرح اسے شیشل پر اور بھی زیادہ پیار آنے لگا راجو گاؤں والوں کو اس مصیبت سے نجات دلوانا چاہتا تھا مگر امتحانات قریب ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کر پایا تھا یوں ایک سوچ اس کے دماغ میں آکر دم توڑ رہی تھی۔



شاستری جی بہت پریشان تھے گاؤں میں ہر روز ایک قتل مکمل طور پر پوری انسانیت کو خوف میں لپیٹے ہوئے تھا شاستری جی نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ وہ احتیاط سے کام لیں شام کے بعد وہ گھروں سے نکلیں اور بچوں کی خاص طور پر حفاظت کریں اب تو لوگ ڈر کے مارے گھروں میں قید ہو گئے تھے شاستری جی نے ایک بہت ہی کمشن کٹ اٹھا یا بہت ہی کمشن پوجا کرنے کا ارادہ کر لیا جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان بھی تھے انہیں اپنا بھویشیہ تاریک نظر آ رہا تھا سو تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے انہوں نے اپنی اس کشت پوجا کے بارے میں بتایا لوگوں نے بہت منع کیا مگر شاستری جی نے اس کمشن پوجا کا بیڑا اپنے سر اٹھا لیا جو دو دن بعد کرنے کا ارادہ تھا اور اوھر راجو ہر بات سے آگاہ تھا شیشل بھی پریشان تھی کیونکہ وہ راجو کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھتی تھی وہ راجو کے ساتھ اس کے گاؤں جانا چاہتی تھی تاکہ وہ گاؤں بھی دیکھ سکے اور وہاں جا کر حالات بھی معلوم کر سکے کیونکہ وہ منوں بھوتوں کے وجود کی قائل بھی تھی راجو اسے ان حالات میں گاؤں سے نہیں جانا چاہتا تھا مگر وہ

بند تھی اور دن اسی کشمکش میں گزر رہے تھے۔ اور شاستری جی آج گاؤں کا خوف وہراس دور کرنے کے لیے ہون کی تیاری میں مصروف تھے اور وہ لوگوں کو اس خوف سے نجات دلوانا چاہتے تھے انہیں اپنی جان کی کوئی بھی پرواہ نہ تھی وہ یہ پوجا گاؤں کے اسی مندر میں کرنا چاہتے تھے جس پوجا کے لیے چوبیس گھنٹہ درکار تھے بارہ گھنٹہ ایک ٹانگ پر کھڑے رہ کر چاب کرنا تھا جبکہ اگلے بارہ گھنٹے دوسری ٹانگ پر کھڑے ہو کر چاب مکمل کرنا تھا ستر پوجا کی طرح مشکل تھی مگر شاستری جی نے جب فیصلہ کر لیا تو یہ مشکل ان کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی ساتھ ہی ہون کی آگ بھی مجھے بچانی تھی تمام تر تیاری کے ساتھ شاستری جی گاؤں والوں سے اجازت لے کر مندر جا پہنچے۔

کوئی بھی سدا سے (فرد) ان کے ساتھ نہ تھا کیونکہ انہیں کسی کی بھی آؤٹیکٹ (ضرورت) نہ تھی براختو وہ سو دم (اکیلے) ہی اس سید (مشکل) کو حل کرنے میں لگے تھے مگر شاستری جی کے بنگلان کو کچھ اور ہی منظور تھا وہ بارہ گھنٹے اس کمشن مرحلے سے گزار چکے تھے ان کی ہمت جواب طلب تھی کیونکہ وہ عمر کے اس حصے میں تھے جس میں انہیں دھرم (آرام) کی سخت ضرورت تھی مگر وہ اس مشکل کا حل تلاش کرنے کے لیے کوشاں تھے بارہ گھنٹے بعد وہ چند سائے دھرم کی غرض سے سیدھے ہو کر دونوں پاؤں پر کھڑے ہوئے تھے کیونکہ دوسری ٹانگ پر کھڑے ہونے کے لیے انہیں وقت درکار تھا ابھی وہ سیدھے ہو کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ انہیں لگا کہ زمین زور زور سے ہل رہی ہے جیسے زلزلہ آگیا ہو ایک دم وہ جڑیل شاستری جی کے سامنے اپنی تمام تر خوفناک سیمینے نازل ہو گئی شاستری جی اسے اپنے سامنے دیکھ کر ایک دم پوری طرح لرزے لگے تھے خدا کی پناہ اس قدر بھیاں تھی کہ دل دہل جاتا اس نے آتے ہی شاستری جی کی گردن پکڑی جس کے لیے وہ قطعی تیار نہ تھے۔

جڑیل اپنی گرجدار آواز کے ساتھ بولی جو کان کے پرے پہاڑنے کے لیے کافی تھی کہ تو بار نہیں آئے گا شاستری تیری درجو ہی میں تمہاری اور تمہاری گاؤں والوں کے لیے بہتری ہے تیری درجو (موت) نچھت (لازم) ہے یہ کہتے ہی اس نے شاستری کی گردن میں اپنے پنجے کے ٹولے ناخن جو کسی تیز دھار خنجر کی مانند تھے گاڑ دیے شاستری جی اس اپنا تک حملے کے لیے تیار نہ تھے اور موقع پر ہی جڑیل کے ہاتھ چڑھ گئے شاستری جی کی گردن سے خون نوارے کی شکل میں نکلنے لگا

جڑیل کی ہنسی اور شاستری جی کی چیخ و کار کاؤں والوں نے بخوبی سن لی تھی مگر مندر کی طرف جانے کی کسی میں بھی ہمت نہ ہوئی گاؤں کے چند بڑے بزرگوں نے ہمت کر کے جانے کا فیصلہ کر لیا جب تک وہ وہاں پہنچے تب تک جڑیل اپنا کام کر چکی تھی یعنی کہ شاستری جی کی ننگ بولی بن گئی تھی شاستری جی دم توڑ چکے تھے ہمدردی کے آنکھ اٹھ رہی تھی شاستری جی کی لاش دیکھی نہیں جا رہی تھی جڑیل نے اس قدر انہیں اذیت ناک موت دی تھی اچھڑی ہوئی لاش کو چھوڑ کر جڑیل غائب ہو چکی تھی لوگ انہیں لے کر گھر آ گئے شاستری جی موت وہ بھی اٹھنے بھیا تک انداز میں دیکھ کر ان کی مٹی بیسا پر ساد پائل ہو گئی وہ دھڑکیں مار مار کر رو رہی تھی۔



راجو شیشل کے ساتھ پارک مین بیٹھا ہوا دنیا سے بے نیاز ہو کر شیشل کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ اپنا تک اس کے موبائل کی رنگ ٹون نے اسے خیالوں کی دنیا سے باہر نکالا کسی نے راجو کے والد کی اس بھیا تک موت کی خبر دی تھی جسے سنتے ہی راجو دھڑکیں مار مار کر رونے لگا شیشل نے یوں اسے روکنے دیکھ کر بات پوچھی تو اس نے اپنے پتائی کی موت کی خبر سنائی راجو کا رو کر بڑا حال ہو گیا تھا یہ تو اس کی ننگ تھی کہ اس وقت شیشل اس کے ساتھ جس نے راجو کو سنبھال لیا اور اپنے پاپا کو تیار کر اپنی گاڑی لے کر راجو کے ساتھ گاؤں پہنچ گئی راجو شیشل کے والدین سے مل چکا تھا شیشل کے والدین راجو کو پسند بھی کرتے تھے لہذا ان دونوں کو ملنے کوئی بھی رکاوٹ نہ تھی وہ دونوں اپنی دنیا میں خوش تھے اپنا تک دونوں کو راجو کے پتائی کی موت کی خبر نے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا راجو کی حالت غیر تھی اسے سہارا دے کر گاؤں کے چند لوگوں نے گاڑی سے اتار کر اپنے باپ کی اترتی تک لے جایا شیشل بھی روتی تھی بیساجی تو صدے سے بے ہوش پڑی تھی راجو بھی اپنے باپ کی لاش سے لپٹ جاتا تو بھی اپنی ماں کے قدموں کو چومتا راجو کے دکھ میں شیشل برابر کی شریک تھی چند گھنٹوں بعد بیساجی بھی ہوش میں آگئی اور اپنے بیٹے کے گلے لگ کر خوف روئی اور پھر اہتم سنہکار کا وقت بھی آگیا جس کے لیے راجو کو باپ کر رہی جانے کے لیے تیار کر دیا گیا اور شاستری جی لاش شمشان گھاٹ پہنچا دی گئی جہاں آخری رسومات کرنے کے بعد ان کی اترتی کو جلا دیا گیا راجو کچھ دیر کے بعد لوگوں کے ساتھ چل کر گھر پہنچا جہاں شیشل راجو کی ماں کو سنبھالے ہوئے تھی وہ دن بھی

گزر گیا مگر کچھ کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہوا چند دن آرام سے گزر گئے راجو اور بیساجی بھی سنبھل گئے تھے۔ زندگی پھر سے ایک بار اپنے معمول پر آگئی تھی راجو کے امتحان قریب آچکے تھے وہ چارہ کھائی گاؤں رک نہیں سکتا تھا شیشل بھی اس کے ساتھ ہی اتنے دنوں۔ وہ رہی تھی اس لیے وہ دونوں واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے راجو اور شیشل کے بیچ جو کچھ تھا راجو اس بات سے ماں کو آگاہ کر چکا تھا اور اس کی ماں بھی شیشل کو راجو کے لیے پسند کر چکی تھی راجو اپنی ماں کو گاؤں میں اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا اور اس کی ماں نے جانے سے انکار کر دیا یوں راجو اور شیشل واپس چلے گئے بیساجی کے پاس ان کے بھائی اور بھائی آکر رہنے لگے زندگی اپنی مخصوص رفتار سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی راجو بھی ایف ایس سی کے امتحان دے کر فارغ ہو چکا تھا وہ گاؤں آنے کے لیے چناب تھا شیشل بھی اس اسی راجو کے واپس جانے کی خبر سن کر راجو نے دو دن بعد گاؤں آنے کے لیے ٹرین کی ٹکٹ بک کر دلائی۔

ایک ایک اسے گاؤں سے اطلاع ملی کہ گاؤں میں ایک بار پھر سے قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے درندہ دن ایک دفعہ پھر سے سزا کا شکار ہو گیا ہے پھر سے ہی وہ ہولناک آوازیں سنائی دیتی ہیں اور ہر رات کسی نہ کسی بے گناہ کا خون ہو جاتا ہے اس بری آتما کا سروناش کرنے کے لیے تمہیں انتہائی قدم اٹھانا پڑے گا جو کام شاستری جی نے ادھور چھوڑا ہے اسے تم نے پایا تکمیل تک پہنچاؤ گے ہو سکتا ہے کہ اس بھیا تک روح سے جو زندہ لاش کی طرح اس گاؤں میں بے گناہ انسانوں کا خون چوتی ہے۔۔۔ چھٹکارا مل جائے تم بیٹا ہماری مدد کروہ کسی اور کی ظلم و زیادتی کا نڈا نہ ضرور بنی مگر گاؤں والوں کے لیے سزا کا کارن بن چکی۔۔۔ راجو نے یہ سنا تو بہت پریشان ہو گیا۔

شیشل اپنے پاپا سے دوبارہ راجو کے گاؤں جانے کی ضد کرنے لگی مگر شام جی یکینسا اور ینتا جی جو اس کے والدین تھے منع کر رہے تھے وہ دراصل شیشل کی شادی اپنے دوست پرشانت سنگھ کے بیٹے سے کرنا چاہتے تھے جو ڈاکٹر تھا مگر شیشل اسے بالکل بھی پسند نہیں کرتی تھی شام جی اور ینتا جی راجو کو پسند ضرور کرتے تھے مگر وہ اپنی بیٹی کے دوست کی منیت سے اپنا داماد بنانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کا شیشل راجو کے شیشل کے لحاظ سے بہت ہائی تھی راجو یہ بات جانتا تھا کہ شیشل کے والدین بھی ان دونوں کو شادی کے لیے رضامند نہیں ہوں گے مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا مگر ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے







کھولے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا اور وہ خاموش ہو گئے شیشے نے یہ کہا تھا کہ اگر وہ آگے بڑھے تو میں اپنی جان دے دوں گی لہذا خاموشی سے وقت کا انتظار کریں وہ دونوں بھی مجبور ہو گئے تمام حالات واقعات ان کے سامنے آ گئے تھے دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی خاموش ہو گئے تھے۔ چڑیل راجو کے لیے موت کا سامان تیار کرتی مگر ایک ہی جھپٹے میں راجو اسے ناکام بنا دیا اور پھر چڑیل ناکام ہو کر راجو کو کہنے لگی تیرے باپ کی طرح تیری بھی دیتو کا وقت آ گیا ہے وہ بھی میرے راستے کا کاٹنا بنانا تھا اور تیرا اس سے بھی دردناک انجام ہوگا کہ دیکھنے والے کی روح بھی کانپ اٹھے گی تم دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں یہ کہہ کر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا اور چھوٹک ماری تو ہر طرف آگ ہی آگ ہو گئی راجو پہلے تو ذرا گھبرا یا مگر جب راجو نے دیکھا کہ آگ حصار سے باہر وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی تھی تو اس نے بھگوان کا شکر ادا کیا اور منتر پڑھ کر ہون کی آگ کو مزید بھڑکا دیا تھا ساتھ جودیا بیچنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا راجو اسے بھی بچارا تھا راجو خوش تھا کیونکہ وہ چند گھنٹوں بعد غسل ہونے جا رہا تھا۔

چڑیل خود کو ناکام ہوتے دیکھ کر پاگل ہونے لگی آنکھیں انگریزوں کی مانند دکھنے لگیں غصے کے عالم میں مندر کی دیواروں سے ٹکریں مارتی تھیں جس سے اس کا سر پھٹ کر دھوڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا جس سے خون سفید اور سبز مادہ کیڑے سانپ نکلنے لگے اور زمین پر گر کر ریٹکنے ہوئے راجو کی طرف بڑھتے مگر حصار سے نکراتے ہی جل کر تبسم ہو جاتے چڑیل کی حالت دیکھ کر راجو کی نان سٹاپ ہنسی اوٹ آف کنٹرول ہونے لگی۔

شیشے بھی اپنے بھگوان کے سامنے کھٹن مرحلے سے دوپا تھی مگر امید کا دیا بھگوان کے سامنے جلتا دیکھ کر اسے یقین تھا کہ راجو سلامت ہے مگر وہ تھوڑی بہت ذہنیت بھی تھی کہ کہیں راجو کچھ ہون جائے راجو کو کچھ دھمکی کیسے ملتا تھا شیشے کیسے پناہ محبت راجو کی ڈھال بنی ہوئی تھی راجو اپنے متزوں میں ڈوبا اور گرد سے بیگانہ تھا سب گاؤں والے شیشے کو چھوڑ کر مندر پہنچ گئے تھے چند گھنٹوں بعد راجو غسل ہونے والا تھا چڑیل کا انت ہونے والا تھا جیسے لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے جلتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے آخری لمحات میں چڑیل کی چیخوں کی گونج نے پورے ورنہ دن کو ہلکا کر رکھا تھا لوگ ڈر رہے تھے مگر پھر بھی وہاں رکے ہوئے تھے پھر دل دہلا دینے والی چیخوں کی آواز

گئی اور وہ خاموش ہو کر راجو کے سامنے آگئی پوچھا تھا ہوئی تو راجو نے آنکھیں کھولی چڑیل کو اپنے سامنے بے بس پا کر ہلا تو گاؤں والوں کے لیے غلاب کیوں بنی رہی کیا قصور تھا ان کا جن کو موت کی نیند ملا چکی ہے بول اس کے پیچھے کیا مقصد تھا تیرا تو چڑیل بولی معاف کرنا بلا میں انتقام کی آگ میں اندھی ہو گئی تھی شادی کی پہلی رات ہی میرے شوہر نے میری ہتھیا کر دی تھی تیز دھار چھری سے میرا گلہ کاٹ دیا اور مجھے اس جگہ آن کر دیں کر دیا مجھے جلا یا انہیں اس نے مگر اس میری سانسیں جھین جھین تو میں کسی کو زندہ کیسے دیکھ سکتی تھی میں نے اس سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا مگر ہو کر کہاں چلا گیا کچھ بھی معلوم نہیں ہوسکا تھا مگر پھر کسی نے یہاں پر مندر تعمیر کروا دیا اور مورنی میں اس بگد نصب کی دی جہاں میں دفن تھی اور میرا ہر لکھن مشکل ہو گیا مگر میری کوشش سے مورنی تو کیا لوگ بھی یہاں سے بہت گئے اور میرا راج قائم ہو گیا مگر میں ابھی بھی جین سے نہیں بیٹھوں گی تم سب گاؤں والوں کو ختم کر دوں گی پورا گاؤں میرے ہاتھوں ہی ختم ہو جائے گا یہ کہہ کر وہ راجو کی طرف بڑھ رہی تھی کہ راجو نے ہون کی آگ میں سے چلتی ہوئی لکڑی اٹھا کر چڑیل کی طرف پھینک دی اور جلد ہی آگ نے اسے اپنی لوپٹ میں لے لیا اس کی کانہ سے پردے پھاڑ دینے والی چیخ پکارنے پورے ورنہ دن کو سر پر اٹھا کر رکھا تھا مندر لرزے لگا اور وہ بری طرح ترسے لگی شیشے کو بھی کسی نے سب جاکر بتا دیا تھا وہ بھی سر پٹ دوڑتی ہوئی مندر آگئی چڑیل جل کر کوئلہ بن گئی تھی سب کچھ ختم ہو گیا تھا راجو یکدم بے خود سا ہو کر نیچے گر گیا شیشے نے بھاگ کر راجو کو تھام لیا اور راجو کا سر اپنی گود میں رکھ لیا راجو بے ہوش ہو گیا تھا شیشے کا رو رو کر برا حال تھا سب نے بھگوان کا صد دعوات کیا اور راجو کو لے کر گھر آگئے شیشے کے والدین بھی راجو کو اس کی بہادری کی داد دینے لگے چند گھنٹوں بعد راجو ہوش کی دنیا میں لوٹ آیا تھا سب لوگوں نے شکر ادا کیا کہ وہ صحیح سلامت لوٹ آیا ہے شیشے نے جلدی سے راجو کو گلے لگا لیا سب لوگ بہت خوش تھے شیشے کے ماں باپ نے بھی ہار مان لی راجو اور شیشے کے رشتے کے لیے راضی ہو گئے

دوسرے دن ہی مندر کی کنفریکشن کا کام شروع کر دیا گیا اور دوبارہ مورنی نصب کر دی گئی اور یوں ہر طرف خوشی رقص کرنے لگی مندر پھر سے آباد ہو گیا ناشائستہ بھی مقرر کر دیا گیا آس پاس کی ویران جگہیں آباد ہو گئی ہر طرف خوشیوں کی راج

گزری دیوالی نزدیکی تھی شیشے اور راجو بھی دیوالی کی تیاریوں میں آگے تھے دیوالی کی رات شیشے اور راجو کی۔ جگائی کر دی گئی اور دوسرے دن شیشے کے والدین نے راجو کو بھی ساتھ لے جانے کی ہتھکڑی راجو بھی جانے کے لیے تیار ہو گیا کیونکہ اس کا یہاں تھ ہی کون جس کے لیے وہ رستہ شام جی نے راجو کو اپنا بڑا پس پڑا ہوا شیشے اور شیشے نے بھی گھریلو ذمہ داریاں سنبھال لیں راجو اور شیشے آسٹریگاؤں آتے جاتے ہیں جہاں اب امن کی فضا قائم ہو چکی تھی مگر اسے اپنے والدین بہت یاد آتے ہیں مگر وہ گاؤں والوں کو خوش دیکھتا ہے تو اپنا سارے کا سارا غم بھول جاتا ہے بہر حال جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لیے ہی ہوتا ہے۔

آخر میں آپ سب کے لیے دعاگو ہوں ہمیشہ خوش رہیں اور دوسروں کو بھی خوش رکھیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے مگر انتظار ہے گا۔

### غزل

پر دیس جانے والے ایک عرض تو میری یاد رکھنا  
اتجا کرتا ہوں ہاتھ جوڑ کر میرے پیار کو دل میں رکھنا  
اپنی باتوں میں کسی اور کے حوالے رکھنا  
مجھ سے بچھڑے ہو ذرا خود کو سنبھالے رکھنا  
دک پوچھیں گے کہ کیوں پریشان ہو  
نگاہ سے کچھ بھی کہو ہونٹوں پر تالے رکھنا  
مگر اپنے دل کی بات عباس سمجھ کر ہی سے نہ کہنا  
بات بڑھ جائے گی دل ہی دل میں چھپا کے رکھنا  
دنیا کچھ بھی کے خاموش چلنے رہنا  
اپنی کوشش جستجو میں منزل رکھنا  
اپنے خیالوں کو شمع کی طرح روشن رکھنا  
عظیم اپنا آسمان کی طرح بلند رکھنا  
نہ سلام یاد رکھنا نہ پیغام یاد رکھنا  
میری اتنی سی التجا ہے کہ میرا نام صرف یاد رکھنا

ظہیر عباس گجر۔ چکرواری

### غزل

اک سنگر سے رابطہ رکھنا  
درد سے دل کو آشنا رکھنا  
میری آواز بھی نہ سن پاؤں  
اس قدر بھی نہ فاصلہ رکھنا

گزری دیوالی کو بھول بھی جاؤ  
ایسی باتوں کو یاد کیا رکھنا  
چھپ کے تنہائیوں میں رو لینا  
سامنے سب کے حوصلہ رکھنا  
کیا خبر جان کب نکل جائے  
اپنے پیار کا پتا رکھنا  
تم جہاں بھی کہیں رہو رضوان  
میری یادوں سے رابطہ رکھنا

### بھول گیا

اور سب تیرے سوا بھول گیا  
کیا ہوا کیا نہ ہوا بھول گیا  
تیری منزل کا پتا یاد رہا  
اپنی منزل کا پتا بھول گیا  
اب ہیں وہ اپنی جفا پر نادم  
ہم جب آئیں وفا بھول گئے  
تم کے یاد رہو گے ستار  
لوگ تو نام خدا بھول جاتے ہیں  
عبدالستار۔ گجرات

### آس

دھوکہ نہ دینا کہ تم پہ اعتبار بہت ہے  
یہ ذل تیری چاہت کا طلبگار بہت ہے  
ماتا کہ تم میری جان باؤفا ہو بہت  
لیکن تیرا ملنا دشوار بہت ہے  
بن مانگے رستے میں مل جاتے ہیں ہزار  
لیکن تم کو پانے میں مشکلات بہت ہیں  
رب سے ہے آس تو مل جائے مجھے  
تجھے پانے کی مجھے چاہت بہت ہے  
مس صبا۔ کلر سیداں

وقت کا کیا ہے گزرتا ہے گزر جائے گا فراز  
ضبط لازم ہے مگر دکھ ہے قیامت کا  
آنسو کنول۔ سہیل آباد  
ایک مدت سے تیری یاد بھی نہیں آتی ہمیں  
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں ہے  
آنسو کنول۔ سہیل آباد



میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس کالا کنگے میں پہن کر ہمیشہ کے لیے اس میں قید ہو جاؤں گی اور یہ بوڑھا بس دیکھتا ہی رہ جائے گا وہ خوشی سے اسی زمین میں گھستا جانے لگا جہاں سے وہ باہر نکلتا تھا میں اس کو جان لیتی تھی کہ اس کے کالا جادو سے جس کے ذریعے اس نے اس عجیبی شکل کو تیار کر رکھا ہوا ہے وہ نہ اس کی شکل دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ بہت دوسرا یہ سمجھتا تھا کہ وہ زمین میں پڑی ہوئی دراڑوں کے ذریعے اندر زمین میں گھستا چلا گیا اسے زمین میں جانے سے کہ بعد زمین پر پڑی دراڑیں خود بخود بند ہو گئیں میں ہمدست انھی اور اس تابوت کی طرف چل رہی تھی جس میں وہ خاصی کالا پڑی ہوئی تھی جو اس بوڑھے کی تمام محنتوں کا نچوڑ تھی۔ میں نے ایک جھپٹے سے اس تابوت کو کھول دیا اور فوراً اسے دیکھنے لگی۔ واقعی وہ الماری نہ تھی تابوت تھا اس کے اوپر وہ کالا ایک کنڈے کے ساتھ لگی ہوئی تھی میں نے اپنے ہاتھ اس مالا کی طرف بڑھا دیا ہاتھ بڑھاتے ہوئے یوں لگا جیسے ہوا کے تیر جھونکے میرے جسم سے ٹکرا رہے ہوں لیکن میں نے اپنے ہاتھ روکے نہ میں نے مالا کو پکڑنے سے پہلے زمین پر دراڑیں پڑ گئیں دیکھیں۔ میں جان لیتی کہ وہ بوڑھا آ رہا ہے لیکن اب اس کا تناسب بیکار تھا میں اس کو کبھی اپنی زندگی کا مالک نہیں بنا سکتی تھی تابوت میں قید ہونا پسند کر سکتی تھی لیکن اس کی مینا مجھے گوارا نہ تھا اس سے قبل کہ وہ زمین سے باہر اٹھتا میں نے مالا کو کنڈے سے اتار لیا اس کو اتار کر تیزی کے ساتھ میں نے اسے اپنے گلے میں ڈال لیا یہ اومانہ بھاری ہونے لگا تیز ہوائیں میرے جسم میں داخل ہونے لگیں یہ ایسی ہوائیں تھیں جو میرے دماغ کو تازہ رکھتے ہوئے تھیں میرا دماغ سوتا جا رہا تھا لیکن میں سب کچھ سن اور دیکھ سکتی تھی میری آنکھیں بند ہو گئیں میں اس کے باوجود بھی جیسے ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی میں نے خود کو دیکھا کہ میں تابوت میں لٹی ہوئی ہوں اور وہ بوڑھا تابوت سے باہر کھڑا اپنی جتنی بوئی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا ہے اس کے دیکھنے کا انداز خوف ناک نہ تھا بلکہ وہ ڈرا ڈرا ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا میری آنکھوں کے سامنے ہی اس کے جسم کو آگ لگ گئی اور زہرام کی آواز کے ساتھ وہ نیچے زمین پر گر گیا اس کا جسم دھواں بنے لگا صرف جسم ہی اس کا دھواں نہ بن رہا تھا بلکہ وہاں کی ہر چیز دھواں بنی جا رہی تھی یوں لگا کہ ہاتھ جیسے میرے ہر طرف دھواں ہی دھواں ہو یہ کالا دھواں تھا جس نے ہر طرف اندھیرا کر دیا تھا اور یہ اندھیرا کل تک موجود رہا تھا تم نے زمین کھود کر مجھے اس دھواں سے باہر نکالا ہے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

**فہد** آج پھر اس چتر پر جگہ پر چلا گیا جہاں میں پچھلے کئی روز سے ایک عجیب سا منظر دیکھتا چلا آ رہا تھا آج وہ اکیلا نہ تھا کاشف بھی اس کے ساتھ تھا کاشف کو اس کی باتوں کا یقین نہیں آیا تھا کہ فہد جو اس سے ہر روز بات کرتا ہے کیا وہ واقعی درست ہے یا پھر جھوٹے اس کے نزدیک فہد کی باتیں محض اس کو خوفزدہ کرنے کے لیے تھیں وہ بھی سمجھتا آ رہا تھا کہ فہد مسلسل اس کو ڈرا رہا ہے یہی وجہ تھی کہ وہ آج اس کے ساتھ یہاں پہنچ کر سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا اس کے دل کا حال وہ اچھی طرح جان چکا تھا کہ وہ کیا چاہتا تھا وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ جب اس کے ساتھ چنے کو تیار ہو جائے گا تو فہد اسے کہہ دے گا کہ یار میں تو تیرے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا ایسا

کچھ بھی نہیں ہے لیکن یہاں پہنچ کر وہ عجیب سی نظروں سے فہد کو دیکھے جا رہا تھا کہ کیونکہ فہد نے اس کی سوچوں کو پورا نہیں ہونے دیا تھا اور وہ اس کی سوچوں کو پورا ہونے بھی کیسے دیتا وہ جو دیکھتا تھا وہی تو اس کو بتایا کرتا تھا اب اس کا کام تھا کہ وہ اس کی بات کا یقین کرتا یا نہ کرتا۔ وہ سامنے دیکھو فہد نے کاشف کی توجہ سامنے اس جگہ مبذول کروائی جہاں وہ ہرات ابھرتی ہوئی چنگاڑیاں دیکھا کرتا تھا آج بھی چنگاڑیاں ابھرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے اس طرف دیکھا جس طرف فہد نے اشارہ کیا تھا اور پھر حیرت و خوف سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

ہاں یار تو نے ٹھیک ہی کہا تھا واقعی یہ تو ویسی ہی





چنگڑیاں ہیں جیسی تو بتایا کرتا تھا۔ لیکن حیرت والی بات ہے کہ یہ چنگڑیاں زمین سے کیوں پھوٹ رہی ہیں کہیں یہ پہاڑ پھٹنے والا تو نہیں ہے۔ اس کی یہ بات سن کر فہم اچھل ہی پڑا کیونکہ ایسا اس نے آج تک نہ سنا تھا۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ یہ پہاڑ آگ والا پہاڑ ہو آتش فشاں پہاڑ۔ لیکن اگر ایسا ہے تو یہ چنگڑیاں اوپر پہاڑ سے ابھرتی چاہیے تھیں یہ تو نیچے زمین سے ابھرتی ہیں اور دیکھو پہاڑوں اور اس جگہ کا کتنا زیادہ فاصلہ موجود ہے یہ صرف پتھر کی زمین ہے پہاڑ نہیں ہے اور پھر سبز پہاڑ تو نہیں پھٹتے ہیں دوسرے پہاڑ پھٹتے ہیں۔ فہم نے ہر طرح سے سوچ کر کہا۔ ہاں یہ بھی تمہاری بات ٹھیک ہے پھر یہ سب کیا ہے اور چنگڑیاں بھی ایسی ہیں جیسے آگ بجھنے کے بعد برش کانٹوں سے ہوا کے باغیچے چنگڑیاں ابھرتی ہیں۔ کاشف نے چنگڑیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں ٹھیک کہتا ہوں یہ چنگڑیاں ہیں اور یوں لگتا ہے اس جگہ نہ در پھٹ نہ کچھ موجود ہے کوئی ایسا راز یہاں موجود ہے جو ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ کاشف نے فہم کی باتیں سن کر وہ بولا۔

ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو کہ کوئی راز اس جگہ موجود ہو لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر کوئی راز ہوتا تو ہر روز ہی دکھائی دیتا جبکہ تم نے کچھ ہی دنوں میں یہ سب دیکھا ہے اور گاؤں کے کسی بھی آدمی نے ایسا کچھ بھی نہیں دیکھا ہے۔ کاشف کی بات سن کر فہم سوچنے لگا اور بولا میں اس راز کو جاننے کی ہر ممکن کوشش کروں گا اور معلوم کروں گا کہ ایسا کیوں ہے کہیں وہی نہ ہو کہ گاؤں والوں کے لیے یہ سب کوئی بہت بڑا عذاب بن کر رہ جائے۔ فہم کی اس بات نے کاشف کو ذرا سادیا اور وہ بولا ہمیں گاؤں جا کر گاؤں والوں کو اس بات کی خبر کر دینی چاہیے۔ چلو اٹھو چلو۔ کاشف نے فہم کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ سامنے کا منظر بدلتا ہوا انہیں دکھائی دیا ابھرتی ہوئی چنگڑیوں کا جو درختم ہونے لگا تھا اور سفید دھواں اس جگہ جمع ہونے لگا تھا یہ منظر دیکھ کر وہ دونوں ہی خوفزدہ ہو گئے انہیں اب یقین ہو گیا کہ جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں وہ کوئی عام بات نہیں ہے کوئی بہت بڑی بات ہے یہاں کوئی ایسا راز دفن ہے جس کو آج تک کوئی بھی نہیں جانتا پایا ہے۔ وہ دونوں ہی ڈرے ہوئے وہاں سے اٹھے اور گاؤں کی طرف تفریقاً بھاگ ہی پڑے۔ کچھ دور جا کر وہ رک گئے فہم نے پیچھے مڑ کر اسی جگہ کو دیکھ تو اس کو وہاں کوئی سفید سایہ

دکھائی دیا۔ اسے یوں لگا کہ وہاں عین اس جگہ جہاں سے چنگڑیاں ابھرتی رہتی انہوں نے دیکھی تھی ایک سفید سایہ وہاں لہرا رہا تھا۔

وہ۔ وہ۔ وہ دیکھو فہم نے کاشف کی توجہ اس طرف دلائی تو وہ بھی وہاں کا منظر دیکھ کر حیران رہ گیا اس کو بھی وہ سفید دھواں کا بنا ہوا سایہ لہرا رہا تھا وہاں کاشف نے فہم کی بات درست ہے وہاں کوئی نہ کوئی راز دفن ہے اور جو بھی راز وہاں دفن ہے اس کا اس لہراتے ہوئے سایے سے گہرا تعلق ہے اس سایہ اور چنگڑیوں کی خبر پورے گاؤں میں پھیل گئی لیکن حیرت والی بات یہ تھی کہ کسی نے بھی حیرت کا اظہار نہ کیا بلکہ ایک بوڑھے نے کہہ ہی دیا کہ ایسے واقعات کا ہونا کوئی اہم بات نہیں ہے۔ یہ کام جن جن بھوت چڑیوں وغیرہ کرتی ہیں کوشش کر کہ کوئی ایسی جگہوں پر نہ جاؤ ورنہ ان کے ہاتھوں نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے وہ کسی کے دشمن بن جائیں تو زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ لوگوں کی باتیں سن کر ان کے دلوں میں خوف سا بیج گیار نہ جانے وہ کیا کیا سوچنے لگے تھے اور پھر کئی دن ایسے ہی بیت گئے نہ کاشف اس جگہ گیا اور نہ ہی فہم۔ لیکن فہم جو منظر وہاں دیکھتا آیا تھا وہ اس کے ذہن سے نکل نہ پایا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ اس راز کو جانے اور پتہ کرے کہ یہ سب کیا ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے ہر روز ایک ہی منظر کیوں دکھائی دیتا ہے جن بھوتوں کے پاس اور بھی تو حرکتیں ہوتی ہیں ڈرانے کی پھر ہر روز ایک ہی چیز کا سامنے آتا اس کو پریشان کئے ہوئے تھا۔

ایک دن چلتے چلتے وہ ایک جگہ سے گزر رہا تھا کہ اسے ایک بابا کی جھوپڑی دکھائی دی اس جھوپڑی کو دیکھ کر اس کے دل میں یکدم اس لہراے ہوئے سفید سایہ کا خیال آ گیا کہ میں بابا سے پوچھوں کہ وہ سب کیا ہے یہ سوچ کر وہ جھوپڑی کے اندر چلا گیا وہاں کوئی بھی بندہ نہیں موجود تھا ماسوائے ایک بوڑھے کے وہ ان کے پاس ہی جا کر بیٹھ گیا۔ بابا نے اس کی طرف دیکھا تو پوچھا ہاں نوجوان کیا بات ہے۔ وہ بولا باباجی میں کئی دنوں سے اپنے گاؤں میں ایسا منظر دیکھ رہا ہوں پہلے زمین سے آگ کی چنگڑیاں ابھرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں بعد میں کہیں سے سفید دھواں کا ایک ہیولہ وہاں آجاتا ہے جو اس جگہ پر گردش کرتا رہتا ہے گاؤں والے بھی یہ بات جانتے ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ سب جن بھوتوں کے کارنامے ہوتے ہیں ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ فہم نے ہر وہ بات ان کو

بتادی جو اس نے دیکھی تھی باباجی نے گہرا سانس لیا اور کہا۔ بیٹا یہ کوئی جن بھوتوں کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ یہ کوئی جادو کا کمال ہے مجھے یوں لگتا ہے کہ اس جگہ کسی نے جادو کیا ہو ہے جو ہر روز ایک ہی منظر دیکھنے کو ملتا ہے کوشش کرو کہ اس جگہ نہ ہی جاؤ، کیونکہ کچھ بھی ہو سکتا ہے نقصان کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے وہ وہاں سے مایوس واپس لوٹ آیا۔ جو وہ چاہتا تھا وہ اس کو مل نہیں پاتا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ اس راز کو جانے اور دیکھے کہ ایسی کون سی بات ہے کہ اس جگہ آگ کی چنگڑیاں ابھرتی ہیں اور پھر ایک سفید سایہ وہاں اترتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے وہ سوچ سوچ کر پاگل ہوتا جا رہا تھا لیکن کسی بھی حل تک وہ پہنچ نہیں پایا تھا۔

بس یہی سوچیں اس کے دماغ پر حاوی تھیں کہ اس جگہ کوئی نہ کوئی ایسی چیز ضرور ہے جو اس کو دکھائی دیتی ہے وہ سایہ کس کا ہے کون ہے وہ جو اس جگہ آن کر کہ جاتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے میں اس کا سراغ لگاؤں گا ہاں میں اس جگہ کی کھدائی کروں گا۔ اس نے فیصلہ کر لیا اور پھر اس کے لیے وہ تیاری کرنے لگا کسی کو اس نے کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ اس نے تمام سامان خرید کر ان پہاڑوں میں جا کر چھپا دیا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا وہ یہ کام رات کے اندھیرے میں کرنا چاہتا تھا تاکہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے دن بہت بے چینی سے اس کا چہرہ تشام کے سامنے ڈھلتے گئے تو اس نے اپنا رخ پہاڑوں کی جانب کر لیا اور چلتا ہی رہا پہاڑ دیکھنے میں بہت قریب دکھائی دیتے تھے لیکن جب ان کی طرف چلنا شروع کر دیا جائے تو وہ قریب آنے کا نام ہی نہیں لیتے یہی حال اس وقت فہم کا بھی تھا وہ چلتے چلتے تھک سا گیا لیکن پہاڑ ابھی تک اس سے بہت دور تھے جب رات گہری ہو گئی تب وہ وہاں جا پہنچا اس کے دل میں قدرتی خوف ابھرنے لگا پہلے تو اس نے سوچا کہ وہ بیٹاگ جائے لیکن پھر اس کو خیال آیا کہ اگر وہ ڈر گیا تو اس راز کو بھی اس کے وہ جان نہ پائے گا سب کچھ اس کے دل میں ہی رہ جائے گا یہ سوچ کر اس نے اپنا خوف ختم کر دیا اور اس جگہ جا پہنچا جہاں آگ کی چنگڑیاں ابھرتی تھیں اس نے اس جگہ کا پتہ یاد کر لیا۔

اس کو محسوس ہوا کہ وہ جگہ کافی گرم ہے دوسری زمین سے وہ گرم تھی لیکن یہ گرمی اس کو سکون پہنچانے لگی تھی سردیوں کے موسم میں ایسی گرمی کبھی ہر کسی کو ضرورت ہوتی ہے اس

نے وہاں کھدائی کا کام شروع کر دیا پتھر کی زمین کی کھدائی کوئی عام بات نہ تھی محنت طلب کام تھا لیکن وہ بھی کمزور انسان نہ تھا اس کے بازوؤں میں بہت طاقت تھی وہ اپنی طاقت کا پورا پورا فائدہ اٹھانے لگا اس کا ہر وار بہت طاقت کے ساتھ زمین میں پڑتا اور اسی اندر زمین تک چلی جاتی وہ۔ وار ایسے ہی کرتا جاتا رہا۔ تقریباً سات فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی یہ جگہ تھی جو اس نے کھدائی کر تھی اسی جگہ سے اس کو آگ کی چنگڑیاں دیکھنا دیتی تھیں اور اسی جگہ وہ سفید سایہ آکر رکتا تھا اور پھر غائب ہو جاتا تھا ایک قبر کی مانند وہ جگہ تھی یعنی اس نے ایک قبر ہی کھودی تھی جو وہ کھودتا جا رہا تھا اس کی پوری توجہ اس جگہ پر تھی جو مسلسل گرم ہو رہی تھی اس کی گرمی بڑھتی جا رہی تھی لیکن اس کے لیے یہ سکون کی جگہ بن رہی تھی اس کا جی چاہنے لگا کہ وہ اسی جگہ پر ہی رہے کہیں بھی ابتر اندر نہ جائے ایسی یہ سکون جگہ اس کو گاؤں میں بھی دکھائی نہ دی لوگ سردی کے زور سے بچنے کے لیے آگ جلاتے تھے لیکن وہ آگ جب تک جلتی سکون رہتا جب بجھ جاتی۔ اتنی دیر ہو جاتا لیکن یہاں آگ جلانے کی نوبت نہ آئی تھی آگ سے زیادہ سکون والی بنی ہوئی تھی صبح ہونے تک اس نے کافی ساری جگہ کی کھدائی کر لی اس کا دل واپس جانے کو نہ چاہا وہ اسی کھدائی ہوئی جگہ میں لیٹ گیا اور لیتے ہی اس کی فینڈ آئی۔ وہ بھری نیند سو جاتا گیا۔ پورا دن وہ سو رہا اور کسی کو پتہ نہ تھا کہ فہم کہاں کیونکہ اس سے پہلے بھی وہ اٹھ کھڑے باہر رہتا تھا اس کے گھر والوں نے یہی سمجھا تھا کہ وہ رات بھر پھر کسی دوست کے پاس رک گیا ہوگا اس لیے ان لوگوں نے اس کے گھر نہ آنے کو اتنی اہمیت نہ دی اور اپنے راز مرہ کے کاموں میں مشغول رہے۔

شام کے سامے گھر سے ہوتے جا رہے تھے فہم سے وہ ڈر حال ہونے لگا پہلے وہ گھر جانے کا سوچنے لگا پھر خیال آیا اتنی دور جا کر واپس آنا پڑے گا بہتر یہی ہے کہ وہ اس جگہ کے درخت کے پاس جائے جہاں اس نے بہت سارے بیڑ دیکھے تھے وہ بیڑ کی درخت زیادہ دور نہ تھا قریب ہی تھا وہ اس کی طرف چل دیا اور جلد ہی وہاں جا پہنچا کافی اونچا وہ درخت تھا اس پر چڑھتے ہوئے کافی کانٹے اسے جیسے جس سے اس کے جسم پر خراشوں کے نشان پڑے رات کا وقت تھا کانٹوں کا چھتا ضروری بات تھی اور پھر اس سے مشت کام بیڑ تو رکھنا تھا کیونکہ جس شاخ کو بھی وہ ہاتھ لگاتا تھی کانٹے



اس کے جسم پر خراشوں کے نشان چھوڑ جاتے۔ اس نے اپنا پیٹ تو بھر لیا لیکن پچھتاہٹا رہا کہ وہ رات کے وقت درخت پر کیوں چڑھا تھا چلا جاتا لیکن جو ہونا تھا سو ہو گیا اب پچھتانے کا کیا فائدہ وہ درخت سے نیچے اتر آیا پہلے اس نے آرام کر کے خراشوں کی جگہں کو ختم کیا اس کے بعد دوبارہ اس جگہ جا کر اس نے کھدائی کا کام شروع کر دیا۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ آج عمل طور پر جگہ کی کھدائی کر کے ہی چھوڑے گا چاہے اس کو کئی فٹ تک نیچے زمین میں اترنا پڑے یہ سوچ کر اس نے اپنی رفتار کو تیز کر دیا اور اس کے زوردار واروں سے زمین کو تھلا چلا گیا اس نے محسوس کیا کہ اب اس کو زیادہ محنت نہیں کرنا پڑی ہے کیونکہ زمین نرم سے نرم ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا کام آسان ہو گیا تھا اور وہ اپنی رفتار کو بڑھاتا چلا گیا چاند کی روشنی میں وہ اپنے کام کو تیزی کے ساتھ مکمل کرتا رہتا جوں جوں وہ نیچے اترتا جا رہا تھا توں توں آگ کی تپش بڑھتی چلی جا رہی تھی پھر یہاں تک نوبت آگئی کہ اس کا زمین کے اندر کھڑے ہونا بھی مشکل ہونے لگا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس راز کو جاننے کے لیے اپنے کام میں مگن رہا تقریباً پانچ فٹ گہرا اس نے گڑھا کھودا تھا اور پھر نیچے کا منظر دیکھ کر وہ حیران سا تھا رہ نیچے اس کو سفید روشنی کی لہریں ابھرتی ہوئی دکھائی دیں وہ ان سفید لہروں کو دیکھ کر ذرا بھی خوفزدہ نہ ہوا بلکہ اس کا جھس اور زیادہ بڑھ گیا کہ یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے کس چیز کی ہے زمین کے اندر ایسی کون سی چیز چھپا رکھی گئی ہوئی ہے جو بہت زیادہ چمکدار ہے۔ اس کو دیکھنے کے لیے اس راز کو جاننے کے لیے اس نے اپنی رفتار کو اور زیادہ بڑھا دیا اور مسلسل کام کرتا رہا روشنی کی ابھرنے والی شعاعیں اور زیادہ روشن ہونے لگی یوں لگنے لگے گیسے گڑھا میں اب اندھیرا نہ ہو بلکہ دن کی روشنی سے بھی زیادہ دہاں روشنی ہو گئی اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ سوچنے لگا کہ جو بھی چیز یہاں چھپائی گئی ہے بہت روشنی والی ہے ہو سکتا ہے کوئی قیمتی ہیرا ہو۔

میرے کے خیال آتے ہی لالچ اس کے رگوں میں پرورش پانے لگا اگر ہیرا ہوتا تو اس کو کہاں رکھے گا جہاں بھی رکھے اس کی روشنی کے اس کی موجودگی کا علم ہو جائے گا اگر اس کو کہیں فروخت کرے جائے گا تو وہ کتنا ضرور پوچھے گا کہ یہ ہیرا وہ لایا کہاں سے ہے کہیں چوری کا تو وہ یہ سب سوچ سوچ کر ہلکا ہونے لگا کچھ بھی اسے سمجھ نہیں آتا۔

لیکن جتنی اس کی روشنی ہے یہ ایک ہیرا نہیں ہو سکتا کئی بیر سے ہو سکتے ہیں دوسرا خیال پہلے خیال سے بھی بدتر تھا جس نے اس کو خوشی کے ساتھ ساتھ پریشان بھی کر دیا اور پھر ایک اور خیال آیا کہ وہ ان ہیروں کو ان پھاڑوں کے کی غار میں چھپا دے گا اور گاؤں والوں پر ظاہر کر دے گا کہ وہ رات کو ڈنڈوں میں چپکے ہوئے بیر سے دیکھتا ہے اور یہ خواب اس کو ہر روز دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے یہ ہو گا کہ گاؤں والوں کے دل میں یہ بات ضرور بیٹھ جائے گی کہ اسے کوئی ہیرا ملنے والا ہے کیونکہ یہ بات تو ہر کوئی جانتا تھا کہ ایک ہی طرح کا ہیرا وہ خواب آنا اپنے اندر کوئی حقیقت ضرور رکھتا ہے۔ یہ است ایسا ہی کرنا چاہیے اس نے پختہ فیصلہ کر لیا اور کھدائی کا کام تیز کر دیا روشنی بڑھتی چلی جا رہی تھی اب تو منظر اور زیادہ بدل گیا تھا اب روشنی اس گڑھے سے بھی باہر ابھرنے لگی اس پاس کی زمین بھی روشن دکھائی دینے لگی۔ یہ منظر دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔ وہ تیزی سے گڑھے سے باہر نکلے لگا اور پھر گڑھے سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھا کہ کہیں کوئی روشنی کو دیکھ کر ادھر تو نہیں آ رہا ہے۔ وہ اپنی پوری سعی چاہتا تھا اور جب اس کو تسلی ہو گئی تب وہ دوبارہ گڑھے میں اتر گیا اور کھدائی کا کام تیز کر دیا اب وہ یہ کام مکمل کر کے ہی دم لینا چاہتا تھا تقریباً ایک فٹ مزید گہرا اس نے گڑھا کھودا تھا کہ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اسے سر سے پاؤں تک وہ جگہ روشن دکھائی دینے لگی وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی ہیرا وغیرہ نہیں ہے کوئی اور ہی چیز ہے کیا ہے اب اسے زمین سے باہر نکالنا ہے لیکن بہت احتیاط سے کیونکہ جو بھی وہ چیز جیٹھے سے اس کا ضرور تعلق ہو گا۔

اب وہ اپنا کام بہت احتیاط سے کرنے لگا اس کی جگہ اس نے نیچے کا استعمال شروع کر دیا بہت آرام سے وہ نرم نرمی کو باہر نکالتا اور اوپر اچھال دیتا تقریباً ایک فٹ مزید اس نے مٹی باہر نکالی ہو گی کہ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی گئیں وہ ایک تابوت تھا جسے کا تابوت جس کے اندر ایک حسین شہزادی مر رہی تھی وہ حالت میں پڑی ہوئی تھی وہ اس شہزادی غور سے دیکھنے لگا وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ وہ اپنی جھپکنا بھول گیا اور پوری طرح اس کے حسن میں کھو گیا اس کے گلے میں ہیروں کی مالا تھی اور یہ روشنی اس ہیروں کی مالا ہی بندہوری تھی اس نے اس کے جسم کا بغور جائزہ لیا اس غنیمتیں پہنایا گیا تھا ہیروں کی مالا کی طرح سفید لباس

نے زیب تن کیا ہوا تھا اور وہ تابوت میں اس سے بے سدھ پڑی ہوئی تھی جیسے وہ مری نہ ہو بلکہ موری ہو مگر یہ اور کچھ نیند اس نے تمام تابوت سے مٹی ہٹا دی تابوت اس کے سامنے تھا وہ سوچنے لگا کہ اب اس کا کیا جائے اسے گاؤں لے کر جائے یا پھر دوبارہ اس کو دفن کر دے وہ اس شہزادی کا اپنے نظروں کے سامنے رکھے ہو چکا جانے لگا کہیں اس میں اس شہزادی کو دوبارہ دفن نہیں کر دیا گاؤں اس کو اپنی نظروں کے سامنے رکھوں گا اور ہر مل اس کو دیکھتا رہوں گا وہ محسوس کرنے لگا تھا کہ اس کو اس شہزادی سے پیار ہو گیا ہے اس کے سین پر سے کو دیکھ کر وہ دنیا کو ہی بھول گیا تھا حیرت اس کو اس بات پر ہو رہی تھی کہ ایک مرد بڑی سے اس کو پیار ہو گیا ہے وہ بار بار تابوت کو ہاتھ لگا کر دیکھتا وہ چاہنے لگا تھا کہ کاش وہ زندہ ہو جائے اور وہ بس اس کو دیکھتی رہے۔

رات بھر وہ اس تابوت کے سامنے رہے اسے دیکھتا ہی رہا اور جب صبح ہونے لگی تب اس نے اپنی سیاہ چادر سے تابوت کو ڈھانپ دیا اور گڑھے سے باہر نکلے ہی لگا تھا کہ اس کو باہر کوئی سیاہ سا دکھائی دیا وہ چونک گیا اور اوپر کی جانب دیکھا تو اوپر کا کاشف کھڑا تھا وہ بند کو دیکھ کر سراسر ہاتھیں جانتا تھا کہ تم یہاں ہی ہو گے کل رات سے میں تمہارے ہی بارے میں سوچتا آیا ہوں کہ تم کہاں جاسکتے ہو دن بھر تمہارا انتظار کرتا رہا کہ ہو سکتا ہے کہ تم گاؤں آ جاؤ لیکن جب تم دن کو بھی گاؤں نہ آئے تو مجھے شک ہونے لگا کہ تم ضرور ان پہاڑوں میں ہو گے لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں اکیلا یہاں آتا کیونکہ جب سے میں نے یہاں آگ کی چنگڑیاں دیکھی تھیں تب سے مجھے ڈروا نے خیال آنے لگے تھے میری سوچ ایک ہی جگہ پر رکی ہوئی تھی کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے کاشف نے باہر کھڑے کھڑے سے وہ سب باتیں کہہ دیں جو اس کے دل میں تھیں جو وہ سوچتا رہا تھا اور پھر ہند کے ہاتھ پکڑ کر اس کو گڑھے سے باہر کھینچا ہند نے ایک سردی آہ بھری اور بولا۔

کسی کو بتایا تو نہیں کہ میں یہاں موجود ہوں نہیں یار میں کیوں کسی کو بتاتا لیکن تو بتا کر تو نے اتنی ساری جگہ کھدائی کی تھی تو کیا مالا ہے تم کو مجھے تو بس ایک تابوت ہی دکھائی دیا ہے اور اتنی بات ہے کہ اس میں لاش ہو گی کسی بوڑھے جادوگر کی جس کا چہرہ جلا ہوا گا اور اس قدر وہ خوفناک ہو گیا ہو گا کہ دیکھ کر انسان کی موت ہو جائی ہو گی لگتا ہے تیری بھی اس کو دیکھ کر

سانس رک گئی ہوں گی خوف سے تو بھی چیخا ہو گا۔ اسی لیے تو نے اس تابوت پر اپنی سیاہ چادر ڈال رکھی ہے۔ اس کی بات سن کر ہند یکدم اچھلا اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ کاشف کو اصل حقیقت بتانے کی بجائے وہ کچھ ہی بتا دے جو کاشف نے کہا ہے اگر اس نے شہزادی کے بارے میں بتا دیا کہ ایک بہت ہی حسین لڑکی اس تابوت میں بند ہے اور اس کے گلے میں ہیروں کی مالا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس شہزادی کو دیکھنے کی خواہش کرے اور پھر ہیروں کو چرانے کی بات کرے مجھے اس کے سامنے جھوٹ بولنا چاہیے۔ ہاں کاشف تم نے ٹھیک کہا ہے اس تابوت میں ایک جلی ہوئی لاش موجود ہے میں تو سمجھا تھا کہ کوئی اور چیز اس جگہ ہو گی مجھے کیا یہ تھا کہ یہاں کوئی تابوت دفن ہے اور اس تابوت میں کوئی جلی ہوئی لاش پڑی ہوئی ہے آؤ میں تمہیں دکھاؤں ہند نے اس کا بازو پکڑا تو کاشف نے فوراً اپنا بازو اس کے ہاتھ سے جھڑپ لیا۔ نہیں نہیں میں ایسی لاش کو نہیں دیکھوں گا تم تو جانتے ہو کہ میں مرے ہوئے انسان سے کتنا ڈرتا ہوں اگر کوئی گاؤں میں بھی مر جائے تو مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی ہے یہی لگتا ہے وہ کہیں نہ کہیں سے آجائے گا اور مجھے پیچھے سے پکڑے گا اور یہ تو پھر جلی ہوئی خوفناک قسم کی لاش ہے اس کو دیکھ کر میں نے مرنا نہیں ہے بس تو جلدی سے اس تابوت کے اوپر مٹی ڈال دو اور اوپر چل۔ اور دوبارہ کبھی بھی یہاں آنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں تو حیران ہوں کہ تم اتنے نڈر کیسے ہو گے ہو کہ مسلسل دراتوں سے بالکل اکیلے اس جگہ موجود ہو اس کی بات سن کر ہند بس دیا اور اس کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

ہاں شاید تو ٹھیک کہتا ہے کہ مجھ میں اتنی ہمت کیسے آگئی تھی میں نے جب سے اس جگہ سے آگ کی چنگڑیاں ابھرتی ہوئی دیکھی تھیں تب سے میرے اندر ایک جھس تھا کہ اس جگہ کیا راز ہے میں وہ جان کر ہی دم لوں گا اس اب راز میں نے پایا ہے بہت گھٹا نا راز ہے مجھے یوں لگتا ہے کہ اس کو کسی نے کالے جادو سے جلا یا ہے کیونکہ اس کی حالت بہت ہی خراب ہے منہ کے سارے دانت باہر یوں دکھائی دے رہے ہیں جیسے کسی انسان کے دانت نہ ہوں حیوان کے دانت ہوں لیے لیے دونوں ہونڈا اس کے کتے ہوئے ہیں ناک بھی کٹی ہوئی ہے اور آنکھیں ابل کر باہر نکل گئی پڑی ہیں سر کے بال اس کے جسم پر پھیلے ہوئے ہیں۔ آؤ یا ایک بار دیکھو تو لو اس لاش کو ہند نے اس کو پوری طرح خوفزدہ کرتے ہوئے کہا تو وہ پیچھے کی



طرف ہو گیا اس کی رنگت خوف سے چلی پڑنے لگی بولا تم نے یہاں رہنا ہے تو رہو میں چلتا ہوں میں تو صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ تم یہاں ہو یا کہیں اور گئے ہوئے ہوتا کہہ کر وہ چل پڑا تو فہمیدگی اس کے پیچھے ہو گیا اس وقت اس کا اس کے جانا ہی بہتر تھا اگر وہ رک جاتا گاؤں والے نے نہ لگے تھے کسی باتیں کرتے وہ گاؤں والوں کو مطمئن کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس تابوت تک جائے اور اس شہزادی کو دیکھے اور اس کی طرح اس پر عاشق ہو جائے اس سے یہ سب گوارہ نہ ہوتا تھا۔ گاؤں والوں کو جا کر کیا بتاؤ گے۔ فہمید نے چلتے چلتے اس سے پوچھا۔

بہی جو تم نے بتایا ہے۔ کاشف نے اپنے قدموں کو تیز تیز اٹھاتے ہوئے کہا نہیں یار ایسا امت کہنا اور نہ وہ لوگ مجھے برا بھلا نہیں گے کیا ضرورت پڑی تھی اس قبر کو کھودنے کی جب کہا جوتا تھا کہ وہ جگہ جن بھوتوں کے قبضے میں ہے۔ ہاں یار تیری یہ بات تو ٹھیک ہے۔ کاشف نے کہا اور بولا تیری ہمت کی میں داد دیتا ہوں کہ دور اتوں سے مسلسل اس ویران جگہ پر موجود تھے میرا تو سوچ کر ہی خوف سے برا حال ہو رہا ہے۔ بس یار عقل پر پردہ پڑ گیا تھا جو میں نے یہ کام شروع کیا تو نہیں جانتا جب میں کھدائی کر رہا تھا تو وہ جگہ آگ کی طرح جلتی محسوس ہونے لگی تھی مجھے یوں لگنے لگا تھا کہ میں جل مروں گا میں باہر نکلے گا تو مجھے اس قبر سے آواز سنائی دی اگر تم نے اپنا کام ادا ہو جا چھوڑا تو تمہیں زندہ جلا دیں گے بالکل اس جادوگر کی طرح جس کی جلی ہوئی لاش اس تابوت میں بند ہے۔ یہ آواز سن کر میں خوف سے کانپ اٹھا میں بری طرح پھنس گیا تھا نہ گھر جا سکتا تھا اور نہ ہی وہاں رہ سکتا تھا وہ لون تھا جس نے یہ سب کچھ مجھے کہا تھا میں ادھر ادھر اس کو دیکھتا ہی رہا لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دیا یہ آواز مجھے بیڑی کے درخت سے سنائی دی تھی۔ بہت ہی خوفناک قسم کی آواز تھی ایسے جیسے کوئی بہت ہی بڑا بھوت ہو اور میرا خیال ٹھیک نکلا تھا میں نے اس کو دیکھ لیا تھا وہ بیڑی کے درخت کے پاس موجود تھا کا لسیاہ موتی موتی آگ کی طرح جلتی ہوئی آنکھیں کئے ہوئے ہونٹ اس کا چہرہ لکا ہوا تھا جیسے گوشت کا ٹوٹا لٹکا ہوا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی میرے منہ سے ایک خوفناک چیخ ابھری اور میں بے ہوش ہو گیا جب بوش آیا تو رات ہو چکی تھی میں نے بھاگنا چاہا لیکن مجھے یوں لگا جیسے کسی نے مجھے پکڑ رکھا ہو میرے پاؤں سن سن بھاری ہو گئے تھے وہ آواز مجھے دوبارہ سنائی دی کہ اگر اپنی زندگی

چاہے ہو تو اس جگہ کو کھودو تب میں نے جگہ کی کھدائی شروع کر دی۔

فہمید نے پوری طرح کاشف کو خوفزدہ کر دیا اور اس نے سوچ لیا کہ اگر کاشف نے گاؤں والوں کو بتایا تو تمام کہانی بتائے گا جو میں نے اس کو سنائی ہے اور کوئی بھی اس جگہ جانے کی ہمت نہیں کرے گا۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر اس کی شہزادی کو کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا اس کی سوچ نے پورا پورا اس کا ساتھ دیا بالکل ایسا ہی ہوا تھا جیسا اس نے سوچا تھا جیسا اس نے چاہا تھا گاؤں والے کاشف کی باتیں سن کر خوفزدہ ہو گئے بلکہ ان کو فہمید سے بھی خوف آنے لگا کہ وہ سایہ اس پر بھی سوار نہ ہو گیا ہو یہ بات فہمید کے لیے اور بھی بہتر تھی وہ سوچنے لگا تھا کہ وہ خواہ مخواہ پریشان ہوتا رہا ہے اگر یہ چال وہ چیلے چلتا تو یقیناً وہ پہلے ہی کا سیب ہو چکا ہوتا اس نے پروگرام بنالیا کہ وہ اب رات کو پھر شہزادی کے پاس جائے گا اور اس کو دیکھے گا وہ شام کا انتظار کرنے لگا وہ گھر میں بالکل چپ اور خاموش خاموش سار با اس کے خاموش رہنے سے گھر والوں کو یقین ہو گیا کہ ضرور کچھ ایسی بات ہے جو اس کے اندر موجود ہے فہمید کیا بات ہے اس کے لبا۔ ہ اس سے پوچھا تو اس نے جان بوجھ کر کہا کہ اس طرح دیکھا جیسے وہ نہ دیکھ رہا ہو اس کے اندر موجود کوئی سایہ دیکھ رہا اس کا باپ ڈر سا گیا بولا فہمید بیٹا مجھے پیچانو میں تمہارا باپ ہو یہ لفظ سن کر فہمید نے اپنے آپ کو ٹھیک کر لیا اور بولا جی ابھی کیا بات ہے باپ نے اس کو نارمل حالت میں دیکھا تو بولا۔

بیٹا میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ ایسی جگہوں پر نہ جا یا کرو جہاں جن بھوتوں کی بستیوں ہوں لیکن تم نے میری نہ مانی تھی اب مجھے یوں لگا ہے کہ تم پر کوئی چیز سوار ہے وہ بولا نہیں ابھی ایسی بات نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی نہیں ہونے۔ یہ تو کہہ رہا ہے ناں کہ تجھے کچھ نہیں ہوا ہے لیکن جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تو نہیں جانتا ہے۔ وہ مسکرایا کیونکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا جو اس نے سوچا تھا وہ ایسا ہی ہوا تھا گاؤں والوں کو بھی یہ خبر پہنچ گئی کہ فہمید پر کسی بھوت کا سایہ ہے عورتیں اپنے بچوں کو اس سے دور رکھنے لگیں اور ہر کوئی کو خوش کرتا کہ وہ اس سے بات چیت کم کرے۔ سب کچھ اس کی سوچ کے مطابق ہو رہا تھا اس کے بند دروازے کھل گئے تھے اب وہ پہاڑوں پر کسی بھی وقت جا سکتا تھا اور یہ بات بھی جان گیا تھا کہ کوئی بھی اس کے پیچھے نہیں آئے گا یہ سوچ کر وہ

پہاڑوں کی طرف چل دیا اس نے چلنے کا انداز اس طرح بنالیا تھا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ وہ خود نہیں جا رہا ہے کوئی اس کو لے کر جا رہا ہے چلتے چلتے وہ پہاڑوں تک جا پہنچا اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو دور دور تک کسی بھی انسان کا نام و نشان تک موجود نہ تھا اس کے منہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا یہ قہقہہ اس کی کامیابی کا قہقہہ تھا۔ قہقہہ لگانے کے بعد وہ نیچے گڑھے میں اتر گیا اور تابوت پر سے اس نے سیاہ چادر اتار کر ایک طرف رکھ دی وہ حسینہ اپنی تمام تر خوبصورتیوں اور دلکشیوں کے ساتھ اس کے سامنے تھی وہ دھیرے دھیرے اس کے حسن میں کھوتا چلا گیا تابوت میں بند وہ دنیا وہاں سے بے خبر لیٹی ہوئی تھی وہ انسان تھی پری تھی یا کچھ اور جو بھی اس کی محبت تھی اس کی جان تھی۔

وہ تابوت پر ہاتھ پھیرنے لگا اس کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا اسے نہانے کیوں ایسا لگ رہا تھا کہ وہ زندہ ہے مری ہوئی نہیں ہے کیونکہ مرے انسانوں کی ایسی حالت نہیں رہتی ہے یا تو ان کے جسم پھول جاتے ہیں یا کچھ اور خرابی ان میں آجاتی ہے جس کا مطلب یہ ہی ہوتا ہے کہ ان کو جلدی سے زمین میں دبایا جائے لیکن یہ ایسی تھی اس کا حسن اسی طرح برقرار تھا بالکل موتی ہوئی لگ رہی تھی ایک اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ تابوت کو یہاں سے نکال کر کہیں اور لے جائے اور اس گڑھے کو بند کر دے تاکہ اگر کوئی بھولے سے بھی کوئی گاؤں والا یہاں آجائے تو اس کو کسی قسم کا کوئی شک نہ رہے اس نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا ایک طرف ہو کر اس نے تابوت کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا اور پھر اس کو کندھوں تک لے آیا تابوت کا وزن زیادہ بھاری نہ تھا اس کو اس کے زندہ ہونے کا اور بھی یقین ہو گیا کیونکہ اس نے سن ہوا تھا کہ مرنے کے بعد لاش بھاری ہو جاتی ہے لیکن اگر یہ لاش ہوتی تو یہ بھی بھاری ہوتی ہے بھاری نہیں ہے بالکل ایسی ہے جیسے کسی عام لڑکی کا وزن ہو تابوت کے دونوں طرف کندھے سے لگے ہوئے تھے اس نے تابوت کو پوری طرح کھڑا کر دیا لڑکی کی لاش آگے نشے کی طرف جا کر لیٹی۔

اف فہمید کے دل سے آدی تھی اب اس کو اپنی امیدوں پر پانی بھرتا ہوا نظر آیا اسے یقین ہونے لگا کہ شہزادی زندہ نہیں ہے مری ہوئی ہے ایک لاش کی طرف آگے کی طرف گونجتی ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا جسم اڑا ہوا ہو کیونکہ وہ تابوت کے ساتھ پوری طرح کھڑی ہوئی تھی وہ بچہ سا مٹیا لیکن اس

کے باوجود بھی اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اس کو دفن نہیں کرے گا اس کو یونہی اپنی نظر اس کے سامنے رکھے گا اس نے تابوت کے دونوں کندھوں میں اپنی چادر کے سرے ڈالے انکو اچھی طرح باندھا اور کوشش کر کے خود گڑھے سے باہر نکل آیا اور چادر کو پکڑ کر تابوت کے اوپر کی طرف کھینچنے لگا یہ کام اس کے اتنا مشکل نہ تھا جلد ہی اس نے اس تابوت کو گڑھے سے باہر نکال لیا اور پھر اس گڑھے کو مٹی ڈال کر بند کرنے لگا تقریباً دو گھنٹوں کی محنت کے بعد اس نے وہ زمین بالکل برابر کر دی اور سوچنے لگا کہ اب وہ اس تابوت کا کیا کرے نہیں اس کو رکھے اس نے ارادہ کر دیا اپنے چاروں اطراف نظریں ڈرا میں لیکن کوئی بھی اس کی محفوظ جگہ دکھائی نہ دی کچھ دیر وہ یونہی کھڑا دیکھتا رہا پھر پہاڑوں کی طرف چل دیا اور وہاں پہنچ کر کوئی محفوظ جگہ دیکھنے لگا ایک جگہ اس کو پہاڑ کے اندر ایک نادر دکھائی دی وہ غار کے اندر چلا گیا جو کافی مٹی مٹی ہاں یہ جگہ ٹھیک ہے یہ بالکل محفوظ ہے یہاں کسی کی بھی نظر نہیں پڑے گی مجھے تابوت کو اسی جگہ لانا ہو گا یہ سوچ کر وہ غارت سے باہر نکل گیا اور اس جگہ جا پہنچا جہاں اس نے تابوت رکھا ہوا تھا اس نے تابوت کو دوبارہ کھڑا کیا اور کوشش کر کے اس کو اپنے سر پر اٹھالیا اور غار کی طرف چلنے لگا اس نے اندازہ لگایا کہ تابوت اور لاش دونوں کا ملا کر وزن تقریباً ساٹھ یا ستر ٹن ہو گا جو اس کے لیے اٹھانا مشکل کام نہ تھا وہ تابوت کو سر پر کھڑے پہاڑوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چلنے کی رفتار بہت دہشتہ تھی وہ بہت سنبھل سنبھل کر چل رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی معمولی سی حماقت سے تابوت کرب جائے۔ اور اس کی شہزادی کو کوئی چوٹ لگے بہت احتیاط سے وہ کام لے رہا تھا وہ تابوت کو غار تک لے گیا۔

اس غار کے ایک کونے میں کھڑا کر دیا تابوت کو غار کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے وہ اس حسینہ کو دیکھنے لگا تابوت میں کھڑی حسینہ اسے بہت سندر دکھائی دی تھی وہ اس کو اتنا نہیں جانتا تھا یونہی کھڑا کر دیکھتا جانتا تھا تابوت کو کھڑا کر کے وہ غار کی صفائی کرنے لگا غار چھوٹی نہ تھی بہت بڑی تھی جو اندر سے میں وہ لی ہوئی تھی لیکن تابوت رکھنے کے بعد وہاں اندر سے نہ رہا تھا یہاں کی چمک سے نصف تابوت پوری طرح روشن تھا بلکہ خارجی روشن ہو گئی تھی اس نے تابوت کے سامنے ہی اپنی سیاہ چادر نیچے زمین پر بچھا دی اور اپنی نظریں تابوت میں کھڑی حسینہ پر جمادیں وہ ٹک پٹی باندھے



اسے دیکھ جانے لگا اسے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا کیوں اس کا حسن دیکھ کر اس سے پیار کر بیٹھا تھا کیوں اس کا دیوانہ ہو گیا تھا کیوں اس کو اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ایک مرد بزدلی ہے بے جان مجسمہ کی طرح نہ وہ بول سکتی ہے نہ بول سکتی ہے اور نہ اس سے باتیں کر سکتی ہے اس کے باوجود بھی وہ اس کو اپنے سامنے رکھ کر اسے کو دیکھتے رہتا چاہتا تھا یہ اس کی دیوانگی تھی صرف دیوانگی اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔

رات کی تاریکی بہر ہو چکی تھی اس نے باہر نکل کر دیکھ تو اندر موجود تھا وہ آتے ہوئے پانی کی بوتل اور کچھ کھانے کو ساتھ لے آیا تھا جو اس نے کھانا شروع کر دیا اور پھر غار کے اندر چلا گیا اندر کا منظر دیکھ کر وہ چونک سا گیا اس کو تابوت لرزتا ہوا دکھائی دیا حالانکہ نہ تو ہوا چل رہی تھی اور نہ ہی کوئی زلزلہ وغیرہ آیا تھا اس کے باوجود بھی تابوت جگہ جگہ انداز میں ہل رہا تھا کہیں یہ گھرنی نہ جائے وہ سوچنے لگا مجھے اس کو زمین پر لٹا دینا چاہیے وہ ایسا کرنے کا سوچ ہی رہا تھا اور جو بھی اس نے ملنے ہوئے تابوت کو چھوا تو اس کو ایک جھٹکا سا لگا اور پھر جو کچھ ہوا اس کی موت کے برعکس ہوا اس کی سمجھ میں خود بھی نہیں آیا تھا کہ اس کا پاؤں کیسے کسی پتھر سے ٹکرا گیا تھا وہ مستقبل نہ سکا نہ صرف تابوت نیچے زمین پر گر پڑا بلکہ وہ خود بھی بری طرح نیچے گرا ایک چھنا کے تیز آواز اس غار میں پھیلی تابوت چکنا چور ہو گیا شہزادی کی لاش پتھر پر گر گئی اس کے ماتھے پر شدید چوٹ لگی تھی وہ اوندھے منہ گر گئی تھی فہرے جلدی سے اس کو سیدھا کیا تو اس کے ماتھے پر چوٹ کر سرخ نشان موجود تھا وہ بری طرح تڑپا جی جاہ کہ وہ رو دے کیونکہ یہ جو کچھ بھی ہوا تھا اس کی اپنی غلطی سے ہوا تھا اس کو تابوت کو یوں کھڑا نہیں رکھنا چاہیے تھا ہو سکتا ہے کہ کوئی سایہ یہاں موجود ہو جو اس تابوت کو حرکت دے رہا ہو۔ ہاں ایسا ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کو جو جھٹکا لگا تھا یہ ایسے ہی نہیں لگا تھا تو کوئی اس کی وجہ سے وہ نہ وہ اتنی دور سے تابوت کو اٹھا کر لایا ہے اس وقت تو کچھ نہیں ہوا تھا پھر یہ غار کے اندر کیا یہاں واقعی کوئی سایہ ہے۔ یہ سوچ کر وہ کانپ اٹھا۔

اس نے اس کو اپنی چادر پر لپیٹا دیا اور خود تابوت کی کرسیاں اکٹھی کرنے لگا جو پورے غار میں پھیلی ہوئی تھیں اس کے دل میں ایک خوف سا بھر گیا تھا وہ ابھی تک سوچ رہا تھا کہ تابوت کیوں کر ہلاتا تھا اور پھر گزرتے گیا یہ خوف اس پر

مسلل سوار ہوتا جا رہا تھا اور یوں نکلے لگتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے وہ سوچنے لگا کہ اس کو غار سے نکل کر بھاگ جانا چاہیے کہیں وہ سایہ جس نے تابوت کو رایا ہے اس کو دوبارہ نہ لے یہ خیال آتے ہی وہ غار سے باہر نکلے لگا کہ یکدم اس کی نظر شہزادی کے گلے میں پڑے ہیروں کے بار پڑی اس کے دل میں لاچنگ نے پرورش پائی شروع کر دی کہ اس سے قبل کہ کچھ ہو جائے وہ ہیروں کی مالا کو توڑ کر ساتھ لے جانے اور پھر باقی کی زندگی کو پیش و عشرت سے گزارے یہ ایسی سوچ تھی جس نے اس کے دل میں شہزادی کے پیار کو کچھ دیر کے لیے دور کر دیا وہ اس کی طرف بڑھنے لگا اس کی نظریں شہزادی کے چہرے پر نہ تھیں اس مالا پر تھیں جو مسلسل چمک رہی تھی اس نے اس کی طرف بڑھنا بڑھا یا اور ایک جھٹکے سے اس کے گلے سے ہیروں کی مالا کھینچ لی اس کے ہیروں کو کھینچنے کی دیر تھی کہ غار میں سیاہ تاریکی چھا گئی یہ منظر دیکھ کر وہ بری طرح کانپ گیا خوف سے اس کا پورا جسم لرزنے لگا وہ بھاگنے کی سوچنے ہی لگا تھا کہ اس کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا ہو یہ اس کا کوئی دہم نہ تھا بلکہ محض حقیقت تھی اس نے اندھیرے میں یہ سب محسوس کیا تھا اور اس کے منہ سے ایک بھیا تک جھج بلند ہوئی اس کے ساتھ ہی وہ اپنا ہوش کھوتا چلا گیا اس کا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا وہ کب تک بے ہوش پڑا رہا تھا اس کو کوئی خبر نہ تھی کہ ہاں جب اس کو ہوش آیا تو اتنا جانتا تھا کہ غار مکمل تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی اور خاموشی کا گہرا سناں چھایا ہوا تھا یوں لگتا تھا کہ جیسے اس غار میں مدتوں کوئی آہانی نہ ہو وہ اس غار میں اکیلا آیا تھا اس کے علاوہ غار میں اور کوئی بھی موجود نہ تھا۔

اس نے گردن گھما کر حسینہ کی لاش کی طرف دیکھا حسینہ کی لاش بھی وہاں موجود تھی وہ بھی غائب تھی یہ سب منظر دیکھ کر اس کا دل خوف سے کانپا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ باہر کی طرف بھاگ نکلا اور بھاگتا ہی چلا گیا باہر چاند اپنے جوبن پر تھا اس کی روشنی میں اس کو تمام راستہ صاف دیکھائی دے رہا تھا اس کے ہمانے کی رفتار حد سے زیادہ تیز تھی وہ ایسے بھاگ رہا تھا جیسے موت اس کا پیچھا کر رہی ہو اور شاید ایسا ہی تھا اس کو اپنے پیچھے سے کسی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی یہ آواز سن کر خوف سے اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں پھر اس نے بھاگتے بھاگتے سوچا کہ آواز تو نسوانی ہے اور اس کی ہنسی میں خوف نہیں ہے کیوں نہ پیچھے مڑ کر دیکھا جائے کہ کون ہے جو اس

رات کے وقت یہاں موجود ہے وہ یہ سوچ کر اور آواز سن کر بھاگتے بھاگتے رک گیا اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا اس کے پیچھے کوئی چنیل وغیرہ نہ تھی وہی شہزادی تھی جو تابوت میں بندھی جو مری ہوئی تھی اسے اپنے سامنے زندہ دیکھ کر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے دیکھا کہ اس کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے اور اس کے لبوں پر حسین مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

ت۔ ت۔ تم۔۔ وہ کانپتے ہوئے بولا۔ ہاں فہد میں۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی اس کی زبانی اپنا نام سن کر وہ حیرانگیوں میں ڈوب گیا اس کو اپنا دماغ چمکاتا ہوا محسوس ہونے لگا تم میرا نام۔۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ بولی ہاں میں تمہارا نام بھی جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہاری وجہ سے مجھے یہ نیا جیون ملا ہے۔ میں سمجھا نہیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ہاں فہد میں جی کہہ رہی ہوں تمہاری وجہ سے یہ مجھے نیا جیون ملا ہے اگر تم وہ زمین نہ کھودتے مجھے اس سے باہر نہ نکالتے اور میرے گلے میں ہیروں کی مالا نہ اتارتے تو ہو سکتا تھا کہ میں پوری زندگی ایسے ہی اس کا لے جا دوں میں زمین میں دفن رہتی۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک سرد آہ بھری لیکن فہد ابھی تک حیرتوں میں ڈوبا ہوا تھا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کو نئی زندگی ملی ہے وہ اس کی کہانی سننے کے لیے بے چین سا ہونے لگا کیونکہ اس نے جوتا تھا اس سے کہہ دی تھیں یہ کوئی عام باتیں نہ تھیں وہ جانتا چاہتا تھا کہ وہ تابوت میں بند کیسے ہوئی اور ان پہاڑوں میں اس کو کون لے کر آیا اور اس پر جادو کرنے کا اس جادو کو کیا فائدہ ہوا اس نے محسوس کیا کہ جو راز وہ جانتا چاہتا تھا وہ راز اسے اس حسینہ سے مل سکتا ہے وہ بولا مجھے بتانا پسند کرو گی کہ کس نے تم کو تابوت میں بند کیا تھا اور کیوں کیا تھا اس کی بات سن کر اس نے ایک بھری نظر فہد پر ڈالی اور بولی۔ مجھے ایک جادوگر نے میرے گھر سے اٹھا لیا تھا میں اپنے گاؤں میں سب سے حسین لڑکی تھی اور جادوگر کا گزر ہمارے گاؤں سے ہوا تھا اس وقت میں ایک کنویں سے پانی بھر رہی تھی اس کی نظریں مجھ پر پڑیں تو مجھ پر ہی ٹھہری گئی اس کو اس قدر عجیب کی نظروں سے دیکھتا پارک میں کانپ سی گئی کیونکہ میں اس کی آنکھوں کا مطلب جان گئی تھی اس کی آنکھوں میں شیطانیات چل رہی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے میری طرف بڑھنے لگا۔

یوں کیا دیکھ رہا ہے تو میں نے غصے سے تقریباً پھوکارے

ہوئے کہا میں نے نہ چاہتا کہ وہ میرے غصے کو دیکھ کر چلتا ہے گا لیکن اس نے ایسا نہ کیا بلکہ اس کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ بکھرنی لگی۔ بولا۔۔ واؤ تم تو بہت ہی سندر ہو مجھے تمہاری جھکی کسی سینہ کی تلاش تھی تمہیں دیکھ کر میری آج تلاش ختم ہو گئی ہے چل آ میرے ساتھ میں تم ایک ایسی دنیا میں لے کر چلتا ہوں جہاں تم شہزادیوں کی طرح رہو گی اس کی زندگی جیو گی جو تم آج تک سوچ بھی نہ ہو گی۔ اس کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر اور اس کی ایسی باتیں سن کر میں خوف زدہ ہو گئی اور پانی کا بھرا ہوا گھڑا وہاں ہی چھوڑ کر تیزی سے گھر کی طرف بھاگ پڑی پیچھے اس کی نظریں میرا تعاقب کرتی رہیں اور میں محسوس کر رہی تھی کہ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے تیزی سے بھاگ رہا ہے اس کے بھاگتے قدموں کی چاپوں کی آوازیں مجھے پوری طرح سنائی دے رہی تھیں میں نے اور تیز بھاگنا شروع کر دیا گھر پہنچا۔ تک۔ میں پسینہ سے پانی پانی ہو چکی تھی میری حالت دیکھ کر میرا باپ اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے میری طرف بڑھا اور بولا بیٹی کیا ہوا ہے تم اتنا زاری ہوئی کیوں ہو خبر تو ہے۔ میں نے ابا سے کچھ بھی نہ چھپایا اور کہہ دیا کہ ایک مرد میرا پیچھا کر رہا ہے وہ ہمارے گاؤں کا کہیں سے نہجائے وہ کہاں سے آیا ہوا ہے اس کنواں کے پاس کھڑا تھا مجھے کہیں لے جانا چاہتا تھا میں خوف سے بھاگ پڑی تو میرا پیچھا کرتے ہوئے میرے گھر تک۔۔

میں نے ابھی بہت کچھ جانتا تھا لیکن اب یہ سنتے ہی جوش میں آ گیا اور کلبلائی پکڑ کر کنواں کی طرف بھاگا اس کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر گاؤں کے جن جن لوگوں نے ان کو دیکھا تھا وہ بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے اور سب ہی کنویں کے پاس جا پہنچے لیکن وہ وہاں موجود نہ تھا نہ گھر کے آس پاس تھا اور نہ ہی گاؤں کی گلیوں میں وہ دکھائی دیتا تھا نہ وہ کہاں چلا گیا تھا اسے زمین نگل گئی تھی یا آسمان کھا گیا تھا سب لوگ ہی واپس لوٹ آئے سب کا رخ ہمارے گھر کی طرف تھا سب ہی مجھ سے اس کا حلیہ پوچھنے لگے جو حلیہ میں نے ان کو بتایا تھا وہ سن کر حیران رہ گئے کیونکہ میں نے بتایا تھا کہ اس کے لمبے لمبے آپس میں جڑے ہوئے بال تھے رنگت کالی سیاہ تھی کپڑے پرانے اور پھسے ہوئے تھے میری یہ سب سن کر وہ حیران سے رہ گئے اور بولے۔ بیٹی جو حلیہ تمہاری ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی مانگتے والا ہو میں نے کہا کہ نہیں وہ مانگتے والا نہیں ہے اس نے کہا تھا کہ اس کو کان کا عرس ہے مجھے جیسی کسی حسین لڑکی کی تلاش تھی جو



میں اس کو مل گئی ہوں میری اس بات نے سب کو ہی لرزاکر رکھا دیا اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ کون ہو سکتا ہے جو ہمارے گاؤں کی عزت پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے خبر وہ بولے کہ بنی تو فکر نہ کرو وہ چاہتا ہے اگر وہ بارہ آیا تو پھر یہاں سے بچ کر نہیں جاسکے گا ان سب کی باتوں سے میں مطمئن ہو گئی لیکن میرے اندر اس بوڑھے کا خوف بیٹھ گیا کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ کرے گا اور پھر ایسا ہی ہوا تھا۔

رات کو میں گہری نیند سو رہی تھی کہ مجھے یوں لگا جیسے کسی نے مجھے پھونکا ہوں ہر بڑا بڑا اندھ کی میں نے اسے اپنی چار پائی کے پاس کھڑے ہوئے یا پاس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار والا خنجر تھا اس کی آنکھیں آگ کی مانند جل رہی تھیں اسے اپنی چار پائی کے پاس دیکھتے ہی میں نے ایک بھیاں بک چنچ ماری اس چیخ کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ وہ دو ہاں کھڑے کھڑے ہی غائب ہو گیا تھا۔ میری چیخ کی آواز سن کر امی ابا اندھ گئے اور میری چار پائی کے پاس آئے اور میرے پیچھے کا سب معلوم کرنے لگے میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب کچھ ان کو بتا دیا میری باتیں سن کر وہ دونوں خوف زدہ ہو گئے اور پھر یکدم ہمارا دھیان دوسرے کمرے میں چلا گیا جوسکی نیوب لائٹ کی روشنی کی طرح روشن تھا اتنی روشنی ہم نے اپنے گھر میں پہلی مرتبہ دیکھی تھی ابا کو یقین ہو گیا کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے سچ کہا ہے اس کی وجہ وہ روشن کمرہ تھا جسے ہم سب ہی اس وقت دیکھ رہے تھے اندر کون ہو سکتا ہے ابا نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر اندر کی طرف جانے لگے تو میں ان کا ہاتھ پکڑ لیا نہیں ابا جی اندر مت جانا اندر وہی ہے جو ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا تھا ہو سکتا ہے کہ یہ روشنی اس خنجر کی ہو میں آپ کو اندر نہیں جانے دوں گی میری باتیں سن کر ابا بھی ڈر گئے کیونکہ جو میں نے کہا تھا ایسا ہو سکتا تھا وہ اندر گھسنے والے کو بار بھی مل سکتا تھا اور میں کبھی بھی اپنے ابا کو مرنے نہیں دینا چاہتی تھی ابا آپ چست پر جا گاؤں والوں کو آواز لگاؤ گاؤں والے آجائیں گے تو پھر جاتے ہوئے گا میری بات ابا کو پسند آئی انہوں نے ایسا ہی کیا نصیحت پر جا کر انہوں نے آواز لگادی چور چور۔

یہ آواز سننا تھی کہ ہمارا گھر آدمیوں اور عورتوں سے بھرنا شروع ہو گیا اندر کمرہ اسی طرح روشن تھا نہ دیکھ کر گاؤں والے بھی جی ان سے رہ گئے اور پھر میں نے سب کو وہ سب کچھ بتا دیا جو میں نے دیکھا تھا اور کہا کہ وہی ہم انسان نہیں

ہے کوئی جادوگر ہے اور وہ اندر کمرے میں موجود ہے میری باتیں سن کر وہ سب ڈرے گئے اور پھر ایک نو جوان بولا میں دیکھتا ہوں کہ وہ کتنا بہادر ہے اتنا کہ کمرہ اندر کمرے میں داخل ہو گیا اس کے اندر داخل ہوتے ہی روشن کمرہ تاریک ہو گیا اب سب کو یقین ہو گیا تھا کہ اندر کوئی سایہ ضرور موجود تھا ان کے نزدیک کوئی سایہ تھا جبکہ میرے نزدیک وہ جادو تھا جو ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا تھا آج مجھے احساس ہوا کہ کبھی کبھی زیادہ خوبصورت ہونا بھی انسان کے لیے عذاب بن جاتا ہے جیسے میں عذاب بن رہی تھی وہ نو جوان ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا ہر کوئی اس کی وجہ سے پریشان ہونے لگا سب نے اس کو آوازیں لگیں لیکن اندر سے اس کی آواز کا جواب نہ ملا۔ حیرت ہے وہ اندر گیا ہے اور باہر نہیں نکلا، ہمیں وہ۔۔۔ میں اگلی بات سوچ کر کانپ اٹھی تھیں وہ مرتبہیں سکتا ہے اگر مرنا تو اس کی ایک آدھی چنچ ضرور سنا دی۔ جبکہ اندر تو گھبرا سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ نو جوان اندر سے کیوں نہیں نکلا ہے ابا بولے تو میں کانپ کر رہ گئی مجھے یوں لگا تھا کہ اس جادو کرنے اس کے ساتھ کچھ کر دیا ہوا ہے اور ایسا کچھ وہ ابا کے ساتھ بھی کرے گا میں نے کہا ابا اندر کسی ایک انسان کا جانا اچھی بات نہیں ہے سب مل کر ایک ساتھ جائیں مجھے ڈر لگنے لگے ابا بولے یوں لگنے لگے ہے کہ اندر کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہو گا وہ کسی کی آواز کا جواب بھی نہیں دے رہا ہے۔ میری بات سن کر سب نے ان ایک ساتھ اندر جانے کا فیصلہ کر لیا اندر گھر کا چراغ لے کر اندر کمرے کی طرف چل دینے چراغ سے اندر کمرے میں روشنی ہوئی تو اندر کا منظر دیکھ کر سب ہی خوف سے لرز اٹھے۔

اندر زمین پر اس کا ڈھیر پڑا ہوا تھامس غائب تھا پورا کمرہ اس کے خون سے سرخ ہو رہا تھا یہاں تک کہ خون کمرے سے باہر تک آن پہنچا تھا یہ منظر اس گاؤں میں پہلی بار دیکھنے کو ملا تھا حیرت اور ڈر کا ہونا ضروری بات تھی اس کی کئی ہوئی لاش کو کمرے سے باہر نکالا گیا اور ایک چار پائی پر رکھ دیا گیا وہ لڑکا ہمارا، ہمسایہ تھا ہمارا گھر ماتم کہہ دی گیا عورتوں کی رونے کی چیخیں ابھرنے لگیں جو رات بھر جاری رہیں اس کی مرد لاش کو اس کے گھر لے جایا گیا تھا سب ہی رات بھر اس کے گھر رہے میں سوچتی رہی کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے وہ بوڑھا کہاں سے آ گیا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے اس نے اس کا خون کیوں کیا ہے۔۔۔ پھر مجھے کہاں لے کر جانا چاہتا ہے ایسی ہی سچیں

میں ایک کمر میں بیٹھی ہوئی سوچتی چلی گئی دن ہوا تو اس کو دفن کر دیا گیا لیکن لوگوں کے دلوں میں اس کی موت کا خوف بیٹھ گیا ہر کسی کو وہ بوڑھا خوفناک جادوگر دکھائی دینے لگا میں خود بھی ڈری ڈری کی سبھی سبھی کی میں جان کی تھی کہ وہ میرے ساتھ کچھ نہ کچھ کرنے والا ہے ہو سکتا ہے کہ اس نو جوان کی طرح میری گردن بھی تن سے جدا کر دے سب سوچیں سوچ کر میں کانپ گئی اسی رات وہ پھر ہمارے گھر آ گیا میں ابھی سوئی ہوئی تھی سوچنے کی کوشش کر رہی تھی کہ مجھے باہر کھن میں اس کا ہیولہ دکھائی دیا وہی خنجر اس کے ہاتھ میں تھا وہ گھر کی دیوار کے ساتھ کھڑا اندر کمرے میں ہی گھورتا دکھائی دیا اس کو اپنے گھر میں پھر سے دیکھ کر میں لرز گئی ایک نظر ماں ابا کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سو رہے تھے اور میں خوف سے پانی پانی ہوئی جانے لگی۔

اس کے دیکھنے کا انداز بہت ہی خوفناک تھا میرا پورا جسم کانپنے لگا تھا میں نے خود میں کچھ ہمت پیدا کی اور بستر سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی میں نے اپنا رخ اس کی طرف کر لیا اس وقت میں نے ایک پلان تیار کر لیا اس کی موت کا پلان کہ مجھے اب اس کو مارنا ہے اگر میں نے اس کو نہ مارا تو وہ ہم سب کو مار ڈالے گا۔ ہاں بول کیا چاہتا ہے تو۔۔۔ میں نے اس کے پاس جا کر ہمت کر کے پوچھا میرے ساتھ چل مجھے تیری ضرورت ہے اگر میرے ساتھ چلے گی تو تو بھی زندہ رہے گی اور تیرے سارے گاؤں والے بھی زندہ رہیں گے اگر تو گئی تو ان سب گاؤں والوں کو مارنا میرے لیے کوئی بھی مشکل کام نہیں ہے۔ اس نے تفصیل بتائی۔ کہاں لے کر جانا ہے تو نے مجھے۔ میں نے اپنا خوف کچھ کر کے بولے کہا کیونکہ اس کی باتوں سے ظاہر ہو گیا تھا کہ اس نے اس نو جوان کی گردن میرے انکار کی وجہ سے کاٹی تھی اور اپنی وجہ سے میں اب کسی کی موت نہیں ہونے دوں گی۔ یہ مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں نے تم کو کہاں لے کر جانا ہے بس تو نے میرے جانا ہے بول جانے کو تیار ہے یا پھر تیرے ابا ماں کی گردن بھی کاٹ دوں اس کی اس بات پر میں لرز گئی اور کہا میں تیرے ساتھ چلنے کو تیار ہوں لیکن اگر تو نے میرے ابا ماں کو کچھ کہا تو میں تیرے لیے ایک طوفان بن جاؤں گی۔

میری اس بات پر اس نے ایک بھیاں بک قہقہہ لگایا مجھے خندہ تھا کہ اس کے اس قہقہے سے گھر والے اندھ نہ جائیں لیکن دونوں میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو میرے لیے طوفان بن جانے

گی تو مجھے باقی نہیں ہے کہ میں کون ہوں اور کیا باہوں میں قدم رکھتا ہوں تو دھرتی بٹنے لگ جاتی ہے جن جھوٹ کا پتہ لگ جاتے ہیں لیکن میں تم کو یہ کیوں بتاؤں تو میرے ساتھ چل رہی ہے باتیں۔ ہاں چل رہی ہوں میں نے کہا تو اس کا ہاتھ میری طرف بڑھا اور میری گردن اس کے ہاتھ میں آگئی میں تھوڑا سا ترپتی اور پھر ساتھ میری آنکھوں سامنے اندھرا چھانے لگا میرا سر بھاری ہونے لگا اس کے بعد میں اپنے ہوش کھو بیٹھی جب ہوش میں آئی تو میرے لیے وہ جلد بالکل اجنبان تھی جہاں میں لیٹن ہوئی تھی یہ ایک خوبصورت کمرہ تھا شیشوں سے بنا ہوا کمرہ اور جس بند پر میں لیٹن ہوئی تھی وہ بند بھی شیشے کا بنا ہوا تھا میرے سر کے سامنے الماریاں ہر چیز شیشے کی بنی ہوئی تھی شیشے کی الماری کے اندر کی ہر چیز مجھے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس میں ایک مالا پڑی ہوئی دکھائی دی اس کا ایک ایک موتی چمٹا ہوا نظر آیا میری نظریں اس مالا پر جا کر رک گئیں وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ جی چاہا کہ اس کو چرا کر کہیں لے جاؤں میں ابھی اس مالا کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ مجھے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا ایک ہیولہ ساتھ جو اس کمرے میں میرے سامنے ابھرا تھا میری نظریں مالا سے ہٹ گئیں اور میں اس نیوے کو دیکھنے لگی زمین پر ڈرائیں پڑنے لگیں اور ایک ہیولہ زمین سے یوں باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا جیسے وہ انسان ہو کوئی درخت ہو جو زمین کے اندر دبا ہوا ہوتا ہے۔

میں نے اس کو پہچان لیا وہ وہی بوڑھا جو مجھے یہاں لایا تھا اس کے ہاتھ میں وہی خنجر موجود تھا اسے اپنے سامنے دیکھ کر میں ڈرا بھی نہ ڈری وہ میرے سامنے آن کھڑا ہوا اس کے لبوں پر وہی شیطانی مسکراہٹ تھی جو میں نے اس سے پہلے بھی دیکھی تھی لیکن اب مجھے اس سے وہی بھی خوف نہ تھا کیونکہ میں نے خود اپنے آپ اس کے حوالے کر دیا تھا وہ بولا اچھا ہو کہ تو خود ہی آگئی ورنہ میں تیرا پورا خاندان مار ڈالتا تھا میں اٹھا کر لے آتا اس کی بات سن کر میں نے ایک سر آؤ بھری اور کہا مجھے وہ مالا چاہیے وہ مجھے بہت پسند آتی ہے میری اس بات پر اس نے جلتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور کہا اب وہ بارہا اس کا نام مت لینا وہ مالا کوئی نام مالا نہیں ہے میری عمر بھر کی محنت اس میں موجود ہے جو بنی تم نے اس کو ہاتھ لگایا تو اسی الماری میں قید ہو کر رہ جاؤں گی وہ تمہارے لیے باتوں بن جائے گا اور پھر یہ الماری نہیں ہے باتوں ہے جو تم کو الماری دکھائی دے رہی



ہے بوڑھے کی باتیں سن کر میں ڈر سی گئی وہ بولا اب تم جلدی سے مجھ سے شادی کی تیاری کرو اس کی یہ بات سن کر میرا پورا جسم لرزا۔ میں اور اس بوڑھے سے شادی یہ کیسے ہو سکتا تھا وہ اتنا کٹھا تھا کہ اس کے قریب سے گزرتے ہوئے بھی بدبو پھیلی تھی لیکن میں مسکرا دی اور کہا میں تیار ہوں میری اس بات وہ خوشی سے جھوم سا گیا لیکن وہ میرے دل کا حال نہ جان سکا جو چند لمبے پہلے میں نے دل میں چلا رکھا تھا تیار کر لی تھی وہ اس کے بارے میں پوچھ بھی نہ جان سکا۔

میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس مالاکو گلے میں پھین کر ہمیشہ کے لیے اس میں قید ہو جاؤں گی اور یہ بوڑھا بس دیکھتا رہے گا وہ خوشی سے اسی زمین میں گھسٹا جائے گا جہاں سے وہ بابہ نکلا تھا میں اس کو جان بھی گئی کہ اس کے کالا جود ہے جس کے ذریعے اس نے اس شکل کو تیار کر رکھا تھا وہ تیرے وہ نہ اس کی شکل دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ انسان نہ ہو کئی بھوت ہو سائے بھوت وہ زمین میں بڑی ہوئی دراڑوں کے ذریعے اندر زمین میں گھس چلا گیا اس کے زمین میں جانے سے کہ بعد زمین پر بڑی دراڑیں خود بخود بند ہو گئیں میں بیٹھ رہی تھی اور اس تابوت کی طرف چل رہی تھی جس میں وہ عسلی مالا پڑی ہوئی تھی جو اس بوڑھے کی تمام خستوں کا گچھوڑ بھی تھی۔ میں نے ایک جھٹکے سے اس تابوت کو اٹھال دیا اور غور سے اسے دیکھنے لگی واقعی وہ انداز میں بھی تابوت تھا اس کے اوپر وہ مالا ایک کندہ کے ساتھ لٹی ہوئی تھی میں نے اپنے ہاتھ اس مالاکو طرف بڑھا دیا ہاتھ بڑھاتے ہوئے یوں لگتا جیسے ہوا کے تیز جھوکے میرے جسم سے ٹکراتے ہوں لیکن میں نے اپنے ہاتھ روکے نہ میں نے مالاکو پکڑنے سے پہلے زمین پر دراڑیں پڑیں دیکھیں۔ میں جان گئی کہ وہ بوڑھا آ رہا تھا لیکن اب اس کا آنا سب بیکار تھا میں اس کو بھی ابھی اپنی زندگی کا مالک نہیں بنا سکتی تھی تابوت میں قید ہونا پسند کر سکتی تھی لیکن اس کی بننا مجھے ہار نہ تھا اس سے قبل کہ وہ زمین سے باہر لگتا میں نے مالا کو کندہ سے اٹا لیا اس کو اتار کر تیزی کے ساتھ میں نے اسے اپنے گلے میں ڈال لیا۔

میرا داغ بھاری ہونے لگا تیرے ہوا میں میرے جسم میں داخل ہونے لگیں یہ ایسی ہوا میں تھیں جو میرے داغ کو ترو ترو کر رہے ہوئے تھیں میرا داغ سوتا جا رہا تھا لیکن میں سب کچھ سن اور دیکھ سکتی تھی یہی ان آنکھیں بند ہوئیں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی میں نے

خود کو دیکھا کہ بس تابوت میں لٹتی ہوئی ہوں اور وہ بوڑھا تابوت سے باہر کھڑا اپنی جلتی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا ہے اس کے دیکھنے کا انداز خوف ناک نہ تھا بلکہ وہ ڈرا ڈرا سا تھا بڑی طرح کاپ رہا تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے ہی اس کے جسم کو آگ لگی تھی اور دھرم کی آواز کے ساتھ وہ نیچے زمین پر گر گیا اس کا جسم دھواں بننے لگا صرف جسم ہی اس کا دھواں نہ بن رہا تھا بلکہ وہاں کی ہر چیز دھواں بنتی جا رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے میرے ہر طرف دھواں ہی دھواں ہو یہ کالا دھواں تھا جس نے ہر طرف اندھیرا کر دیا تھا اور یہ اندھیرا کل تک موجود رہا تھا تم نے زمین کھود کر مجھے اس دھواں سے باہر نکالا ہے میں تمہاری شکر گزار ہوں۔

کہانی سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولی یہ نہیں میرے اماں کہاں ہوں یہ کون سی جگہ ہے میں نے اس کو جھگہ کا نام بتایا اور ساتھ ہی قریبی شہر کا نام بھی بتا دیا تو وہ بولی یہ نہیں یہ شہر میرے شہر سے کتنا دور ہے اس نے اپنے شہر کا نام بتایا تو فہد نے کہا یہ نام تو میں نے سنا ہے لیکن اس شہر کو دیکھا ہوا نہیں ہے یہ شہر ہمارے شہر سے ہزاروں میل دور ہے یہ سن کر وہ کاپ گئی اور بولی اب میں اپنے شہر میں کیسے جاؤں گی میں نے کہا تم قدر مت کرو میں تم کو تمہارا شہر چھوڑنے جاؤں گا فہد کی بات سن کر اس نے ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی اور بولی اگر تم میرا یہ کام کر دو تو میں تازہ زندگی تمہاری احسان مند ہوں گی میں نے کہا احسان کی بات نہیں سے مجھے خوشی ہے کہ تم زندہ سے ورنہ میں تو تم کو مردہ سمجھ رہا تھا وہ مسکرا دی اور بولی ماں مردہ ہی سمجھ لو اس نے مجھے بالکل مردہ بنا دیا تھا میں سن سکتی تھی دیکھ سکتی تھی لیکن بول نہیں سکتی تھی اور نہ ہی اپنے جسم کو ہلا سکتی تھی میں نے دیکھ لیا تھا کہ کوئی زمین کو کھود کر مجھے اس تابوت سے باہر نکالنا چاہتا ہے میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا تھا اور پھر تم نے مجھے باہر نکال لیا لیکن میں یہ دیکھ کر پریشان ہوئے تھی کہ تم مجھے بس دیکھ جا رہے ہو تابوت سے مجھے باہر کیوں نہیں نکال رہے ہو میرے گلے میں پٹی ہوئی مالا کو اتار کیوں نہیں رہے ہو میرے لیے یہ سب اذیت بنتا جا رہا تھا میں جلد از جلد اس تابوت سے باہر نکلتا چاہتی تھی یہ میں جانتی تھی کہ میں کس قدر اذیت میں تھی یہ تابوت آگ کی طرح جتنا محسوس ہوتا تھا یوں جیسے اس بوڑھے نے تابوت کے اندر آگ بھری ہوئی ہے کہ میں نے دیکھ لیا تھا میرا جسم پیسے میں بھیجا ہوا تھا فہد نے کہا ہاں جب اس تابوت کے اوپر سے مٹی ہٹا کر دیکھا تو تم مجھے اس میں سوئی

ہوئی دکھائی دی اور تمہارے چہرے پر پسینہ رنگ رہا تھا جو تمہارے ہونٹوں کے ذریعے تمہارے منہ میں جا رہا تھا وہ مسکرا دی اور بولی ہاں یہ پسینہ میری چہرے پر تھا جو پانی کی طرح بہہ رہا تھا چلو مجھے میرے شہر کے لیے چلو اس نے فہد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سن کر فہد مجھ سا گیا اس کے چہرے کی رنگت پھٹکی پڑ گئی وہ بولا نوشی ایک بات کہوں۔ ہاں فہد ہو۔ وہ بولا میرا ابھی نہیں چاہ رہا ہے کہ تم یہاں سے جاؤ اس کی بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولی فہد مجھے ایک دن جانا تو ہے ہی تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو میرے اپنے میرا کتنا انتظار کر رہے ہوں مجھے بھانپنے کے دنوں سے میں ان سے دور ہو میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ اس کی بات سن کر فہد بولا نوشی جب زمین کی کھدائی کی تو تمہیں میں نے تابوت میں دیکھا تو اسی وقت میں تمہارا عاشق بن گیا بس میں دل چاہنے لگا کہ تمہیں میں اپنے سامنے رکھوں اور دیکھتا ہوں۔ اس کی باتیں سن کر نوشی نے ایک سرد آہ بھری اور بولی فہد میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے بہت پیار کرتے ہوں میں بول نہیں سکتی تھی اور نہ ہی بل سکتی تھی لیکن سن تو سب کچھ سکتی تھی تم میرے تابوت کو سامنے رکھ کر جو جو کہتے تھے میں سنی تھی اور تمہاری باتیں سن کر مجھے یوں لگتا تھا کہ جیسے تمہارا پیار صرف میرے ہی لیے ہے لیکن میں سوچتی تھی کہ اگر تم مجھے زندہ کر دو گے تو میں تم کو اپنی کہانی سناؤں گی اور بتاؤں گی کہ میرے گاؤں کا ایک لڑکا ہے جمال جو مجھے بہت اچھا لگتا ہے وہ بہت خوبصورت ہے میرے دل میں اس کی خواہش ہے۔ اس کی یہ بات سن کر فہد کا چہرہ مجھ سا گیا اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تو وہ بھی تڑپ بی گئی اور بولی فہد تم بہت اچھے انسان ہو لیکن میں مجبور ہوں میں تمہارے ساتھ پیار نہیں کر سکتی ہوں تم کچھ بھی میرے بارے میں نہیں جانتے ہو جمال میرے لیے اپنی جان بھی دے سکتا ہے جس طرح میں اس سے پیار کرتی ہوں اسی طرح وہ بھی میرا عاشق ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری تلاش میں نہجانے کہاں سے کہاں تک جا پہنچا ہوگا جانتے ہو کہ عورت زندگی میں صرف ایک بار پیار کرتی ہے اور وہ پیار میں جمال دین سے کر چکی ہوں فہد تم جمال کو دیکھو گے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنا سندر ہے کتنا پیارا ہے گاؤں کی ہر لڑکی اس کی خواہش کر رہی ہے اور میں قسمت والی ہوں کہ اس نے سب لڑکیوں میں سے مجھے چنا ہے اور مجھ سے یہ باتا ہے بس تم

میرا ایک کام کرو مجھے تم میرے گاؤں تک پہنچا دو میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی اور پھر تم کو میں جمال سے ملواؤں گی تم اس کو کہنا اور بتانا کہ میرا انتخاب کیسا ہے بس تم میرے محسن ہو ایک محسن کے لیے میرے دل میں تمہاری سوچ ہمیشہ رہے گی۔ اس کی باتیں سن کر فہد بولا ہاں شاید تم ٹھیک کہتی ہو میں یہ بہت جان بیتی نہ تھا کہ تم حسین ہو اور حسین لڑکی کا کوئی نہ وہی چاہنے والا نہ رہے ہوتا ہے میں نے بھی تم کو دیکھا تو تمہارا عاشق بن گیا لیکن جو کچھ بھی ہوا میں اپنے پیار کو اپنے دل میں چھپاؤں گا اور تم کو تمہارے شہر تک نہ رہا پہنچاؤں گا فہد کی بات سن کر وہ خوشی سے بولی فہد پھر کب مجھے لے کر جا رہے ہو میرا بلی چو رہا ہے کہ کاش میرے پر ہوتے تو میں از کر اپناؤں کے پاس جا پڑتی۔

فہد بولا ابھی بچے جاتے ہیں لیکن تم کو انہیں پہاڑوں میں رکن دو گے مجھ جا کر اپنے کپڑے بدل لوں اور پھر جانے کے لیے غیروں کا انتظام کروں وہ بولی ٹھیک ہے میں یہاں تمہارا انتظار کرتی ہوں لیکن جلد ہی آجانا کیونکہ اب مجھے ان اندھیرے دل سے خوف آنے لگا ہے میں جانتی ہوں کہ میں نے جس اذیت میں اپنے دن گزارے ہیں فہد بولا تم فکر نہ کرو میں کیا اور آپا اتنا کہہ کر وہ گاؤں کی طرف چل دیا اور وہ حسینہ اس کو جاتا ہوا دیکھتی رہی جب تک وہ اس کو دکھائی دیتا رہا وہ اسے دیکھتی رہی لیکن جب وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تب وہ اندھیرے اور اندھیرے چلنے لگانے لگی فہد گھر تک جا پہنچا جا کر اس نے اپنے دوسرے کپڑے لٹکائے وہ پہنے اور پھر اس جگہ جا پہنچا جہاں اس کی ماں پیسے رکھا کرتی تھی یہ ایک برتن تھا جس میں اس کی ماں پیسے رکھا کرتی تھی اس نے آرام سے وہ برتن بچھے اتار اس کو کھولا تو اس میں پیسوں کی ایک جھیری سی لگی ہوئی تھی جو ایک پولی میں موجود تھی اس نے وہ پولی اٹھائی اور گھس کر باہر نکل گیا کوئی بھی اس کو دیکھ نہ سکا اس کا رن اب پھر سے پہاڑوں کی طرف چاند کی روشنی میں وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بس چھتا ہی چلا گیا۔ اسے دور سے ہی پہاڑوں میں اس کا سایہ لہرا ہوا دکھائی دیا وہ اس تک جا پہنچا وہ اندھیرے دیکھ کر مسکرائی اور بولی فہد تم کتنے اچھے ہو کہ میرے لیے تم نے اتنا کچھ کر دیا۔ فہد مسکرایا اور بولا میں تمہیں اپنے دل کی بات بتاؤں۔

ہاں بتاؤ۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی تو فہد نے کہا میں نے تمہیں موت میں نہ دیا۔ وہ ایک وقت تو تمہارے لیے دعا میں



کرنے لگا کہ تم زندہ ہو باؤ میں دوبارہ تمہیں زمین میں دفنانا نہیں چاہتا تھا اپنے سامنے رکھنا چاہتا تھا یہی بات تھی کہ میں تمہیں قبر سے نکال کر غار تک لے آیا تاکہ کوئی تمہیں نہ دیکھ لے میں ہی تمہیں دیکھتا ہوں لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ اتنا کچھ ہو جائے گا لیکن مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ غار میں تابوت کو کیا ہوا تھا وہ کیوں بنے لگا تھا وہ ایسے جھول رہا تھا جیسے ابھی گر جائے گا میں نے اس کو سنبھالنا چاہا تو وہ میرے اوپر ہی گر گیا۔

فہد کی بات سن کر وہ بولی ہاں تم نے ٹھیک کہا ہے جو نبی تم نے میرا تابوت زمین سے باہر نکالا تو اس کا ظلم ٹوٹنے لگا تھا اگر تم اس کو دیوار کے ساتھ کھڑا نہ بھی کرتے تب بھی وہ چکنا چور ہو جاتا لیکن مجھے تب ہوش آتا تھا جب کوئی بھی میرے گلے سے وہ غلطی مالا اتارنا جو میں نے پہن رکھی تھی جو نبی تم نے میرے گلے سے مالا کھینچی میرا ظلم میں جکڑا ہوا جسم آزاد ہو گیا میں ہوش میں آگئی اور ہوش میں آتے ہی میں نے تمہارا ہاتھ تھام لیا لیکن تم ڈر گئے اور ایک بچے کے ساتھ بے ہوش ہو گئے میں تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگی لیکن تم پر گہری بے ہوشی کا دورہ پڑا ہوا تھا تب میں غار سے باہر نکل آئی باہر موسم بہت ہی سہانا تھا میں نجانے کتنے دنوں سے اس تابوت میں بندھی باہر کا موسم دیکھ کر مجھے سکون سا ملنے لگا اور پھر تم کو میں نے باہر کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا تم تیزی سے بھاگ رہے تھے مجھے نہیں بھانپتا دیکھ کر میری ہنسی چھوٹ گئی تم نے میری ہنسی کو سن لیا اور رک گئے۔ وہ باتیں کرتے ہوئے چلتے جا رہے تھے شہر بہت دور تھا فہد نے برسے وقت کے لیے جب میں چا تو بھی رکھ لیا تھا کہ ایک جوان لڑکی اس کے ساتھ ہے اگر کسی نے اس کو بری نظر سے دیکھا تو اس کا گلا کاٹ دے گا وہ اپنی پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا صبح ہوئے تک وہ شہر چاہنچے۔ وہاں ہی انہوں نے ناشتہ کیا اور اس کے بعد وہ اس بس میں سوار ہو گئے جو اس لڑکی کو نوشی کے شہر کی طرف جاری تھی کنڈیکٹر نے اس کو بتایا تھا کہ وہ شہر بہت دور ہے ایک سی بس وہاں تک نہیں جاسکتی ہے۔

تین چار نہیں بدلتا دوں گی انہوں نے ایسا ہی ایک بس سے اترے تو اس سے آگے جانے والی بس پر سوار ہو گئے وہ ان کو لے اور آگے لے کر چل دیں فہد نے اس سے راستہ بھر میں کوئی بھی بات نہ کی اس کا دل نوٹ لیا تھا اس کا حسن دیکھ کر جو چھ اس نے سوچا تھا وہ سب دھڑکے کا دھڑا رہ گیا۔ وہ

خاموشی سے سفر کرتا جا رہا تھا نوشی سمجھ رہی تھی کہ اس کا دل نوٹ گیا ہے اس نے اس کا دل توڑ دیا ہے لیکن وہ مجبور تھی کچھ بھی نہیں کہہ رہی تھی لیکن وہ چاہتی تھی وہ اس سے باتیں کرے اس نے خود ہی باتوں کا سلسلہ شروع کر دیا بولی فہد میری ایک بہت ہی پیاری سہیلی ہے نور فاطمہ میں تمہاری اس سے بات کرواؤں گی میرے جیسی ہے وہ بھی یقیناً تم کو وہ بہت پسند آئی ہے اگر تم کو وہ اچھی لگی تو جو کچھ میں اس سے کہوں گی وہ یہی وہ کرے گی۔ یہ لفظ سن کر فہد بولا دوبارہ اس بات نہ کرنا میں اس کو دیکھنے نہیں چاہتا ہوں بلکہ تم کو چھوڑنے چاہتا ہوں تم کو چھوڑ کر میں واپس آ جاؤں گا تم میری فکر نہ کرو فہد نے ایسی بات کر کے اس کو چپ کر دیا اور باقی سفر ان کا بہت خاموشی میں گزارا۔ جو نبی وہ دونوں نوشی کے شہر کی بس میں سوار ہو رہے تھے تب رات ہو گئی تھی اور یہ بس رات کے آخری پیر کو چٹنی تھی فہد نے وہاں ہی خود بھی کھانا کھایا اور اس کو بھی کھلا یا اور بس کے چلنے کا انتظار کرنے لگے ابھی بھی کافی وقت تھا بس کے چلنے میں اس نے اس سے کہا۔

تم بس کی سیٹ پر سو جاؤ میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں وہ سیٹ پر لیٹ گیا اور وہ اس کے قریب والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس کی حفاظت کرنے لگا وقت ہونے پر پنی سواریاں اس بس میں سوار ہونے لگیں وہ اندھ گئی اور یوں آخری بس نے سفر شروع کر دیا اور چلتی ہی رہی اس بس کا سفر سب سے لمبا تھا اس نے رات کے آخری پیر سے لے کر دوپہر تک چلنا تھا تب جا کر اس کا شہر آتا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ بوڑھا جادوگر مجھے اتنی دور تک لے گیا تھا لیکن اس نے تو یہ سفر ایسے کیا تھا جیسے ایک محلے سے دوسرے محلے تک جاتے ہیں بس وہ بے ہوش ہو چکی تھی اور جب ہوش میں آئی تھی تب وہ اس محل میں موجود تھی جو اس جگہ زمین کے اندر موجود تھا جو جسم ٹوٹنے کے بعد حواس بن گیا تھا۔ اور اب فہد نے اس کو باہر نکالا تھا۔ صبح ہوئی تو بس ایک جگہ جا کر رک گئی جن لوگوں نے ناشتہ کرنا تھا وہ ناشتہ کرنے لگے اور کوئی دیر ہی بس سے باہر نکل کر ادھر ادھر گھومنے لگا یوں آدھے گھنٹے بعد بس پھر سے چل دی پھر چلتی ہی رہی اور اس وقت رکی جب اس کا آخری سناپ آ گیا یہی اس حسد کا شہر تھا لیکن وہ اپنا شہر دیکھ کر حیران سی رہ گئی وہ سوچنے لگی کہ اس کے کچھ دنوں کی عدم موجودگی میں شہر اتنا بڑا ہو گیا ہے وہ حیران سی ہوئے گی تھی بلکہ سوچنے لگی تھی کہ کہیں وہ کس شہر میں شہر میں نہیں آگئی ہے اس نے فہد سے کہا کہ وہ

کرنے کے فلاں گاؤں یہاں سے کتنا دور ہے فہد نے ایک یونٹ سے اس کے گاؤں کا پوچھا تو وہ بوڑھا بڑی طرح اچھلا اور میری نظروں سے فہد کو دیکھنے لگا جیسے فہد نے اسے کوئی انہونی بات کر دی تھی پھر سے نام لو اس گاؤں کا اس بوڑھے نے اپنی تسلی کے لیے پوچھا تو فہد نے دوبارہ سے اس گاؤں کا نام لیا تو وہ حیران ہوئے بولا کہ جتنا تقریباً پچاس سال پہلے یہاں تھی وہ گاؤں ہوا کرتا تھا اب تو وہ اس شہر کے ساتھ رہا ہے یوں سمجھ لو کہ وہ اس شہر کا حصہ ہے اس کا نام بدل دیا گیا ہے تم لوگوں نے کس کا ملنا ہے فہد کو اس بوڑھے نے پوچھا تو نوشی آگے بڑھی اور بولی کہ میں نے فلاں آدمی سے ملنا ہے اس آدمی کا نام سن کر وہ بولا ہاں یاد آیا ایک وقت تھا وہ کبھی اس گاؤں میں ہوتا تھا اس کی ایک بیٹی بھی تھی جس کو کوئی جادوگر اٹھا کر لے گیا تھا یہ سن کر وہ بولی ہاں وہ میں ہی ہوں۔ کیا کیا۔ یہ سن کر وہ بڑی طرح اچھلا اور میری نظروں سے اسے دیکھنے لگا اور بولا یہ کیسے ہو سکتا ہے تم تو جوان ہو جبکہ اس کی بیٹی گئے ہوئے پچاس سال سے اوپر ہو چکے ہیں یہ بات سن کر نوشی بھی حیرت سے اچھل پڑی اور بولی پچاس سال۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ جیسے کل کی بات ہو اور پھر اس نے اپنی امی کا بھی نام بتایا اور کہا ہمارے ہمسایہ میں اس نام کا خاندان ہوا کرتا تھا اور پھر گاؤں والوں کے نام بتاتے گئی۔

وہ بوڑھا اس کی باتیں سن کر حیرت میں ڈوبتا چلا گیا اور بار بار نوشی کو دیکھتا جا رہا تھا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے وہ بولا میں ملہ دین ہوں اس وقت تمہاری عمر کا تھا ملہ دین کا نام سن کر نوشی حیرت سے اچھلی اور ملہ دین ہو چکا نواب کے بیٹے ہاں ہاں میں اس کا ہی بیٹا ہوں وہ تو عرصہ ہوا مر گئے ہیں۔ کیا کیا وہ بھی مر گئے ہیں۔ ہاں نوشی اب میں تم کو جینی بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ تم مجھ سے چھ ماہ بڑی ہو تمہاری اماں اب بھی مر گئے ہیں اور پھر ان تمام لوگوں کے نام لینے لگا جو مر گئے تھے جن کو نوشی اچھی طرح جانتی تھی وہ حیرت میں ذوقی جا رہی تھی۔ اور ساتھ ہی روئے بھی لگی تھی اس کو اپنے ماں باپ کی موت کا گہرا صدمہ ہوا تھا وہ تو ان کو ملنے یہاں آئی تھی لیکن یہاں کی داستان سن کر وہ نہ صرف حیرت زدہ رہ گئی تھی بلکہ صدمہ سے نہ ڈال بھی ہوئی تھی علم وہی مجھ میرے گھر لے چلو نوشی نے روتے ہوئے کہا میں اپنے گھر کے دروازہ پر دیکھتا چاہتی ہوں اس کی باتیں سن کر ملہ دین بولا یہی وہ گھر تو اب

تمہارا نہیں رہا ہے وہ تو شہر میں آ گیا ہے اور اب وہ کچا مکان نہیں ہے بہت بڑی کبھی بن چکی ہے لیکن پھر بھی میں تم کو وہ محلہ دکھاتا ہوں جہاں رہتی رہی ہو اتنا کہ کرو وہ اٹھ گیا۔ رات کے ساتھ چلنے لگا اور ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ نوشی اصل میں نوشی ہے یا پھر نوشی کے روپ میں کوئی جن جوتی تو نہیں ہے یہ باتیں سوچتا ہوا وہ اس کو اپنے گھر لے گیا یہ ایک عام سا مکان تھا اس نے اس کا دروازہ کھٹکنا یا تو اندر سے ایک نوجوان لڑکی نکلی جس کے سر کے بال بچھ سفید تھے ملہ دین ڈنک سے بولا۔

یہ میری بیٹی ہے علم دین نے اس کا تعارف کر دیا یہ بات سن کر نوشی اس کو دیکھتی رہ گئی جبکہ وہ عورت بھی اس کو دیکھتی جانے لگی وہ سوچ رہی تھی کہ ابو جان کس کو کسٹھ لے آئے ہیں اور میرا اس سے تعارف کیوں کر دار ہے ہیں اندر آؤ میں نہیں سب سے ملواتا ہوں اتنا کہہ کر وہ اندر چلا گیا نوشی اور فہد بھی اس کے پیچھے پیچھے اندر چلے گئے فہد کی حیرتوں کی انتہا نہ رہی تھی وہ بار بار نوشی کو دیکھ رہا تھا کہ یہ کس زمانے کی ہے۔ اس کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا یہ سب کچھ جے جے یا پھر کوئی ٹھیل ہے لیکن ان دونوں کی باتیں سن کر اس کو یقین ہو گیا تھا یہ کوئی ٹھیل نہیں ہے حقیقت ہے عجیب حقیقت۔ ہو سکتا ہے کہ جادو کا اثر اس پر کسی سالوں تک موجود ہو وہ تمام منظر دیکھ رہا تھا اندر ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی تھی جو بوڑھوں کا ڈھانچہ دکھاتی رہی تھی نوشی نے اس کو سلام کیا تو اس بوڑھی نے نوشی کی طرف گہری نظروں سے دیکھا۔

یہ میری بیٹی ہے۔ ملہ دین نے بوڑھی عورت کا تعارف کر دیا اور میرے تین بیٹے ہیں جو علیحدہ مکانوں میں ہوتے ہیں ماشاء اللہ وہ اپنے بال بچوں والے ہیں اور پھر علم دین نے اپنی بیوی کو نوشی کے بارے میں سب کچھ بتانا شروع کر دیا وہ بھی نوشی کو دیکھ کر حیران سی ہوئی اس کے لیے بھی یہ سب باتیں محض ایک مذاق دکھائی دے رہی تھیں لیکن حقیقت تسلیم کرنا پڑا نوشی نے اپنی تمام کہانی سنائی اور فہد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اس لڑکے نے اس زمین کی کھدائی کر کے مجھے باج نکالا ہے اور میرے گلے میں جو طعنیہ ملا ہے وہاں بھی وہاں بھی اس کے نوتے ہیں میں ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آئی لیکن تمہاری باتیں سن کر مجھے اتنا حیرانگی ہوئی کہ میں کیا پچاس سال سے بھی زیادہ عرصہ طلسمی تابوت میں بند رہی ہوں اور اس سے باوجود بھی زندہ ہوں ہاں نوشی یہ تمہارے لیے ہی نہیں میرے



ایسے بھی حیرت کی بات ہے اور یقیناً جو بھی اب قبرباری کہانی سے گایا نہیں دیکھے گا تو یقیناً نہیں کر پائے گا کہ تم وہی نوشی ہو جو ہم سب کی ہم عمر تھی ہم سے کھیل کر رہی تھی لیکن اب تو مجھے تمہارے سامنے بیٹھے ہوئے بھی عجیب سا لگ رہا ہے کیونکہ میری بیٹی تھی تم سے عمر میں بڑی ہوئی ہے اور سب بچے بھی تم سے بڑے ہیں۔ وہ بائیں کر رہے تھے کہ اس کی بیٹی چائے لے آئی سب نے ل کر چائے پی وہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھ گئی اور ابو سے اس کی بائیں پوچھنے لگی علم دین نے نوشی کی تمام کہانی اپنی بیٹی کو سنائی تو وہ سب سن کر چونک کر اچھل ہی پڑی اور نوشی کو دیکھنے لگی اس کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ سچ ہے یا ایسے ہی کہہ رہے ہیں۔ چائے پینے کے بعد علم دین بولا آؤ میں تم کو تمہارے ابا ماں کی قبروں میں لے کر جاؤں ابا ماں ابی قبروں کا نام سن کر اس کی آنکھیں بننے لگیں سب نے اس کو دلاسا دیا کہ یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے کئی سال پرانی بات ہے پتہ نہیں ان کی قبروں کے نشان بھی باقی ہیں بچے ہوں یا نہیں۔ اتنا کہہ کر علم دین اٹھ گیا اور وہ دونوں بھی اٹھ گئے اور گھر سے باہر نکل کر سامنے موجود سڑک پر چلنے لگے نوشی اس خوبصورت شہر کو دیکھ کر حیران ہوئی جاری تھی ایک جگہ جہاں علم دین رک گیا اور بولا۔

نوشی وہ سامنے تمہارا مکان ہے۔ کیا کیا وہ ایک خوبصورت ٹھکانہ کر حیرت زدہ رہ گئی اور پھر آس پاس کے مکانوں کو بھی دیکھنے لگی اور ایک ایک آدمی کا نام لے کر بتانے لگی کہ یہاں فلاں آدمی کا مکان ہوا تھا یہاں فلاں آدمی کا گھر ہوا کرتا تھا علم دین اس کی باتیں سن کر حیران سا رہ گیا اور بواؤ تم کو ایک ایک گھر کا پتہ ہے ایک ایک فرد کا پتہ ہے واقعی جو تم نے نام لیے ہیں یہ ان کے ہی مکان ہیں لیکن وہ سب مر چکے ہیں ان کی اولاد دین ان گھروں میں رہ رہی ہیں جو میں نہیں جانتی ہیں اتنا کہہ کر علم دین آگے کی طرف بڑھ گیا تو نوشی بولی علم دین مجھے قبرستان کا پتہ ہے اگر پچاس سال پہلے والا قبرستان ہے تو میں وہاں جاسکتی ہوں علم دین بولا ہاں نوشی وہی قبرستان ہے جہاں تمہارے ابا ماں دفن ہیں لیکن تم اس قبرستان میں پہنچنے کا پتہ ہی نہیں ہے جن کے کچے راستے پر تم چل کر جاتی تھی یہ اب شہر ہے یہاں کئی سڑکیں بن چکی ہیں لیکن پھر بھی تم آگے چلی جاؤ میں دیکھتا ہوں کہ تم قبرستان تک پہنچتی ہو کہ نہیں اتنا کہہ کر علم دین اس کے پیچھے ہو گیا تو وہ اس کے آگے چلنے لگی جس کی میسر وہ جاتی وہ لگی یا تو بند ہوئی یا اس کو

کہیں اور لے جاتی علم دین بولا۔

نوشی تم رہنے دو اور میرے پیچھے چلتی آئی تم قبرستان کے قریب سے واپس لوٹی ہو اتنا کہہ کر وہ اس کو اس گلی میں لے گیا جہاں سامنے ہی ایک پرانا سا قبرستان موجود تھا جو قبروں سے بھرا ہوا تھا وہ قبروں کو دیکھ کر حیران رہ گئی جب وہ یہاں ہوا کرتی تھی تو اتنی زیادہ قبریں نہ ہوا کرتی تھیں اور بہت سی چھوٹا قبرستان ہوا کرتا تھا لیکن اب یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا پورا گاؤں اس قبرستان میں آگیا ہو علم دین اس کو لیے قبرستان میں لے ہوئے مختلف راستوں سے چلتا ہوا ایک جگہ جا کر رک گیا اس نے اس کے ماں باپ کے ناموں کی تختیاں لگی ہوئی تھیں وہ بولا نوشی یہ تمہارے ماں باپ کی قبریں ہیں قبروں کو دیکھ کر نوشی چھوٹ چھوٹ کر رو دی وہ قبروں پر چبھ گئی کئی کئی دیر تک وہ روئی رہی تب فہد آگے دو حائل کے کندھے پر اس نے ہاتھ رکھا اور بولا نوشی اب بس کر دو تیرے رونے سے انہوں نے اتنے کر تم کو دیکھ نہیں لینا ہے اور پھر اس کو دلا سے دینے لگا تب وہ صبر کرنے لگی اور اٹھ گئی ایک نظر اس نے قبروں پر ڈالی اور ایک دیکھ بھری سانس لے کر علم دین سے بولی۔ علم دین میں اپنے ماں باپ سے ملنے آئی تھی لیکن ان کو مل نہ سکی اب مجھے واپس جانا ہوگا اسی جگہ جہاں سے آئی ہوں میں تو بہت خوش تھی کہ میں دوبارہ زندہ ہو گئی ہوں اب اپنے ماں باپ کے پاس جاؤں گی اور ان کو بتاؤں گی کہ ابا ماں میں واپس آئی ہوں لیکن یہاں تو دنیا ہی بدل گئی ہوئی ہے نہ ماں باپ رہے اور نہ گاؤں رہا سب کچھ ہی تو بدل چکا ہے میری اپنی سہیلیاں بھی تمہاری طرح بوڑھی ہو چکی ہوں گی۔ ہاں نوشی تم نے ٹھیک کہا ہے تمہاری سب سہیلیاں بھی میری طرح بوڑھی ہو چکی ہیں ان میں سے کچھ تو اسی قبرستان میں دفن پڑی ہیں۔

یہ سن کر نوشی نے ایک سروی آدھ بھری اور بولی ہاں علم دین ٹھیک کہا تم نے واقعی میری کافی سہیلیاں ان قبروں میں پڑی ہوئی ہوں گی مجھے یہاں سے خوف سا آنے لگا ہے اتنا کہہ کر اس نے فہد کی طرف دیکھا تو فہد نے اپنی نظریں جھکا لیں علم دین بولا نوشی میں تم کو روکوں گا نہیں لیکن رات ہونے والی ہے رات میرے گھر میں خضر جاؤ صبح کو چلی جانا۔ ہاں ٹھیک ہے میں رات تمہارے گھر میں ہی رہ جاتی ہوں اتنا کہہ کر وہ تینوں قبرستان سے باہر نکل آئے اور انہی راستوں سے جن راستوں سے وہ چلے ہوئے قبرستان آئے تھے انہیں

استوں سے واپس جانے لگے راستے میں ان کو ایک بوڑھی عورت دیکھائی دی علم دین اس کو دیکھ کر رک گیا اور نوشی سے بولا نوشی جاتی ہو کہ یہ کون عورت ہے۔ وہ بولی نہیں علم دین میں کچھ بھی نہیں جانتی ہوں وہ بولا یہ نور فاطمہ سے تمہاری گہری سہیلی۔ نور فاطمہ کا نام سنتے ہی وہ بھاگ کر اس کے گلے جا گئی وہ بوڑھی اس کو پہچان نہ سکی اور اس کو گہری نظروں سے دیکھنے لگی سم دین گتے بے شمار تھے یہ مہمان آئے ہوئے تھے جن کو میں نہیں جانتی ہوں وہ بولا ہاں مہمان ہیں میرے گھر میں لیکن اب شاید میرے نہیں تمہارے مہمان بن جائیں تم اس کو پہچانوں کہ یہ کون ہے وہ بولی نہیں علم دین میں اس کو پہچان نہیں سکتی ہوں لیکن ایک بات کہہ دوں کہ عرصہ دراز پہلے اس کی صورت کی ایک لڑکی ہمارے گاؤں میں ہوتی تھی جو میری سب سے پیاری سہیلی ہوا کرتی تھی یہ بالکل اسی کی جیسی ہے ابھی اس پر جوانی تھی ایسی اس کی آواز بھی اور ایسا ہی اس کا حسن ہوتا کرتا تھا اس کو دیکھ کر مجھے پچاس سال پرانا دور یاد آ گیا ہے علم دین نہیں دیا۔ فہد نوشی کو ان دونوں سے اسے ایک طرف لے گیا اور بولا۔

نوشی میں اب چلتا ہوں مجھے بہت دیر ہو رہی ہے یہ میرے اچھی بات ہے کہ تم اپنا تک باخیریت پہنچ گئی ہو فہد نے کہا تو نوشی اچھل ہی پڑی اور گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگی اس کے دل کو ایک جھوٹا سا لگ بول لگا کہ جیسے اس سے کوئی بہت ہی قیمتی چیز کھوئی جائے گی۔ فہد وہ دھیمی آنکھوں سے بولی رو کے رہو میرے پاس مجھے تمہاری ضرورت ہے مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے ناراض ہو میری باتوں سے تمہارے دل کو تنگی ہو گئی ہے لیکن اب ایسا کچھ بھی ہو گا جس تم نے کہیں بھی نہیں جانتا ہے اور نہ ہی میں نے تم کو جانے دینا ہے۔ وہ چپ ہو گیا۔ اور نوشی ان دونوں کے پاس آگئی تو علم دین بولا۔

نور فاطمہ۔ یہ وہی ہے نوشی ہے جو تمہاری گہری سہیلی تھی بلکہ ہے۔ کیا کیا۔ یہ کیا مذاق کر رہے ہو علم دین۔ میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں یہ وہی ہے اس کو جاؤ وگراٹھا کر لے گیا تھا اس نے اس کو اپنے جاو میں بند کر دیا تھا اس کی دنیا کو روک دیا تھا وقت کو روک دیا تھا اس کا وقت رکا رہا لیکن ہمارا اپنی مخصوص رفتار کے ساتھ چلتا رہا ہم بوڑھے ہو گئے لیکن یہ اسی طرح کی جوان رہی۔ نور فاطمہ کو اس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا نوشی بولی ہاں نور فاطمہ علم دین ٹھیک کہہ رہا ہے میں تمہاری سہیلی ہی

ہوں وہی سہیلی جس کے ساتھ تم ہر روز گھوما پھر اگر تھی جس کے ساتھ تم کھاتی چتی تھی نور فاطمہ اس کی باتیں سن کر اس کے گلے لگ کر رو دی اور پھر وہوں ہی روئی رہیں علم دین نے ٹھیک کہا تھا کہ یہ مہمان اب میرے ہیں یہ اب میرے گھر میں رہیں گے میں اس کو سب کچھ بتاؤں گی اور میری جان نوشی میرے گھر آؤ نور فاطمہ نے کہا تو نوشی بولی علم دین میں نور فاطمہ کے ساتھ جاتی ہوں تمہارا بہت شکر ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا تھا اور پھر میرے والدین کی قبر بھی دکھا دیں اتنا کہہ کر وہ نور فاطمہ کے ساتھ چل دی وہ سنائی ہی گئی میں اس کا گھر تھا وہ فہد اس گھر میں داخل ہو گئے۔

میرا خانا مر گیا ہے جاتی ہو میری شادی کس کے ساتھ ہوئی تھی نور فاطمہ نے ایک کبھی کبھار اشارہ کرتے ہوئے ان کو بھاتے ہوئے کہا نہیں نور فاطمہ مجھے کیا پتہ کس سے ہوئی تھی وہ بولی جمال دین سے ہوئی تھی۔ نوشی کو یکدم ایک جھٹکا سا لگا جمال دین کا چہرہ یاد آ گیا کیا کہا تھا نے جمال دین۔ وہی جو اس کاؤں کا گھر وہ جوان تھا۔ ماں نوشی وہی جو تمہارے جانے کے بعد وہ مجھ پر عاشق ہو گیا تھا تو تو جانتی ہے کہ گاؤں کی سب لڑکیاں اس پر مرقی تھیں تو ابھی تو اس کی تقریریں کیا کرتی تھی نہیں بھی وہ پسند تھا تیری بھی تو خواہش تھی کہ تمہاری شادی اس کے ساتھ ہو جاوے جاتی ہو تم نے مجھے بھی کہا تھا کہ نور فاطمہ جمال دین میرے دل کو بہت اچھا لگتا ہے دل ہی دل میں اس سے پیار کرتی ہوں لیکن پھر تمہیں وہ جاوہر اٹھا کر لے گیا پورا گاؤں تم کو تلاش کرتا رہا تمہارے ابا نے مجھے کہاں کہاں کہاں تمہارے بارے میں پتہ نہ کروایا اس نے اپنی تمام زمین بیچ کر تمہاری تلاش میں لگا دی لیکن وہ جہاں بھی جس قسم والے سے پتہ نہ کروا تا تو اس کو ایک ہی جواب ملا کہ تمہارے بیٹی کا لے جاو میں پہنچی ہوئی ہے اس پر کالے جاوہر کاں قد اثر ہے کہ ہم لوگ اس کو اس کا لے جاوے سے باہر نہیں لے کر آ سکتے ہیں وہ تمہارا۔ یہی علم میرا گیا اور تمہاری ماں بھی تمہارے علم میں سرگئی تھی وہ مر گیا تمہاری راہیں دیکھتی رہتی تھی اور سب سے یہی کہتی تھی۔ دیکھ لیا کیا میری بیٹی واپس نہ آئے گی انہوں نے ٹھیک ہی کہا تھا تو واپس آئی ہے لیکن اس وقت اتنی سے جب سب کچھ بدل گیا تھا لوگ بدل گئے ہیں مکان بدل گئے ہیں گاؤں بدل گئے ہیں جہاں کھیت ہوا کرتے تھے وہاں اب کئی کئی عمارتیں بن گئی ہیں۔ اور وہ کسواں جہاں سے ہم اپنی قبر اگرتی تھیں وہ کسواں بھی بند ہو گیا ہے وہاں بہت بڑی نوشی



بنی ہوئی ہے نور فاطمہ اس کو تمام باتیں بتاتی چلی گئی نوشی روتی رہی کہ اس کے ماں باپ نے اس کا کتنا انتظار کیا ہے اور میں واپس لوٹی بھی ہوں تو اس وقت جب وہ انتظار کرتے کرتے قبروں میں اتر گئے نور فاطمہ نے اس کو حوصلہ دیا اس کو چپ کر دیا تو نوشی بولی۔

نور فاطمہ جمال دین کیسے مرا تھا مجھے بتا اس کا دھیان ابھی تک جمال دین کی طرف تھا۔ وہ بولی اس کو سانپ نے کاٹ لیا تھا جو بہت ہی زہریلہ تھا چند لمحوں کے اندر اندر ہی وہ مر گیا اس کے منہ سے نیلا رنگ کی جھاگ نکلے گی اس کو مرے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں لیکن ہمیں خدا نے اولاد سے محروم رکھا تھا آج میں اکیلی رہ گئی ہوں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ باتیں کرنی رہوں میری سب جاننے والی کچھ تو مر گئی ہیں اگرچہ مر گئی ہیں بالکل تبہار گئی ہوں اس کی باتیں سن کر نوشی ایک بھڑکھری سانس لے کر رہ گئی وہ سوچنے لگی کہ کتنا بے وفا تھا جمال دین اس کے غائب ہونے کے بعد اس کی سبیلی پر عاشق ہو گیا۔ نوشی چل اچھا ہوا کہ تو چلی آئی ہے اب تم سے باتیں کر کے دل کا بوجھ ہٹا کر لیا کروں گی لیکن اب میں تمہیں بتی کہہ کر بلایا کروں گی کیونکہ تو اب میری بیٹیوں جیسی ہو نوشی جلدی سے بولی نہیں یار میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں گی تیری دوست ہی ہوں وہی دوست جس سے تو اپنے دل کی ہر بات کہہ دیا کرتی تھی اور میں اپنے دل کی ہر بات کہہ دیا کرتی تھی نوشی کی بات سن کر نور فاطمہ ہنس دی اور بولی چل ٹھیک ہے جیسے تو کہتی ہے ویسے ہی سہی۔ نور فاطمہ یہ فہم ہے اس کی وجہ سے میں تمہارے سامنے ہوں اس نے ہی مجھے ہی زندگی دی ہے اگر یہ زمین نہ کھودتا تو میں نجانے کتنا عرصہ اور زمین میں دبی رہتی اس کی وجہ ہی سے میں تمہارے سامنے ہوں یہ مجھ سے بہت پیارا کرتا ہے اور میں بھی اس سے پیار کرنے لگی ہوں اور میں نے اب اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہاں پہنچ کر حالات ہی بدلے ہوئے دیکھے تو رونے اور حیرانگی کے علاوہ کچھ بھی نہیں حاصل ہوا اس کی باتیں سن کر نور فاطمہ نے ایک گہری نظر فہم پر ڈالی اور مسکرا دی اور بولی ہاں یہ بھی جمال دین جیسا ہی ہے یوں جیسے جمال واپس آ گیا ہے اس کی بات سن کر نوشی ہنس دی اور بولی ہاں اس کی طاقت کو میں دیکھ چکی ہوں اس کی زور بازو میں بہت طاقت ہے یہ وجہ توجواں ہے۔

وہ فہم ہو کر مسکراتے ہوئے بولی لیکن فہم کے دل میں

اس کی وہ تمام باتیں یاد تھیں جو اس نے اس سے کہی ہوئی تھیں کہ وہ صرف اس کا محسن ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور اب جبکہ یہاں کے تمام حالات بدل چکے ہیں یہاں کی دنیا بدل چکی ہے وہ اس کی طرف آنے لگی ہے اس کو اپنانے کی بات کر نے لگی ہے اسے وہ کوئی مکار حسینہ نہ تھی۔ وہ بولا آہنی آپ دونوں سہیلیاں ہیں مجھے خوش ہوئی کہ آپ دونوں مل گئی ہیں میں تو یہاں ایک مہمان ہوں صبح ہوتے ہی یہاں سے چلا جاؤں گا اور پھر کبھی بھی واپس نہیں آؤں گا اس کی باتیں سن کر نوشی کے ساتھ ساتھ اس کی سبیلی بھی اچھل پڑی نوشی اس کو ایسے دیکھنے لگی جیسے اس کی آنکھیں کسی بھی وقت بہہ جائیں گی اور پھر خود رو کر دیکھی کہ اس کی آنکھیں بھی بہہ جائیں گی باتیں کیوں کر رہے ہو میں نے تمہارے دل کا تخت چوٹ پہنچائی ہے تم مجھ سے اس بات کا بدلہ لے رہے ہو اس نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے میں اپنی غلطی کی معافی مانگتی ہوں دیکھو میرا اب تمہارے علاوہ کوئی اور دنیا میں نہیں ہے میں مانگتی ہوں کہ تم نے وہی کہا تھا جو تم کو کہنا چاہے تھا۔ یہ نہیں کیوں اس کے بندھے ہوئے ہاتھ دیکھ کر اس کی بھی آنکھیں بہہ نکلیں۔ وہ بولا۔

نوشی ایسی بات نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو میرا پیار تمہارے لیے ہی ہے میں نے زندگی میں پہلی بار پیار ہے وہ بھی تم سے ہاں صرف تم سے لیکن۔ نہیں فہم اب لیکن کا لفظ نہ کہنا میرے دل میں بھی صرف تمہارے لیے ہی پیار ہے میرا یکدم تمہاری طرف مائل ہو جانا تمہاری سچی جاہت کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ تم مانگے ہو کہ مجھے اب بھی ہر کوئی اپنانے کو تیار ہو جائے گا لیکن میں اب کسی اور کا سوچنا نہیں چاہوں گی یہ زندگی تم نے مجھے دی ہوئی ہے تم ہی اب اس زندگی کے مالک ہو اور ہمیشہ رہو گے۔ ہاں فہم بیٹا نوشی ٹھیک کہہ رہی ہے اب اس کا تمہارے علاوہ اور کون ہے اس کی عمر کی تمام لوگ بوڑھے ہو چکے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے وقت کا رک جانا صرف تمہارے لیے ہی ہو کہ اس کی زندگی تمہارے لیے ہو نور فاطمہ نے کہا تو دونوں ہی حیران رہ گئے شاید واقعی ایسا ہی ہو فہم نے سوچا اور بولا آپ نے شاید ٹھیک کہا ہے ہو سکتا ہے کہ وقت صرف میرے لیے رکا ہوا ہو میں اس سے شادی کروں گا اور ہر حال میں کروں گا۔ اس کی باتیں سن کر نہ صرف نوشی خوشی سے جھوم گئی بلکہ نور فاطمہ بھی خوش ہو گئی اور بولی بیٹا میں تم دونوں کی شادی جلد کرنے کی تیاری کرتی

ہوں صبح ہوتی ہے تو میں علم دین کر بلاتی ہوں اس سے بات کرتی ہوں وہ تمہاری شادی کا کچھ کہتا ہے تم دونوں تب تک میرے گھر میں مہمان بن کر رہو گے اور میں تم دونوں کی میزبان بن کر۔

نور فاطمہ کی باتیں سن کر دونوں نے سکون کا سانس لیا اور پھر فہم جا کر اپنے کمرے میں ہو گیا اس کو کہیں پتہ نہ کہ نوشی اور نور فاطمہ کب سوئیں وہ سوئیں بھی نہیں یا نہیں وہ کچھ بھی جان نہ کیا صبح ہوئی تو وہ اٹھا نہایا دھویا اور ناشتہ کرنے لگا کسم دین آ گیا اور بولا نور فاطمہ بہن خیر تو ہے کیوں مجھے صبح بلایا ہے علم دین تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تم جانتے ہوں کہ نوشی کا ہمارے دونوں کے علاوہ دنیا میں اور کوئی بھی نہیں ہے وقت نے سب کچھ اس سے چھین لیا ہے نوشی اور فہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور میں جانتی ہوں کہ ان دونوں کا نکاح کر دو اور اس کی بات سن کر علم دین بولا۔ نور فاطمہ بہن میں بھی رات سے یہی سوچ رہا ہوں کہ لڑا کچھ سہ اور نوشی بھی اکیلی ہے اگر ان دونوں کو ایک کر دیا جائے تو کتنا اچھا ہوگا تم نے میرے دل کی بات چھین لی ہے میں کل اس دونوں کا نکاح کر دیتا ہوں اور ہم لوگ پرانے وقتوں کو نہیں بھولے ہیں ہمارے بڑے ہمیشہ گاؤں کی بہن بیٹیوں کو کچھ نہ کچھ بنا کر دیتے ہیں میں بھی ایسا کرنا چاہتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے اپنی جب میں ہاتھ ڈالا اور دونوں کی ایک دھبی باہر نکالی جو اس نے نوشی کے ہاتھ میں رکھ دی اور بولا نوشی تم نور فاطمہ بہن کے ساتھ بازار جاؤ اور اپنے اور فہم کے لیے کپڑے وغیرہ لے کر آؤ اور گلے میں پہننے کے لیے کچھ زہری بھی آتا ہم تمہاری شادی بھی ایسے ہی کریں گے جیسے ہماری ہوئی تھی تم فہم کی بہن۔

بنو کی اور فہم دلہا اور میں اپنے دوستوں ساتھیوں کو دعوت دے دیتا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھ کر چلا گیا اور نوشی اور نور فاطمہ دونوں بازار چلی گئیں جبکہ فہم کمرے میں لیٹ گیا یکدم اس کی نظر اس جگہ پر پڑی جہاں نوشی سوئی ہوئی تھی وہاں سے اس کو سفید دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیا اس سفید دھواں کو دیکھ کر وہ بری طرح اچھلا۔

وہ اپنی چار پائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس دھواں کو دیکھنے لگا جو کسی سفید بادل کی طرح تھا لیکن اس قدر بھگتا کہ نور سے کہنے لگا کہ یہ دھواں کیا تھا اسے یوں لگا جیسے نوشی اصل نوشی نہیں تھی بلکہ وہ اب اس کے چہرے اور لیکن اس نے یہ بات اپنے سمجھنے کی بجائے یہاں تک کہ نوشی نہ

بتائی نوشی گھر آئی تو فہم اس کو دیکھتا چلا گیا اس نے دیکھ کر سفید دھواں اس کے پورے جسم سے اٹھ رہا تھا جو اس قدر بھگتا کہ غور کرنے پر دکھائی دیتا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے وہ سوچنے لگا نوشی نے اس کو پریشان دیکھ لیا تو اس کے پاس آئی اور بولی فہم کیا بات ہے میں جب سے آئی ہوں تم کو پریشان دیکھ رہی ہوں کیا بات ہے خیریت ہے میں بس یہ سوچ رہا ہوں کہ کاش آج میرے ماں باپ بھی میری شادی میں شامل ہوتے تو کتنا مزہ آتا اس کی بات سن کر نوشی نے ایک سردی آدھری اور بولی فہم میں بھی ایسا ہی جانتی تھی لیکن یہاں کے حالات نے مجھے چپ کی مہر لگا دی ہے لیکن ہم نے کون سا یہاں رہنا ہے شادی کرنے کے بعد تمہارے گھر چلے جائیں گے۔ اس نے فہم کو مطمئن کر دیا لیکن وہ کیا جانے کہ اصل پریشانی والی بات کوئی اور ہے وہ مسکرا دیا اور بولا ہاں تمہاری بات بھی ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کریں گے بس تم جلدی سے شادی کی تیاری کرو فہم نے کہا تو وہ بولی۔

میں نے جو کچھ تمہارے لیے اور اپنے لیے خریدا ہے وہ درزی بوئے آئی ہوں کل صبح مل جائیں گے پھر وہ دھواں اور کھری باتیں کرنے لگا اور رات ہوئی تو وہ بیٹوں سے لیکن فہم کو نیند نہیں آئی تھی وہ ویسے ہی کمرے میں بیدار رہا اس کی نظر نوشی پر پڑی تو چونک سا گیا وہ سفید اس کے پورے جسم میں پھیلا ہوا تھا اور وہ اس دھواں میں صرست سوئی ہوئی تھی یہ سب کیا درزا ہے وہ سوچنے لگا لیکن اس کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا رات ایسے ہی گزر گئی نوشی اٹھ گئی فہم نے دیکھا کہ اس کی شکل کچھ کچھ بدلی ہوئی ہے چہرے کا حسن وہ نہ رہا تھا وہ بھی بھیکا پڑ گیا تھا خود نوشی نے اپنا چہرہ آنکھ میں دیکھا تو حیرت سے کہی نوشی فاطمہ بھی پریشان ہوئے تھی کہ اس کو کیا ہو گیا ہے وہ بولی نوشی کیا بات ہے لگتا ہے کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تم بیٹا بیٹی دکھائی دے رہی ہو وہ بولی نور فاطمہ یہ پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے میں تو خود پریشان ہو رہی ہوں آج میری شادی ہے اور شادی دن تو آج ہی ہے نہ زیادہ حسین بننے کی کوشش کرنی ہیں لیکن مجھ پر جو حسن تھا وہ جاتا رہا ہے نور فاطمہ بولی میں بھی سمجھتی ہوں کہ یہ اندر کوئی بیماری ہے جس کا اثر ہے یہ نہیں ہے لیکن کوئی بات نہیں میں اس کا علاج کرواؤں گی ایک حکیم یہ جاننے والا ہے وہ تمہاری بیماری کا علاج کرے گا تو اب وہی بھی فکر نہ کرنا تم شادی کے لیے



تیار ہو جاؤ ابھی ظلم دین آجائے گا اور پھر تم دونوں کا نکاح کر دیں گے نوشی یہ سن کر اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن اپنی گجڑی بونی حالت کو دیکھ کر اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا وہ سوچ سوچ کر باہل ہو رہی تھی کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے وہ فہم نہ کر سکتی تھی پھر خود ہی بولی ہو سکتا ہے کہ یہ جو بیماری ہے شادی کے بعد خود ہی ختم ہو جائے مجھے اتنا پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

اتنا سوچ کر وہ مطمئن ہو گئی اور پھر تیار ہونے لگی اور پھر اس گھر میں لوگوں کا جھوم جھج ہونے لگا ظلم دین کے جاننے والے آئے اور نور فاطمہ نے بھی اپنے ملنے والیوں کو بلایا تقریباً ایک گھنٹہ میں ہی وہ گھر شادی والا گھر دکھائی دینے لگا فہم نہ بھی دلہا والا سوٹ پہن لیا تھا اور نوشی بھی تیار ہو گئی تھی نکاح خواہ آگیا اور ان دونوں کا نکاح پڑھوایا وہ دونوں ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے عورتیں دلہن کو دیکھنے کے لیے اس کے کمرے میں گئیں تو اس کو دیکھ کر حیران رہ گئیں اسے تو انہوں نے کچھ بھی نہ کہا ہاں البتہ نور فاطمہ کو کہنے لگی کہ نور فاطمہ تو چاہے ہماری دوست ہو لیکن تم نے اس بیچے کے ساتھ زیادتی کی ہے لڑکا چھوٹی عمر ہے جبکہ وہ بڑی عمر کی ہے ان کی باتیں سن کر وہ مسکرائی اور بولی ہاں میں بھی جانتی ہوں کہ نوشی اس سے کچھ بڑی ہے لیکن یہ دونوں کی پسند کی شادی ہے لڑکے کو نوشی بہت سے اس لیے ان کا نکاح کر دیا ہے اتنا سن کر وہ مطمئن ہو گئیں کہ یہ بیکار کا معاملہ ہے ورنہ جوڑی ان کو ذرا بھی پسند نہیں آتی تھی یہ باتیں اندر کمرے میں چھپی ہوئی نوشی نے بھی سن لی تھیں وہ رو دی کہ یہ بیماری بھی آج ہی جیسے لگتی تھی اگر لگتی تھی تو پہلے لگ جاتی مین شادی والے دن لگی ہے لیکن اب وہ کیا کر سکتی تھی شام پڑ گئی پھر رات ہو گئی وہ دلہن بنی ہوئی فہم کا انتظار کرنے لگی فہم بھی اس کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھا وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ وہ دن سے اس کے جسم سے سفید رنگ کا دھواں اٹھتا ہوا دیکھ رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے ایسی ہی سوچیں لیے وہ نوشی کے کمرے میں داخل ہوا تو سلام کے بعد اس کے پاس ہی بیٹھ گیا اور پھر کچھ دیر بعد اس کا گھونگھٹ الٹ دیا تو ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی جو پورے گھر میں بھینکتی چلی گئی گھر میں ماسوائے نور فاطمہ کے اور کوئی بھی نہ تھا۔

... میں بوڑھی بدویوں کے ساتھ اپنی چار پائی سے اٹھی اور ان سے کمرے کی طرف پھرتی تھی تو اس کو سرنگ لہاں میں

نوشی آتی ہوئی دکھائی دی نور فاطمہ نوشی کو دیکھ کر دیکھتی ہی چلی گئی اور نوشی رو رہی تھی اس نے اپنا آپ آئینہ میں دیکھ لیا تھا وہ کوئی جوان لڑکی نہ رہی تھی بلکہ نور فاطمہ کی طرح بوڑھی عورت بنی ہوئی تھی یہ تو بے نوشی ہے نور فاطمہ نے کہا۔ ہاں نور فاطمہ یہ میں ہی ہوں دیکھ میری حالت میں بھی تیری طرح بوڑھی ہو چکی ہوں میں سمجھ گئی ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے میرے اوپر کالے جادو کا اثر تھا جو دھیرے دھیرے ختم ہوتا گیا میں نے اپنے جسم سے سفید دھواں اٹھتا ہوا دیکھا تھا لیکن میں نے کسی کو نہ بتایا کہ میرے ساتھ کوئی مسئلہ ہے میں ہمال دین کی طرح فہم نہ ہو گئی۔ مونا انہیں چاہتی تھی لیکن لگتا ہے کہ سب کچھ گنوا دیا ہے نور فاطمہ میں اپنی اصل عمر کی طرف آگئی ہوں میرے اوپر سے کالے جادو ختم ہو گیا ہے جو وقت میرے لیے کالے جادو نے روکا ہوا تھا وہ چل دیا ہے اور پچاس سال سے لے کر اب تک کی عمر میرے سامنے آگئی ہے نور فاطمہ اس کی بات سن کر ایک سردی آہ بھر کر رہی اور بولی ہاں نوشی تو نے ٹھیک کہا ہے کالے جادو نے جہاں تمہیں روکا ہوا تھا اس کا اثر ختم ہوتے ہی تو اپنی اس عمر کی طرف آگئی ہے جو ہماری ہے تمہارے سر کے سفید بال چہرے پر پھر جیسا ہاتھ پاؤں میں جھریاں یہ سب ہمارے عمر کے لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔ نوشی رو دی اور بولی۔

نور فاطمہ میں فہم کو کیا نہ دکھاؤں گی مجھے اس کا سامنا کرتے ہوئے شرمندگی ہو رہی ہے وہ کمرے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے اس نے دیکھ لیا ہے کہ اس کی شادی کسی جوان سال حسین و شیراز سے نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کی ماں کی عمر کی بوڑھی عورت سے ہوئی ہے اسے کہو کہ وہ جہاں سے آیا ہے وہاں ہی واپس لوٹ جائے اپنی بیوی باتیں ہم پرانے لوگ ہیں پچاس سال سے بھی پرانے اتنا کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی اور پوری رات وہ رو رہی رہی رات بیت گئی تو فہم اٹھ گیا اس کو ہوش آگیا تھا اس نے جو رات کو منظر دیکھا تھا وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا اس کو یاد آیا کہ اس نے گھونگھٹ کسی لڑکی کا نہیں اٹھا تھا ایک بوڑھی عورت کا اٹھا تھا اور وہ بوڑھی کوئی اور نہیں نوشی ہی تھی کہیں مجھے کوئی خواب تو نہیں آیا تھا کہیں یہ سب میری نظر کا دھوکہ تو نہیں تھا مجھے جا کر نوشی کو دیکھنا چاہیے۔ اتنا سوچ کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا تو اس کو دوسرے کمرے میں دو بوڑھی عورتیں بیٹھی ہوئی دکھائی دیں ایک نور فاطمہ تھیں اور دوسری نوشی تھیں اس نے نوشی کو پہچان لیا تھا یہ

دیکھتی تھی جس کا اس نے گھونگھٹ اٹھا تھا اسے دیکھتے ہی نوشی نے اپنا سر جھکا لیا وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی فہم ان کے پاس ہی بیٹھ گیا تو نور فاطمہ نے اس کو تمام کہانی سنائی اور اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

بیٹا نوشی کی عمر اور حسین جوانی کالے جادو کی بدولت قائم تھی جس کے اختتام ہوئے ہی اس کی عمر اور جوانی جاتی رہی اور اس کا بڑھاپا وہیں ہی شروع ہونے لگا جہاں سے رکھا ہوا تھا اس کو تہہ دار سامنا کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور وہ کسی بھی طرح تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہے طلاق چاہتی ہے فہم نے ایک سرد آہ بھری اور کہا کہ میں نور فاطمہ آئی میں ایسا نہیں کروں گا میں اس کو کبھی بھی طلاق نہیں دوں گا عمر کے اثر اور چراؤں اس کا کیا تصور اس کا کیا معلوم تھا کہ جو وقت اس کے لیے رکھا ہوا تھا وہ اس کو اپنی اصل حالت میں لے آئے گا میں نے اس سے پیار کیا ہے اور اس کا ہی بن کر رہوں گا۔ فہم کی باتیں سن کر نور فاطمہ ایک سردی آہ بھر کر رہی تو نوشی بولی نہیں فہم میں تمہارے ساتھ نہ تو رہوں گی اور نہ ہی تم مجھے اپنے ساتھ رکھو گے مجھے میری عمر کے لوگ مل گئے ہیں تم اپنی دنیا میں واپس لوٹ جاؤ اور پھر کبھی بھی واپس لوٹ کر نہ دیکھنا علم دین بھی آگیا اسے کچھ بھی خبر نہ تھی کہ اس گھر میں کون سی کہانی نے جنم لیا ہوا ہے وہ نوشی کو بڑھاپے میں دیکھ کر حیران سا رہ گیا اس سے قبل کہ وہ کچھ پوچھتا نوشی نے خود ہی سب کچھ بتا دیا جسے سن کر وہ بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ۔ لیکن پھر بولا ہاں شاید یہ کالے جادو کا ہی اثر تھا ورنہ ایسا کبھی نہ ہوتا اور فہم سے بولا فہم بیٹا نوشی ٹھیک کہہ رہی ہے کہ تم اس کو چھوڑ دو صرف یہ سوچ کر کہ تم نے کوئی حسین پسند دیکھا ہو آٹھ مہینے پر بہت ہی بھیا تک روپ میں سامنے آیا ہے فہم نے تینوں کی ایک جھمی باتیں سن کر اس نے بھی کہا ٹھیک ہے جو لوگ تم چاہتے ہو ایسا ہی ہوگا اور پھر اس نے نوشی کو طلاق دے دی نوشی ایک دردمبری آہ بھر کر رہ گئی اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور وہ جاتے ہوئے فہم کو دیکھتی رہی اس کی بوڑھی بڈیاں کانپ رہی تھیں۔

فہم جن راستوں پر نوشی کے ساتھ چلتا ہوا آیا تھا انہی راستوں سے واپس چلتا رہا تین چار برس اس نے بدلیں اور تین دن کے بعد وہ اپنے گاؤں میں آن پہنچا گاؤں والے اس کو دیکھ کر حیران رہ گئے وہ ان سب کو اجڑا ہوا دیکھ رہے تھے وہ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ صدیوں کا پیار ہو۔ کئی ماہ تک وہ نوشی کو

بھلانے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ کچھ نہ بھلانا نہ۔ کارہ روز وہ پیازوں کی طرف نکل جاتا اور اس غار میں سکون کرنا جہاں اس نے نوشی کا بے ہوش جسم تابوت میں رکھا تھا وہ حسن کی بری کی طرح اس کے سامنے دیکھائی دیتی پتہ اس کو اس کو کیا ہو گیا تھا وہ خود میں اس کو دیکھنے کی بے چینی سے محسوس کرنے لگا ایک سوچ نے اس کے قدم نوشی کے شہر کی طرف کر دیئے کہ ہو سکتا ہے کہ نوشی پھر سے جوان ہو گئی ہو تین دن کا سفر کرنے کے بعد وہ نوشی کے شہر جا پہنچا اسے تمام راستے یاد تھے اسے چاچا علم دین نظر آیا وہ اس کے پاس رک گیا اور کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ چاچا علم دین کی آنکھیں بند تھیں وہ رو دیا اور بولا بیٹا میں جانتا ہوں کہ تم نوشی کا پتہ کرنے آئے ہو کہ وہ کس حال میں ہے وہ مر گئی ہے نور فاطمہ بھی مر گئی ہے۔ کیا کیا۔ فہم کا سر جھکانے لگا اس نے بمشکل خود کو گرنے سے روکا اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اسے یقین ہی نہیں آیا تھا کہ چاچا علم دین جھوٹ بول رہا ہے یا سچ۔

چاچا مجھے ان کی قبر پر لے چلیں وہ آبدیدہ ہو کر بولا علم دین اٹھ گیا اور اس کے ساتھ چل دیا بیٹا ایسی زندگی میں نے پہلی مرتبہ دیکھی ہے سوچ رہا ہوں کہ کالے جادو میں اتنا اثر بھی ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے تمہاری جدائی نے نوشی کو مار ڈالا تھا تمہارے جانے کے بعد وہ بیمار بنے لگی تھی اس کی ہڈیاں بڈیاں ٹرکھڑے لگی تھیں ہر روز تمہارا ذکر اس کی زبان پر ہوتا تھا اور پھر ایک دن وہ رات کو سوئی تو صبح کو زندہ نہ اٹھ پائی اس کے تقریباً تین دن بعد نور فاطمہ بھی مر گئی وہ بھی نوشی کی جدائی میں جی نہ سکی تھی وہ تمام باتیں بتاتا ہوا فہم کو قبرستان لے گیا سامنے ہی قبرستان میں اس کو دہائی قبریں دکھائی دیں وہ کچھ گیا کہ یہی دو قبریں ہیں جو اس کے انہوں کی ہیں۔ وہ دائیں والی نوشی کی قبر ہے اور بائیں والی نور فاطمہ کی چاچا علم دین نے بتایا تو فہم نوشی کی قبر کے سر ہانے بیٹھ گیا اور دائیں چلا گیا انجانے کتنے ہی اس نے شکوے اس نے اس سے کر دیئے۔ چاچا علم دین چپ چاپ کھڑا اسے روتا ہوا دیکھتا رہا پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا مینا موت کے ہاتھوں کوئی بھی نہیں بچ سکا ہے کسی کی آج باری ہے اور کسی کی نکل۔ موت کا ڈانٹہ ہر کسی نے ہی جھکنا ہے بس اب ان کے دعائیں ہی کر فہم ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا اور پھر وہ انہی قدموں واپس لوٹ آیا اس کے بعد وہ کہاں چلا گیا کوئی بھی جان نہ سکا۔



ہر سو سفید رنگ کا دھواں پھیل گیا وہ سبھی گھر سے دھوئیں میں روپوش ہو کر میری نظروں سے اوجھل ہو گئے تیل حیرت و خوف سے کھٹکا رہا۔ دیکھو اب کیا عالم ہے وہ ناگہانی دھواں کچھ دیر تک پھیلا رہا پھر ایک دم ہی اسے مٹا دیا۔ دھواں ختم ہونے کے بعد کا منظر چونکا دینے والا تھا اب وہاں بھوتوں چڑیلوں کی بجائے خوبصورت لڑکے لڑکیوں ہلے تھے اور خود کماری اتنی سندر نظر آ رہی تھی کہ تعریف کے لیے الفاظ ڈھونڈنا میرے لیے مشکل امر ہے اس کے حسن کی تعریف میں انتہائی کہوں گا اگر وہ سچ کچ کی صنف نازک ہوتی تو لوگ اس کے لیے لاکھوں قتل کر ڈالے اب انہیں اگر کوئی دیکھتا تو یہی سمجھتا کہ کوئی شہری امیر گھرانے کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہیں اور یہاں موزہ مستی کرنے آئے ہیں اب دھواں دھونے کی آواز کرخت نہ رہی تھی بلکہ کسی جلتے ہوئے آواز دھول سے گونج رہی تھی وہ چڑیلیں جو نیم مریاں لہادوں میں ملبوس تھیں ان کا ڈانس اور نئے ہیجان انگیز ہونچے تھے چاند کی چاندنی میں وہ منظر کسی اور کے لیے تو شاید رومانوی

ہی معلوم کیا جاسکتا تھا۔

وہ ایک شب مبتلا تھی ہر سو چاندنی پھیلی ہوئی تھی میں یعنی یاسر اور میرا دوست اسد سبک رفتاری سے اپنے گاؤں جانے والی راہ پر گامزن تھے ہمارے اس سفر کا مقصد میری والدہ کی بیماری تھی وہ انجانا کی مرینہ تھیں ورنہ انہی کی وہائی لینے میں دوسرے گاؤں گیا تھا وہاں پر ہی کافی دیر ہو گئی تھی مذکورہ گاؤں ہمارے گاؤں سے دو میل دور تھا اور یہ دو میل کا راستہ بیابان قحط سارے راستے خاردار جھاڑیاں اور کرمندوں کی بہتات تھی یہ ویران دشت اور رات کا سفر ہم دونوں دوست خوف میں مبتلا ہونے لگے یہ بھی اچھا ہوا اسد میرے ساتھ تھا ورنہ ان کی اکیلا آنا میرے لیے مشکل امر تھا اگر ہواست کوئی جھاڑی ملتی تو ہم ڈر سے جاتے نہ جاتے کیوں اتنا خوف ہمیں محسوس ہونے لگا تھا دفعتاً ہی ایک خرخراتی سی آواز سنائی دی اس آواز کو سن کر ہم دونوں ٹھک کر رک گئے اس خرخراتی سی آواز والے نے ہمیں رکے کا کہا تھا جانے وہ کون تھا کوئی ہماری طرح کا انسان یا کوئی اور مخلوق تھی ہماری خوفزدہ سی نظریں اس آواز دینے والے کو ڈھونڈنے لگیں پھر وہ ہمیں نظر آ گیا وہ ایک ضعیف العمر شخص تھا اس کی داڑھی اور سر کے بال تک سفید تھے اس نے ہمیں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اشارے سے ہمیں اپنی طرف بلانے لگا میں اس کا اشارہ دیکھ کر اس کی طرف چل دیا جب وہ دیکھیں ہمیں بار بار تھا وہ کون تھا ورنہ ہم سے کیا چاہتا تھا یہ سب چیزیں اسے قریب ہوا

اس نے ہمیں آواز دے کر اپنی بلانے کی وجہ بتادی میں اس کی مدد دیتا ہوں یہاں آ کر چہ بچے اس سے خوف بھی محسوس





ہونے لگا تھا لیکن انسانیت کے ناطے ہمارا فرض تھا کہ ہم اس کی یہ معمولی سی مدد کرتے مجھے اپنی مدد کو تیار دیکھ کر وہ خفیف سا مسکرا دیا تھا اس کی یہ خفیف مسکراہٹ بڑی ہی پراسراری تھی بوڑھے کے قدموں کے قریب ہی ایک بیس کلو کے آنے کا تھیلہ پڑا تھا جس پر اب تک ہماری نگاہ نہ گئی تھی بوڑھے نے بتایا تو ہم نے وہ آنے کا تھیلہ دیکھا اور میں نے وہ تھیلہ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا بوڑھا مجھے آنے کا اٹھا تا دیکھ کر ایک طرف چل دیا میں بوڑھے کے پیچھے چلنے لگا میرے عقب میں اسد چلنے لگا اسد راہ چلتے بار بار اپنے خوف کا مجھ سے اظہار کرنے لگا یا یہ بوڑھا انسان نہیں لگتا بس یہ آتا نہیں پھینکو اور بھاگنے کی کرو مجھے نہ جانے کیوں اس منحوس سے انجانا سا خوف محسوس ہو رہا ہے اسد بار بار میرے قریب ہو کر یہی الفاظ دہراتا تھا خوفزدہ تو میں بھی تھا تو مجھے بھی اس سے محسوس ہو رہا تھا مگر نہ جانے کس جذبے کے ہاتھوں میں سے انکار نہ کر سکا تھا بوڑھے کی رفتار بہت سبک تھی وہ چلنے میں ہمیں بھی مات کر رہا تھا۔

اس کی عمر کا ایک اندازہ جو میں نے لگایا تھا وہ اسی نوے کا تھا وہ اتنی عمر ہونے کے باوجود کافی صحت مند اور پھر تھلا دکھائی دے رہا تھا اور یہ محض بیس کلو کا آنے کا تھیلہ اس کے لیے اتنا وزنی تو نہ تھا یہ امر مزید میرے شک کا رادہ گہرا کرنے لگا اب کیا ہو سکتا تھا ہم لوگ اس کا آنا اٹھا کر اس کے پیچھے چل رہے تھے اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا میں نے یہ سوچ کر ذراؤں نے خیالات کو جھٹک دیا گردوں آسان پر طباق ماہ روشن تھا ہر سو چاندنی چمک رہی تھی اور ہم لوگ ایک پراسرار سے بوڑھے کا آنا اٹھا اٹھائے اس کی تیج میں چل رہے تھے کچھ سفر کے بعد کچھ دور سے ایک جھوپڑا ہستی دکھائی دینے لگی اس جھوپڑا ہستی کے جھوپڑے کی طور بھی چالیس پچاس گھر نہ ہونگے ساری ہستی گہری خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی ہستی میں ایسی سنسنی کا راج تھا جیسے یہاں کوئی انسان رہتا ہی نہ تھا جھوپڑا ہستی سے کسی آواز کا سنائی دینا تو کجا کسی چراغ تک کی روشنی دکھائی نہ دے رہی تھی پہلی دفعہ میرا دل کسی انجانے خوف سے اپنی پوری شدت سے دھڑک اٹھا یہ کسی بھی جوائے جلدی سو جانے کے عادی تھے حالانکہ ابھی تو محض آٹھ بجے کا مکمل تھا وہ بھی گریوں کے آٹھ بجے تھے جب دن کا سورج بھی ساڑھے سات بجے غروب ہوتا ہے بقول اس شخص کے بجا رہے تو رات کو سوتے ہیں رات تو ان کے ہاں ناچ گانے

کے پروگرام چلا کرتے ہیں مگر یہاں کی صورت حال یکسر طور پر جدا گانہ دکھائی دے رہی تھی یا سر۔ دیکھا تم نے اس ہستی پر کسی خاموشی کا راج ہے کیسا ہولناک سناتا چھایا ہوا ہے۔ یا میرا دل بہت گہرا نے لگا ہے خدارا وہاں چلو بس اب ہستی آگئی ہے اس منحوس بوڑھے کو آواز دے کر یہ آتا نہیں رکھو اور واپس چلو اسد نے خوفزدہ لہجے میں میرے قریب ہو کر سرگوشی کی تو تو میری بھی نس میں سا جھکا تھا۔

اب جو ہوگا دیکھا جائے گا یہاں تک ابی گئے تھے تو مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ بوڑھے کا آنا نہیں رکھ دوں اسد ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو تم سوچ سوچ کر خوفزدہ ہو رہے ہو یہ تمہارے اندر کا خوف ہے کیا یہ اتنی ہستی کے لوگ جلدی سو جانے کے عادی ہوں اب ہستی آگئی ہے تو اس ہستی کا کوئی جھوپڑا اس بوڑھے کا بھی ہوگا بس اس کے جھوپڑے کے دروازے پر آنا اس کے حوالے کریں گے اور اپنی راہ چل دیں گے میں نے اسد کو تسلی دی وہ پھر بھی خوفزدہ رہا اس پر میری کوئی بھی بات اثر نہ کر رہی تھی چاند کی چاندنی میں یہ خاموشی کے لہا دے میں ملیں جھوپڑا ہستی بہت ہی ہمتی کا مظہر پیش کرنے لگی اسوقت ہم لوگ ہستی کے درمیان سے گزر رہے تھے ابھی تک بوڑھا کسی جھوپڑے کے آگے نہ رکھا تھا شاید اس کا جھوپڑا کہیں آئے تھا ان پراسرار سے جھوپڑوں کے درمیان سے تو نہ جانے کیوں مجھے سخت خوف کے آنسوؤں نے آجڑا ایک دم ہی سے اسد کی کہیں ہوئی ساری باتیں ذہن میں آکر مجھے ڈرائے لگیں اس ہستی میں ایسی سنسنی کا راج تھا جیسے یہ انسانی ہستی نہ ہو بلکہ کوئی مرگھٹ ہو ہم لوگ چلتے ہوئے جھوپڑا ہستی سے باہر نکل آئے۔

ہستی سے قدر سے فاصلے پر ایک بڑا سا جھوپڑا دکھائی دے رہا تھا اور اغلب امکان تھا وہی جھوپڑا بوڑھے کا گھر تھا کیونکہ بوڑھے کا رخ اسی جھوپڑے کی طرف تھا اس جھوپڑے کے قریب پہنچ کر بوڑھے نے جھوپڑے کے دروازے کو اندر کی جانب دھکیلا تو وہ گھاس چھوس سے بنا دروازہ کھٹکا چلا گیا جھوپڑا اندر سے قبرگوں، کالی سیاہ دھار میں ڈوبا ہوا تھا بوڑھا جھوپڑی کے اندر چلا گیا اور ہم دونوں خوفزدہ ہو کر وہیں جھوپڑے کے باہر کھڑے رہے بوڑھے نے اندر جا کر ایک کبرو سین لیٹ جلا دیا بسپ کی روشنی سے تاریک جھوپڑا روشن ہو گیا بوڑھا اس کام سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوا لڑکوں۔ وہاں کیوں رک گئے آؤ اندر

آ جاؤ اب تو روشنی بھی کر دی میں نے بوڑھے کی جھوپڑے کے اندر سے آواز گونجی ہم نے بوڑھے کا آنا جھوپڑے سے باہر ہی رکھ جھوپڑا تھا ہمارا ارادہ بس جانے کا تھا ہمیں بدستور اپنی جگہ کھڑے یا کر بوڑھا چلتا ہوا ہمارے قریب آ گیا لڑکوں۔ آؤ اندر آ جاؤ تم لوگوں نے میری اتنی مدد کی ہے اب میں تمہیں ایسے کیسے جانے دے سکتا ہوں اس نے گہری متانت سے کہا یا باجی آپ کا شکر یہ اب ہم چلتے ہیں ہمیں پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے ابھی ہم لوگوں کو یک لمبا سفر کرنا ہے میں نے جواب دیا بوڑھا بھی اپنی بات کا پکا تھا وہ ایک ہی بات کی مسلسل رٹ لگانے لگا وہ ہمیں یوں کھائے پیئے بغیر نہیں جانے دے گا اس کی خند کے سامنے ہمیں ہارنا پڑا اور ہم جھوپڑے کے اندر داخل ہو کر ایک چھٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئے اسد آٹھ کے اشارے سے مسلسل مجھے یہاں سے اٹھنے کا کہنے لگا لیکن میں اس بوڑھے کے غلوں کو دیکھ کر چپ کر کے بیٹھا رہا میں نے اسد کے اشاروں کو نظر انداز کر ڈالا ہم لوگ چارپائی پر بیٹھ گئے تو بوڑھا ہوا۔

لڑکوں۔ تم لوگ بیٹھو میں ابھی آیا اس نے کہا اور جھوپڑے سے باہر نکل گیا بوڑھے کے جانے کے بعد میں جھوپڑے کا اندر سے جائزہ لینے لگا جھوپڑے میں ایک طرف کھانے پینے کے ضروری سامان کے برتن رکھے ہوئے تھے دوسری طرف رکھے کچھ اوزار دیکھ کر میں الجھنے لگا بھلا ایک بنجارے کی جھوپڑی میں اتنی ساری چاقو چھریاں نوے کیوں موجود تھے حالانکہ یہ اوزار ہر گھر میں استعمال کئے جاتے ہیں مگر یہاں دکھائی دیتے اوزار حد سے بہت زیادہ تعداد میں موجود تھے اسد وہ نوے چھریاں چاقو دیکھ کر بہت ہی خوفزدہ سا ہو کر رہ گیا دیکھا تم نے میں نے کہا تھا یہ بوڑھا انسان نہیں ہے بلکہ انسانی سوانگ میں کوئی اور ہی بلا ہے اسد خوف سے کھلپانے لگا دوست و صلہ رکھو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو کیا چاقو چھریاں نوے کے تھماے گھر میں نہیں ہیں بس حوصلہ رکھو میں نے اسے سمجھایا تھا وہ ہنوز خوفزدہ تھا اس کے دل میں گہرے ڈرنے ڈراؤں اٹھ لیا تھا وہ اب میری تسلی دلا سے کو سمجھ ہی نہیں پاتا تھا دلتا ہی جلتی ہوئی لائین خود بخود بجھ گئی جھوپڑی گہری ٹھنڈی تاریکی میں ڈوب گئی نہ جانے لائین کیسے بجھ گئی تھی شاید ہوا سے یا بھراس کا تیل ختم ہو گیا تھا میں نے دل میں سوچا اسد کی خوف میں ڈوبی آواز مجھے اپنے کان کے قریب سے سنائی دی یا سر مینے لائین کیوں بجھ گئی ہے۔ دوست۔ چلو یہاں سے مجھے یوں

لگتا ہے آج خوف سے میرا دل بند ہو جائے گا چلو ناں یا سر مجھے اس جھوپڑی کی تاریکی سے دشت محسوس ہونے لگی ہے یا سر میں اس خوف سے مر جاؤں گا اسد کا لہجہ خوفزدہ تھا میں اس کی باتیں سن کر اسے تسلی دینے لگا۔

اسد بس تھوڑا سا مبر لودہ بوڑھا آجائے تو چلتے ہیں لگتا ہے لائین ہوا یا تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے بھی ہے قطعاً خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں میں نیا نیا مکانی بات بتا کر اسے تسلی دی اسد بڑی بات سن کر چپ کر کے مجھے سے قریب ہو کر بیٹھ گیا بوڑھے نے کو گئے ہوئے کا ٹیٹم ہو گیا تھا وہ نہ جانے کہاں چلا گیا تھا ابھی تک نہ لونا تھا میں دیر ہو رہی تھی میری والدہ بیمار تھی ان کی دوائی اس ٹیٹم میری گرہ میں تھی معافی جھوپڑے کے باہر سے سنوائی سرگوشیوں ایسی آوازیں گونجتی سنائی دیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بہت ساری عورتیں اس جھوپڑے کے باہر موجود ہوں اور کسی خاص ٹاپک پر راز و نیاز ہونے لگا تھا یہ کھینوں کی جھنجھٹا ہٹ ایسی سرگوشیاں سن کر مر رہا بھی دل خوف سے دھڑکنے لگا اسد کی حالت مجھ سے زیادہ ابتر ہونے لگی نہ جانے یہ عورتیں کون ہیں شاید عورتیں بھی یا کوئی اور مخلوق پھر یہ سرگوشیاں تیز تیز بولنے کی آواز میں منتقل ہو گئیں ایک کہنے والی کہنے لگی ارے انجلی اسنے کالے بموت نے تو نے کمال کر دیا دیکھو۔ کیسے ٹھوڑے شکار گھر پر لایا ہے۔ ہاں مالا ایسے ہی تو یہ سپہ سالار نہیں ہیں گناہاں آؤ خرملکہ کمارتی نے انہی کا دوشوں کی بدولت یہ مقام دیا ہے پھر ایک تیسری آواز گونجی نہ جانے کس ٹیٹم جشن شروع ہوگا اور نہ جانے کب ان نو جوانوں کا گوشت کھانا نصیب ہوگا بولنے والی نے چٹکارہ سالیا تھا۔

وہ اسی طرح کی گفتگو کرنے لگیں ہم دونوں وہ خوفناک گفتگو سن کر سردی لے کر لڑنے لگے اب مجھے کسی قسم کا بھی شک نہ رہا تھا بلکہ پختہ یقین ہو چکا تھا اس بوڑھے سمیت ہر ساری ہستی جھوپڑوں چڑیلوں کی ہستی ہے اس نے ہمیں انسانی حوا نگ رکھا چاکر پھانسا لیا تھا اور ہم لوگ اس کی چال میں پھنس کر رہ گئے تھے اس میں سارا قصور میرا ہی تھا حالانکہ اسد تو پہلی ہی نظر میں دیکھ کر مجھ سے اپنے شک کا اظہار کرنے لگا تھا یہ بوڑھا انسان نہیں بلکہ انسانی روپ میں کوئی خونی بلا ہے یہ میں ہی تھا جو مسلسل اس کی باتوں کو انور کرتا آیا تھا۔ یا سر اب کیا کریں۔ اسد کی آواز مجھے اپنے کان کے قریب سے سنائی دی دوست بس اٹھو ابھی تک وہ بوڑھا یا



بھوت نہیں آیا شاید ہم لوگ اس کی غیر موجودگی میں بھاگنے میں کامیاب ہو جائیں میں یہ کہہ کر چار پانی سے اٹھ کھڑا ہونے لگا۔ اٹھتا ہوا دیکھ کر اسد بھی اٹھ کھڑا ہوا میں نے اسد کا ہاتھ تھامہ اور جھوپڑے کے دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگے ہم دونوں جھوپڑے کے دروازے کے قریب پہنچے تو گھاس پھوس کا دروازہ خود بخود ہی بند ہو گیا دروازہ بند ہوا تو ہماری خوف میں ڈوبی ایک طویل صبح جھوپڑی کے اندر گونج کر رہ گئی اسد نے ہسٹریائی پن سے کئی لائیں کے بند دروازے پر برسا دیے دروازہ پر کچھ اثر نہ ہوا وہ گاس پھوس کا دروازہ اتنا مضبوط تھا جیسے وہ گھاس پھوس کی بجائے لوہے کا بنا ہو گیا تھا اس سببوں کو ہمارے فرار کا علم ہو گیا تھا تب ہی تو وہ گھاس پھوس کا دروازہ بند ہو گیا تھا۔

وہ ہستیاں بہت ہی باخبر تھیں انہوں نے جھوپڑے کا دروازہ بند کر کے کہیں ہمیں جھوپڑے کے اندر ہی بند قیدی بنالیا تھا گہری مایوسی نے ہم پر ڈیرے ڈال دیئے تھے ہمیں ہماری زبست ختم ہوتی دکھائی دینے لگی ہم اپنی غلطی سے بھوتوں چڑیلوں کی ہستی میں آگئے تھے جن کی خوراک ہی انسانی گوشت تھا اب اس مخلوق کے ہاتھوں ہمارا کیا حشر ہوگا بس یہی سوچ سوچ کر ہمارا خون خشک ہونے لگا ہم دونوں دوبارہ سے جا کر چار پانی پینے لگے تھے اور آنے والے حالات کے بارے میں سوچنے لگے ایک دم ہی سے ہستی کے اندر سے ڈھول پھیننے کی آوازیں گونجنے لگیں ڈھول کی آواز گونجی ہی تھی کہ ہر طرف ایسی ہلکا جھپکی جیسے قیامت صغریٰ برپا ہونے لگی ہو ڈھول کی آواز سننے ہی جیسے ساری ہستی بیدار ہونے لگی تھی اب ہر طرف سے ڈرڈانے قہقہے اور آوازیں گونجنے لگیں ہماری جھوپڑی کے باہر موجود وہ عورتیں جو یقیناً چڑیلیں ہوں گی اب ان کے بھی قہقہے گونجنے لگے تھے گہری خاشکی کے بعد یہ ہولناک شور بہت ہی خوفناک تھا دفعتاً ہی ہمارے جھوپڑے کا دروازہ کھل گیا کھلے دروازے کو دیکھ کر ہم دونوں خوف سے اچھل کر کھڑے ہو گئے دروازے کے باہر پراسرار بوڑھا کھڑا تھا ہماری نظریں بوڑھے کی طرف اٹھیں تو وہ مسکرانے لگا اس کی یہ مسکراہٹ بہت ہی ڈروانی تھی اس کی اس شیطانی مسکراہٹ کو دیکھ کر ہمارا خوف مزید گہرا ہوتا جانے لگا بوڑھے نے ہمیں باہر آنے کا حکم دیا ہم دونوں اس کی بات من کر میکانی انداز میں چلتے ہوئے جھوپڑے سے باہر نکل آئے باہر ایک خوفناک منظر ہماری نگاہوں کے سامنے تھا اس بوڑھے سے کچھ

قدموں کے فاصلے پر دس کے قریب چڑیلیں کھڑی تھیں ان کے چہرے شب و دیور کی طرح کالے سیاہ خوفناک تھے انہیں دیکھ کر ہم پر کھپکھی سی طاری ہونے لگی اغلب امکان تھا یہ وہی چڑیلیں تھیں جن کی سرگوشیاں اور خوفناک باتیں ہم لوگ جھوپڑے کے اندر بیٹھ کر سن چکے تھے وہ چڑیلیں ہمیں اپنی بھوک نظر دے رہی تھیں۔

جھوپڑا ہستی کے پرلی ساعت سے آگ کے شعلے اٹھنے دکھائی دے رہا تھا، تھے ڈھول پھیننے کی آوازیں بھی اسی طرف سے سنائی دے رہی تھیں اسی سمت سے خوفناک قہقہے بھی گونج رہے تھے لگتا تھا ساری ہستی کی مخلوق ہی یہیں جمع تھی بوڑھے کی خوفناک آواز قوت ساعت سے نکرائی تو میرا پھر سے دھیان پراسرار بوڑھے کی طرف مبذول ہو گیا وہ کہنے لگا بچو۔ اب تک تم لوگ ساری حقیقت سمجھ گئے ہو گے اب تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ میں کون ہوں اور یہ چڑیلیں یہاں کیوں کھڑی ہیں اب مجھے بھی اس روپ کو ختم کر کے اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہو جانا چاہیے اس نے کہا اور خود منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا پھر اس نے پڑھا ہوا منتر خود پر پھونک ڈالا اس نیچے ہی خود پر منتر پھونکا تھا اس کے ارد گرد سفید رنگ کا دھواں پھیلنے لگا ہم حیرت و خوف سے وہ منظر دیکھتے رہے اس کے ارد گرد پھیلا دھواں لمحہ بہ لمحہ گہرا ہوتا گیا کچھ لمحات تک وہ گہرے سفید دھواں میں روپوش رہا پھر وہ دھواں ایک دم ہی غائب ہو گیا دھواں ختم ہوا تو اب جو ہستی ہماری نظروں کے سامنے تھی اسے دیکھ کر ہمارا خوف مزید بڑھتا چلا گیا وہ ایک بہت ہی ڈروانا بھوت تھا اس بھوت کے سفید لمبے لمبے دانت منہ سے باہر نکل بھاگ رہے تھے وہ ہمیں خوفزدہ دیکھ کر قہقہے لگانے لگا۔

اسے یوں قہقہے لگاتا ہوا دیکھ کر وہاں کھڑی چڑیلیں بھی اپنی خوفناک آواز کا جادو جگانے لگیں چاند کی چاندنی میں وہ بھوت اور چڑیلیں بہت ہی خوفناک دکھائی دے رہے تھے خوف سے ہم پر لڑنے کی کیفیت طاری تھی فرد کو ہم لوگ کچھ بل کا مہمان سمجھنے لگے قہقہے لگتا ہوا بھوت ایک دم سے ہی خاموش ہو گیا تو قہقہے لگتی چڑیلیں بھی خاموش ہو گئیں چلو ان کو پکڑ کر میرے پیچھے پیچھے لے آؤ ملکہ انتظار کر رہی ہوں گی جشن شروع ہو چکا ہے بھوت یہ کہہ کر ایک طرف کوچل دیا اس کا رخ نظر آئے آگ کے شعلوں کی طرف تھا اس کا حکم سن کر ہمارا برا حال ہونے لگا نجانے وہ ہمیں کیوں اس بھوت

چڑیلوں کے جشن میں لے کر جانا چاہتا تھا نجانے وہاں ہمارے ساتھ کیا ہونے والا تھا اب خدا تعالیٰ ہی ہماری مدد کر سکتا تھا اس دوران وہ چڑیلیں ہمارے قریب آکر ہمیں دیوبج چکی تھیں خود کو خونی چڑیلوں کے زرخ میں گھرا کر ہمیں بہت ڈرکنے لگا ایک تو ان کی شکلیں بد صورت دوسرا ان کے جسموں سے اٹھتا ہوا بدبو کا تعفن ہمارا حال مزید ابتر ہو کر رہ گیا چلو لڑو۔ وہ گرہیں تو ہم لوگ مر رہے قدموں سے چلنے لگے وہ خوفناک بھوت ہم سے کچھ قدموں کے فاصلے پر جا رہا تھا ہم خوفناک چڑیلوں کی معیت میں چلتے ہوئے ہستی سے باہر نکلے آئے تھے ہستی کے باہر ایک دل دہلا دینے والا منظر ہماری قوت بصارت کے سامنے پھیلا ہوا تھا کچھ دور ایک آگ لا الا ڈروں تھا۔

ایک طرف ایک بہت بڑی دیگ پتھروں سے بنائے گئے چولہے پر رکھی نظر آنے لگی وہاں بہت سارے بھوت و چڑیلیں جمع تھے کچھ بھوت ڈھول بجا رہے تھے کچھ بھوت اور چڑیلیں خورقھاں تھے ایک طرف ایک تخت نما کرسی پر ایک نہایت ہی خوفناک چہرے والی چڑیل بیٹھی ہوئی تھی اغلب امکان تھا وہی ان کی ملکہ تھی جس کی بابت ہم نے خوفناک بھوت سے سنا تھا کماری کی خونی بھوک نظریں ہماری طرف مرکوز تھیں وہ منظر کچھ فاصلے سے دیکھ کر ہی ہمارا برا حال ہونے لگا آخر ہم چلتے ہوئے ان تک پہنچ گئے ہمیں دیکھ کر ڈھول بجانے والے مزید شدت سے ڈھول بجانے لگے تاہن میں معروف مخلوق مزید جنونی انداز میں تانے لگے اور باقی کی کھڑی ہوئی مخلوق ہمیں بھوک نظروں سے گھورنے لگی وہاں جمع ساری مخلوق اپنی لمبی لمبی زبانیں منہ سے باہر نکال کر اپنے ہونٹوں پر پھیرنے لگے وہ خوفناک منظر دیکھ کر خوف اپنا مزید تسلط ہم پر پھیلانے لگا اسد کی حالت تو مجھ سے بھی زیادہ غراب تھی اس کی آنکھوں میں خوف کے آنسو تیرے تھے آج زندہ بچنا مشکل امر تھا ضرور یہ مخلوق ہمیں کھا جائے گی ذہن پرانگندہ سوچوں کی آجیگا ہونا ہوا تھا ہالہا۔ ایک بھی ایک قہقہہ گونجا ذہن اپنے خیالات سے باہر نکل آیا قہقہے کرسی پر بیٹھی کماری چڑیل لگا رہی تھی ہمیں یہاں دھوکے سے لانے والا خوفناک بھوت اس کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا میں اس چڑیل کا جائزہ لینے لگا۔

وہ ایک نہایت ہی بد صورت ڈراؤنے چہرے والی چڑیل تھی مگر اس نے اپنے ایک ہاتھ میں بڑا دیدہ زیب سنگ

پہن رکھا تھا اتنا بد صورت ہاتھ اور اتنا سندر نکتن میں ان خوفناک حالات میں بھی سوچنے لگا کاش یہ نکتن چڑیل کے ہاتھ کی بجائے کسی بت طائر کے ہاتھ میں ہوتا تو کتنا سندر نظر آتا جی وہ سونے کا نکتن بہت ہی خوبصورت تھا ایک مرتبہ پھر مجھے اپنے خیالات کی دنیا سے باہر آنا پڑا وہ تخت نما کرسی پر بیٹھی چڑیل اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی وہ بھوت سے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی واہ۔ کالے بھوت مان گئے آج تم نے میرا من خوش کر دیا ہے اتنے مونے تازے جوان شکار گھر کر لائے ہو ویلڈن وہ اس طرح سے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر ہمیں گھورنے لگی اسے اپنی طرف متوجہ پا کر ہمارے دلوں کی دھڑکن مزید تیز ہو گئی پھر وہ آہستہ آہستہ قدموں سے ہماری طرف آنے لگی ہماری نظریں اس پر مرکوز تھیں وہ خوفناک ہستی ہمارے قریب آکر کھڑی ہو گئی اس کی نظریں ہم پر مرکوز تھیں ایک مرتبہ پھر اس کا قہقہہ گونجا دیوی گڈ کالے بھوت آج کا شکار تم نے بہت ہی اچھا کیا ہے وہ اپنے قریب کھڑے بھوت کو ستائش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے دلی مسرت کا اظہار کرنے لگی پھر چپ ہو گئی اس نے اپنی خونی نظروں سے ہمیں گھورا شروع کر دیا کچھ دیر تک اس کے گھورنے کا مکمل جاری رہا۔

پھر وہ آگے بڑھی اور اسد کو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایسے اٹھالیا پیسہ وہ گوشت پوست کے انسان کی بجائے اس کے لیے معمولی تنکا ہوا اسد کی خوف بھری چھین گونجنے لگیں وہ چڑیل کے ہاتھوں میں پھڑ پھڑانے لگا اس کی فریادی نظریں میری طرف اٹھی ہوئی تھیں میں نے ایک نظر اسد کو دیکھا اور گہرے دکھ سے اپنی نظریں جھکا لیں میں بھلا کیسے اس کی مدد کر پاتا فقط التجا کر سکتا تھا جو میں کرنے لگا میں رو رو کر اس کماری سے منت کرتا رہا میں کہتا رہا وہ میرے دوست کو چھوڑ دے وہاں کون تھا جو میری فریاد پر کان دھرتا کماری اسد کو اٹھائے ہوئے دیگ کے پاس پہنچ گئی دیگ کے نیچے خوب آگ بھڑک رہی تھی دیگ کے اندر سے گہرا دھواں اٹھ رہا تھا میں چڑیل کا مقصد سمجھ کر شدت و کرب سے بچنے چلانے لگا میں سمجھ چکا تھا وہ میرے دوست کو اس دیگ میں پھینکا چاہتی تھی کیسے اس کو روکوں کیسے اپنے دوست کو بچاؤں میرا رونا چلاتا سن کر وہاں جمع سبھی مخلوق اپنی کریمہ آواز میں قہقہے لگانے لگی کماری نے اپنے پورے زور سے اسد کو اس دیگ میں پھینک دیا تھا میں وہ منظر دیکھ کر ششدر رہ گیا دیگ کے اندر سے اسد کی درد بھری چیخنی



کو غلبہ لگیں میرا ذہن دل جبر جبر ہوتا چلا گیا آہ۔ میرا دوست  
- میری آنکھوں سے دردِ دم کا سدھو بہہ نکلا اس سے زیادہ اور  
میں کہہ رہی کیا سکتا تھا کچھ دیر بعد اس کی چیخیں سنائی دینا بند  
ہو گئیں لگتا تھا میرا دوست اس سنگدل وحشت کی دنیا سے نجات  
پ گیا تھا آہ۔ میرا دوست میرے بسوں سے ایک طویل درد  
بھری آہ نکلتی چلی گئی تھی وہ چڑیل میرے دوست کو دیکھ  
میں پھینکنے کے بعد واپس میری طرف آنے لگی اب میری باری  
تھی دردناک موت کا تصور کر کے میرا خوف مزید گہرا ہوتا چلا  
گیا وہ بد صورت چڑیل میرے قریب آ کر کھڑی ہو گئی وہ اپنی  
کینڈو زلفوں سے مجھے گھورتی لگی میں برگ رسیدہ کے پتے  
کی طائرانہ رز نے لگا۔

ایک دم ہی سے اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اس نے  
میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے اضطرابی طور پر اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا  
اسی ہاتھ میں اس نے ننگن پکڑ رکھا تھا وہ ننگن اس ناٹم میرے  
ہاتھ کی گرفت کے نیچے تھا اس چڑیل نے جیسے ہی میرا ہاتھ  
پکڑا تھا وہ چیخنے لگی گھانے وہ کیوں چل چلا رہی تھی میں حیران رہ  
گیا تھا گھانے اسے کیا ہو گیا تھا وہ بات میری عقل و خرد سے  
بہرہ ور تھی وہ چیخ تو میدان میں ساری مخلوق اپنی ہمایاں ایک آواز  
میں ایک کورس کے ساتھ اس کے ساتھ چیخنے چلانے لگی ایک  
لحظ ہی چڑیل کے ارگرد سفید رنگ کا دھواں پھیلنے لگا دھواں  
پھیلا تو اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور دوسرا ہاتھ جو میں نے  
پکڑ رکھا تھا میرے ہاتھ سے پھینچ لیا اور غائب ہو گئی وہ غائب  
ہوئی تو باقی کی سبھی مخلوق بھی غائب ہو گئی پھر جلتا ہوا آگ کا  
آلاؤ اور وہ دیکھ جس میں میرا دوست فراتی ہو گیا تھا غائب  
ہو گئے اس کے بعد ساری جھوپڑا ہستی بھی میری نظروں سے  
اوجھل ہو گئی اب وہاں کچھ بھی نہ تھا حد نگاہ جھاڑیاں اور  
سرکنڈے دکھائی دے رہے تھے میں سخت جیراگی کا شکار تھا کہ  
آخر اس چڑیل کو کیا ہوا تھا وہ مجھے چھوٹے ہی کیوں چھٹی چلائی  
تھی بہر کیف وجہ جو بھی تھی میرے حق میں تھی میری زندگی بچ  
گئی تھی لیکن میرا دوست بچ نہ سکا تھا وہ چڑیلوں کی دیکھ  
میں بھون گیا تھا اس نے کچھ دیر پہلے ہی تو مجھ سے کہا تھا پیر  
آج لگتا ہے میرا دل بند ہو جائے گا اور میں میرا جاؤ گا واقعی  
اس کا خدشہ کتنا سچا لگتا تھا اس کا دل ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا تھا  
وہ مر چکا تھا۔

میں اپنے دوست کو یاد کر کے دردِ دم سے نگی زمین پر  
ڈھے گیا میری آنکھوں سے دریا بہہ نکلے میں جیسے ہی نیچے بیٹھا

تو ایک چپکتی ہوئی چیز نظر آئی گھانے وہ کیا چیز تھی کیونکہ اس ناٹم  
میری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں نظروں کے سامنے دھند  
چھائی ہوئی تھی میں نے اپنی ہتھی آنکھوں کو میٹھ کے دامن سے  
صاف کیا اور فوراً اسے اس چیز کو دیکھا وہ چپکنے والی چیز ننگن تھی یہ  
وہی ننگن تھا جو کہ کچھ دیر پہلے تک چڑیل کے ہاتھوں میں تھا  
شاید مجھ سے کھینچا جانی کر رہے ہوئے وہ ننگن زمین پر گر رہا تھا وہ  
بہت ہی سندر تھا میں نے وہ ننگن اپنی گرہ جیب میں ڈال لیا  
اگرچہ اس ننگن سے مجھے خوف بھی محسوس ہوا تھا کیونکہ یہ ننگن  
ایک چڑیل نے پکڑ رکھا تھا اس کی مالک ایک مافوق الفطرت  
ہستی تھی یہ ننگن میرے لیے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا مگر  
نجانے اس ننگن میں کیسی کشش تھی کہ میں نے اس کو اپنی گرہ  
میں ڈال لیا میرا ننگن کا جیب میں رکھنا تھا کہ ارد گرد سے نادیہ  
وجود اپنی مکروہ آواز میں گرہیں کناس ہو گئے میں وہ غائب رونا  
سن کر خوفزدہ سا ہو کر رہ گیا میری متلاشی نظریں ارد گرد سرکوز  
ہو گئی تھیں میں ان ہستیوں کو دیکھنا چاہتا تھا جو مجھے ننگن اپنی  
جیب میں رکھتا ہوا دیکھ کر روئے لگیں تھیں وہاں کچھ بھی نہ تھا وہ  
ہستیاں مجھے نظر نہ آئیں کیا پتہ وہ مجھے نقصان نہ پہنچا دیتیں اس  
سوچ نے مجھے لرزاکر رکھ دیا میں وہاں سے بھاگ اٹھا مجھے  
بھاگتا ہوا دیکھ کر غائبی روئے کی آواز مزید اونچی ہوئی چلی گئی  
میں مسلسل بھاگتا ہوا گاؤں کی بڑھتا رہا جب تک مجھے گاؤں  
کے آثار دکھائی نہ دینا شروع ہوئے تھے اب میں محفوظ تھا اب  
میں ناٹل انداز سے چلنے لگا اب تک کی بھاگ دوڑ سے میرا  
بدن چور تھا پسینے سے گہرے بیجگ چپکے تھے سانس لوہار کی  
دھونکی کی مانند چل رہا تھا خوف کا بھوت الگ سوار تھا میں چلنے  
ہوئے بار بار مرکز کربھی دیکھ لیتا تھا۔

مجھے پون محسوس ہوتا جیسے ابھی ہی کوئی بلا میرے عقب  
سے نمودار ہوئی اور میرا خون پی جانے کی دل کی دنیا تاراج  
خزاں بارغ کی نسل ہو چکی تھی اپنے بھائی جیسے دوست کی  
عبرت ناک موت الگ دکھی کرنے لگی پھر ایک تھی سوچ نے ذہن  
میں آ کر مجھے مزید پریشان کر کے رکھ دیا اسد جو کہ اب تک گھر  
نہ پہنچا تھا اس کی ماں کیونکہ کی چکر ہمارے گھر کے لازمی لگا چکی  
ہوئی جب گھر والوں نے انہیں بتایا ہوگا کہ میں دوسرے گاؤں  
دوائی لینے گیا ہوں تو ماسی کینڈہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی ہوگی کہ  
اسد ضرور میرے ساتھ ہوگا ہاں ان کی سوچ اپنی جگہ صدفہ  
درست تھی وہ بچارہ گیا تو میرے ساتھ ہی تھا مگر واپسی کے سفر  
میں وہ ایسے سفر پر نکل گیا تھا جہاں سے آج تک کوئی بھی مسافر

نہ لوٹا تھا اب میں انہیں کیا بتاؤں گا کہ اسد کو چڑیلیں اپنی دیکھ  
میں ڈال کر بھون کر کھا گئیں تھیں میری اس بات پر کوئی بھی  
یقین نہ کرتا لہذا کبھی مجھ پر ہی شک کرتے اب یہی میرے لیے  
بہتر تھا کہ میں سرے سے ہی انکار کر ڈالتا کہ اسد میرے ساتھ  
نہیں تھا اور میں نے شام سے خود اسے اسد کو نہیں دیکھا میں تو  
دوائی لینے دوسرے گاؤں گیا تھا مجھے اسد کی بابت علم نہیں وہ  
کہاں گیا ہے ایک اور بھی بات میرے حق میں جانی تھی اسد کو  
میرے ساتھ جاتے ہوئے کسی نے دیکھا نہ تھا یہ سوچ مجھے  
مطمئن کرنے کو کافی تھی لیکن میرا دل دکھ و کرب سے روئے لگا  
آہ۔ میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایک ماں سے بھوت  
بولوں گا جب تک اسد گھر نہیں جائیگا تو ماسی کینڈہ صبح ضرور  
ہمارے گھر آئے گی کیونکہ اسد کی خالی جگہ سے دوستی ہی نہ تھی  
ہم دونوں مثالی دوست تھے ہم دونوں کا زیادہ وقت اکٹھے ہی  
گزر رہا تھا میں بھی کیسا بد نصیب تھا میرے سامنے ہی میرے  
دوست کو بے دردی سے فنا کی گھاٹ اتار دیا گیا تھا اور میں کچھ  
بھی نہ کر سکا تھا اور میں کرتا بھی تو کیا کرتا کوئی انسان تو نہ تھے  
وہ دوائی مخلوق تھی میں پھر عام سامندہ بھلا کیسے بچاتا اسے  
دردِ دم سے میرا دماغ مایوس ہونے لگا میں انہی خیالات  
میں الجھا اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا دو تین دستک کے  
بعد دروازہ کھل گیا دروازہ کھولنے والی میری بہن اینیلہ تھی اس  
نے مجھے دیکھا تو سلام کیا اور جواب میں نے بھی اسے دعا دی اور  
گھر کے اندر آ گیا۔

بھائی بہت دیر کردی آپ نے بہن نے بہن نے محبت بھرے  
لہجے میں کہا اینیلہ حکیم جی کے پاس رش بہت تھا بس اس لیے دیر  
ہو گئی سناؤ اب امی کی طبیعت کبھی سے میں نے پوچھا بھائی امی  
کی طبیعت اب کافی بہتر ہے وہ سو گئیں ہیں اور ہال وہ ماسی  
کیونکہ انہیں اسد کا پتہ نہ تھا یہ کہنا یہ آپ کے ساتھ گیا تھا اینیلہ  
کا لہجہ تنگ پڑا تھا نہیں تو وہ تو میرے ساتھ نہیں گیا تھا مگر وہ کہاں  
جاسکتا ہے میں نے اپنے لہجے میں تشویش سوتے ہوئے کہا  
اینیلہ کی بات سن کر میرا دل اندر سے تڑپ اٹھا تھا مجھے بخوبی  
معلوم تھا اسد جہاں چلا گیا تھا وہاں سے اب واپسی ناممکن تھی  
پھر وہ کہاں گیا میری بہن کی کہہ کرے فکر میں ڈوبی آواز مجھے  
خیالات کی وادی سے پھینچ لائی میں نے ایک نظر اپنی بہن کے  
چہرے پر ڈالی جہاں اس وقت گہری پریشانی دم تھی میں اینیلہ کی  
پریشانی کو سمجھ رہا تھا مجھے بخوبی معلوم تھا وہ اسد کی دوسرے  
کو پسند کرتے تھے آہ۔ ان کی معصوم سی محبت یا دھوم کی نظر ہو

چکی تھی میں نے ٹوٹے دل سے دوبارہ اپنی بہن کی طرف دیکھا  
اور جیب سے دوائی کی شیشی نکال کر اسے تھادی اتنی بھاگ دوڑ  
کے باوجود دوائی کی بوتل محفوظ رہی تھی میری بہن دوائی لے کر  
جانے لگی تو بولی بھائی کھانا سبیں صحن میں لے آ دیا اندر کمرے  
میں کھاؤ گے۔  
منہیں اینیلہ تم بھی اب آرام کرو مجھے بھوک نہیں ہے بس  
اب میں بھی سوتا چاہتا ہوں آج بہت تھک گیا ہوں میں نے  
جوابا کہا وہ میری بات سن کی جی اچھا کہہ کر دوائی رکھتے اندر  
کمرے میں چلا گئی میں دکھ سے اپنی چارپائی پر ڈھیر ہو گیا یہ  
گرہیوں کے دن تھے اس لیے بھی گھر والے باہر صحن میں ہی  
سو رہے تھے کچھ دیر بعد میری بہن بھی اندر سے آ کر اپنی  
چارپائی پر لیٹ گیا نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور کھڑی  
میری بے بسی کا تماشا دیکھ رہی تھی میری نظریں آسمان پر مرکوز  
تھیں آج چاند اپنے پورے جوبن نے تھا میں حالیہ واقعات کو  
سوچ سوچ کر دکھی و خوفزدہ ہونے لگا اس طرح سوچیں سوچتے  
ہوئے نہ جانے مجھے کتنی دیر گزرتی میری بہن اینیلہ بھی سوچتی تھی  
باقی کے گھر والے تو نہ جانے کب کے کو اسراحت تھے سارے  
گھر پر گہری خاموشی کا راج تھا سبھی سکون کی گہری نیند سو رہے  
تھے یہ تو میں ہی تھا بے سکون جاگتا ہوا معاویہ پائل جینے کی آواز  
سنائی دی چھن چھن چھن میں پائل کی آواز سن کر خوف  
سے اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا میں نے اپنی نظریں پائل کو بخینے  
کے مرکز کی اور طرف مرکوز کر دی تو حیران رہ پڑیاں ہو کر رہ گیا  
رات کی رانی کے پودے کے پاس ایک سفید لبادے میں ملبوس  
حسینہ عالم دہوشی میں محور تھا جس کی اس کی کالی سیاہ دراز زلفیں  
اس کی کمر پر پھیلی ہوئی تھیں اس کے پاؤں میں پائل بندھی  
ہوئی تھی میں اس پر ہی جمال کو دیکھ کر گہرے خوف و ڈر میں مبتلا  
ہوئے لگا۔

اب میں اسے بنت حوا سمجھتا تو یہ میری بیوقوفی ہوئی کوئی  
بھی لڑکی بھی لڑکی رات کے اس پہر کی دوسرے کے گھر میں جا  
کر بھلا یوں ناچ سکتی تھی وہ ضرور لڑکی کے روپ میں کوئی اور  
مخلوق تھی شاید یہ لڑکی کے روپ میں پوشیدہ تھی انہی چڑیلوں  
میں سے کوئی ایک جو جن سے کچھ دیر پہلے میرا واسطہ پڑا تھا  
بہر حال وہ جو بھی اس نے روپ بہت ہی سندر اپنایا ہوا  
تھا۔ میں ننگی ہانڈھے اسے کتھا رہا وہ گرد و پیش سے لاپرواہی  
ہو کر ڈانس کرتی رہی یوں ناچتے ایک دم ہی سے ایک دم ہی  
سے اس نے اپنا ناچ روک دیا ناچ رکا تو اس پاؤں میں



بندھے پائل کی چھن چھن چھن بلی رنگ مٹی ماحول پر سکوت ہوتا گیا ایک دم سے وہ اپنے پورے چہرے کے ساتھ میری طرف گھولی اس کا چہرہ بلا کا خوبصورت تھا لیکن اس کی آنکھیں اف خدا کی پناہ بلور کی مانند چمک رہی تھیں ان آنکھوں میں غصہ بھرا نظر آنے لگا میں اس کی بھیاں آنکھیں دیکھ کر اپنی پوری جان سے کانپ اٹھا وہ کچھ پل تک اپنی جگہ کھڑی مجھے گھورتی رہی پھر وہ آہستہ روی سے میری طرف آنے لگی اس کے چلنے سے ایک مرتبہ پھر پلٹ پلٹ آنے چھن چھن چھن اس مستی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر میرا خوف اپنی آخری حدوں کو چھونے لگا وہ جیسے تیسے میرے قریب آنے لگی اس کا عارضی روپ اپنے اصلی روپ میں تبدیل ہونے لگا پھر وہ اپنے اصلی روپ میں روپ ہی آگئی میں اس کا بھیاں روپ دیکھ کر خزاں رسیدہ ہونے کی مانند لرزنے لگا۔

میں اسے پہچان چکا تھا وہ کماری چڑیل تھی جس سے میں ابھی کچھ دیر پہلے بچ کر آگیا تھا شاید اب اس کے پنجہ ستم سے بچنا مشکل تھا اس کے توہم خطرناک تھے وہ میرے بہت ہی قریب کھڑی ہو کر اپنی خوبی نظروں سے گھورتی تھی میں بہت ڈر چکا تھا اب کیسے جان بچے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر نبھانے کیسے ایک دم سے ہی میرے لبوں سے خود بخود درود شریف جاری ہو گیا میرے لبوں سے درود شریف کا ادا ہونا تھا کہ چڑیل مجھ سے کئی قدم دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی وہ مزید غصہ ناک نظروں سے مجھے گھورتی تھی اسے یوں خود سے دور ہوتا دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ وہ ہستی درود شریف کی وجہ سے بدک کر پیچھے ہٹ گئی ہے کیوں ناں یہ پڑھا ہوا درود شریف اس پر پھونک دوں شاید وہ ڈر کر بھاگ جائے اس خیال کا ذہن میں آتا تھا اور میں نے اس پر عمل کر ڈالا میں نے درود شریف کماری کی طرف پھونک دیا درود پھونکا تو وہ بھیاں یک جہج کے ساتھ اپنی جگہ سے غائب ہوتی گئی وہ غائب ہوگئی تو میں گھر سے خوف میں اپنے بستر پر ڈھس گیا میرے لبوں پر شکرانے کے الفاظ تھے میں خدا تعالیٰ کی ڈاکر مٹی کا شکر بجالانے لگا وہ پوری شب میری آنکھوں میں کئی پوری رات میں کلمہ درود پڑھتا رہا مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے ہی میں یہ درود پڑھتا چھوڑوں گا وہ کماری غلام ہو جائے گی یا تو وہ میرا لگا دبا دے گی یا مجھے اٹھا کر لے جائے گی اس طرح وہ رات گزری۔

جب گاؤں کی واحد مسجد سے آذان فجر ادا کرنے کے

بعد ہی میں خدا تعالیٰ سے دعا کرنے لگا خدا تعالیٰ سے اپنے دوست اسد کی مغفرت کی دعا مانگی اور اپنے لیے ان بلاؤں سے پناہ مانگی نماز و دعا کے بعد ہی مسجد سے باہر نکل آیا میں آہستہ قدموں سے اپنے گھر کی طرف جانے لگا نماز کے بعد اب دل ناواں پر سکون تھا بیشک دلوں کو سکون اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی ملتا ہے جس کا آج عملی ثبوت مجھے مل گیا تھا گھر میں آیا تو گھر والے بھی اٹھ کر اپنے معمولات میں مصروف نظر آئے میری بہن بہن بچن میں ناشتہ بناری تھی والد صاحب ایک چار پائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے میری والدہ نماز پڑھنے کے بعد مصلے پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی میں چلتا ہوا اپنی ماں کے قریب جا کر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد وہ دعا سے فارغ ہوگئی تو میں نے انہیں سلام کہا اور ان کی طبیعت کی خیریت معلوم کی جواب انہوں نے مجھے دعا دیا اور اپنی صحت کے متعلق بتایا کہ اب ان کی طبیعت کافی حد تک بہتر ہو چکا ہے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی بیٹا آج میں تم سے بہت خوش ہوں تم صبح ہی صبح اٹھ کر نماز ادا کی بیٹا اللہ تعالیٰ کی یاد میں بہت سکون ہیاں تم بھی بچکانہ نمازی بن جاؤ دیکھنا تمہیں کیسی راحت ملتی ہے وہ مجھے نصیحت کرنے لگی تھیں اور میں نے ان کی باتوں پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

میری بہن ناشتہ تیار کر چکی تھی اس نے ہمیں آواز دی تو میں اور میری امی اٹھ کر کچن کی طرف چل دیے ہمارے والد صاحب صبح خالی خالی چائے پیتے ہیں ان کی چائے ان تک پہنچادی گئی ناشتہ کے بعد میری بہن کچن میں جھاڑو لگانے لگی میں نے پانی والا پائپ اٹھا اور پودوں کو پانی دینے لگا ابھی پانی دینا شروع ہی کیا تھا ہمارے گھر کے خارجی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی میں نے چونک کر دروازے کی اور دیکھا میرا دل اپنی پوری شدت سے دھڑک اٹھا مجھے لگ رہا تھا شاید ماسی سکینڈ آئی ہوگی میں خود میں ان سے بات کرنے کے لیے حوصلہ پیدا کرنے لگا اس دوران میری بہن دروازہ کھول چکی تھی میرا اندازہ درست نکلا وہ ماسی سکینڈ تھی اسی کے چہرے پر گہری پریشانی کے سائے ناچ رہے تھے وہ چلتی ہوئی آکر صحن میں چھٹی چار پائی پر بیٹھ گئی انہیں دیکھ کر میں نے پانی کا پائپ ایک پھولوں کی کیاری میں رکھا اور چلتا ہوا ان کے قریب جا کر ایک چار پائی پر بیٹھ گیا میری ماسی سکینڈ کے بعد میں نے پوچھا آئی خیریت تو ہے آپ آج پریشان لگ رہی ہیں حالانکہ میں ان کی پریشانی کی وجہ بخوبی جان رہا تھا وہ اسد کے لیے

پریشان تھی جو کل رات سے غائب تھا وہ یقینی اسی کا پتہ کرنے پر میرے گھر آئی تھیں آج عجیب سی ویرانی ان کے چہرے پر پرد آئی تھی وہ ایک ماں تھیں اور ماں کا دل اپنی اولاد خصوصاً بیٹے کے سلسلے میں بڑا ہی نازک ہوتا ہے وہ شکت سے لہجے میں بولیں یا سر بیٹا اسد کل شام سے گھر نہیں آیا تو رات کو میں تنہا رہے گھر اس کا پتہ کرنے آئی تھی یہاں آکر معلوم ہوا کہ تم اپنی اپنی کی دوائی لینے کے لیے دوسرے گاؤں گئے ہو تو میں یہ سوچ کر مطمئن ہوگئی وہ تنہا رہے ہی ساتھ کیا ہوگا جب رات کو بھی وہ لوٹ کر گھر نہ آیا تو میں یہ سوچ کر مطمئن ہوگئی کہ تم دو دن رات کو لیٹ آئے ہو گے اسی لیے اسد تنہا رہے ہی پاس رک گیا ہوگا لیکن اب یہاں آکر ایسا لگ رہا ہے جیسے تم بھی میرے اسد کے بارے میں کچھ سمجھ نہیں جانتے جب وہ تنہا رہے ساتھ بھی نہ گیا تھا تو وہ کدھر گیا کہاں گیا میرا اسد میرے دل کا ٹکڑا ان کا لہجہ گہرے دردوں سے لبریز تھا میں ان کی باتیں سن کر دھکی ہو کر رہ گیا میرے دل کی دنیا فحش ہو کر رہ گئی ایک ماں کے سامنے مجھے جھوٹ بولنا پڑتا تھا مگر ج بھی کیسے بولتا وہ صبح جو ہٹ کر داتا تھا اس صبح سے میرے اوپر بھی الزام آسکتا تھا ماسی سکینڈ کی کوئی بھی میری اس کہانی پر یقین نہ کر سکتا کہ اسد کو چڑیلیں اپنی دیکھ میں بھون کر کھائیں ہیں جھوٹ اور جھوٹوں میں سے کس کا انتخاب کروں صبح بولنا میرے لیے نقصان دے تھا اور جھوٹ بولنا میرے حق میں بہتر تھا سو میں جھوٹ بولنے لگا۔

ماسی پھر یہ اسد کہاں چلا گیا مجھے تو یہ سن کر خود حیرانگی ہو رہی ہے وہ ایسا تو یہ تھا اس نے ایسی لاپرواہی تو کبھی نہ کی تھی بہر کیف آپ حوصلہ رکھیں میں اسے تلاش کر لاؤں گا میں نے ماسی سکینڈ کو بظاہر مشبوط لہجے میں حوصلہ دیا حالانکہ میں جانتا تھا اندر سے میرا لہجہ کتنا کھوکھلا تھا میں بھلا اب کیسے اسد کو ہونڈ کر لاتا وہ ایسی منزل کا مسافر بن چکا تھا جس منزل کے مسافر دوبارہ سے بھی بھی اپنے وطن لوٹ سکتے تھے ماسی سکینڈ اپنے اکلوتے بیٹے کے یوں غائب ہو جانے پر رونے لگی انہیں روتا دیکھ کر میرے آنسو اُٹھ آئے اور درد دم کا اندر گئے والا سیلاب بہہ نکلا ماحول ایک دم سے ہی سوگوار ہو کر رہ گیا تھا میں اور ماسی ایک ہی چار پائی پر بیٹھے روتے رہے ہمارے رونے کی آواز سن کر میری والدہ اور جھاڑو لگتی میری بہن ہمارے قریب چلے آئے میری ماں کو بھی اسد کی گمشدگی کی بابت علم تھا وہ مجھے اور ماسی سکینڈ کو مہر و حوصلے سے کام لینے کی تلقین کرنے لگی وہ

کٹکن

ہمارا مسلسل رونا دیکھ کر خود بھی صبر برباد ہو رہا تھا کہ میں اسد سے محبت کرتی تھیں ان کا ارادہ اسد کو اپنا داماد بنانے کا تھا وہ بھی فکر مند تھیں آخر اسد کہاں چلا گیا یوں بتاے بغیر میری بہن بھی صورت حال سمجھ چکی تھی کہ اسد اب تک گھر نہ آنا تھا اس کے چہرے پر زردی کھنڈنے لگی اس کی جھیل ایسی آنکھوں میں کرب و یاس بھرے تھے وہ آتھرو در آتے اور وہ اپنا منہ چھپا کر رونے لگی میرا دل اس کی طرف سے واقف تھا وہ بگلی اسد سے محبت کرنے کی بھی آہ ایک دم سے ہی مجھے خود سے نفرت سی محسوس ہونے لگی کوئی میرے اندر شدت سے چیخنے چلانے لگا یا سر ہم ہی اسد کے قتل ہوئے ہی ان سب کے مجرم ہو اگر تم اسے سزا نہ دے لے کر جاتے تو آج اسد زندہ ہوتا تو قاتل ہوتا ہی قاتل ہوئے ہوتے بھائی ایسے دوست کے نہیں نہیں میں اس کا قاتل نہیں ہوں میں نے اپنے تمہیر کی آواز کو جواب دیا میرا بھلا کب کسی کی سنتا ہے جو میری سنتا وہ اپنی ہی کھتا رہتا ہے میں پھر مردگی سے چار پائی سے اٹھ کر پھولوں والی کیاری کے قریب آ گیا میں نے وہاں رکھے ہوئے پانی کے پائپ کو اٹھایا اور پھولوں کو پانی دینے لگا میں جانتا تھا کہ خود کو مصروف کر لوں تو شاید ان باقی خیالات سے چھٹکارا مل جائے مگر مجھے اپنے اپنی سوچوں سے رہائی نہ ملی میرا ضمیر میرا برابر مجھے لعن طعن کرتا رہا ماسی سکینڈ کچھ دیر مزید بیٹھ کر چلی گئی میری امی اور میری بہن اپنے آپ کا مں میں مصروف ہو گئیں میں سیکھوں سے اپنے بہن کو بھی دیکھ لیتا تھا وہ جھاڑو پھیرتے ہوئے پار اپنے دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں بھی صاف کر رہی تھی یقیناً وہ روتی تھی میرے دل خرسن پر برق خرسن کرنے لگی آہ میری بہن کو کیا معلوم تھا کہ اس کا پیار ہمیشہ نبیشہ کے لیے اس سے دور جا چکا ہے اور میں یہ دردناک بات اسے ہی کیا گئی کو بھی نہیں بتا سکتا تھا۔

ایک مہرے پھر خارجی گیت پر دستک کی آواز گونجی دستک سن کر میرے خیالات کا شیرازہ ٹھہر گیا میں نے پائپ ایک کیاری میں رکھا اور گیت کی طرف چل دیا میں نے دروازہ کھولا اور دروازے پر کھڑی ہستی کو دیکھا تو ڈر کر کئی قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا گیت کے باہر کھڑی ہستی بہت ہی دروڈانی تھی وہ ایک ضعیف العمر بوڑھی تھی اس کا چہرہ جھڑیوں سے بھرا ہوا تھا اس کی سفید اڈے ایسی آنکھیں لال سرخ تھیں میسے ان آنکھوں میں آگ جل رہی ہو نہانے اس خوف ناک صورت بوڑھیا کو دیکھ کر مجھے کیوں خون محسوس ہونے لگا تھا وہ اپنی



حیرت اس جمیل کے پانی میں مگر مجھ تو کجا مچھلی تک نہ تھی میں ہکا بکا سا ہو کر اس مگر مجھ کو دیکھنے لگا مگر مجھ نے بڑی پھرتی سے باہر نکلتی بھینس پر حملہ کر دیا مگر مجھ نے بھینس کی ایک ٹانگ اپنے خونی جیزوں میں دو بونجی بھینس شلت کرب سے ڈگرائے لگی پانی سے باہر کھڑی دونوں بھینس اس مخلوق کے خوف سے ڈر کر سر پٹ بھاگنے لگیں میں سخت خوف و ہراس میں مبتلا کھڑا ہو کر وہ منظر غیر یقینی سے ستکار رہا مگر مجھ اور بھینس میں زور آزمائی ہونے لگی بھینس جمیل کے پانی سے باہر نکلتا چلا اور مگر مجھ سے پانی کیا اندر لے جاتی سر تو کوشش کرنے لگا آخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہونے لگا وہ میری بھینس کو پانی کے اندر لے کر چلا گیا اب پانی کے پیچھے سے بڑے بڑے پانی کے بلبلے اٹھنے لگے پھر کچھ دیر بعد پانی کے اٹھتے بلبلے ختم ہو گئے اور جمیل کا پانی خون ورنگ ہونے لگا وہ اس کی آبی مخلوق نے میری بھینس کو چیر پھاڑ ڈالا تھا میں اس نقصان پر گہرے صدمے سے زمین پر بیٹھ گیا میری آنکھوں سے درد بھرے آنسو نکلنے لگے مذکورہ بھینس میری بہن کی تھی فی زمانہ ایک دودھ دینے والی بھینس کی قیمت کسی طور بھی ایک لاکھ سے کم نہیں یہ نقصان بہت بڑا تھا یہ کیا ہوا میرے ساتھ پہلے میری آنکھوں کے سامنے میرا دوست چڑیلوں کے ہاتھوں مارا گیا اور میں اس کی موت کی بات کسی کو بتا بھی نہ سکتا تھا کہ جاتا تو کوئی بھی میری بات پر یقین ہی نہ کرتا اب بھینس کا سامنے جو رونا ہوا تھا یہ حادثہ بھی اسی نوعیت کا تھا کوئی بھی میری بات پر یقین نہ کرتا تھا بھلا میں جمیل میں مچھلی تک نہ تھی وہاں مگر مجھ کہاں سے آئے گا سننے والے مجھے پاگل سمجھتے۔

نجانے میں کس گورکھ دھندے میں بھینس کر رہ گیا تھا دماغ ناؤف ہونے لگا ایک مرتبہ پھر سے جمیل کے پانی میں بوچھال سا آنے لگا کیادہ پھر باہر آ رہا تھا میں نے ڈر کر سوچا چچی وہ ایک بہت ہی جہم مگر مجھ تھا ایسا مگر مجھ ایک تک میں نے کسی چیز یا گھر میں بھی نہ دیکھا تھا جو آج دیکھ رہا تھا میرا خیال دسویں ٹھیک تھا پھر سے مگر مجھ سطح آب پر نمودار ہوا اور تیرتا ہوا جمیل کے کنارے کی طرف آئے لگا میں خوف سے سکی زمین سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے کٹنے لگا اب نجانے مگر مجھ کے کیا ارادے تھے وہ کیوں کنارے کی طرف رہا تھا۔ مگر مجھ پانی سے باہر نکل کر زمین پر اپنا منڈ ڈال کر لیٹ گیا اسے یوں زمین پر منہ ڈالے دیکھ کر میں نے سوچا لگتا ہے مگر مجھ اب آرام کرنے کے موذ میں تھا ابھی اسے یوں زمین پر لیٹے کچھ لمحات

ہی بیٹے تھے کہ اس کے ارد گرد دھواں سا پھیلتا چلا جانے لگا وہ انہوتا منظر مجھے مزید حیران کرتا چلا جانے لگا دھواں مزید گہرا ہوتا گیا مگر مجھ گہرے دھوئیں کے اندر دوش ہو کر میری نظر سے اوچھل ہو گیا یہ دھواں غائب ہوا تو وہاں سے مگر مجھ بھی غائب تھا اب جو مگر مجھ کی جگہ بستی کھڑی تھی اسے دیکھ کر میری خوفزدہ چیخ کو گونج گئی اب وہاں کماری چڑیل اپنی تمام تر خوفناکی کے ساتھ کھڑی تھی وہ مجھے جیتنے دیکھ کر اپنی خوفناک آواز میں قہقہے لگانے لگی کچھ لمحات تک وہ قہقہے لگتی رہی پھر اس نے قہقہے روکے اور اپنی قبر میں ڈوبی آواز مجھ سے مخاطب ہوئی لڑکے دیکھ لی میری کھٹکتی ہے مگر مجھ کے سوا نگ میں میں تھی تمہاری بھینس میری ہی خوراک بنی ہے لڑکے تمہیں پھر سے سمجھا رہی ہوں میرا نکلن مجھے واپس دے دو تو میں اپنی دنیا میں لوٹ جاؤں گی پھر بھی تمہیں دکھائی نہیں دوں گی یہ کماری کا وچن ہے۔

میں خاموش رہ کر اس کا کریمہ دہیت تاکہ چہرہ نکلتا رہا۔ وہ مجھے خاموش دیکھ کر غصے سے دھمازی لڑکے تمہاری خاموشی مجھے انکار دکھائی دے رہی ہے یاد رکھ آج تو تمہاری بھینس مری ہے کل کو ایسا نہ ہو کوئی تمہاری ٹیلی کا فردم جائے انہوں نے تو تمہاری طرح کوئی لاکھ بھی تو نہیں پہن رکھا تھا ایک دو دن تم خوب سوچ لو میں پھر آؤں گی مجھے نکلن چاہیے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا بابا پھر وہ انہی قہقہوں جھمکوں کے بعد ایک دن سے ہی اوچھل ہو گئی میں سخت بدحواس ہو چکا تھا اس کی خوفناکی باتیں میرے اندر گونج چائے لگیں اس کی کہنا درست تھا میری ٹیلی کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی جو کماری کو روک سکے میں آج کے واقعے کے بعد بہت زیادہ ڈر گیا تھا میں تیز تیز قدموں سے گاؤں جانے والی راہ پر چلنے لگا میرا ارادہ سیدھا نیار کی شاپ پر جانے کا تھا مذکورہ شاپ سے ہی مجھے اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی والے لاکھ مل سکتے تھے میں چاہا رہا تھا اپنے گھروالوں کو بھی کماری کے قبر سے محفوظ کر لوں تیز چلنے سے میں جلدی اسے گاؤں کی نیاری شاپ پہنچ گیا شاپ سے مجھے لاکھ مل گئے تھے میں نے وہ لاکھ جیب میں ڈالیا اور گھر کی راہ پر چل دیا گھر میں سبھی گھروالے باہر کھن میں بیٹھے ہوئے تھے ایسے لگتا تھا جیسے وہ میرے ہی منتظر تھے میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی بھینس کے متعلق بھی ایک جھوٹی کہانی گھڑ چکا تھا اب میں جھوٹی کہانی کھڑنے میں باہر ہو چکا تھا یوں جھوٹ بولنے پر دکھ تو باتا تھا پر کیا کرتا

کھانے پر آنکھ کھل گئی میں ہڑبڑا کر اٹھا تو خود کو پکارنے والی ہستی کو دیکھ کر حیران ہوتا جانے لگا میرے تو ہم دکان میں بھی ایسی بات نہ تھی اس وقت مجھ سے دو ہاتھ کے فاصلے پر میری ساحل میری محبت میری منگیز بیٹی تھی اس نے لال رنگ کا جوڑا پہن رکھا تھا ہاتھوں پر بھندری کے رنگ وہ کسی دہن کی طرح تھی ہوئی تھی اسے اس روپ میں اور اس کی اسوقت کی یہاں آمد مجھے کسی گہرے شک میں مبتلا کرنے لگی ساحل اور یہاں وہ بھی گری کی دوپہر میں ہم دیہاتوں میں مشہور تھا کہ گریوں کی بھتی دوپہروں میں جن بھوت آزاد مچھوتے ہیں گھر سے باہر کسی بھی نو جوان لڑکی کو دیکھ لیں تو اس پر عاشق ہو جاتے ہیں اس لیے گریوں کی دوپہر میں کوئی لڑکی گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی اور آج ساحل تو جنگل میں میرے پاس چلی آئی وہ بھی دہن کے روپ میں لال جوڑا ہاتھ پاؤں پر حتا کے رنگ شوخ میک اپ ایسا میک اپ اولال جوڑا آج تک میں نے کسی کنواری لڑکی کو اس طے میں نہ دیکھا تھا جیسا آج ساحل کو دیکھ لیا تھا میرا شک گہرا ہونے لگا کوئی میرے اندر چھپنے لگا یہ ساحل نہیں بلکہ ساحل کے روپ میں پوشیدہ کوئی اور ہی ہستی ہے بہر کیف اگر وہ ساحل تھی تو آج بہت ہی سندر نظر آ رہی تھی میں کھٹکتی باندھے اسے اور اس کے سندر روپ کو ستکار ہادہ مجھے مسلسل خود کو گھورتا ہوا دیکھ کر شرمانے لگی۔ اس کے شرمانے کا انداز بہت ہی حسین تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں یا سر اس کی شرمیلیں آواز گونجی۔ میں دیکھ رہا ہوں آج کا تمہارا یہ روپ یہ تم دہن بنی کسی کی ڈولی میں بیٹھے جا رہی ہو میں نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ شٹ اپ۔ وہ ایک دم غصے سے بولی میں کسی کی ڈولی میں کیوں بیٹھوں گی جبکہ تمہارے نام کی ڈولی پہلے ہی سے موجود ہے وہ ایک مرتبہ پھر شرمانے لگی۔ ہائے ہمارے نصیب کہاں میں مسلسل اسے شک کرنے لگا اس نے میری بات کا جواب نہ دیا بلکہ میری جیب کھکھرنے لگی میں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں اپنی نگاہ ڈالی تو جوبک اٹھا میری جیب سے نکلن کا کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا اور ساحل کی نظریں اسی نکلن پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ جانے نہ نکلن اللہ کتنا سندر رہے پلیر اسے مجھے دے دو ناں۔ ساحل وہ نکلن دیکھ کر چل گئی تھی میں نے وہ نکلن جیب سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا ساحل بار بار وہ نکلن مجھ سے مانگنے لگی آج ساحل کی ہر ادا مجھے چونکا دینے والی لگ رہی تھی چھوٹی عید پر جب میں نے اسے رنگ گفٹ کی تو اس

نکلن

نے وہ میری رنگ۔ کا گفٹ قبول نہ کیا تھا میں نے کتنی بار بڑی محبت سے اس۔ لے لیے پر غم اور چوہری خریدی اور اسے گفٹ کے طور پر دی مگر اس نے ہر بار صاف انکار کر ڈالا تھا لیکن آج اس کا رویہ سمجھ سے بالاتر تھا۔

میرا اس پر شک مزید گہرا ہونے لگا وہ میری ساحل نہیں ضرور اس کے روپ میں کوئی اور تھی ہستی تھی میری ساحل ایسی تو نہ تھی میں نے اس حقیقت سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا اور غیر محسوس طریقے سے اس کے قریب ہونے لگا ساحل میری اس حرکت کو دیکھ نہ سکی اس کی نگاہیں میرے ہاتھ میں پکڑے نکلن پر مرکوز تھیں پھر میں نے ایک دم اس کے قریب ہو کر اس کی دو دھیاں کلائی تمام لی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اتنی زور سے چیخ ماری کہ میں نے جلدی سے ڈر کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا کہ وہ کیوں جیتنے لگی تھی میں نے جیسے ہی اس کا ہاتھ چھوڑا تھا تو ساحل کے روپ میں پوشیدہ ہستی نمودار ہونے لگی میرے ہاتھ کے شک کی تصدیق ہونے لگی جب وہ ہستی اپنے اصل روپ میں ظاہر ہو گئی تو میں نے اسے پہچان لیا وہ کماری چڑیل تھی آخر تک بچے تم بھی نہ کھی تو تم میری گرفت میں ضرور آؤ گے پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ کماری کس بلا کا نام ہے۔ اس نے غضبناکی سے کہا اور بیٹھے بیٹھے ہی غائب ہوئی چل گئی میں سخت خوفزدہ ہو کر رہ گیا تھا خوف سے میرا سانس تیز چلنے لگا میں جلدی سے درخت کے پیچھے اٹھا اور بھاگ کر جمیل کے قریب گیا میں نے زمین سے پھراٹھائے اور پھر مارا اپنی بھینس کو پانی سے باہر نکالنے لگا میرے اس عمل سے بھینس پانی سے باہر نکلنے لگی۔

دو بھینس پانی سے باہر نکل گئیں تیسری بھوری بھینس ابھی پانی کے اندر ہی تھی وہ آہستہ قدموں سے پانی سے باہر نکلنے لگی سمای پانی میں جیسے ہونچال سا آگیا بڑی بڑی لہریں جمیل کے پانی میں اٹھنے لگیں میں حیرت سے جمیل کو ستکار رہا یہ جمیل کے پانی کو کیا ہو گیا ہے کیا جمیل کے پانی کے نیچے کوئی آتش فشاں بھٹ پڑا تھا پھر ایک بہت بڑی بلا سح آب پر نمودار ہونے لگی میں حیرت و خوف سے کٹنے لگا وہ کیا چیز تھی پھر جب وہ مکمل طور پر سح آب پر نظر آنے لگا تو میرا خوف بہت ہی گہرا ہونے لگا وہ ایک مگر مجھ تو لگتا تھا اس مگر مجھ کی وجہ سے پرسکون جمیل کے پانی میں ہونچال برپا ہوا تھا میں اس آبی مخلوق کو دیکھ کر حیرت کے بحران قیونس میں غوطہ زن ہو کر رہ گیا

نکلن



کھنکھ



میرے بچ پر بھی تو کوئی یقین نہ کرتا مگر میں داخل ہو کر حسب معمول سب کو سلام کیا جواباً دعاؤں سے نوازہ گیا اور پھر بھوری بھینس کے متعلق استفسار ہوا کہ وہ کہاں ہے ابھی تک گھر نہ آئی تھی۔

میں نے فوراً سے سوچی ہوئی کہانی سنائی میرا کہنا تھا کہ میں نے بھینس کو کھیل کنارے گھاس پر چھوڑ دیا تھا اور خود بائی کے درخت کے نیچے بیٹھ کر ان کی عمرانی کرنے لگا ہوں عمرانی کرتے ہوئے نجانے کیوں میری آنکھ لگ گئی جب میں سو کر اٹھا تو بھوری بھینس کو زمین پر لیٹے ہوئے پایا میں اپنی بھینس کو یوں زمین پر لیٹا دیکھ کر جلدی سے درخت کے نیچے سے اٹھا اور قریب جا کر دیکھا تو بھینس مر چکی تھی اس کے منہ سے زرد جھاگ بہہ رہی تھی اسے کسی ناگ نے ڈس لیا تھا میں اپنی من گھڑت کہانی سنا کر اپنے گھروالوں کے تاثرات کا جائزہ لینے لگا آیا انہوں نے یقین بھی کیا تھا انہیں میرے گھروالوں نے بھینس کی موت کی خبر سن کر میری غفلت کا نتیجہ قرار دیا ابو سے مجھے سخت سننا پڑا ابھی ناراضگی سے مجھے دیکھنے لگے میری بہن اپنی بھوری بھینس کی موت کی خبر سن کر رونے لگی کیونکہ مرنے والی بھینس اسی کی گھی میں نے اپنی بہن کو ملی دی اور اپنی جیب سے اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی والے لاکٹ نکال کر ایک ابو کو ایک امی اور ایک بہن کو اور ایک ابو کو دیے آج یہ لاکٹ کسی خوش میں پائٹ رہے ہو کیا بھینس مرنے کی خوشی میں ابو جان نے گہری نچی سے کہا ابو یہ لاکٹ داتا دربار کے ہیں مجھے میرے دوست نے گفٹ کئے تھے پلیز آپ لوگ یہ بابرکت لاکٹ اپنے گلے میں ڈال لیں تو مجھے دلی خوشی ہوگی میں نے لپا جت سے کہا۔

داتا دربار کا سن کر دوسرا اللہ کا نام دیکھ کر انہوں نے مزید کسی جت کے وہ لاکٹ اپنے اپنے گلے میں ڈال لیے میں ان کو لاکٹ پہنا دیکھ کر دلی سکون ہو گیا اب میرے گھروالے بھی محظوظ ہو چکے تھے اب کماری انہیں بھی کوئی نقصان نہیں پہناتا سکتی تھی وہ دن رات باخیریت گزر گئے کماری کا خوفناک دیدار نہ ہوا ابھی صبح والد صاحب نے مجھے دوسرے گاؤں پوسٹ آفس روانہ کیا وہاں سے ابو کی بیٹھن لانا تھی ڈانخانے والا گاؤں ہمارے گاؤں سے تین میل لازمی دور تھا میرے جانے اور آنے میں چار گھنٹے صرف ہو گئے بیٹھن لے کر گھرا یا تو دن کے بارہ بج گئے تھے بیٹھن کی رقم ابو کے حوالے کی اور اپنے بیٹروں میں آکر لیٹ گیا ابھی لیٹا ہی تھا کہ

میری بہن میرے کمرے میں چلی آئی بہن کو میں اپنے کمرے میں آتا دیکھ کر میں اپنے بیڈ سے اٹھ بیٹھا میں نے ایک نظر اپنی بہن کا چہرہ دیکھا تو میرا دل کٹ کر رہ گیا جب سے اسد غائب ہوا تھا اس کے پری جمال چہرے پر اسی دن سے زردی پھیلی ہوئی تھی اس کی ہر ٹانگ کی ہڈی مذاق ختم ہو کر رہ گیا تھا آہ اس عشق کی مودہ کاغذوں کو کون کچھ سکتا ہے عشق کا روگ اللہ کرے کسی کو بھی نہ لگا، وہ چلتے ہوئے میرے قریب آ کر کھڑی ہوئی انڈیا کیس ہو میں نے اس کا حال پوچھا وہ میری بات سن کر گہری نچی سے بولی بھائی آپ کے جانے کے بعد آپ کی لاڈلی ساحل آئی تھی وہ آپ سے کافی ناراض لگ رہی تھی اس کا کہنا تھا کہ آپ پچھلے دو دنوں سے اسے نہیں ملے اور نہ ہی اسے کوئی فون کیا ہے اس سے مل ضرور لیٹا وہ یہ کہنے کے بعد مجھے اپنی زخمی نظروں سے گھورنے لگی مگر میرا اس کی طرف دھیان کم اور ساحل کی طرف زیادہ تھا میں بار بار اس سے اپنی ساحل کے متعلق پوچھنے لگا۔

وہ میری ساحل کی رٹ سن کر ایک دم ہی پھٹ پڑی بھائی تمہیں اپنی محبوبہ کا کتنا خیال ہے کیسے مجھ سے بار بار پوچھ رہے ہو وہ کسی بھی نہ ناراض تو نہیں تھی وہ کیا کہہ رہی تھی تم کیسے بھائی ہو میرا تمہیں ذرا بھی خیال نہیں رہا اور تم نے میری دینا تباہ کر ڈالی تم نے میرے اسد کو مار ڈالا تمہیں تو بھائی کہتے ہوئے بھی شرم آنے لگی ہے مجھے اگر تم بھائی نہ ہو تو میں یہ بات کب کی سب کو بتا چکی ہوتی میں اپنی بہن کے منہ سے ایسی باتیں سن کر حیران سا رہ گیا نجانے وہ کیا کہہ رہی تھی نجانے کس نے اس کے دل میں میرے لیے زہر بھردیا تھا میں کئی لمحوں تک گم سم سا ہو کر بیٹھا رہا میرے کانوں میں سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگیں میری پتھری ہوئی نظریں اپنی بہن کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اب خاموش کیوں ہو جواب دو میری باتوں کا کیوں تم نے ایسا کیا کیوں میری محبت کا گلہ ٹھونٹ دیا کیوں مجھے جیتے جی زندہ درگور کر ڈالا تمہیں تو اچھی طرح سے معلوم تھا میں اسد سے بہت محبت کرتی ہوں اور امی کی بھی یہی مرضی تھی کہ میری اسد سے شادی ہو جائے۔ یا سمر نے بہت برا کیا ہے میرے ساتھ تم نے بھائی ہو کر اپنی بہن کی دینا اجار دی اس کی باتیں سن کر میرا سر جھک گیا اس کی باتیں کسی دنگ نشتر کی طرح میرے دل کو بولہبان کرنے لگیں وہ ایک مرتبہ پھر کہنے لگی۔

میں اسد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی یہ موع سوچ کر میرا

کٹکٹ

مہراب یاد آ رہا ہے کہ اس کی آنکھیں بہت ہی خوفناک تھیں ایسا لگتا تھا جیسے ان آنکھوں میں آگ جل رہی ہو دوسرا اس کے قریب بیٹھنے سے مجھے کرناش کا احساس ہونے لگا تھا جیسے میں کسی لڑکی کی بجائے آگ کی بجلی کے قریب بیٹھی ہوں انڈیا اتنا کہنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اپنے رویے کی مجھ سے معافی مانگنے لگی بہن اب اتنی زیادہ معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کر دان حالات میں جو بھی گھر ہوتا ہے وہ یہی سوچتا ہے اور یہی کہتا ہے اور یہی بھتا ہے جو تم نے کیا بس اب اتنا یاد رکھو دنیا کا کوئی بھی بھائی اپنی بہن کی دنیا نہیں اجاڑ سکتا تو میں بھلا کیسے ایسے کر سکتا تھا میں نے کہا اور ہاتھ میں بکڑے قرآن پاک کو دو بارہ اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے میں نے پڑھا تھا اور پھر یکدم خوف سے میں کا پناہاں نکلن نہ تھا کہ کن نکلن کہاں گیا۔ میرے دل سے خوف میں ڈوبی ہوئی آواز گونجی کہیں ساحل نے نہ اٹھا لیا ہو کیونکہ وہ ابھی سے ہی میری ہر ایک چیز پر اپنا استحقاق جگانے لگی تھی اگر نکلن اس کے پاس ہے تو یہ بات خطرناک تھی اسے کماری چڑیل سے خطرہ تھا میرے چہرے پر خوف سے ہوائیاں اڑنے لگیں میری بہن میری حالت دیکھ کر پریشانی سے بولی۔

بھائی خیر تو ہے تم کیوں پریشان ہو گئے اس نے گہرے تنکرے پوچھا بہن یہاں میں نے ایک نکلن رکھا تھا اب نہیں ہے اغلب امکان ہے نکلن ساحل اٹھا کر لے گئی ہے اگر نکلن اسی کے پاس ہے تو اس کی زیت خطرے میں ہے میری بہن میری بات سن کر گہرے خوف میں مبتلا ہو گئی میں نے جلدی سے چار جنگ پر گئے موبائل کو اٹھایا اور اسے آن کر کے ساحل کو کال کر دی دوسری طرف ساحل نے کال ریسیو کی مجھے کانوں کے قریب اس کی چپکتی ہوئی آواز سنائی دی وہ مری بات سننے بغیر ہی گلے شکوے کرنے لگی اس وقت ایسی باتوں کا میرے پاس کوئی ناظم نہ تھا میں نے غصے سے کہا کیا میرا نکلن تمہارے پاس ہے وہ بولی جی جناب وہ نکلن اس وقت میری کلائی میں ہے۔ اللہ۔ اتنا خوبصورت نکلن اسے قرآن پاک کے نیچے رکھنے کی کیا ضرورت تھی بس اس نکلن کو دیکھ کر مجھ سے ممبر نہ ہو سکا اور میں نے اسے اٹھا کر اپنی کلائی میں ڈال لیا تھا مگر یہ تمہارے پریشان کیوں ہو رہے ہو اس نے انجمن ممبر سے لے کر میں کہا اسے نادان لڑکی تمہیں کیا پتہ وہ نکلن کیا بلا ہے تم اسی وقت نکلن کو لے کر باغ میں پہنچو میں وہیں آ کر تمہیں ساری صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں بائے اس کے بعد میں نے

نہلی نو تک رابطہ منقطع کر دیا اور موبائل کو دوبارہ سے چارجنگ پر لگایا اور اسے کمرے سے باہر نکل آیا میں نے بھاگ کر اپنا ٹکٹن عبور کر لیا تو خارجی دروازے سے باہر نکل کر تیز تیز قدموں سے باغ کی اور جانے لگا مگر خطرناک تھی میں اسد کے بعد اب ساحل کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا تھا مجھے باغ میں پہنچنے پہنچنے دس منٹ لگے۔

ساحل باغ میں مجھ سے پہلے موجود تھی باغ کا فاصلہ اس کے گھر سے کم تھا وہ مجھے دیکھ کر محبت سے اپنا دو دھیان رنگت والا ہاتھ بلانے لگی اسی ہاتھ میں اس نے نکلن بہن رکھا تھا ساحل کو خیریت سے دیکھ کر میں آہستہ روی سے اس کی طرف جانے لگا ساحل نے اپنے نکلن والا ہاتھ اور پر اٹھایا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں وہ نکلن دیکھ کر میں نے سوچا تھا کاش یہ سندر نکلن کماری کے بد صورت ہاتھ کی بجائے کسی گل چہرے کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ ہاتھ کتنا سندر نظر آتا ہاں میں نے ٹھیک سوچا تھا آج وہ نکلن میری ساحل کے ہاتھ میں بہت ہی سندر لگ رہا تھا میری ساحل جس محبت سے اس نکلن کو اپنے ہاتھ کی کلائی میں بٹھارہی تھی اس کی نکلن سے یہ محبت دیکھ کر مجھے دھی شاہ کی وہ فکرم شدت سے یاد آنے لگی کاش میں تیرے ہاتھ کا نکلن ہوتا لگتا تھا وہی شاہ صاحب نے بھی کسی ایسے ہی حسن و جمال کے پیکر کو دیکھا ہوگا جس کے ہاتھ میں میری ساحل کی طرح نکلن ہوگا اور وہ حسینہ بڑی محبت سے اس نکلن کو اپنے ہاتھ میں بٹھاتی ہوگی وہی دھی شاہ نے اپنے جذبات کا اظہار اس فکرم کی صورت میں کیا تھا ان کی دلی خواہش یہی ہوگی کاش وہ بھی نکلن بن جائے تاکہ ان کی محبوبہ انہی اسی طرح سے پیار کرتی اور یہی اس وقت میری خواہش تھی میں والہانہ نظروں سے اسے دیکھتا ہوا اس کے قریب جانے لگا۔

ابھی میں ساحل سے چند قدم دور ہی تھا کہ اس کے قریب ایک دم سید دھواں نمودار ہوا میں اس دھواں کو دیکھ کر سخت خوف و ہراس میں مبتلا ہو کر رہ گیا میں سمجھ چکا تھا وہ دھواں کماری کی آمد کا اعلان تھا ساحل وہ انہوتا منظر دیکھ کر خوف سے چپ چاپ وہ دھواں جلد ہی کماری کے روپ میں ڈھلتا چلا گیا وہ مجھے یوں اپنی جگہ ہکا بکا کھڑا دیکھ کر طنز پر تھپتھپانے لگی اس کے تھپتھ خوفناک تازیاں نے بن کر میرے دل پر لگنے لگے ساحل اسی دیکھ کر چیخ اٹھی اور وہ ڈر کر بھاگنے لگی اسے بھاگتا ہوا دیکھ کر کماری نے ایک لمبا جپ لیا اور میری ساحل کو دبوچ لیا مجھ پر اس ناظم نجانے کیسی کیفیت سی طاری ہوئے لگی

نکلن



پتھروں کے بنائے گئے چولے پر رکھی جا چکی تھی بھی ہوئی دریاؤں پر بڑے بڑے تھال رکھتے دکھائی دے رہے تھے ایک تخت نما کرسی بھی لاکر رکھ دی گئی تھی ان بھوتوں چڑیلوں نے جشن کے سبھی انتظامات مکمل کر لیے تھے مگر ابھی تک کماری کا بھوت اور میری ساحل دکھائی نہ دیے تھے بجائے وہ کہاں تھے نہجائے۔ وہ کب آئیں گے رات اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھے بھوتوں چڑیلوں کا شور غوغا جاری تھا جو انکھ بھی اسی منظر کو دیکھتی وہ خوف سے سر جاتی یہ میرا ہی حوصلہ تھا جو یہ ہولناک منظر پچھلے کئی گھنٹوں سے تک رہا تھا پھر بستی کی طرف سے تین سائے آئے دکھائی دیے میرا دل جب انداز سے دھڑک اٹھا میں نے انہیں پہچان لیا تھا وہ کماری کا لا بھوت اور میری جان غزل ساحل تھے ساحل کی حالت زار دیکھ کر میرا دل درد محسوس کرنے لگا۔

کماری نے ساحل کی ریشمی زینیں ہاتھ میں پکڑ رکھیں تھیں وہ میری ساحل کو بولوں سے پکڑ کر کھیست کر لاری تھی ساحل کی درد بھری سسکاریاں گونج رہی تھیں میں اپنی ساحل کو اس حالت میں دیکھ کر رونے لگا میں بھی کتنا مجبور ہوں چار تھاویں ساحل کے اتنے قریب ہونے کے باوجود اس کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا ہمارے درمیان وہ حصار درد کا سندھو بن گئی تھی اور وہ حصار میرے لیے عبور کرنا ناممکن تھا کماری آگ کے الاؤ کے قریب پہنچی تو اس نے ایک دم ہی ساحل کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالیا ساحل خوف سے رونے لگی حصار سے اس طرف ہی رد و کر اس سے فریاد کرنے لگا لیکن اس نے میری کسی فریاد پر کان نہ دھرا اور نہ ہی ساحل کا رونا سنا کماری ساحل کو اٹھائے دیکھ کے قریب پہنچی اور اس نے ساحل کو گرم دیکھ کے اندر پھینک دیا ساحل کی درد بھری چیخیں کچھ دیر تک دیکھ کے اندر سے گونجتی رہی پھر سکوت چھا گیا میری ساحل میری جگہ پر درو و کرب سے روتا چلا گیا کماری کی آواز گونجتی تو میرا دھیان دوبارہ سے ان کی طرف گیا وہ کہہ رہی تھی اے میرے فیملے کے بھوتوں چڑیلوں انسانی روپ میں آباد ابھی کچھ ہی دیر میں شاہ جنات بھی تشریف لانے والے ہیں اور آپ سبھی کو بخوبی علم ہے ہمارے دیوتا خود بھی سندر ہیں اور اپنے غلاموں کو بھی سندر ہی دیکھنا چاہتے ہیں کماری چڑیل نے اتنا ہی کہا تھا کہ وہاں برسوں سفید رنگ کا دھواں پھیل گیا وہ سبھی گہرے دھوئیں میں روپوش ہو کر میری نظروں سے اوجھل ہو گئے میں حیرت و خوف سے نکتار بنا۔

دیکھو اب کیا غائب سے نمودار ہوتا ہے وہ غامبی دھواں کچھ دیر تک پھیلا رہا پھر ایک دم ہی سے غائب ہو گیا دھواں ختم ہونے کے بعد کا منظر چونکا دینے والا تھا اب وہاں بھوتوں چڑیلوں کی بجائے خوبصورت لڑکے لڑکیوں کھڑے تھے اور خود کماری اتنی سندر نظر آ رہی تھی کہ تعریف کے لیے الفاظ ڈھونڈنا میرے لیے مشکل امر ہے اس کے حسن کی تعریف میں اتنا ہی کہوں گا کہ وہ سچ کی صنف نازک ہوتی تو لوگ اس کے لیے لاکھوں قتل کر ڈالتے اب انہیں اگر کوئی دیکھتا تو یہی سمجھتا کوئی شہری ایسے گھبرانے کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہیں اور یہاں من گھڑی کرنے آئے ہیں اب ڈھول گونجنے کی آواز گرفت نہ رہی تھی بلکہ کسی جلتیجگ ایسی آواز ڈھول سے گونج رہی تھی وہ چڑیلیں جو نیم عریاں لہاؤں میں لہوس تھیں ان کا ڈانس اور نغمے بھجان انکیز ہو چکے تھے چاند کی چاندنی میں وہ منظر کی اور کے لیے تو شاید رومانوی ہو سکتا تھا مگر میرے لیے نہیں میں ان کی اصلیت سے واقف تھا معا کماری کی آواز گونجی۔

بادب بالا حظ ہو شاد شاہ جنات تشریف لارہے ہیں کماری کے لیے الفاظ گونجتا تھے اور وہاں ایسی خاموشی چھا گئی جیسے وہاں اب کوئی بھی نہ رہا ہو ڈھول بجانے والے ڈھول رکھ چکے تھے ناچ میں مصروف ہستیاں اپنا ناچ روک چکی تھیں اس ناٹم وہ سبھی مودب ہو کر کھڑے تھے میں بخور ان کی حرکات و سکنات نکتار رہا اور میں نے سوچا آئے والی ہستی گلتا ہے ان کی پیش رو تھی تھی تو وہ اتنے زیادہ مودب ہو گئے تھے پھر وہاں ایک دم سے ہی نوجوان غائب سے نمودار ہوا اس نوجوان کو اپنے سامنے دیکھ کر وہاں جمع ساری مخلوق بشمول کماری رکوع کے انداز میں جھک گئے وہ غائب سے نمودار ہونے والا نوجوان بہت ہی وجہ و تخیل مرد تھا اس کے سر پر سونے کا تاج تھا ہاتھوں میں ہتھکتی تھیں وہ نوجوان وہاں رکھی تخت نما کرسی پر جلوہ افروز ہوا تھا میدان میں انسانی سوانگ رہ جانے والی ساری مخلوق ہنوز رکوع کے انداز میں جھکی ہوئی تھی وہ نوجوان کردفر سے کرسی پر بیٹھا ان کا جائزہ لیتا رہا کچھ دیر وہ انہیں رکوع کے انداز میں جھکا دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں کھڑا ہونے کا حکم صادر کر دیا۔

کماری کھڑی ہو کر چلتی ہوئی جا کر اس نوجوان کے سامنے سگی زمین پر بیٹھ گئی وہ کرسی پر بیٹھا نوجوان کچھ دیر تک کماری کے سندر روپ کو دیکھتا رہا اور مسکرا کر بولا کماری آج تم

میں اپنی جگہ پر بیٹھنا سا ہو کر کھڑا رہا میرے لبوں سے آواز نکل نہ نکل رہی تھی ساحل اس کی گرفت میں چمکے گی وہ چیخ چیخ کر مجھے آواز دینے لگی مگر میں بے بس تھا میرے اعضا آؤٹ آف کنٹرول تھے معا ہی کماری دھماکی دیکھ کر لڑکیاں کماری جیت گئی میں نے نکلن بھی حاصل کر لیا اور بولس میں تمہاری محبوبہ بھی اب اس سندر کی کابھی وہی شہ ہوگا جو اس سے پہلے تمہارے دوست کا ہوا تھا اگر اپنی جیتنی کا آخری انجام دیکھنا ہو تو اسی جگہ آ جانا جہاں تمہارے دوست کو ہم لوگوں نے دیکھ میں بیٹھا تھا بابا۔۔۔ میں جیت گئی اور تم ہار گئے اے حقیر انسان۔۔۔ وہ انہی طنز پر بولوں کے بعد میری ساحل سمیت غائب ہو گئی اس کے غائب ہونے کے بعد مجھ پر چھائی انجانی سی کیفیت خود بخود ختم ہو گئی۔

میرا شریر حرکت کرنے لگا آہ۔۔۔ میری مقدم ساحل میں نے دکھ سے سوچا اور شدت غم سے نڈھال ہو گیا اس کینسی چڑیل نے میرا سب کچھ تباہ و برباد کر دیا تھا میں زمین پر بیٹھا ماتم کناں تھا بخانے کتنی دیر یوں روتے ہوئے بیت گئی تھی رونے کے بعد کچھ دل ہلکا ہوا تو میں اٹھ کر کھڑا ہوا میں سبک رفتاری سے چلتا ہوا باغ سے باہر نکل آیا میرا رخ بھوت بستی کی طرف تھا میں چاہتا تھا اپنی ساحل کو کبھی بھی قیمت پر کسی بھی طرح بچاؤں میں کماری سے رد و کر فرما دوں گا کہ وہ میری ساحل کی جان بخش دے میرے دل کی دنیا تاراج خزاں باغ کی مثل ہو کر رہ گئی میں تیز قدموں سے منزل مقصود کی اور گاڑن تھا میری آنکھوں میں کرب کا سندھو موجزن تھا میں آخر بھوت بستی کے میدان میں پہنچ گیا یہ وہی مقام تھا جہاں اس دن میرے دوست کو کماری نے اپنی دیکھ میں بھون ڈالا تھا ابھی وہ جگہ سنسان تھی آج وہ بھوت بستی اپنی جگہ نظر آ رہی تھی دن ڈوب رہا تھا اور شام کا قہر قبول اندھیرا آہستہ آہستہ ہر چیز پر چھانے لگا میں چلتا ہوا جیسے ہی اس میدان میں داخل ہوا تو مجھے اپنی زور سے برتی جھکا لگا جیسے میں نے کسی تنگی تار پر پاؤں رکھ دیا ہو میں اس برتی جھکے سے اچھل کر کئی قدم دور جا کر میری آنکھوں کے آگے نیلے پیلے تارے ہلھلانے لگے تکلیف سے میری آنکھیں برسنے لگیں اس کے ساتھ حیرت بھی ہونے لگی کچھ میدان میں داخل ہونے پر برتی جھکا کیوں لگا تھا کچھ کچھ میں نہ رہا تھا کچھ دیر سگی زمین پر بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہوا اور دوبارہ سے میدان کی طرف جانے لگا دوبارہ سے میدان میں اپنا پاؤں رکھا تو وہی حال ہوا مجھے برتی جھکا لگا

نکلن

اور میں پھر اس جھکے سے کئی قدم دور جا کر ایک بار اسی صورت حال سے واسطہ پڑا تو مجھے شدت سے ایک بات کا خیال من میں گونجا۔

ہوتا ہو کماری چڑیل نے اس ساری بستی کے ارد گرد کوئی حفاظتی حصار کھینچ رکھا تھا اور اسی حصار کی وجہ سے مجھے دوبار برتی جھکا لگا تھا اب کیا کروں۔۔۔ اب بھلا میں ان حالات میں کیسے ساحل کی مدد کر سکتا تھا کیسے اس تک پہنچ سکتا تھا اور کیسے اسے بچا سکتا تھا زور اور خوف سے میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میں وہیں سگی زمین پر بیٹھا رہا اور میری بے قرار نگاہیں بستی کی طرف مرکوز تھیں وقت دے پاؤں سرکنا رہا نیم شب ہو گئی آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور زمین پر اپنی دودھیا روشنی پھیلائے لگا ابھی تک بستی کی طرے سنا تھا کوئی بل چل دہاں کے بایسوں کی طرف سے نظر نہ آئی بخانے کب ان کا جشن شروع ہوتا تھا آج تو کافی دیر ہو چکی تھی ابھی یہی سوچ ہی رہا تھا کہ بستی کی طرف سے ڈھول پیٹنے کی آوازیں گونجنے لگیں ڈھول کی آوازوں کے ساتھ ہی بستی میں بل چلی ہی گئی میری خوفزدہ سی نظریں اسی بستی کی طرف مرکوز تھیں پھر وہ ڈھول بجانے والے بھوت مجھے نظر آنے لگے وہ چار تھے ان کے گلوں میں بڑے بڑے ڈھول تھے جنہیں وہ بجاتے ہوئے آکر مجھ سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر بجانے لگے وہ ڈھول بہت ہی خوفناک چہروں والے تھے اس کے بعد پانچ چڑیلیں بستی کی طرف آئی ہوئی۔ لھائی دیں ان کے ہاتھوں میں کچھ سامان بھی تھا جنب نزدیک آگئیں تو میں نے دیکھا وہ دریاں تھیں ان چڑیلوں نے وہ دریاں سگی زمین پر بچھا دیں اس کے بعد وہ اٹھ کر ڈھول بجاتے بھوتوں کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی وہ جیسے ہی کھڑی ہوئیں ان کے ارد گرد سفید رنگ کا دھواں پھیل گیا میں حیرت و خوف سے نکتار بنا اور دھوئیں کے بعد جو منظر سامنے تھا وہ مزید حیران کن تھا۔

اب پانچ نیم عریاں دوشیزائیں کھڑی تھیں وہ پہلے جتنی خوفناک شکل تھیں اب اتنی ہی زیادہ سندر نظر آنے لگیں وہ لڑکیوں کے روپ میں چڑیلیں ڈانس کرنے لگیں ان کا یہ ڈانس بھجانے تھا اس کے بعد بستی سے نولیبوں کی شکل میں بھوت و چڑیلیں آتے رہے ہر آنے والے کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی ساز سامان بھی ہوتا اب وہاں چڑیلوں بھوتوں کا جہم غیر جمع ہو چکا تھا اور اغلب امکان تھا بستی کی ساری مخلوق یہاں جمع ہو چکی تھیں آگ کا ایک الاؤ روشن تھا ایک بڑی دیگ



بڑی سندر نظر آ رہی ہو وہ کماری کے اس روپ کی تعریف کرنے لگا شاہ جنات کی زبانی اپنی تعریف سن کر کماری کے لبوں پر کھلا تبسم دلا ویز ہوتا گیا وہ کسی صنف نازک کی طرح شرمانے لگی ایک تو یہ لڑکیاں شرماتی بہت ہیں چاہے وہ کسی بھی مخلوق سے تعلق رکھتی ہوں میں نے سوجا وہ نوجوان ایک مرتبہ پھر بولا کماری اس کا فرمان سن کر ایک جھٹکے سے اٹھی اس نے در یوں پر رکھے ایک بڑے جمال کا ٹھکانا اور دیگ کی طرف چل دی دیگ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنا ایک ہاتھ گرم دیگ کے اندر ڈال دیا جب اس نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں میری ساس کا بھٹا ہوا سر تھا وہ در دھرا منظر دیکھ کر میرا دل گہرے صدمے کے سمندر میں ڈوب گیا اللہ میری ساحل کا یہ انجام ہونا لکھا تھا۔

کماری نے وہ سرا کر اس نوجوان کے سامنے رکھ دیا وہ نوجوان اپنے سامنے رکھے سر کو دیکھ کر کسی بھوکے بھیڑے کی طرح اس کا سر کا گوشت نوج نوج کر کھانے لگا نوجوان نے کھانا شروع کیا تو کماری نے وہاں سبھی جمع مخلوق کو بھی اپنے حصے کا گوشت لے کر کھانے کا حکم صادر کر دیا وہ مخلوق اپنی ملکہ کا حکم سن کر دیگ پر ٹوٹ پڑی وہ مخلوق تھا لوں میں میری ساحل کا گوشت بھر بھر کر لا رہے تھے پھر وہ سبھی مخلوق پچھی ہوئی دریاؤں پر بیٹھ گئے اور گوشت کھانے لگے وہ منظر مجھے مزید دیکھی وہ خنزیرہ کرنے لگا جلد ہی وہ مخلوق کھانے پینے سے فارغ ہو گئی تھی تخت نما کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان بھی اپنے بوجھن کی بھوج دعوت اڑا چکا تھا وہ نوسوانی سر کھانے کے بعد پرسن خوشی دکھائی دے رہا تھا پھر اس کی خوشی کا اظہار اس کے لبوں سے ادا ہونے لگا کماری میری خادمہ آج ہم تم سے بہت ہی خوش ہیں ہیں نوجوان کنواری لڑکیوں کے قبضے ہوئے سر بہت ہی پسند ہیں تم ہمیشہ ہماری خواہش کا خاص خیال رکھتی ہو لاؤ آج اسی خوشی میں تمہارے ننگن میں متحدہ خلتیاں تمیں دان کرو تمیں کماری شاہ جنات کی باتیں سن کر مکمل اٹھی اس نے اپنے ہاتھ سے ننگن اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔ نوجوان نے کماری کا ننگن ہاتھ میں پکڑا اور کچھ علم پڑھنے لگا کماری اس دوران ادب سے نظریں جھکا کر کھڑی رہی اس نوجوان نے کچھ علم ننگن پر چھوٹ ڈالا اس نے جیسے ہی چھوٹ ماری تھی ننگن سے لال رنگ مٹی شمعیں نکلنے لگیں وہ شامیں کھڑی ہوئی کماری کے شرر میں جذب ہوئی جانے لگیں کچھ دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ننگن سے وہ شامیں نکلتا بند ہو گئیں مجھے ایسے

لگا جیسے ننگن کی ساری خلتیاں کماری میں منتقل ہو چکی ہوں یہ میں نے سوچا تھا میری سوچ ٹھیک تھی میری سوچ کی تصدیق اس نوجوان کی باتوں سے ہونے لگی۔ وہ کہنے لگا کماری اب تو تم خوش ہونا آج ہم نے اس ننگن کی ساری خلتیاں تمہیں دان کر دی ہیں اب اس ننگن میں کچھ بھی نہیں رہا اب یہ ایک عام سونے کا ننگن بن کر رہ گیا ہے ہاں اگر تم چاہو تو اب اس ننگن اسی لڑکی کی آتما بندی کر سکتی ہو جس کا ابھی ہم نے بھونا ہوا سرفروش کیا ہے اس کی آتما ابھی تک یہیں موجود ہے یہ تمہارا ننگن رکھ لو یہ کہہ کر اس نوجوان نے ننگن کماری کے حوالے کر دیا پھر وہ نوجوان کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کماری اب جتنی جلدی ہو سکے تمہارا تمہارا قبیلہ اس جگہ کو چھوڑ دو تم اپنے قبیلے کو لیکر کوہ ہندویش کے پہاڑی سلسلوں کی طرف کوچ کر جاؤ میرا علم مجھے بتانے لگا ہے کہ تمہاری یہ بستی کسی اللہ والے کی نظر میں آچکی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں اس نوجوان نے کماری کو نصیحت کی اور کھڑے ہی کھڑے اپنی جگہ سے نائب ہو گیا۔ شاہ جنات کے چلے جانے کے بعد کماری نے اس ننگن کو ہاتھ میں پکڑا اور خود منہ ہی منہ میں کچھ بربرانے لگی اس کے پلٹے ہونٹوں کو دیکھ کر مجھے لگا وہ کوئی منتر چپ رہی تھی پھر اس نے وہ علم پڑھ کر ایک طرف کو پھونک دیا جہاں اس نے پھونک ماری تھی وہاں سے دھواں اٹھنے لگا پھر وہ دھواں ایک وجود میں ڈھلنے لگا اس دھوئیں سے پھر ایک نوسوانی وجود بنتا چلا گیا وہ وجود میری ساحل کا تھا وہ وجود یقیناً میری ساحل کی آتما تھی کماری نے ایک نظر ساحل کی آتما کی طرف دیکھا اور دوبارہ سے کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونک ماری اس کی پھونک سے دوبارہ ساحل دھواں بننے لگی پھر وہ دھواں بن کر کماری کے ہاتھ میں پکڑے ننگن میں منتقل ہونے لگی اس کام کے بعد کماری فتح کے قہقہے لگانے لگی وہ قہقہے بہت ہی بہت طاری کر دینے والے تھے۔

پھر کماری قہقہے لگاتی ہوئی میری طرف آنے لگی اسے یوں اپنی طرف آتا دیکھ کر میرا خوف مزید پھیلنے لگا دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی کماری چلتی ہوئی میرے قریب آ کر کھڑی ہو گئی وہ حقارت بھری نظروں سے مجھے گھورنے لگی اور اس نے وہ ننگن میرے سامنے نکلی زمین پر پھینک دیا لو یہ ننگن اب رکھو اپنے پاس نہیں بڑا شوق تھا اس نے اپنے پاس رکھنے کا آج یہ ننگن تمہارا ہو مگر امانت کے طور پر میں اسے لینے اب اسی روز

ہوتا چلا گیا۔

بات آخر زیر نظر کہانی ذہنی اختراع ہے اور میں نے بال دل بٹلے کے لیے خاص طور پر تحریر کی ہے انہیں میری کہانی حیرت کدہ پر حیرت ہوئی تھی اب شاید ان کی حیرت دور ہو جائے جو دوست مجھ سے رابطہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں میں انتظار کروں گا۔



## غزل

فاصلہ اتنا بڑھانے کی ضرورت کیا تھی تجھے مجھ سے روٹھ جانے کی ضرورت کیا تھی اب جو مجھ سے روٹھ کر اداس رہتے ہو اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے پھرانے کی ضرورت کیا تھی دنیا کب کسی کے غم کو اپنا غم کہتی ہے تجھے اپنا غم کسی دنیا کو بتانے کی ضرورت کیا تھی میں آج تک اس بات کو سمجھ نہیں پایا جب ساتھ تمہارے میں تھا تو تم کو زمانے کی ضرورت کیا تھی محمد وقاص احمد حیدری۔ سہیل آباد



## غزل

اب جو نکھرے تو نکھرنے کی شکایت کیسی خشک چوں کی ہواؤں سے رفاقت کیسی میں نے اس دور کے انسان سے محبت کی ہے جرم نکمیں کیا ہے تو رعایت کیسی رخ کسی اور طرف روح سخن میری طرف اے میرے دوست محبت میں سیاست کیسی اک چہ بھی اگر شاخ سے ہوتا جدا کیا کہیں دہ پے گزرتی ہے قیامت کیسی بن کہے آجاتے ہیں تیری یادوں کے پجاری یہ محسن کے رفیقوں کی رقابت کیسی آنرہ کنول۔ سہیل آباد



دیوار کیا گری میرے کچے مکان کی لوگوں نے میرے صحن میں رستے بنا لیے

آؤں گی جب یہ تمہارے گلے کا لاکھ تم سے الگ ہو گا بس اسی دن تمہارا حشر بھی تمہاری محبوبہ اور دوست ایسا ہی ہو گا تمہارا گوشت بھی ہم بھون کر کھا جائیں گے اور تمہاری آتما کو اسی ننگن میں بند کر کے یہ ننگن اپنے ساتھ لے جاؤ گی اس نے دعوت بھرے لہجے میں کہا اس دوران میں خاموشی سے اس کی طنز پر گفتگو مستار ہا وہ مجھے یوں خاموش دیکھ کر مزید بولی اب دیکھ لے ملکہ کماری سے دشمنی کی سزا اگر تم پہلے ہی مجھے ننگن واپس کر دیتے تو آج کم از کم تمہاری محبوبہ تو زندہ سلامت ہوتی لیکن تم نے خد کی دیں دین دیکھا ہم تمہاری محبوبہ کا گوشت کھا گئے اور تم دیکھتے رہے اور کچھ بھی نہ کر سکے اور اب تمہاری محبوبہ کی آتما کو بھی ہم نے اس ننگن میں بند کر دالا ہے اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر بولی کیا یاد کرو گے کماری دشمن ہوتے ہوئے بھی کتنی مہربان ہستی تھی اگر اپنی محبوبہ کی روح سے ملاقات کرنا چاہو تو اس ننگن کو اپنے خون سے نہلا دینا تو اس کی آتما دیکھ کر کے لیے اس ننگن سے آزاد ہو کر تمہارے سامنے آجایا کرے گی چلو اب ساحل نہ سنی اس کی آتما ہی سہی ہا ہا۔ میں لوٹ کے ضرور آؤں گی لا کے میرا انتظار کرنا میں لوٹوں گی یہ میرا وچن ہے۔

پھر کماری ایک دم سے غائب ہو گئی وہ غائب ہوئی تو وہاں سے سب کچھ غائب ہوتا گیا اب نہ تو وہاں وہ انسانی سوگ بھری مخلوق تھی نہ آگ کا الاؤ تھا اور نہ ہی وہ دیگ اور وہ بھوت بستی بھی نظروں کے اوچھل ہو گئی تھی اب سارا میدان خالی تھا بس حدنگاہ پھیلے ہوئے خاردار بھانڑیوں اور سرکنڈوں کے سلسلے تھے میں نے تڑپ کر وہ ننگن زمین سے اٹھالیا اور کتنی زمین سے اٹھ کھڑا ہوا اب میں نے یہاں بیٹھ کر کیا کرنا تھا میں ننگن کو ہاتھ میں پکڑ کر اپنے گاؤں کی طرف چل دیا اب اس ننگن کو میں نے تازہ سنبھال کر رکھنا تھا اس ننگن میں میری ساحل کی آتما قیدی نوشہ تقدیر نے ساحل کا یہ انجام لکھا تھا میں تڑپ کر رونے لگا میرے رونے کی آواز کوئی تو مجھے سکار یوں کی آوازیں سنائی دینے لگی مجھے ایسے لگا جیسے کوئی سکار یاں بھر کر رونے لگا وہیں خوف سے ارد گرد کھٹنے لگا مگر مجھے کوئی بھی نظرنہ آیا دوبارہ سے سکار یاں گونجیں تو میں نے سکار یوں کے حزن کو پایا وہ سکار یاں میرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ننگن سے گونج رہی تھیں ننگن میں قید میری ساحل کی آتما سکار یاں بھر رہی تھیں بد نصیب ساحل کے بارے میں سوچ کر دکھ و کرب سے مجھ پر دوش گریہ طاری



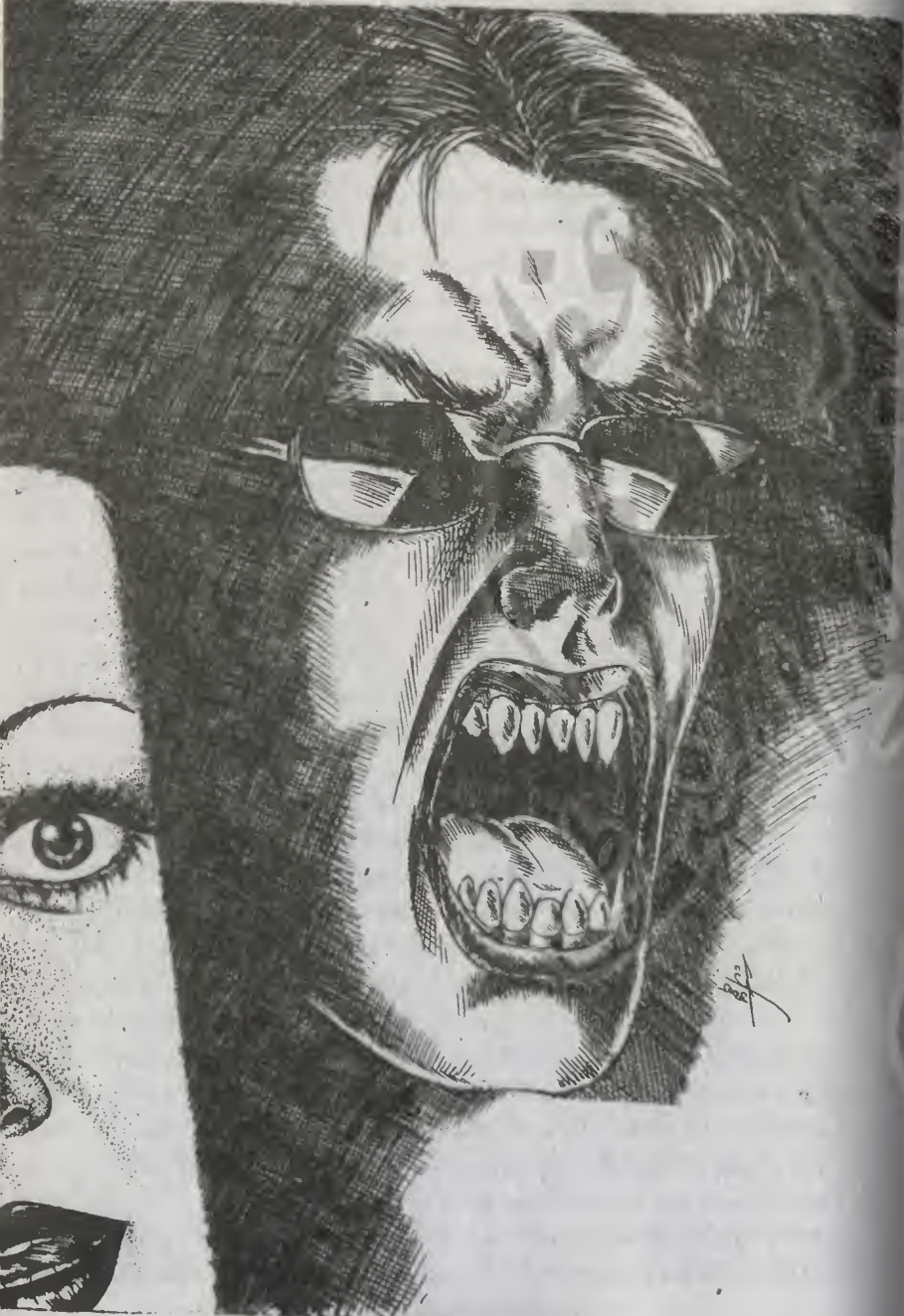
# جنون

عثمان غنی - شیخ آباد پشاور

وہ سب لوگ طلسمی محل کی سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ وہاں دوسرے خزانے کا حال ہی کچھ عجیب تھا پورا ہال سونے کی بہروں لعل جواہرات سے بھرا پڑا تھا سر نصیر کو اپنی کامیابی پر یقین آیا سب کی آنکھیں چندھیا سی گئیں اور پھر سب ہی خزانے کی طرف بڑھیں اس کی آنکھوں میں خوشیاں تھیں چہرے پر سرخیاں تھیں سب خوشی سے چیخنے لگے چلا گئیں مارنے لگے پورے ہال میں سونے کے جواہرات ارد گرد پھیل چکی تھیں اور سب ہی وہ طلسمی تاج ڈھونڈنے لگے ایک جگہ ان کو تاجوں کا انبار لگا ہوا تھا ہزاروں تاج ایک دم نظر آئے اور پھر وہ طلسمی تاج نظر آیا اس سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں سب کی آنکھوں میں حسرت بھری چمک ابھری تاجوں کے پہلے تاج کو اٹھایا اور سب کی طرف دیکھا سب کی مسکراہٹ ابھری تاجوں کے پہلے تاج ہوئے تاج پہن لیا روشنیاں ارد گرد بکھر گئیں روشنیوں کا انبار دیکھنے لگا تاج کے بال اڑنے لگے پورا ہال تاجوں کی روشنی سے مہک گیا تاجوں کے وقت ان سب کو اگلے لمحے میں اتنی حسین دکھائی دی کہ سب اسے رشک بھر نظروں سے دیکھنے لگے پھر وہ مسکرائی ہوئی ارد گرد دیکھنے لگی اس کا چارسوا گنگ میں رواں تھا نیلی ہوائیں ارد گرد بکھر رہی تھیں اس کا سراپا حسن کسی پرستان کی پری سے کم نہیں تھا حتیٰ کہ سر نصیر بھی اسے رشک بھری نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ یہ چند منٹ یونہی گزر گئے تاج شاہجہانی تاجوں کے حوالہ میں جلتے گنگ نچ اٹھا وہ جب چلتی تو سب مدہش ہو جاتے۔ اچانک ایک بھانک جیج سنائی دی سب کچھ پل بھر میں بدل گیا وہ لاش کی جیج تھی طلسم ٹوٹ گیا وہ می سے دھواں اٹھنے لگا تاجوں کے سر سے جادو بھرا تاج غائب ہو گیا ہر طرف سکوت پھیل گیا تاج شاہجہانی تاجوں کے سر سے تاجوں کا حسن اس قدر بکھر گیا تھا کہ سب اس کو دیکھ کر مدہوش ہو گئے تھے اس کی جنون میں کچھ بھی گزرنے کو تیار تھے خوش ہونے کیمرے سے اس کی چند تصاویر لی تھیں تاج شاہجہانی تاجوں کے سر سے سب کو دیکھنے لگی کیونکہ تاج تاج تھا اور نہ وہ اب پہلے کی طرح حسین ہوا میں نہ اس کے جسم کے خوشبودوں کے جھونکوں سب کچھ پل بھر میں ختم ہو چکا تھا ارد گرد خزانے کا ڈھیر بڑا تھا سر نصیر اور کہا تاج شاہجہانی بدرجوں کا طلسم ختم ہو چکا تھا کیونکہ اوپر وہاں پر اس مردے کی بھانک جیج نکلی اور اس کا جسم مل گیا ہے بس ہمیں یہاں اس کے بکھرے ہوئے مال کو سمیٹنا ہے اور اس بھانک جگہ سے رو پھینکنا ہے جی سر وہ سب جتنی جتنی سونے کی اینٹیں وغیرہ سمیٹ سکتے تھے سمیٹ کر اس بندیاں سے باہر آگئے وہاں پردشت کا منظر بالکل بدل چکا تھا وہ سب کچھ ختم ہو چکا تھا دشت

سر اسلام وعلیکم۔ تمام لڑکوں اور لڑکیوں نے بیک آواز میں کہا وعلیکم اسلام۔ سر نے نہایت شفقت بھرے لہجے میں کہا سر آج تو آپ نہیں آرہے تھے کیونکہ کل آپ نے کہا تھا کہ کل یونیورسٹی سے چھٹی کرونگا۔ ارے تالانقوں کل میں نے یونی کہہ دیا تھا کیونکہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم لوگ میرے لیے کتنے اداس ہوتے ہو مگر لگتا ہے تم لوگ تو خوش ہوتے ہو۔ نو سر۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ہم بھلا کیوں اداس نہیں ہوں گے ہم تو ابھی بارش کرنے والے تھے آپ کی چھٹی کی دکھ میں۔ اچھا بچو میں آفس جا رہا ہوں باقی ملاقات کلاس میں ہوگی۔ جی سر تم لوگ کلاس اینڈ کرنے چلے جاؤ۔ جی سر کہہ کر تمام گروپ سٹوڈنٹ کلاس کی طرف چلے گئے اس

گروپ میں ماریہ خوشبو شبنم اقصیٰ کنول اور صبا شامل تھیں باقی دو تین لڑکیاں بھی تھیں لو ادھر ادھر کھسکنے میں ڈرا بھی دیر نہیں لگاتی تھیں جبکہ لڑکوں میں جنید عمان سلمان شاہد بلال عادل زیب اور دیگر شامل تھے سر نصیر ان سے گروپ سٹوڈنٹ کا سن پسند پتھر تھا باقی استاترہ بھی انہیں پسند تھیں لیکن سر نصیر وہ واحد پتھر تھا جو انہیں بے حد پسند تھا بس سر نصیر کی ایک عادت تھی بلکہ تمام سٹوڈنٹ سر نصیر کی اس عادت کو سر نصیر کا جنون کہتے تھے کیونکہ فارغ اوقات میں وہ لائبریری جاتے اور وہاں پر ایک بند خٹے کی شوکی کو گھنٹوں دیکھتے حالانکہ یہ سر نصیر کا اپنا شوکیس تھا لیکن اس نے کبھی بھی اس کو نہیں کھولا تھا اس خٹے کے شوکیس میں بند ایک کتاب تھی اس کو اس شوکیس میں قید





یہ سرنصیر کی عادت تھی یا جنون کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود اس شوئیس کی صفائی کرتے اور چوکیدار اور دیگر سنوڈنٹ کو اس شوئیس کے قریب بھی بھٹکنے تک نہیں دیتے تھے کبھی بھی سرنصیر اس پر بند شیشے والے شوئیس کو دیکھ کر کھوسے جاتے اور دو تین بار جھجھوڑنے پر حقیقت کی دنیا میں واپس آ جاتے کئی بار سنوڈنٹ نے اس کو اس شوئیس کے قریب کم ہوتے دیکھا تھا اور جھجھوڑنے پر حقیقت کی دنیا میں لوٹ آئے تھے خیر اس بار پھر وہ بھی کچھ سنبھل گئے تھے اور شوئیس کو زیادہ زیادہ قریب تک نہیں جاتے تھے اور طلباء کبھی اس سے دور رکھا گیا تھا بلکہ دھمکی دی تھی کہ اگر کوئی سنوڈنٹ اس شوئیس کے قریب گیا اور اگر میں نے لائبریری میں اس ماسٹر جیس کوئی بھی سنوڈنٹ اس کے قریب دیکھا تو میں اس سے کبھی بھی نہیں بولوں گا اور اس شوئیس سے یہ کتاب میں ہمیشہ کے لیے کسی اور جگہ محفوظ مقام پر منتقل کر دے گا سنوڈنٹ بھی بڑے تحمل اور ادب سے سرنصیر کی بات مانتے تھے آج کل اس گروپ میں سرنصیر کی یہ ماسٹر جیس زیر نظر موضوع تھا لڑکے سر کی غیر موجودگی میں جب لڑکیوں کے ساتھ اکٹھے ہوتے تو باتوں باتوں میں سر کی وہی کتاب ہی موضوع بحث بن جاتی اور اپنی اپنی قیاس نظریہ رکھتا تھا اس کتاب کے بارے میں لیکن کوئی کبھی ہمت نہ کر سکتا تھا کہ اس کتاب کے بارے میں جاننے کی کوشش کرے۔

چلو بتاؤ ماریہ کہ اس کتاب کے بارے میں تم کیا کہتی ہو۔ ہاں زیب میں کیا کہہ سکتی ہوں مجھے یہ کتاب خونی لگتی ہے سب نے ایک قہقہہ لگایا عمار جیج کر بولا لڑکیاں ڈر پوک ہوئی ہیں چلو بھی شبنم تم بتاؤ یہ کیا ہے۔ شبنم سکرانی یہ کتاب مجھے انگریزی کی کوئی رومانوی ناول لگتی ہے کیونکہ انگریزی الفاظ میں اس پر لیکن سرنے اس کتاب کے ٹائٹل کو چھپانے کے لیے اس کپڑا لپیٹ رکھا ہے تاکہ کوئی اس کتاب کے ٹائٹل کو کبھی نہ پڑھ لیں۔ ہاں یہی بات ہے شاید نے بھی تائید کی اب اقصیٰ بول انھی میرے خیال میں یہ ہمارے لیے ایک ٹاپ سیکرٹ ہے سلمان بولا اور میرے خیال میں یہ ہمارے لیے ایک سر پرائز ہے ہاں یار جو بھی ہے وقت آنے پر پتہ چل جائے گا ہاں یہ تو ہے۔

بائی داوے میرے خیال میں تم سب لوگ باگل ہو کیونکہ سر کے اس گندے موضوع پر ہم اپنا وقت ضائع کر رہے

سنبھل نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو شبنم چپک کر بولی کچھ دیر بعد تم سب کچھ ادھر چلے جاؤ گے اور کچھ ادھر ہاں کیونکہ کچھ دیر میں چھٹی ہو جائے گی یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن بات یہ ہے کہ مجھے کچھ دیر لائبریری میں رکنا پڑ سکتا ہے خوشبو ایک دم بول پڑی اوہ تم کہنا کہ اچا جانتی ہو جی۔ شاید بھی بول پڑا ہاں میں شبنم سے کہنا چاہتی ہوں کہ اگر یونیورسٹی آف ہو تو پلیز کچھ دیر میرے ساتھ لائبریری میں گزاروں، کیونکہ اکیلا بندہ اتنے بڑے کالج میں کیسے رہ پائے گا۔ ہاں سوچ تو تمہاری بالکل درست ہے عادل بھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا نہیں اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ رک سکتا ہوں کیونکہ خوشبو سسٹیم صاحبہ تمہارے ساتھ رکنے والی نہیں ہے عادل نے شبنم کی طرف دیکھ کر کہا شبنم بلی پڑی واقعی یار خوشبو جی آج میرا رکنے کا کوئی پروگرام نہیں کیونکہ گھر میں تیار اور تائی جان آئی ہوئی ہیں اب جیندی بھی بول اٹھا خوشبو میں تمہارے ساتھ رک جاؤں اگر تم چاہو تو دیکھو وی آر فرینڈز خوشبو ہنس دی مجھے اچھا گھنٹہ لائبریری میں رہنا ہوگا اور جیندی میرے خیال میں تم بور ہو جاؤ گے عمار جیج کر بولا خوشبو کیا تمہارا لائبریری کارڈ ہے یہی تو براہم ہے کہ میرا لائبریری کارڈ کی کمی ہو گیا ہے اور اس وجہ سے مجھے اچھا گھنٹہ آج یہاں رکنا پڑے گا کیونکہ یہ شرط ہے کہ اگر کوئی سنوڈنٹ اپنا لائبریری کارڈ گم کر دے تو اسے لائبریری میں جانے کی اجازت تو ہے چاہے گھنٹوں بیٹھ کر پڑھ بھی سکتا ہے لیکن کوئی بک گھر لے کر نہیں جاسکتا ہے لیکن آج تم رک کیوں رہی ہو لیکن تمہاری نظر تو اس ماسٹر جیس پر تو نہیں ہے یہ اقصیٰ اور صبا ایک ساتھ بول پڑی۔

ارے تم لوگ کیوں بک رہی ہو چلو میں نہیں رکتی اور ہاں مجھے تمہاری اور تم لوگوں کی کوئی مدد نہیں چاہیے وہ اٹھتے ہوئے بولی ارے ارے تم تو ناراض ہو گئی وہ سب اٹھ کر اس کے آگے دیوار بن گئے ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے خوشبو ہنس پڑی۔

دیکھو تم لوگ ایسے کہہ رہے کہ میں کسی مشن پر جا رہی ہو اب سب بعد تھے کہ وہ خوشبو کے پاس رکیں گے لائبریری میں لیکن خوشبو نے کہا میں ایک کا ساتھ جاتی ہوں لیکن تم سب انجیائی شور کر رہے ہو اور مجھے شور پسند نہیں ہے تم سب اپنا اپنا نام ایک چٹ پٹھو اور سارے ناموں کی لسٹ مجھے دے دو پھر کھڑکی اور جوانان ہو وہی چٹ اٹھائے گا یوں جس کا نام کی چٹ نکل آئی وہی میرے ساتھ یونیورسٹی کی لائبریری

میں ضمیرے گا اور یوں جس کا نام نہ نکلے گا وہ نہیں ضمیرے گا ہاں ہاں چلو نکالو جینیں اور کھو اپنے نام سب نے اپنے اپنے نام لکھنے شروع کر دیے اور انہیں چاروںوں بالکل مربع کی طرح بند کر دیا تمام کے تمام چھوٹی چھوٹی پرچیاں انہوں نے شبنم کو دے دیں اور پھر شبنم نے تمام چھوٹی خوشبو نے لے لیں وہ دیکھو نتاشا آ رہی ہے صندل ایک دم بول پڑی ارے وہ ہمارے گروپ کی نہیں ہے شاید ایک دم بول پڑا تو کیا ہوا ہم نے کونسا اسے انعام دینا ہے بس خوشبو کی گود سے ایک چٹ اٹھانے ارے نتاشا ذرا ادھر تو آؤ مار یہ چیخی۔ چلتی ہوئی نتاشا جو گیت کی طرف جاری تھی رگ گئی ہاں ان سے کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سب کے قریب آ گئی۔ اوہ بے گائیز۔ ہیلو ہاؤ آر یو۔ آؤ کم۔ آن نتاشا۔ نتاشا ان سب کے قریب آ کر بولی کیا پتا تم اتنی بچکی کیوں رہی ہو بلکہ تم تو خاصی بولند ہو ہاں کیا مسئلہ ہے پلیز نتاشا بول پڑی۔ دیکھو نتاشا تم خوشبو کی گود سے ایک پرچی اٹھاؤ۔

او۔ میں اب سمجھی۔ تو تم لوگوں نے کینی ڈالی ہوئی ہے ہاں بس یہی سمجھو۔ اور کینی میرے ہاتھوں سے نکلے گی او یار تم لوگوں نے مجھے آواز دے کر کافی اچھا کیا کیونکہ مجھے سب بہت اچھا لگتا ہے اوہو نتاشا تم بولی ہی چلی گئی بس ہمارے دلوں پر پنی ہے کہ کس کا نام نکلے گا زیب بولا اوہو اتنی جلدی نتاشا بھی ایک دم بول انھی خوشبو کی جھوٹی سے نتاشا نے ایک پرچی اٹھائی اور سب کی طرف ایک نظر ڈالی وہ کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی اور سب کے چہروں کو دیکھنے لگی اوہو بھی تم سب تو ایسے حیرت سے دیکھ رہے ہو کہ میں مشن ۱۲۰ فتح کر آئی ہوں اوہو نتاشا تینیس مت بچھاؤ بلکہ کس کا نام نکلے جلدی سے بتاؤ خوشبو بولی ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے بتاتی ہوں بتاتی ہوں ذرا صبر تو کرو نتاشا نے پرچی کھ لٹے ہوئے کہا ارے یہ نام تو۔؟ نتاشا ایک دم چپ ہو گئی ارے نتاشا کی ہنسی بتاؤ ہمارے اعصاب کا امتحان کب تک لوگی ارے یار کیا بتاؤں نام ہی اتنا پیارا نکلا ہے شخصیت تو دھماں کی ہو گئی ارے نتاشا ارے یار یہ کیا بکواس کر رہی ہو جلدی بتاؤ ناں عمار ایک دم چلایا۔

ویسے عمار جلاؤ مت مجھے پتہ ہے تمہارا نام نہیں ہے خوشبو نے اسے کھڑے تیوروں سے گھورا ہاں شکر ہے کہ میرا نام نہ ہی ہو تو بہتر ہوگا عمار بھی کم نہ تھا ارے ارے تم لڑنے ترنے پر تیار ہو گئے نتاشا جیجی تو شرارت مت کرو اور جلدی

سے کہہ بھی دو ہاں کہ بھی دو دو بارہ شاہد سننا یا ارے میں پہلے ذرا تم لوگوں کے چہرے کے تاثرات دیکھنا چاہتی ہوں اس لیے میں۔ نتاشا نے ہوں کہ نام لڑکیوں میں بھی ہو سکتا ہے اور لڑکیوں میں بھی ہاں نتاشا چلو تین آپشن تو دو۔ اچھا میں آپشن دیتی ہوں۔ ۱۔ خوشبو۔ ۲۔ عمار۔ ۳۔ شاید۔ سب ایک دم جینیں خوشبو کا آپشن میں تم بات کھا گئی ہو کیونکہ خوشبو کا نام کسی بھی پرچی پر نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ سے اب عمار یا شاید میں کوئی ہو سکتا ہے نتاشا بھی ایک دم فکر مند ہو گئی میں نے دو آپشن ہی غلط دیتے تھے بلکہ اصلی آپشن تو میں اب دے رہی ہوں اوہو نتاشا تم تو بڑی چالاک لنگی ہاں وہ تو میں ہوں میں اصل آپشن اب دے رہی ہوں۔ ۱۔ عمار۔ ۲۔ صبا۔ ۳۔ بالال۔ اصل آپشن تو میں نے اب دے دے ہیں نتاشا منہ پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی ارے یا یہی نتاشا بھی کمال کرتی ہے یہ تو کیا وقت ضائع کر رہی ہے سلمان بولا ایک دم کنول جیجی سلمان تیرا نام نہیں ہے اس لیے تو زیادہ بڑبڑا رہا ہے ارے تم لوگ کیوں لڑ رہے ہو لو میں نام بتاتی ہوں ویسے میرے ذہن میں ایک بات ہے ویسے کینی سے کتنے کی ارے میں روپے کی سلمان پھر سے بھڑک کر بولا اے جلتی موتی تو نہ بھڑک نتاشا بتا کر بول ہے کنول آہستہ بولی بس نام ہے نتاشا ضبط کر گئی میں تمہاری ہوں نام ہے بالال نہیں ہے بلکہ عمار۔ اور تالیاں بجھاؤ اور سب نے تالیاں بجائی عمار جھوڑا سے سم گیا نتاشا پھر سے موضوع گفتگو جوڑنے لگی۔

اے عمار اب اتنی بڑی کینی لنگی ہے اب کیا کھلاؤ گے۔ آج مجھے کھالے کم عقل لڑکی کہاں کی کینی لنگی ہے اس نے صاف صاف نتاشا کو سب کچھ بتا دیا یہ سن کر نتاشا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئی بس اتنی ہی بات اور اتنا بڑا اقدام وہ قہقہہ لگاتی ہوئی ان سب کو دیکھ جا رہی تھی اور وہ سب اس کو کینی جیجی نظروں سے دیکھتے جا رہے تھے کیا تم باگل ہو گئی ہو شاید نے طنز کیا کہارے باگل ہوں میرے ذہن اتنی چھوٹی سی بات کے لیے تم نے اپنا وقت برباد کیا خاصا بور گروپ ہے آپ لوگوں کا ویسے اگر تم چاہو تو اس بور گروپ میں انگریز دے سکتی ہو عادل نے کہا مجھے اپنا وقت بچانا ہے نتاشا روبرو بولی ہم تم جیجی کے لیے ہمارے گروپ میں کوئی نیک نہیں ہے کنول بھڑک اٹھی تو کون سا مجھے خوشی چڑھاوے تمہارے بور گروپ میں شامل ہونے کے لیے میں کون سامری جا رہی ہوں اور تمہارے پاؤں میں پڑی ہوں کہ مجھے شامل کر لو وہ جیجی ہوئی پاؤں پچتی



ہوئی یونیورسٹی کے مین گیٹ کی طرف چلی گئی پیچھے سے سب نے اس کے پیچھے بوڈبوڈ کی آواز سن لگائی جبکہ خوشبو نے عمان کا گریبان پر پکڑ لیا اور کہا۔

چلو میرے ساتھ لاہیری۔ اور وہ دونوں اٹھ کر لاہیری چلے گئے وہاں پر ہوا کا عالم تھا کوئی ذیروح لاہیری میں نہیں تھا باقی سب ہنستے ہوئے مین گیٹ سے نکل گئے خوشبو کتاب کی تلاش میں شلیف وغیرہ دیکھنے لگی اور عمان برا سامنہ بنا کر وہی بیٹھ گیا وہ دونوں ایک دوسرے سے بے نیاز تھے کہ اچانک عمان کی نظر اس ماسٹر پیس پر پڑی وہ اس کے قریب تر ہوتا گیا اور اس کے قریب پہنچ کر وہی ساکت ہو کر رہ گیا اور تقریباً گز بھر کے فاصلے پر اسے دیکھنے لگا تقریباً مینٹ گزر گئے خوشبو کتاب ڈھونڈ چکی تھی وہاں پر صرف لاہیری میجر موجود تھا باقی کوئی بھی نہ تھا خوشبو اس کے قریب آئی اور کہا کتاب مل چکی ہے اب مجھے کتاب پڑھنا ہے تم اس ماسٹر پیس کر دیکھتے رہو اور تقریباً آدھے گھنٹہ تک رہو جبکہ ماسٹر پیس کے قریب لکھا بھی تھا کہ یہاں بیٹھنا منع ہے خوشبو وہاں بیٹھ گئی اور عمان کھڑا ہو کر اس بندشوں والی کتاب کو دیکھنے لگا۔ اچانک دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا خوشبو چھپ جاؤ کوئی اندر آ رہا ہے اس بڑی لاہیری میں آواز صاف سنائی دیتی تھی وہ دونوں پچھلی شلیف کے پیچھے چھپ گئے اور وہاں سے دوتین کتابیں بٹائی انہیں وہاں سے وہ کتاب صاف نظر آ رہی تھی آنے والا سر نصیر تھا وہ اس کتاب کے پاس آ کر رک گیا خوشبو آہستہ سے بولی تمہارے خیال میں کون ہوگا۔ عمان نے کہا یہ تو سر نصیر ہیں۔ خوشبو دوبارہ بولی ہاں یہ تو سر نصیر ہیں۔ پھر سر نصیر بالکاس کتاب کے سامنے ساکت کھڑا ہو گیا تم محفوظ نہیں ہو تم محفوظ نہیں ہو میں تمہیں یہاں سے لینے آیا ہوں۔ وہ دونوں بک شیلیفوں کے پیچھے سے سر نصیر کی یہ عجیب سا انداز دیکھ رہے تھے ہاں اس نے جیب سے ایک چابی نکالی اور خشے کا بکس کھول دیا اس نے جیسے ہی کتاب اٹھائی ایک کالی بلی اس سے پاؤں میں گزر گئی اور سر نصیر کی ڈر کے مارے ایک چیخ نکالی اور وہ زکھڑا گیا کتاب اس کے اوپر سے وہ لپٹی ہوئی چیز گر گئی۔

سر نصیر نے بکس بند کر دیا اور چوکیدار کو برا بھلا کہتا ہوا اس کی کلاس لینے کے لیے چلا گیا کیونکہ کالی بلی بقول شوڈنٹ کے سر نصیر کی کالی میں پاؤں سے گزرتا خطرے کی علامت ہوتی ہے وہ تیز تیز چلتا ہوا کتاب کے ساتھ لاہیری سے باہر نکلا وہ

دونوں شیلیفوں کی اوٹ سے جلدی جلدی باہر نکلے اور اس گھرے ہوئے کپڑے کی طرف متوجہ ہو گئے دونوں کپڑے پر جوتے گئے جیسے ہی عمان نے کپڑے کو اٹھایا اس سے ایک گول کاغذ میں لپٹی ہوئی اور شے آگئی۔ واٹ ازس۔ خوشبو ایک دم بول پڑی ہاں عمان بھی بڑبڑایا دونوں نے وہ گول کاغذ کھولا تو اس سے ایک مجورے رنگ کا نقشہ برآمد ہوا یہ تو کوئی میپ ہے خوشبو گواہی دیتی ہے یہ تو پوری جان کاری ہے یہ کسی چیز کا میپ ہے۔ یہ دیکھو انکشاف زبان میں ہر چیز کی بڑی واضح الفاظ میں نشان دہی کی ہے یہ تو کسی خزانے کا نقشہ ہے کیا خوشبو کی آنکھیں باہر کو نکل آئیں عمان ہاں یہ تو جگہ ہے دیکھو یہ گز بھر نقشہ ہے اور اس میں واضح ہر چیز کا ذکر ہے لیکن پی۔ ا۔ سے پی۔ ۲۲۵ کی کیا مطلب ہے خوشبو بول پڑی وہ دونوں یہی باتیں کر رہے تھے کہ پیچھے سے قدموں کی تیز تیز آواز سنائی دینے لگی وہ آواز خاصی تیز تھی اور دوسری تھی وہ دونوں جلدی اٹھ گئے اور الماریوں کے بھرے ہوئے کتابوں کے شیلیفوں کے پیچھے چلے گئے وہاں چھپ کر بیٹھ گئے آنے والا سر نصیر ہی تھا اسے کہاں گیا وہ میپ سارے رستے میں ڈھونڈ لیا لیکن کہاں کم ہو گیا وہ اپنے آپ سے تیز تیز بڑبڑاتا تھا اگر وہ میپ نہ ملتا تو وہ کتاب کسی کام کی کجی نہیں ہے وہ اسے اس کتاب بکس کے ارد گرد تلاش کرنے لگا لیکن اسے نہ ملتا تھا اور نہ ملتا۔ وہ دونوں اسے دیکھتے رہے لیکن انہوں نے اپنی سانسیں تنک روک رکھی تھیں سر نصیر بڑبڑاتا ہوا جیسے آیا تھا اسی طرح تیز تیز قدموں سے پلٹ کر واپس چلا گیا۔

چلو خوشبو ہم کو کجی چلنا چاہیے کیونکہ آل ریڈی ہم ایک گھنٹہ لیٹ ہیں۔ وہ دونوں تیز تیز قدموں کے ساتھ چلتے ہوئے لاہیری سے باہر نکل آئے اور دونوں سیدھے عمان اسے اپنے گھر لے گیا وہاں دونوں نے میز پر میپ کھولا اور حیرت سے اسے دیکھ کر راستے میپ میں دیکھنے لگے ہاں عمان اب، میں سمجھ گئی یہاں پر لکھا ہے کہ پی۔ ۱۲۵ کا ڈیٹیل مزید بک۔ میں یعنی اب میں سمجھ گئی یہ بیج نمبر دے ہوئے ہیں پی۔ ا۔ سے لے کر پی۔ ۲۰۵ لکھا ہے کہ بنانے والے نے اس میپ کے ساتھ وہ کتاب بھی لکھی ہے جیسی تو سر نصیر نے اسے اتنا محفوظ رکھا تھا اور شاید یہ کتاب نایاب ہے اور کسی خزانے کے بارے میں لکھا ہے سر نصیر اس میپ کو پاٹھوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔

ہاں عمان بھی اب بہت کچھ کچھ چکا تھا میپ تو ہمارے

ہاتھ لگ گیا۔ بس اگر مزید معلومات چاہیے تو وہ کتاب حاصل کرنا ہوگی سر نصیر جنوں میں اس لیے کتاب کے آس پاس ہوتا تھا کہ انہیں وہ خزانہ چاہیے تھا اور وہ اب عمل کرنے والا تھا عمان اور خوشبو کڑی سے کڑے ملانے لگے ہاں جیسی تو اس نے کتاب خشے کے بند بکس سے باہر نکالی خیر ہوا سر نصیر کالی بلی کی کے اسکی وجہ سے سر زار ڈھگے تھے اور یہ میپ ان کے ہاتھوں سے گرا تو ہمارے ہاتھوں لگا اگر مکمل معلومات چاہیے تو ہمیں سر نصیر کو رام گنا ہوگا ان سے کتاب لینی ہوگی اور انہیں پھر مجبور کرنا ہوگا ہم ضرور جائیں گے ہاں گروپ کو اس ٹاپ سیکرٹ سے باخبر کرنے ہیں۔ نہیں عمان بولا سب کو میں اپنے گھر انوائٹ کروں گا پھر ان سب کو سر کی اس بات کے بارے میں بتائیں گے اور ہم سب مل کر انہیں مجبور کریں گے ہاں یہ ہوئی ناں بات اب میں گھر جا رہی ہوں۔ اتنا کہہ کر خوشبو اپنے گھر کی طرف چل دی۔

یہ نہیں کہاں چلا گیا وہ نقشہ وہی تو میرا اکل اٹھا تھا وہی نہ رہا تو میں دوبارہ اسے کیسے حاصل کروں گا وہ میپ اسے زمین کھا گئی یا آسان نکل گیا نہیں کہیں وہ خطرناک سائے یہاں تک تو نہیں پہنچ گئے وہ پر چھائیاں کہی میرے پیچھے یونیورسٹی تو نہیں آئیں وہ جلدی جلدی اٹھا اور الماری کھول کر دیکھا کتاب صحیح سلامت تھی وہ پہنچنے سے شراپور ہو گیا نہیں وہ یہاں نہیں آسکتی وہ کالی بلی سے پہلے میرے ساتھ وہ میپ کپڑے میں تھا پر اس کالی بلی کی نشان میں کالی پر چھائیاں نہیں واپس تو نہیں آئیں یہ سوشل کر سر نصیر کو کجہر جیسی آگئی نہیں وہ میپ کہاں جا سکتا ہے سر نصیر نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ہٹا لیا عمان اور خوشبو نے اپنے کلوز فرینڈز کو فون کر کے کہا کہ ایک خاص سیکرٹ بتانا ہے کل یونیورسٹی سے سیدھے یہاں آنا اور ہاں لپٹی بھی ادھر کہنا ہے سب نے وعدہ کر لیا آنے کا دوپہر ساڑھے بارہ بجے سب ہی عمان کچھ پر جمع تھے خوشبو اور عمان ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے باقی سب حیران حیران تھے ہاں دوستو ہم تمہیں جو بتانا چاہتے ہیں وہ تم لوگ سن کر حیران و پریشان رہ جاؤ گے بلکہ دنگ رہ جاؤ گے ایسی بھی کیا بات ہے شاید صبا سے بولا جبکہ کنول بولی میرے خیال میں دونوں منگنی کرنے والے ہیں ارے چپ کر اس کے قریب بیٹھا سلمان بولا دونوں نے سن لیا تو لڑنے لڑنے پر تیار ہو جائیں گے کھانا کھانے کے بعد سب وہاں ڈرائنگ روم میں آ گئے اور وہ دونوں ان کے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے وہ سب خوش کیوں

میں مصروف تھے۔ دوستو آج ہم نے آپ سب کو ایک خاص بات کے لیے مدعو کیا ہے اور وہ خاص بات بھی بالکل عجیب سی ہے سب اکیلے دوسرے کو دیکھنے لگے وہ خاص بات کل ہی معلوم ہوئی ہے مگر چونکہ آپ ہمارے گروپ میں ہیں اور آپ لوگ کیا ہمارا ساتھ دیں گے ہاں ہاں کیوں نہیں ہم دوست ہیں ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں اور ہم تو ویسے بھی سب بیک زبان ہو کر بولے ان سے کو وہ بات بتائی دی ارے سب کے ہونٹ کھلے کے کھلے گئے اس میپ کے بارے میں سن کر۔ ہم آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں اٹھی صبا کنول شبنم مارے سیل شاہد بلال عادل اور جنید یہ سب سائی بیک زبان ہو کر بولے آپ دونوں پہلے ہمیں وہ نقشہ دکھائیں جو آپ کو سر نصیر کے بک سے ملا تھا خوشبو نے وہ میپ نکالا تو سلمان اور زیب جو چپ چپ سے تھے ان دونوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے سب نے یا ہو کا نعرہ لگایا اور میپ کو دیکھنے لگے سب ہی ایک دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے تھے خوشبو اور عمان تمام معاملات پہلے ہی سے ڈسکس کر چکے تھے جیسی تو انہیں میپ کے بارے میں ان سے کو آسانی سے سمجھا جا رہا تھا اور وہ سب جنونی ہو گئے تھے ہاں ہاں ہم سب ضرور جائیں گے اور اس خزانے کو حاصل کریں گے لیکن سر نصیر کو ساتھ لے کر جائیے۔ کیا یہ سلمان کو کیا ہو گیا ہے شاہد بول پڑا دیکھو زیب اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس سیکرٹ سے پردہ فاش ہو چکا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم ان سے وہ بک مانگ لیں اور شاید وہ رضامند بھی ہو جائیں یہ خبر چودہ افراد کو پتہ چل گئی ہے پرنسٹن ہیں اس لیے اب وہاں اچھی ہے اگر ہم اس موسم میں وہاں جائیں گے تو بے جا نہ ہوگا۔

ہاں عمان تم ٹھیک کہہ رہے ہو شبنم خوشبو بول پڑی اور وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے وہ سب اگلے روز سر نصیر کے گھر میں داخل ہوئے سر نصیر دونوں سے یونیورسٹی نہیں گیا تھا سر ہم صرف آپ سے ملنے آئے ہیں مجھے کسی سے نہیں ملنا ہے سر نصیر نے ان سب کو دیکھ کر کہا وہ دونوں سے سوچا نہیں ہے سر آپ کی آنکھیں لال سرخ کیوں ہیں لیکن سر ہم آپ کو ایک بات بتانا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے ہم آپ سے ملنا چاہ رہے ہیں جبکہ سر ہم ایک خزانے کے بارے میں جان چکے ہیں جن کا راز وہ آپ کی کتاب میں دفن تھا اور آپ کے سینے میں سر نصیر پھٹی پھٹی نظروں سے ان سب کو دیکھنے لگا پھر انہوں نے اسے



اندرونی دیا اور وہ سب سنوڈنٹ اندر گھر میں سر نصیر سے وہ کتاب مانگنے لگے سر آپ ہماری راہنمائی کریں گے آپ ہمارے ساتھ جائیں گے اور آپ ہی سے ہم سب کو توقعات ہیں سر ہم آپ کے ساتھ جائیں گے ان سب نے الف سے تک تک ساری کہانی سر نصیر کو سنا دی سر یہ سب سن کر بولا کہ تمہیں کوئی ضرورت نہیں وہاں جانے کی وہ میپ مجھے دے دو وہ جگہ ٹھیک نہیں ہے وہاں پر کافی خطرناک پر چھانیاں رہیں ہیں جو انسانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر ان کا دل کر دیتی ہیں وہاں پہاڑوں کے بیچ میں خطرناک وحشت ہے اور وہ خوشی پیاسے دشت انسانوں کو بالکل سالم نگل لیتے ہیں سر آپ کھل کر بتائیے کہ یہ کتاب آپ کو کہاں سے ملی اور پھر وہاں گئے ہیں کہ نہیں مباح اور کنول کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان کی بات سن کر سر نصیر نے ایک سرد آہ بھری۔

میں تقریباً پچیس سال پہلے جوانی کی دہلیز پار کر چکا تھا اور میں قریباً بیس کا تھا میں مصر گیا تھا وہاں پر دریائے نیل کی اور دوسرے ایسے شہروں میں میں وڈ کے لیے چلا گیا تھا جہاں پر فرعونوں کی عظیم داستانیں رقم تھیں میں ایسے ایسے عجائب گھر گیا اور وہاں یونانی کہانیوں کے بیش ایک شہر فراتوس میں گیا وہاں ایک زیمو ریستان تھا وہاں پر ہم جیب کے ذریعے گئے تھے ریستان میں مجھے ایک صندوق میں بند یہ کتاب ملی تھی یہ خزانہ کسی فرعون یعنی مصر کا بادشاہ کا تھا اور اسے مصر کے کسی جادوگر نے حاصل کر لیا تھا مصری جادوگر اسے ہمارے ملک لے آیا تھا اور وہ پھر مرنے سے پہلے اسے اس پہاڑوں اور وحشت ناک دشت کے بیچ اس نے وہ خزانہ کہیں چھپا دیا کیونکہ مصری فرعون بھی اچھے خاصے جادوگروں کو جانتا تھا اور پھر ان کے درمیان لڑائی ہو گئی وہ اس نے ایک جادوگر کی مدد سے خزانے کا سراغ لگایا اور پھر جس جادوگر نے خزانہ چرایا تھا اس نے اپنی زندگی کا چراغ گل کر کے خزانے کو محفوظ کرا لیا انہی بیابانوں کے بیچ میں خود کو روپوش کر لیا وہ خزانہ پھر کسی کے ہاتھ نہ لگ سکا۔

وہ کہانی بھی کئی صدیوں پرانی کہانی ہے وہ خزانے کو ان جادوگر بھی حاصل کرنے میں ناکام رہے جو جنوبی تھے اور انہیں آج تک پتہ نہ چل سکا کہ وہ جواہرات والا اور موتیوں کی والا وڈ والا خزانہ آخر کہاں ہے یہ پہلی کہانی اس کتاب میں درج ہے جبکہ اس کتاب کو لکھنے والا ایک انگریز پادری تھا جو زیادہ علوم حاصل کرنے کی بدولت ہمارے ملک میں خزانے کی

تلاش میں آیا تھا اور اس پادری نے یہ سب لکھا بھی تھا بلکہ اس نے ایک نقشہ بھی تیار کیا تھا جو آپ سب نے مجھ سے ہتھ لیا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ تم سب لوگ نقشہ کی بدولت خزانے تک پہنچنا چاہتے ہو یہ سب تمہاری بھول ہے کیونکہ چندہ سال پہلے میں بھی ایک ٹیم گروپ کے ساتھ خزانے کی تلاش میں اپنی دہشت ناک جگہوں پر گیا تھا اور آج تک میرے آٹھ ساتھی ان دہشت ناک دشت نے نکل لیے وہاں ہر چیز پر طلسم ہے وہاں کسی نے ایسا عمل کیا ہے وہ مر کر بھی اس خزانہ پر قابض ہیں نو سو اٹھ نو سو دن بھر کی سرباب ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے ہم وہاں پر ہزاروں کی فوج لگا دیں گے ہم ضرور جائیں گے یہ ہم خود جائیں گے اگر آپ جانا چاہیں سر وہ دیکھو در نہ ہم نہیں ہٹیں گے ہم جو فیصلہ کر چکے ہیں ویسے بھی امتحان ہے ہمارے ہو چکے ہیں اور ہر رنگ سیزن میں ہم فری ہیں تو پھر کیوں ہم اس خوبصورت وڈ ٹیلیس پر کیوں نہ جائے شاید ایک ہی ساس میں بولا دیکھو لوگ جذباتی مت ہو وہ جیب اور وہ یک میں صرف ان جادوگروں کی بھیا تک لڑائیوں اور ان کی ناقابل برداشت کہانیاں ہیں کیونکہ دوسری کہانی میں پادری نے لکھا ہے وہ انگریز پادری بھی تقریباً سو سال پہلے گزر چکا ہے۔

اس کی یہ بھیا تک حقائق اس کتاب میں رقم ہیں دوسری کہانی کچھ اس طرح سے ہے کہ جب جادوگر نے مصری بادشاہ اپنی ہونے والی ملکہ کو وہ تاج بطور تحفہ اپنا چاہتا تھا اس تاج کی ایک خوبی یہ تھی کہ اس میں اگر کوئی وہ تاج پہن لیتا تھا تو اس کو دنیا کی سب سے حسین عورت کا خطاب دیا جاتا اس تاج سے روشنیاں پھوٹی اور ملکہ کو بہت انتظار تھا کہ شادی والے دن وہ تاج پہنے گی فرعون جواہر ام مصر کا بادشاہ تھا اس کی کئی بیویاں تھیں لیکن ایک نئی ملکہ اس کی زندگی میں آنے والی تھی سو وہ روشنیاں جو اس تاج سے نکلتی تھیں وہ صرف اور صرف تاج ہی کو دینے ہی والا تھا لیکن عین موقع پر جادوگر نے وہاں سے خزانہ عمل طور پر چرایا اور کسی ایسے ملک کیا جہاں پر بادشاہ کے کارندے اس تک نہ پہنچ سکے یہ جادوگر کی بھول تھی اور تاریخ میں سب سے پہلے مصر کی سرزمین پر ہی جادوگروں نے جنم لیا اور پھر بادشاہ کے جلالی غصے کے مطابق جادوگر اسے ڈھونڈنے سکے لیے ہر جگہ مجرور زمین پر کھجوں کی طرح پھیل گئے اور ایک بہن، غلام والا جادوگر اس خطرناک بیابان تک پہنچا مگر پھر جادوگر نے اسے عیاری سے ختم کر دیا اور پھر آج تک

خزانے کو کوئی بھی حاصل نہ کر سکا سب یہ سن کر دھتک رہے تو آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ وہاں پر اب بھی طلسم کا ہے ہاں سر نے اثبات میں سر ہلایا میں خود پچیس سال قبل آٹھ ساتھیوں کو کھو چکا ہوا اور سر آپ کیسے بچ گئے قدرت نے جس قدر نے مجھے بچایا اور یہی وجہ ہے کہ میں اس کتاب کو لکھ کر کھٹوں تک سوچتا تھا اور اس کو قاتل اپنی سوچوں اسے ختم نہیں اب بھی حیرت ہے کہ کیا آپ وہاں تک پہنچ گئے کیا خزانے کے کتنے فاصلے پر تھے دیکھو جو ہم ایک ایک کر کے ہول پھوڑ رہے ہو میں سمجھ چکا ہوں کہ تم لوگ وہاں ضرور رہے لیکن اس کتاب کی تیسری کہانی انتہائی ناقابل فراموشی ہے ایک اس میں ایک عورت بھی اس تاج کے پیچھے پڑی تھی اور سنوڈنٹ سر نصیر کے آگے خاموش ہو گئے اور سر نصیر نے کہانی کا آغاز کر دیا۔

اہرام مصر کی سب سے حسین لڑکی کو پتہ چلا کہ فرعون کا خزانہ چرایا گیا ہے اہرام مصر کی یہ لڑکی ایک جادوگر کی تھی اور وہ اب تاج حاصل کرنا چاہتی تھی مگر اس کو پہلے معلوم کرنا تھا کہ خزانہ کس جادوگر نے چرایا ہے اور پھر وہ اپنے عمل سے اور جادو سے اس لڑکی نے ہر جگہ معلوم کرنا چاہا لیکن اسے پتہ نہ چل سکا کیونکہ جادوگر ملک چھوڑ کر جا چکا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ اب دیوانی ہو چکی تھی وہ ہر حالت میں جادوگر سے وہ تاج لینا چاہتی تھی اور تب کے لیے اس کو انتظار نہ کرنا تھا جادوگر کو بھی اپنے عمل کی وجہ سے پتہ چل گیا اہرام مصر کی سب سے قابل جادوگر کی سارہ اس کے خلاف ہو گئی ہے اور مصر کے فرعونوں کی تمام غلامان جادوگر اسے ڈھونڈ رہے ہیں جادوگر کی جب جادوگر پر حاوی ہونے لگی تو اس نے اپنی زندگی کا دیا بھادیا اور ساتھ ایسا عمل کیا کہ اس کے قریب اگر کوئی جاتا تو وہاں کا طلسم شدہ ماحول اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور ہر چیز ہر جگہ اس پہاڑوں کے بیچ میں اس خوبصورت جگہ پر طلسم کیا ہے اور یہ بات وہ جادوگر کی نہ سمجھ سکی اور وہ جب جادوگر کے بہت قریب پہنچ گئی تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی لیکن وہاں کا طلسم زندہ ماحول نے جادوگر کی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس ماحول نے اسے سالم نگل لیا یہ کہہ کر سر نصیر چپ ہو گئے تو شاہد جو زیادہ باتوں پر تھا بولا۔

سر ہوشنگا ہے یہ بھیا تک کہانیاں صرف ڈرانے کے لیے لکھی گئی ہوں تاکہ کوئی ڈر کے مارے ساری رات نیند کے ترسے نہ لے اسے چپ کر دیتو ف شبنم بول پڑی سر وہاں

کا ماحول کیسا تھا آپ تو گئے تھے ہاں شبنم میں گیا تھا وہاں کا ماحول پر اسرار ہے وہاں پر صرف موت ہے وہاں راستے بہت دلکش ہیں دونوں طرف سرگ دائیں بائیں لیے لیے درخت ہیں پہاڑوں کے نیچوں بیچ وادی ہے اور پھر وہاں تحصیل بھی ہے درخت بالکل لیے ہیں حسین ماحول ہوتا ہے اور جب خزانے کی جگہ کو جو قریب قریب ہوتا جاتا ہے تب ماحول کا طلسم عجیب ہوتا ہے ایک عجیب قسم کے پہاڑ سے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر وہاں زرد موم کی طرح پیار شدہ درخت ان کی سرخ رنگ کی شاخیں کالے پانی کا تھیل اور سب سے بڑھ کر وہ بھی ایک جگہ زرد پہاڑ اور وہ ہیبت ناک کانٹے والا دشت یہی سب کچھ ہوتا ہے پھر اس جگہ پر جنوں سا سوار ہو جاتا ہے اس لیے ہر چیز کو یا شیطانی طاقت کے لہاوے میں انسان کی ہے بس موت پر قہقہے لگاتی ہے ہر چیز وہاں خون کی پیاسی ہے گویا وہاں جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس لیے میں تم لوگوں کو نہیں روکوں گا اور ہاں میں تم لوگوں کو اپنی کتاب نہیں دے سکتا یہی تمہاری مرضی وہ جگہ نقشے کے مطابق یہاں سے تقریباً دوڑ چالی دن کے سفر کے بعد آسانی سے مل جائے گی سر نصیر کی بات ان لوگوں نے سنی سر اگر ہم نیلی کا پتھر کی مدد سے وہاں جائیں تو۔۔

دیکھو بچو اس کام میں کوئی بھی ہماری مدد نہیں کرے گا اس لیے فضول بحث میں مت پڑو کہ ہم نیلی کا پتھر سے جائیں گے اگر تم لوگ اتنے اسرار کر رہے ہو تو مجھے ایک دودن دے دو کے مجھے دوبارہ وہاں جانا چاہیے کہ نہیں۔ افضی ایک دم بول ہی پڑی سر آپ ہماری خاطر ضرور جائیں اور دیکھیں کہ وہ کسی جگہ ہے بدل گئی ہے کہ نہیں۔ نہیں میرے بچو اب تم لوگ جادو کل صبح آ جانا دیسے بھی جنوری شروع ہو گیا ہے اور ہاں ہم وہاں پک اپ پر جائیں گے لیکن جانے سے پہلے تم سب کے گھر میں جو جو ہتھیار وغیرہ ہے وہ ضرور ساتھ لیتے آنا، جی سر کہہ کر ہم سب باہر نکل آئے ہم سب چودہ افراد کا گروپ ٹیم تھا جن میں قابل ذکر افضی صاحب شبنم خوشبو مارہ جینڈ ہیل عادل عمان زیب۔ سلمان شاہد اور نسا شبنم ٹرپ پر راضی ہوئی تھی جبکہ سر نصیر بھی۔۔ ہم نے نسا شبنم سے خزانے والی بات چھپا دی تھی ہم سب سے پہلے پیر قلندر مرتبہ بخش کی درگاہ پر حاضری دینے گئے اور وہاں پر خصوصی دعا کی پھل اور برتیاں اور دوسری اجناس خوراک کی بوتلیاں ہم نے پک اپ کی چھت پر باندھی



ایک عالم حیر کامل سے ۱۵ بابرکت اللہ کے نام کے لاکھ تیار کروائے تاکہ ہم سب وہ پہن کر جائیں اس عال نے ان لاکھوں پر نورانی عمل کیا تھا اور قرآنی ل کی آیات مبارکہ پڑھیں تھیں تب مجھے یہ پیش تھا کہ ایک لاکھ اس نے اضافی تیار کیا اور ۱۵ افراد ہم سے جبکہ ایک ڈرائیور بیچارے کے لیے تیار کیا تھا مگر نتاشا کو تو لوگوں نے لاکھ غلطی کی کیونکہ پھر میں نے ڈرائیور کا لاکھ نتاشا کو پہنا دیا اور یوں ہم بے خبر ساری رات نیند کے مزے لوٹتے رہے اور بیچارے ڈرائیور کی موت بہت بری ہوئی۔

نتاشا تو ہمارے گروپ کی تھی نہیں تو پھر وہ کہاں سے آئی وہ عال میرا جاننے والا تھا اور تو کہہ رہی ہے کہ میں اللہ پاک کا نام لکھ کر کسی ایسے دھاکے میں باندھ کر لکھے میں پہن لوں گی وہ جادو گرئی ایک چال ہمارے ساتھ چل گئی ہے اور اب ہماری زندگی ختم ہونے کے قریب جا رہی ہے کیونکہ ہم سب کے پاس ایک لاکھ کم ہے اس طرح کا علم والے لاکھ بھی ہوتے ہیں مگر نورانی علم کے لاکھ نتاشا کی وجہ سے گم ہوا ہے اس لیے اگر وہ شاطر چال باز جادو گرئی کی بدروح خدا خواستہ خوشبو کے جسم میں داخل ہوئی تو سب موت کی وادی میں آہستہ آہستہ اترتے چلے جائیں گے کیونکہ جسم پاک پھر وہ خود ہمارے گلے سے لاکھ اترنا سکتی ہے اور یہی پھیل وہ شروع کر رہی ہے سر کا یہ بھی ایک انکشاف سن کر سب ہی دنگ رہ گئے یہ کیا تو ایک لاکھ کی وجہ سے ہم سب کی زندگیاں خطرے میں ہیں عادل افسوس سے بولا۔

یہ رات تو گزرنے کا نام نہیں لے رہی ہے خوشبو بول پڑی اس نے احتیاط پھر بھی کاغذ پر اپنے قلم سے اللہ کا نام اور ساتھ ہی آیت الکرسی لکھ کر اپنے گلے میں اس کاغذ کا تعویذ بنا کر دھاکے کی مدد سے باندھ ڈالا باہر نصیر عادل زب اور بلال کھڑے تھے کنول بھی نتاشا کی طرح سہم چکی تھی ماریہ رو رہی تھی اور اپنے اس فیصلے پر سب پشیمان تھے سر شاید ہم واپس چلے جانے میں کامیاب ہو جائیں کنول رو رہی تھی کہہ رہی تھی دیکھو کنول اب تو کچھ نہیں ہو سکتا بس اب اچھے وقت کا انتظار کرنا ہے اور سب سے اہم بات یہی ہے کہ وہ سب پر چھائیاں بہت منصوبہ بندی سے ہم پر دار کرنا چاہتی ہیں یہی تو لیکن ہمارے پاس گاڑی ہے ہم جا سکتے ہیں دیکھو کنول خند مت کرو کیونکہ پچیس سال قبل میرے ساتھی بھی اس طرح جانا چاہتے تھے لیکن ان کا لی ر دوخوں نے ان کی گاڑی الٹ دی

تھی اور وہ دونوں ایک خبر دشت کا قلعہ بن گئے تھے اور گاڑی بھی ان کی نہ بچی تھی اگر خود اپنی موت آسان بنانا چاہتی ہو تو پھر چلو ابھی لے چلے ہیں۔

کنول خوشبو کے ساتھ لپٹ گئی نہیں سر میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں تھا کہ میں آپ کو ہرٹ کروں میں ہرٹ نہیں ہوا مگر تم ڈر رہی ہو اس لیے میں تمہیں۔۔۔ سر کہتے کہتے رک گئے۔ نتاشا کو نے میں سب سے سہم کر بیٹھی ہوئی تھی ماریہ نے نتاشا کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ مزید ہم گئی ماریہ کی آواز بدلی گی کی تھی سب ہی خوفزدہ ہو گئے تھے خوشبو ایک دم پرجوش ہو کر بولی سر یہاں اندر آ جائیں میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے سب خوشبو کے ارد گرد جمع ہو گئے خوشبو نے وہ نقشہ نکالا سر ہم میپ کے مطابق اس جگہ پہنچے ہوئے ہیں سب نے خوشبو کو دیکھا اور وہاں پر سامنے ہماری گاڑی ہے اگر ان بدروحوں نے گاڑی کو نقصان پہنچایا تو پھر شاید کے ہم بھاگ سکیں یہ ہمارے پاس بھاگنے کا آخری سہارا ہے اس سے سے پہلے کہ وہ جادو گروں کی بدروحیں اور وہ کالی پر چھائیاں اس پک اپ کو نقصان پہنچائیں ایک لڑکا جا کر اس پک اپ کو یہاں لے آئے اور پھر ہم سب آہستہ آہستہ پک اپ کو دھکے کے ذریعے آگے میپ کے سیدھے راستے پر لے جائیں گے یعنی یہ راستہ میپ کے مطابق بالکل سیدھا کھسی دوسرے شہر کو جاتا ہے یہاں پر کوئی خزانہ نہیں ہے لکھنے والے کو دھوکا ہوا ہے اور جن جادو گروں کی بدروحیں یہاں بھینکتی ہیں وہ کسی کی غلام ہیں شہنم نے اپنا خیال رائے پیش کیا اسے شہنم چپ ہو جا ہماری جانوں سے قیمتی خزانہ رائے نہیں ہے خوشبو بول پڑی میں راستے کے بارے میں بتا رہی تھی۔

سر نہ کہ تم دونوں چپ ہو جاؤ کیونکہ نقشے کے مطابق کہانی میں ای مقام پر دشت میں خزانہ ہے سر نے دونوں کی بات کاٹ دی سر اس پہاڑوں کے بیچ خزانہ نہیں ہے کیونکہ اس وسیع پھریلے میدان میں یہ ہمارے لڑکے کھدائی کا کام نہیں کر سکتے ہیں اور ہم نہ ہی خزانے کو ڈھونڈ سکتے ہیں اس لیے اپنی جانیں ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ہم چلے جائیں خوشبو تیز طرار لہجہ میں بولی خوشبو پر تمہاری غلط فہمی ہے کہ وہ پر چھائیاں ہمیں جانے دیں گی۔ لیکن سر ہم تو بزدلوں کی طرح بیٹھ نہیں سکتے ہیں اگر وہ جانے نہیں دیتے ہیں تو نہ جانے دیں ہمارے اپنے ہمارے اپنے شہر میں اپنے موجود ہیں وہ ہمیں اس طرح تو مرنے نہیں دیں گے تاں اور ہم بس یہی تو نہیں

تھے کہ ہم یونہی بے مقصد سر جائیں خوشبو کے ساتھ اس بار بھی بول پڑی ہاں خوشبو اور افسی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے کہ ہم نے گفتگو میں ساتھ دیا۔ لڑکا اگر ہم یہاں سے جائیں سکتے ہیں اگر کم اپنی سی کوشش ضرور کر سکتے ہیں زب نے سب سے ہم خزانے کو ڈھونڈنے آئے ہیں اور ڈھونڈیں گے یہاں پھر پارا کر وہ بدروحیں چال چل سکتی ہیں تو ہم کیوں نہیں جان پر جوں ہو کر بولا بلال اٹھ کھڑا ہوا یاد وہ نظر نہیں آتی ہم کا مقابلہ کیسے کریں گے اپنے ذہن سے ہم ان کالی چھائیوں کا مقابلہ کریں گے بلکہ انہیں ہرا نہیں گے بھی آخر تک اس جگہ پر طلسم ہو گا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہو گا اگر ہم یہاں سے جائیں سکتے تو ہمارے سل فون بھی کسی کام کے نہیں آئے اگر خزانہ مل گیا تو ہماری واہ واہ اگر نہ ملا تو کوئی بات نہیں سب ہی ایک عزم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ رات بے ہیبت گئی۔

صبح خوشبو نے نقشہ پھیل دیا تھا سر فیہ سب سے خفا تھا باقی سب خزانے کی جگہ یہاں وہاں نقشے میں ڈھونڈ رہے تھے لیکن وہ جگہ۔ یہ نام اگر نکال دیا جائے تو اس جگہ سر سامنے کا نام مل جاتا ہے خوشبو چیخ کر بولی میں مل گئی جگہ۔ ہم تلاش اس جگہ سے شروع کریں گے کیونکہ اس نقشے میں کچھ نام ملتے لکھے گئے ہیں اگر یہ کڑی سلجھ جائے تو سمجھ لینا ہے کہ ہم خزانے کے بالکل قریب قریب پہنچ چکے ہیں وہ ہمارے جھیل ہے جھیل کے کنارے دشت کے پاس خزانے کے مطابق نقشے میں اس گھنے جھنڈ میں خزانہ ہے خوشبو پھر چیخ کر اپنی شہنم نے کہا چلو میرے بہادر دھکالیاں بیٹے اور جلیں اٹھا اور میرے پیچھے پیچھے آؤ سلمان زب نتاشا سمجھل شاید عثمان بلال افسی ماریہ کنول جنید خوشبو شہنم کے پیچھے چل کر نصیر ان کو وہاں جانے سے روک رہا تھا وہاں پر گہرا گڑھا تھا وہ پادری اور جادو گرئی بھی اپنا دفاع نہیں کر سکتے تھے سر نے روک دیا لیکن سب نے ایک فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ سب وہاں پر بیٹھنا نہیں چاہتے تھے ہی تو اتنے بڑے قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئے تھے کھانے پینے کی اشیاء تو ان کے پاس نہیں تھیں کے حساب سے تیس موسم بھی نہ اتنا سرد تھا اور نہ اتنا گرم وہاں گرمی سے بے ہوش ہو جا تا وہ سب جھیل کے کنارے بیٹھ گئے تھے خوشبو سب کو ہر پڑھتے آگاہ کر رہی تھی اچانک

کیا ہے نتاشا وہ درختوں کے جھنڈ میں میں نے ایک

ہیولہ دیکھا ہے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارے گلے میں بابرکت لاکھ موجود ہے یہ سائے ہمیں ڈرنے کی کوشش کرتے رہیں گے کہ ہم خزانہ تلاش نہ کریں خوشبو نے پھر سے آگے چلنے کی نوید سنائی ماریہ نے کبیرہ نکالا کیوں نہ میں اس بار پارا سنز کو رکھ کر ڈکڑوں افسی بھی سل نکال چکی تھی جس میں مشکل نہیں تھی لیکن چار چار تھا پھر اس نے پھر واپس مو بائل رکھ دیا وہ سب آگے آگے چلے گئے تھے خوشبو نے کہا کہ یہاں پر کھدائی شروع کر دو کیونکہ یہاں پر مدفن خزانہ ہے یا خوشبو یہ جگہ زمین کا پی پھری ہے یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے کیوں بس ہمت ہار گئے تم لوگ۔ لاڈ جیل مجھے دو اسے زبردستی عمان کے ہاتھ سے جیل دی اور اللہ کا نام لے کر ایک زوردار کار دیا زمین کے اندر ایک دراڑ بڑھ چکی تھی اسے نوید کام تو ہم لڑکیاں بھی کر سکتی ہیں شہنم تاؤ کھاکر بول پڑی ہاں ہم کر لیں گی عمان اور باقی ساتھی وہاں پر کھدائی کرنے لگے تقریباً مختلف جگہوں سے کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا تھا وہ نتاشا کی چیخ سنائی دی سب لوگ پھر سے نتاشا کی طرف متوجہ ہوئے ارے یہ کیا ہے یہ تو ایک انگوٹھی ہے نتاشا کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی اور سورج کی مدہم روشنی میں انگوٹھی کا ہیرا چمک رہا تھا۔ نتاشا یہ کہاں سے لی۔ یہ ادھر زمین پر پڑی ہوئی تھی چلو اچھا ہوا کہ یہ انگوٹھی مل گئی کیونکہ ہمیں امید تو ہوئی کہ یہاں پر خزانہ موجود ہے خوشبو نے کہا اور ان سب کے سروں پر کھڑی سب کو ہدایت دینے لگی تھی۔

اسے سلمان تو سستی دکھا رہا ہے اسے شاید ذرا جلدی جلدی کدال مارا اور باقی لڑکیاں تماشہ دیکھنے گئیں۔ اچانک ماریہ کے پاس ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور اس سے ٹکرایا ماریہ بیٹھی بیٹھی ادھر ادھر دیکھنے لگی وہ انگوٹھی نتاشا نے پہن لی وہ وہاں ان سب کی سمودی بنانے لگی افسی صبا توں میں مصروف تھیں جبکہ باقی سب تیز لپچاں اور کدالیں ہیروں کی طرز سے بنی ہوئی ہتھیار لیے زمین پر مار رہے تھے شہنم سب سے الگ تھلگ کھڑی تھی اور خوشبو سب سے پرجوش تھی اچانک ایک دم گھیر بادل اٹھ آئے آسمان میں گرگڑاہٹ کی آوازیں آنا شروع ہوئی ایک دم کالے بادل آسمان پر چھا گئے وہ لوگ آدھے گھٹنے سے زمین میں کائی کھدائی کر چکے تھے مس خوشبو اب ہمیں یہاں سے جانا چاہیے شاید موسم مزید کام کرنے کی اجازت نہ دے ارے بیوٹوں اگر بارش ہو جائے تو ہمارے حق میں بہتر ہو گا پانی زمیں کو نرم اور گیلا بنادے گی کھدائی کی



جگہ پانی کا گھڑا بن جائے گا اس میں پانی تو زمین جذب کر لے گا اور اس طرح ہم شاید آسانی سے کھدائی کر سکیں اگر لڑکیاں جانا جانتی ہیں تو چلی جائیں خوشبو نے سب کو ہدایت کی خراب موسم کو دیکھ کر شبنم اور انصی صبا وہاں سے چلی گئی جبکہ نتاشا اور کنول موسم انجوائے کرنے میں لڑکومت کچھ دیر آرام کر لو۔ خوشبو عمان اور شاید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جبکہ باقی تم میں سے اگر کوئی تھک جائے تو مجھے بتاؤ وہ آرام کر لیں گے اور ان کی یہ دونوں کام کر لیں گے وہ دونوں جلدی سے وہاں پر لیٹ گئے اور آسمان کی بجلیاں پھر سے زور پکڑیں اور ساتھ ساتھ جھنڈی جھنڈی ہوائیں بھی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ درختوں کا جھنڈ ایک دوسرے میں جھکنے لگا اور ہواؤں کی دوش پر خود کو چھوڑ دیا چاک بوند باری شروع ہو گئی وہ لوگ کام تیز کرنے لگے وہ سب مختلف سمتوں میں تھوڑی بہت کھدائی کر چکے تھے ایک تو سمجھتے تھے اور دوسرے اپر گلاس کا فیملی لیک گراؤنڈ کبھی اس طرح کے کام سے واسطہ بھی ان لڑکوں کا نہیں پڑا تھا اس لیے بوند باری کو دیکھ کر سب کاسن لگایا اور کام کاج چھوڑ کر سب وہاں پر لیٹ گئے خوشبو بھی خامے بہتر موڈ میں ہو گئی نتاشا اور کنول گانا گانے لگی اور عمان کی بھی تھکن دور ہو گئی اس لیے اس بارش میں خوشبو کے حکم کے مطابق لڑکوں نے پھر سے کھدائی کا کام شروع کر دیا اور پھر کام میں ہی جتے رہے۔

چاک اب اس بارش میں جمیل کنارے ایک ہیولہ نمودار ہوا وہ تنہا گھڑا تھا اور کنول کی نظر اس بیوے پر پڑی وہ بے ساختہ اس کی جانب چلے گئی وہ ہیولہ ایک دھبہ سا دکھائی دے رہا تھا وہ کچھ غائب ہو جانے لگا پھر ظاہر ہونے لگا نتاشا نے کنول کو دیکھا جو انہیں چھوڑ کر جمیل کی طرف جاری تھی خوشبو یہ کنول کیوں جمیل کی طرف جاری ہے شاید بارش نے اسے جنون کے آگے بے بس کر دیا تھا کہ وہ جمیل کو قریب سے جا کر دیکھے نتاشا نے کمرہ آن کیا اور ان سب کی ویڈیو پھر سے بنانے لگی۔ کنول آہستہ آہستہ جمیل کے قریب تر ہوئی مٹی وہ ہیولہ بھی رفتہ رفتہ نظر آنے لگا وہ اس کی آنکھوں پر اپنا حرقہ قائم چکا تھا وہاں جمیل کے کنارے ایک سر اپہ حسن لڑکا بیٹھا تھا کنول اتنے حسین حسن کے شاہکار کو دیکھ کر دنگ رہ گئی وہ وہاں اداس تھا اس کے چہرے پر سے لگ رہا تھا۔ کہ وہ حد سے زیادہ پریشان ہے۔

تم کہو ہوں۔ کنول نہ رہ سکی تو پوچھ لیا۔ میں ایک راستہ

بھولا ہوا راستوں سے بے خبر لڑکا ہوں۔ کنول نے ایک مہر سانس لی اور اس لڑکے نے دوبارہ کہا۔ آؤ میرے ساتھ وہاں میرے سامنے بھی موجود ہیں۔ کہاں ہیں آپ کے سامنے وہاں جمیل کے اس طرف۔ لڑکے نے بتایا۔ لیکن تم اس طرف کیسے آئے کنول نے پوچھا۔ میں اس کشتی سے آیا ہوں کنول نے جمیل کے کنارے ایک کشتی دیکھی مگر یہ تو ابھی نہیں تھی کنول حیران ہو کر بولی۔ ہاں پہلے نہیں تھے اس طرف تھی اور تھیں دھیان بھی نہ دیا ورنہ یہی تو تھی۔ اچھا تم بارش میں اکیلے کب آئے ہو نہیں ہم راستہ بھٹک گئے ہیں اور وہاں یہ میں اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر یہاں آیا ہوں جب میں کشتی میں بیٹھا تو یہ ہواؤں کی دوش پر کشتی کا رخ خود بخود یہاں مڑ گیا اور میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا اودیے آپ کا نام کیا ہے۔ کنول نے پوچھا۔ جی میرا نام رمیض آؤ اس سہرے موسم میں تھکن میں سفر کرنا نہیں چاہو گی وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا کنول پر مجھے اس کا جادو چل گیا ہو کیونکہ میں وہ پہلے اس کشتی میں بیٹھ بیٹھ ہی پھر رمیض سوار ہو گیا اور کشتی لہروں کے زریعے جمیل میں ڈوبنے لگی۔

اچانک کنول کی نظر دوڑتی ہوئی خوشبو پر پڑی کنول کہاں جا رہی ہو وہ اس کے قریب جمیل کنارے تک آ چکی تھی رمیض اس کی جانب پشت کر کے بیٹھا ہوا تھا کنول نے خوشبو کا ہاتھ بلایا اور اس کے لیے اس کی نظر رمیض کے پاؤں پر پڑی اس کے دونوں اٹلے تھے کنول کے منہ سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور کشتی ایک دم تیز ہوئی چلی گئی شاید بھی جمیل کنارے خوشبو کے پاس دوڑتا ہوا آگے کشتی کنارے سے چندہ میں گرنے فاصلے پر ہو گئی تھی کنول نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اور جمیل میں چھلانگ لگا دی اسے تیرنا نہیں آتا تھا خوشبو چیخ پڑی شاید اس کو بجائے اور پھر شاید تیرتا ہوا کنول تک پہنچا اور اس کو بچا لیا اور کشتی دونوں ایک دم غائب ہو گئے وہ بری طرح کھاس رہی تھی جبکہ شاید اور خوشبو پریشان کھڑے تھے سر نصیر بھی وہاں آچکا تھا اور سب رفتہ رفتہ اس واقعے سے باخبر ہو گئے سارا مجمع براہنا جادو چلا چکا تھا وہ تو خوشبو کی وجہ سے میں کچھ ہوش میں آئی ورنہ وہ تو کنول بے حد ڈری ہوئی تھی شبنم بھی کچھ ہوش اور باقی لڑکیاں اس ڈر کو انے موسم میں بھیکتی ہوئی انہیں سہارا اور دلا سے دے رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد خوشبو بول پڑی۔ دوستو۔ سر نصیر نے ہم کو خود سے بیگانہ کر دیا ہے اب میں سب کو ہدایت دوں گی کیونکہ سر نصیر نے کنول کو کچھ بھی نہیں کہا

تھا اور ایک چپ سادہ لی تھی اب خوشبو اور نتاشا وہاں کنول کے پاس آئی ارے کنول کشتی آسانی سے تو اس پر چھائی کے جال میں بھتیجی چلی گئی ہم کو ابھی بہت امتحانوں سے گزرنا ہے اب تم ہمارے ساتھ رہنا ورنہ وہ اگر تجھے لے جاتا تو تیرا قیہ بنانا خوشبو اور اس کے تمام ساتھی پھر سے پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے وہاں اب بارش کی وجہ سے زمین بہت سخت ہو چکی تھی۔

ارے مس خوشبو تمہاری تجویز تو بالکل غلط ثابت ہوئی کیونکہ یہ زمین جو ہم نے ایک ایک فٹ کی کھدائی کی تھی اور چوڑائی میں اتنی کی تھی ایسا لگ رہا ہے یہاں کا طلسم بہت گہرا ہے کیونکہ ہم جتنی زور سے زمین پر کھدائیں مارتے ہیں ہمارے ہاتھ کانپ جاتے ہیں مگر زمین کی کھدائی مزید ہوتی نہیں اور ہم نے جتنی بھی کھدائی کی ہے سب میں بارش کا پانی جمع ہو چکا ہے اور کسی نالے کا منظر پیش کر رہا ہے ہم مزید کھدائی نہیں کر سکتے ہیں اچھا چلو خیموں کی طرف خوشبو نے سب کو ہدایت کی عمان اور شاید کو درختوں کی جھنڈ میں وہ وہاں سائے سائے کی آوازیں سنائی دینے لگیں خوشبو کا چہرہ مڑ گیا کسی بھی ماروائی آوازوں پر توجہ مت دو ابھی تم کنول کا حال دیکھ کر آرہے ہو چلو سامان رکھو اور خیموں کی طرف چلو بڑی بھوک لگی ہے سب نے ستانگی نظروں سے خوشبو کی طرف دیکھا اس نے نچھٹے کو رد کر کے لفافے میں رکھ دیا اور سب خیموں کی طرف چلے گئے۔ ارے صابہ حرام چل ڈرا چائے تو پلا اور انصی تو بھی جا اور انصی تو بھی صبا کی مدد کر ہمارے پاس خوراک کی کمی نہیں ہے سر نصیر نے نتاشا کو قریب بلایا اور کہا نتاشا تجھے انگوٹھی ملی ہے ہاں سر یہ دیکھ لو اعلیٰ کو تم سناؤ کام کیسا جا رہا ہے سر بلال سر نصیر کے قریب ہو اور وہاں پہلے تو کھدائیں جب ہم رات تو کوئی اچھا دار پڑنا زمین پر مگر اب ہم جتنی بھی زور سے محنت کرتے ہیں سر وہ زمین اب بہت سخت ہو چکی تھی سر کیا ہم اس چرائے ہوئے خزانے کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکیں گے خیر دیکھو وہ صبا اور انصی چائے بنا بھی رہی ہے یا پھر وہاں باتیں کر رہی ہیں عادل تو جا اور چائے لے کر آئی سر نتاشا سر آپ مجھے بھی کچھ بتانے والے تھے جی نتاشا سر یہ انگوٹھی میں حیران سی چمک تھی یہ انگوٹھی کھدائی کے دوران مجھے وہاں سے ملی تھی نتاشا تم نے مجھے یہ انگوٹھی پہلے دکھائی تھی لیکن کتاب کی کہانی نمبر ۸ کے مطابق یہی یہ انگوٹھی تو وہی نہیں ہے جس میں ایک چمک والی موتیہ ہوتی ہے اور اسے لعل کہا جاتا ہے سب سر کی باتوں کی

طرف متوجہ ہو گئے۔

اگر یہ وہ والی انگوٹھی ہوئی تو شاید پھر کھدائی کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ہمیں یہ انگوٹھی ہی خزانے کے قریب پہنچا سکتی ہے سچ نتاشا کی ایک خوبصورت آواز سنائی دی عمان جنید بلال اور دگی سامنے بڑے غور سے سر نصیر کی باتیں سن رہے تھے سر نصیر کی ناراضگی خود بخود ختم ہو گئی تھی اگر کسی کے پاس لوہے کی کوئی چیز ہے تو پلیز لائیں ہم اس انگوٹھی کا ٹیسٹ لینا چاہتے ہیں خوشبو سر کے قریب کھڑی تھی سر میرے پاس یہ کڑے ہیں خوشبو نے اپنے ہاتھ سے یہ پتیل کے بنے ہوئے کڑے نکالے اور سر کو دینے کے لیے کہا اب دیکھو اس انگوٹھی کا کمال اللہ کرے کہ ایسے ہی ہو کیونکہ اگر یہ کہانی کے مطابق وہی کہانی ہوئی تو پھر اس کڑے کو اس انگوٹھی کے تھکنے سے نکلا کر دیکھتے ہیں اس کے لیے سر نصیر نے خوشبو کے کڑے کو انگوٹھی کے اس لعل سے نکرایا اور چند سی پیدا ہوئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے کڑے کو انگوٹھی کے بہت قریب کچھ دیر پکڑ رکھا تو کڑے اسی شکل سے سونے کا بن گیا اور سب نے یا ہو کا نعرہ لگایا اور اس لیے صبا اور انصی کمرے چائے لے کر اندر داخل ہوئی ہم کامیابی کی آخری زینے پر کھڑے ہیں ہم سچ گئے ہیں سر بھی خوشی سے چیخنے لگا سر کش ہمارے پاس ڈیک ہوتا ہم اس ہسیا تک دشت میں موج سستی کا پروگرام کرتے ہوئے دیکھا تھا ہار کڑا سونے کا بن گیا ہے سر تو اب خزانے کا حاصل کرنا نہ کرنا برابر ہے بلال بول پڑا ارے بیوقوف لڑکے یہی کہانی تو خزانہ کے مطابق ہمیں خزانے تک پہنچا سکتی ہے یہ خزانے کی جانی ہے بس ہمیں اب وہ لعل ڈھونڈنی ہے جس کے مطابق پادری نے کھسکا ہے کہ اس خزانے کو ڈھونڈنے کے لیے وہ لعل والی انگوٹھی ہونا ہے حد ضروری ہے اس لیے کہ وہی انگوٹھی ہی لعل کو ہٹا سکتی ہے۔

میرے بچہ تم لوگوں نے اب نامکن کو ممکن کر دیا ہے بس باہر ماحول طلسمی ہے میں تو اس لیے مایوس ہو چکا تھا کہ شاید ہمیں انگوٹھی کبھی بھی ملے نہ اس لیے خزانے کا پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے نتاشا اگر خزانہ مل جائے تو ہم تمہیں اور سب کو پھر پور حصہ دار ہوں گے سب خزانے کی خوشی کا سن کر خوشی سے جھوم اٹھے اور سر نصیر نے انگوٹھی پہن لی جبکہ نتاشا بھی دشت کے ہاتھوں اب مجبور بھی کیونکہ وہ یہاں آچکی تھی اور ابھی تک چندہ افراد میں کوئی بھی ان جادو گروں کی بدردھوں کا شکار نہ بنا تھا ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ باہر ایک دم سے موسم بدل گیا







ہو جائیں گے باریہ کی بات میں دم تھا مگر کوئی بھی اس کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔

باہا۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے ہیں باریہ چلو یہاں سے اس سے پہلے کہ ہم کوئی اور مصیبت کو اپنے گلے میں لگائیں خوشبو باریہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ نہیں جانا مجھے میں اس می کو لے کر ہی جاؤں گی ورنہ خزانہ تو ملا نہیں اور اس بیش قیمت تحفے کو میں یہی نہیں چھوڑ سکتی باریہ کا چہرہ بگڑ گیا تھا عمان اور مسلمان تم میری مدد کرو وہ دونوں سر نصیر کی طرف دیکھنے لگے کنول بھی باریہ کی طرف داری کرنے لگی دیکھیں سر ہمیں یہ می لے جانا ہی پڑے گی ورنہ میں ساری زندگی تم لوگوں کی۔۔ وہ چپ ہو گئی مگر کیوں باریہ اگر ہم نے اس می کو چھپوا تو شاید ہم پر کوئی اور آفت نازل نہ ہو جائے تو سر یہ مردہ ہے اور اس کی لاش بالکل سوکھ چکی ہے دیکھو اس کی گردن میں سونے کی مالا بھی ہے یہ می ہے اور اسے ہمیں دنیا کے سامنے رکھا کہ ہم اپنا نام مقام دونوں بنا سکتے ہیں ہمارے یونورٹی کا نام شاید میرے خیال میں انٹرنیشنل لیول پر ہو جائے گا ہماری یونورٹی کا نام سکالے گی اور ہم سب کو عزت مل جائے گی میں اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں چلو اگر تم لوگ کہتے ہو کہ انکے چھپرنے سے یہ لاش جو مردہ ہے ہم پر آفت لے آئے گی وہ لاش کی طرف بڑھی اس پر ایک جنون سوار ہو چکا تھا اگلے لمحے اسنے لاش کی گردن سے وہ سونے کی مالا یوں جھٹ سے نکال دی اور لاش کو صندوق میں بٹھایا اور پھر اسے بالکل لٹا ڈرا پوکو۔ ہوا کچھ۔ کچھ بھی نہیں ہوا تم لوگ لالچ میں خزانے کو ڈھونڈنے آئے تھے مگر خزانہ جب نہ ملا تو یہ سنہری موقع تول گیا اور اب اسے حقیر سمجھ کر یوں جھٹارے ہو۔۔ باریہ نے سب کو دیکھا اور سب نے ایک دوسرے کو۔ یہ ایک لاش ہے مردہ لاش آفتیں وہ باہر بدرومیں رچا رہی ہیں کیونکہ لاشیں کبھی بھی زندہ نہیں ہو سکتی ہیں تم سب میری مدد کرو گے جس طرح میں تمہارے ساتھ آگئی ورنہ میں نہیں جاؤں گی باریہ اتنی تیز کہہ رہی تھی کہ وہ غصے سے ہانپنے لگی ٹھیک ہے خوشبو بولی ہم اس مردے کو ضرور ساتھ لے جائیں گے تم ان لڑکوں اور اس صندوق سمیت لاش کو واپس اس میں لٹاؤ اور کھینچ کھینچ کر اسے یہاں تک لاؤ کیونکہ یہ مس صاحب لاش کو صندوق میں بھی بٹھا چکی تھی اور پھر لٹا بھی چکی ہے خوشبو بولی پڑی تمام لڑکے صندوق کے ارد گرد پھیل گئے سر نصیر اور نتاشا کے ساتھ صاحب کنول اٹھنی کھڑی ہم لوگ جا رہے ہیں تم لوگ پھر رفتہ رفتہ آ جانا وہ سب ل کر بیڑھیاں

چڑھنے لگے اور لڑکوں نے بڑے زور سے اس صندوق کو وہاں سے کھینچا اندھیرے میں انہیں کچھ بھی نظر نہ آیا اور اس بھاری لوہے کے صندوق کو دھکیلنے چلے گئے تمام لڑکوں نے تارہیں صندوق کے اوپر کھینچی خوشبو کے چہروں کے زاویے بگڑ چکے تھے جبکہ باریہ پر جوش تھی آہستہ آہستہ صندوق کھینٹ کھینٹ کر خوشبو کے پاس لایا گیا اب اس می کو تم لوگ لے جاؤ گے میں اس گندے لاش کو ہاتھ تک نہ لگاؤں گی چشم نے بھی منہ پھیر لیا اب ہو گئی ہوگی باریہ کے دل کو تسلی عمان اور مسلمان تم دونوں اور باریہ وہاں رہ گئے خوشبو شبنم اور باقی لڑکے اوپر چڑھنے لگے بیڑھیوں میں باقی سب انہیں کھڑے نظر آئے خوشبو کہہ اٹھی۔

سر کیوں کھڑے ہیں آپ باہر جانے کا راستہ بند ہے۔ کیا مطلب اوپر پہاڑوں کی چوٹیوں سے بڑے بڑے پتھر گر رہے ہیں شاید خزانے کا قلعہ اصر کہیں ہیں تو کیا ہم واپس نہیں جاسکتے اگر ہم باہر نکل گئے تو وہ بدروم بڑے خطرناک ہو چکی ہوں گی پو، اوشٹ بھر چکا ہے پتھروں سے اگر ہم باہر نکل گئے تو شاید سب۔۔ باہر نکل کر ہم بھی ان پتھروں کے نیچے چل جائیں گے اس بار اس چال باز بدروحوں نے بہت خوفناک چال تیار کیا ہے سر کیا کتاب میں پادری نے ان بدروحوں کو ختم کرنے کا کوئی طریقہ لکھا ہوگا ہاں خوشبو پادری نے سب سے آخری کہانی میں لکھا تھا کہ جب خزانہ انسانوں کو مل جائے تو یہ سب بدروم اور یہ چھائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی ان کا طلسم ٹوٹ جائے گا اور سب یہاں کا ہر چیز ختم ہو جائے گی یہ دشت سرسبز باغ پھر سے بن سکے گا خوشبو حیران رہ گئی سر کی یہ بات سن کر تو خزانہ ملنے پر ان خبیثوں سے جان چھوٹ جائے گی ایسے نہیں چھوٹے گی جان ہاں خوشبو ہاں لیکن ہم تو پہنچ گئے تھے لیکن خزانہ کہیں بھی نہیں ملا اور میرے خیال میں یہ پر چھائیاں جو اتنا غصہ دکھا رہی ہیں شاید یہ سب باریہ کی غلطی ہو طوفان میں شدت آرہی تھی وہ دیکھو سب کی جانب پھر آ رہا ہے شبنم چینی اور سب نے سب کی جانب دیکھا انھوں نے شعا میں نکل اور وہ لوگ اندر رہ گئے اور سب بند ہو گیا ہم کم از کم یہاں تو محفوظ ہیں ناں سر نے سب کی جانب دیکھ جو بیڑھیوں میں تارچ روشن کئے کھڑے تھے عمان اور مسلمان بھی آ گئے دونوں کے ہاتھوں میں می تھی عمان نے اسے سر سے پکڑ رکھا تھا جبکہ مسلمان نے اس می کو پاؤں سے پکڑ رکھا تھا سر نے دونوں کی طرف غصے۔۔ نہ دیکھا۔

اس لاش کو یہاں رکھو اور دعائیں شروع کر دو کیونکہ باہر پتھروں کی بارش ہو رہی ہے سر نصیر غصے میں بولا یہ باریہ کہاں ہے سر نے سب کی طرف نظر ڈالی سر ہوئے تھہ خانے میں ہے اس کی وجہ سے یہ طوفان آیا ہے سب بند تھا پھر اندھیرا تھا اور اب نیچے کیا کر رہی ہے سر وہ باریہ کہہ رہی تھی کہ انہیں وہاں روٹی نظر آگئی اس لیے یہ کہہ کر وہ رکی اور دو تارچ لیے اور ہم می کے کر اوپر سب لٹاؤ تو سر نے سب بٹائی تو وہ بدرومیں اب زیادہ بھی ایک آواز میں جن کر رہی تھیں اور وہ رہی تھیں اور ہوا میں تیز ہو گئیں جادو کروں کی چال باز بدرومیں اور ان کی غلام پر چھائیاں درختوں کو اکھاڑ رہی تھیں جس تیزی سے سب کھلا اس تیزی سے بند ہو گیا سر اب نیچے کی کوئی امید نہیں ہے خوشبو بولی پڑی نتاشا ڈر کے مارے ارد گرد تارچ ہلانے لگی اور تارچ کی روٹی ارد گرد پھیل گئی اور نتاشا ایسا کرنے سے اپنا نام گزرا رہی تھی باریہ دوڑتی ہوئی جیتی ہوئی آئی سر وہ۔۔ سر وہ۔۔ نیچے نیچے نے بھی باریہ کی بات پر توجہ نہ دی وہ کیوں چیخ رہی تھی وہ کیوں تیز آئی سر میری بات سنو خوشبو نے اسکی بات کاٹ دی نیچے کیا دوسرا مردہ دیکھ لیا سب طنز یہ مسکراہٹ کے ساتھ ہنسنے لگے باریہ نے سر کی طرف دیکھا سر میرے پاس خوش خبری ہے سونے تو دنگ رہ جاؤ گے اس لیے تو میں کہہ رہی ہوں کہ نیچے ہال میں خزانہ ہے اور مجھے خزانہ مل گیا ہے۔۔ سب بے یقینی سے اسے دیکھنے لگے۔

جھوٹ مت بولو ہم سے شبنم چینی۔۔ سر ہم سے نیچے آؤ میرے ساتھ نیچے خزانہ ہے شبنم بولی پڑی نیچے سے تو ابھی ہم کچھ دیر پہلے آئے ہیں اور کوئی خزانہ نہ تھا سر وہ باہا۔۔ باریہ تیز تیز بولی سر وہ صندوق جب ان لڑکوں نے ہٹایا تھا تو یہ سب اوپر آ گئے اس صندوق کے نیچے مجھے ایک گڑھا سا نظر آیا اور اس کے نیچے بیڑھیاں اترتی دکھائی دیں میں عمان اور مسلمان کو بتانا چاہتی تھی مگر یہ لوگ اوپر آچکے تھے۔ کیا تم ج کہہ رہی ہو باریہ؟

سر نصیر نے بے یقینی سے باریہ کو دیکھا جی سر میں سو فیصد ج کہہ رہی ہوں سب نیچے اترتے چلے گئے واقعی صندوق جہاں سے بنایا گیا تھا وہاں پر مزید بیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں اور وہ لوگ بیڑھیاں اترتے چلے گئے اور اب آئیں واقعی معلوم ہوا کہ باریہ ج کہہ رہی تھی وہاں دوسرے خزانے کا حال ہی کچھ عجیب تھا پورا ہال سونے کی بیڑھیاں لعل جواہرات سے بھرا پڑا تھا سر نصیر کو اپنی کامیابی پر یقین آیا سب کی آنکھیں چندھیا

ی گئیں اور پھر سب ہی خزانے کی طرف بڑھیں اس کی آنکھوں میں خوشیاں تھیں چہرے پر سرخیاں تھیں سب خوشی سے چہنچہنے لگے چھائیاں مارنے لگے پورے ہال میں سونے کے جواہرات ارد گرد پھیل چکی تھیں سر مجھے وہ تاج چاہے نتاشا بول پڑی نتاشا کے سوال پر سب حیران ہو گئے سر وہ تاج ڈھونڈنے لگے خوشبو اور شبنم ان میں تاج دیکھنے لگی مگر تاج تو کیا وہاں پرتا جوں کا انبار لگا ہوا تھا ہزاروں تاج ایک دم نظر آئے اور پھر ایک تاج نظر آیا اس سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں سب کی آنکھوں میں حسرت بھری چمک ابھری نتاشا نے پہلے تاج کو اٹھایا اور سب کی طرف دیکھا سب کی مسکراہٹ ابھری جس کا مطلب تھا نتاشا تم تاج پہن لو جبکہ باریہ کے دل میں اشک تھا کہ کاش سب سے پہلے وہ تاج پہن لے نتاشا نے ہنسنے ہوئے تاج پہن لیا روشنیاں ارد گرد بکھر گئیں روشنیوں کا انبار دیکھنے لگا نتاشا کے بال اڑنے لگے پورا ہال نتاشا کی روشنی سے مہک گیا نتاشا اس وقت ان سب کو اٹھنے لگے میں اتنی حسین دکھائی دی کہ سب اسے رشک بھر نظروں سے دیکھنے لگے پھر وہ مسکراتی ہوئی ارد گرد دوڑنے لگی اس کا چارواگ ایک میں رواں تھا نیلی ہوا میں ارد گرد بکھری تھیں اس کا سراپا حسن کسی پرستان کی پری سے کم نہیں تھا حتی کہ سر نصیر بھی اسے رشک بھری نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ یہ چند منٹ یونہی گزر گئے نتاشا جب ہنستی تو ماحول میں جلتی بج اٹھتا وہ جب چلتی تو سب مدھوش ہو جاتے۔

اچانک ایک بھیانک چیخ سنائی دی سب کچھ چل بھر میں بدل گیا وہ لاش کی چیخ تھی طلسم ٹوٹ گیا وہ می سے دھواں اٹھنے لگا نتاشا کے سر سے جادو بھرا تاج غائب ہو گیا ہر طرف سکوت پھیل گیا سب ہی ایک دم مستحیل گئے نتاشا حسین تھی مگر تاج جب پہنا تھا اس کا حسن اس قدر کھری گیا تھا کہ سب اس کو دیکھ کر مدھوش ہو گئے تھے اس کی جنون میں کچھ بھی گزرنے کو تیار تھے خوشبو نے کمرے سے اس کی چند تصاویر لی تھیں نتاشا نتاشا چینی چینی آنکھوں سے سب کو دیکھنے لگی کیونکہ نہ تاج تھا اور نہ وہ اب پہلے کی طرح حسین ہوا میں نہ اس کے جسم کے خوشبوؤں کے جھونکوں میں کچھ چل بھر میں ختم ہو چکا تھا ارد گرد خزانے کا ڈھیر پڑا تھا سر نصیر اور کہنا نتاشا ان بدروحوں کا طلسم ختم ہو چکا تھا کیونکہ اوپر وہاں پر اس مردے کی بھیانک چیخ نکلی اور اس کا جسم جل گیا ہے بس ہمیں یہاں اس کے بکھرے ہوئے ہال کو سینٹا ہے اور اس بھیانک جگہ سے رو نہ چکر ہونا ہے



سائے کی آواز کانوں میں آ رہی تھی نناشا پھر سے گھبراتی ہوئی باہر نکل کر یہ سب کیا تھا تم اندر جاؤ نناشا ورنہ جادوگر تجھے لے جائے گا عادل نے چپکے سے نناشا کو بتایا وہ ڈرنی ہوئی خیمے میں چلی گئی مگر یہیں اب کیا کرنا ہوگا عمان رک کر بولا عمان خاموش ہو جاؤ کوئی ہمارے لیے ارگرد گمرہ تنگ کر رہا ہے اور ہم اس کے اس بھیا تک جال میں جھپٹے جا رہے ہیں سر ہم کوشش کرتے ہیں بھاگ جانے میں شاید کامیاب ہو جائے عادل آہستہ سے بولا نہیں اب دیر ہو چکی ہے کیونکہ جادوگر کی روح کی آواز آئی گئی اور اس کے ساتھ وہ مصری جادوگر بھی تھی اور ہاں اب بھاگنے کی کوشش کریں گے تو پک اپ کو راستے ہی میں شاید ہم پر الٹ دیں سرفصیح کی پیشین گوئی قابل درست تھی۔

سرتو ہم اپنی موت کا انتظار کریں بلال باہر نکلا سر اندر وہ نناشا کو کچھ ہو گیا ہے اور اس کے اعصاب کنٹرول میں نہیں ہیں اوکے سرفصیح تیزی سے اندر داخل ہو گیا اور انی گاڈ اس کی حالت قابل تازک ہے افسی نے رورو کر پناہ برا حال کر لیا تھا شبنم اور خوشبو سوچی ہوئی آنکھوں سے نناشا کو دیکھ رہی تھیں اور ماریہ اور کنول کو نے میں کھڑی، افسردہ تھیں شاید کی آنکھیں انتہائی سرخ ہو چکی تھیں باقی سب بھی بدتر حالت میں تھے سراسر کو ایک دم سے کچھ ہو گیا سر نے ان سب کو دیکھا جن کا تعلق اپر کلاس فیملیوں میں تھا لڑکیوں کی فیشن اسپل لباس اور ان کے اسٹائل سے واقف ہو چکا تھا کہ اب یہ لوگ نناشا کی کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ سر نے ان سب پر جو انکشاف کیا یہ کسی دھماکے سے کم نہیں تھا ہلڑکی بالکل سچ ہے ان کے گلے سے لاکٹ کہاں گیا سر نے سب پر ایک نظر ڈالی مسب ہی خاموش تھے وہ اللہ کا پاک بابرکت نام والا لاکٹ کہاں گیا نناشا تمہارے گلے سے نناشا کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں مڑے ہوئے تھے سر ہمیں پتہ نہیں سر نے کہا ان کے اندر جادوگر کی بدروح جاری ہے اس نے ہی اس کا گلے کا لاکٹ توڑ دیا ہوگا اب تم سب لڑکیاں ادھر آؤ اور اس کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید کی سورہ یاسین اور دیگر آیات پڑھو۔

لیکن سب کے چہرے نفی میں مل گئے سر ہمیں یاد سے قرآن کی آیات نہیں آتیں سب ایک دوسرے کو پچھنی پچھنی آنکھوں سے دیکھنے لگے اچھا خوشبو تم اپنے گلے کا لاکٹ اتار کر مجھے دو خوشبو نے ایسا ہی کیا اور اگلے لمحے میں سر نے نناشا کے

گلے میں وہ لاکٹ ڈال دیا لاکٹ کے سینے ہی نناشا کے ہاتھ پاؤں سیدھے ہو گئے مگر اس کے منہ سے بھیجا کچھیں گونجنے لگیں وہ اٹھ کر رونے لگی اور پھر ایک دم ساکت ہو گئی ایک تیز ہوا کا جھونکا سب کے چہروں پر ہوتا ہوا لڑ گیا۔ نناشا دھرام سے گرتی اور سب نناشا کے ارد گرد جمع ہو گئے نناشا نناشا اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر۔ یہ کہہ کر ہی نناشا اٹھ کر سر پہ سب لوگ کیا کہہ رہے ہیں غصے تو کچھ کچھ نہیں آ رہا ہے اور تم لوگ کیوں مجھ پر جھک گئے ہیں ایسا لگ رہا ہے کہ تم سب لوگ پاگل ہو گئے ہو ہونو یہاں سے ہونا تاکہ میں اٹھ سکوں نناشا تم نے وہ لاکٹ کہاں کم کر دیا جو میں نے تمہیں درگاہ پیر قلندر مرتبہ بخش کی درگاہ سے تمہیں پہنایا سو وہ لاکٹ تو میں نے پرس میں رکھا تھا اور یوقوف لڑکی تمہاری اتنی ہی غلطی سے ہم سب کی جان جانے والی تھی وہ جادوگر کی پلیدی بدروح تمہارے جسم میں ٹھس رہی تھی وہ تو شکر ہے کہ بدوقت میرے ذہن نے کام کر دکھایا پھر سب کہانی نناشا کو سنا دی گئی اور نناشا اس بار کوگی رہ گئی اچھا نناشا تمہارا پرس کہاں ہے وہ اپنا لاکٹ خوشبو کو دوں وہ دوسرے خیمے میں ہے اچھا بلال تم نناشا کا پرش لاؤ اور اس کا لاکٹ نکال کر خوشبو کو دو اوکے سر۔ اتنا کہہ کر وہ دوسرے خیمے میں گیا اسے کچھ بھی نہ ملا پھر تیسرے اور باقی خیمے بھی دیکھ لیے لیکن نناشا کا پرش کہیں بھی نہیں ملا تھا بلال خالی ہاتھ واپس آیا سر وہاں پر اس کا پرس نہیں ہے واٹ نناشا اور سر ایک وقت چچھے میں نے خود خیمے نمبر ۴ میں رکھا تھا نناشا بول پڑی اس کے تاثرات حیران کن تھے۔

اچھا پھر سے دیکھو زیب تم بھی اس کے ساتھ جاؤ دونوں پھر سے کچھ دیر بعد واپس آئے سر وہاں پر کوئی پرس نہیں ہے اوکے یعنی جیسے کچھ سوچنے دو لگتا ہے جادوگر نے اپنا دار کر دیا ہے اس نے وہ پرس چوری کر لیا ہے شاید تم دونوں نے ٹھیک سے دیکھا سر نے دونوں کو پھر سے کہا جی سر ایک ایک چپہ پھان مارا ہے مگر میں لا تو میں صبح سمت میں سوچ رہا ہوں ناں سر نے دونوں کی طرف دیکھا اور دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا باقی سب کم صم ہو گئے دیکھو سر خوشبو بول پڑی میں۔ میرے پاس ڈائری ہے اور چین بھی ہے اس پر آپ اللہ کا ناکھو اور کسی دھماکے میں بانہو میں وہ گلے کی پکٹن لوں گی ارے یوقوف لڑکی جب روانگی سے قتل میں نے تم سب کو تیار رہنے کو کہا تھا اور کہا کہ ایک دن بعد ہم اس جگہ پر روانگی کریں گے تو میں سیدھا پیر قلندر کی درگاہ پر گیا اور وہاں سے

پر ہمیشہ مراد پوری ہوئے کی آس لیے ہوئے لوگوں کا تانا رجتا تھا سرفصیح نے وہاں سے ایک شاپ سے اللہ کے نام کی بابرکت لاکٹ بھی خریدی اور ہم سب کو ایک ایک کر کے پہنا دیے اور ایک لاکٹ خود بھی پہن لیا اور ہم سب ہتھیاروں سے لیس پک اپ میں سوار ہو گئے نناشا ہماری گروپ میں ایک دن ہی میں شامل ہو گئی تھی کیونکہ اس کے اپنے گروپ سے جھگڑا ہو گیا تھا ابو یاہو سب ہی ڈانس کرنے لگے سلمان اور نناشا بائیں کر رہے تھے افسی شاید شبنم اور جنید ایک ساتھ بیٹھ گئے خوشبو اور عمان ساتھ ساتھ تھے ماریہ تبیل کے ساتھ بیٹھ گئی عادل اور زیب ساتھ ساتھ تھے اور کہیں باک رہے تھے اور شاہد کنول کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

پک اپ کا ڈرائیور بھی خاصا ہوشیار آدمی تھا وہ ہمارے دی ہوئی معلومات پر چل رہا تھا اور ہم سب اس سفر میں ڈانس مونیج سستی سب کر رہے تھے لیکن سرفصیح کی بدولت اس کے منع کرنے کے باوجود بھی ہم سب موت کے منہ میں جا رہے تھے اور وہ بہت اداس تھا۔ لیکن ہماری خاطر وہ چلنے پر راضی ہو گیا تھا میپ ہمارے پاس تھا اور کتاب وعدے کے مطابق سرفصیح نے کسی کو بھی نہیں دکھائی تھی سرفصیح نے بتایا تھا کہ وہ کتاب کے بغیر صرف نقشے کی مدد سے ہی خزانے تک پہنچ سکتے ہیں لیکن اصل واقعہ خزانے کو ڈھونڈنے کا ہے سر ہم خزانے کے لالچ میں نہیں جا رہے ہیں بلکہ سیر سپانے کے لیے جا رہے ہیں اس دن عادل بولا تھا سب کے چہروں پر کتنی رونق تھی اور سب کتنے خوش تھے ہم راستے کے ہر لطف نظاروں سے لطف اندوز ہوتے گئے تھے دن ڈھلنے لگا اور ہم آدھے راستے کا سفر جے کر گئے آگے کچھ راستے میں ہم نے ایک بول دیکھا جہاں پو ہم نے رات بسر کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور ہم وہاں رک گئے تھے وقت بہت ہی ست روئی سے بیت رہا تھا صبح سویرے سب لوگ اٹھ گئے اور ناشتہ چائے کرنے لگے اس کے بعد سب ہی پک اپ میں جا کر سوار ہو گئے آج دوسرا دن تھا سفر کے دوران سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور سب نے مونیج سستی شروع کر دی سیٹیاں بجاتی جانے لگیں اور ڈانس شروع ہو گیا ڈرائیور فاسٹ میوزک مست گانا گلوایا اور ارگرد سے بے خبر سرفصیح بھی ہمیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا جس طرح سورج نکلا تھا اس طرح غروب بھی ہونے لگا وہ وادی کے اونچے اونچے پہاڑ قریب آنے لگے خوبصورت اونچے لمبے تھے در درخت حسین مناظر پیش کر رہے تھے اور پھر سرفصیح ہم سے

یوں بولے۔  
شوزنٹ، ہم میپ کے مطابق بہت ہی صبح سمت کی طرف جا رہے ہیں ہم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا سر ہم بہت خوش ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ آئے ہیں شاید ایک دم کھڑا ہو کر بول پڑا یہ ہر طرف رات کی تاریکی کیوں جمیل جاتی ہے ماریہ چلا اٹھی ابو یوقوف لڑکی کیونکہ دن کی روشنی غائب ہو جاتی ہے اس لیے رات کی تاریکی حملہ آور ہونے میں کامیاب ہو جاتی ہے جیسے اب ہو رہی ہے ہم رات کو بھی سفر کرتے رہے اور صبح ہونے تک ہم اس جگہ فاصلے کے کچھ دوری پر تھے صبح چائے ناشتہ وہاں ہی پک اپ میں کیا اور پھر سے سفر کو جاری کر دیا دو پہر کے گیارہ بجے ہوں گے کہ ایک کھلے میدان میں ہم نے اپنی پک اپ کو روک کر دیا سرفصیح گویا ہوا سب شوزنٹ سے ہم پہنچ گئے نقشے کے مطابق یہاں کھلا میدان ہے اور سامنے جمیل ارگرد دشت ہے اور پہاڑوں کی اوچی اور بلند بالا چوٹیاں ہیں ہم اس جگہ پک اپ سے ایک ایک کر کے نیچے اترتے گئے اور پھر وہاں پہاڑوں کے کنارے میدان میں ہم نے چار خیمے لگا دیے اور ان خیموں میں اپنا سامان سیٹ کر دیا یہاں پر بالکل ویران تھا جمیل کا پانی بنایا تھا اور پہاڑوں کا منظر بہت ہی دلکش تھا سرفصیح کی وہ تمام جوش گوئی کیا غلط لگتی تھی کیا اس صدموں پر اپنی کتاب کی وہ کہانیاں بھونی تھیں شاید نہ کنول نے کہا اسے شاید یہاں پر تو کوئی بھی نہیں ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے کنول نے اچانک بلبکی بلبکی سی باتیں شروع کر دیں۔

نہیں کنول یہاں پر بہت کچھ ہے سرفصیح ان کے قریب آ کر بولا لیکن نظروں سے اوجھل ہے سر یہ جگہ انتہائی امیزنگ اور چارمنگ جیس ہے صبا گاتی ہوئی آ کر بولی ہاں تو وہ ہے سرفصیح بھی مسکرا اٹھا وہ سامنے جنگل ہے لیکن بہت دور ہے وہاں پر کوئی چرند پرند نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ ظلم وہاں تک پھیلا ہوا ہے اور میرے خیال میں چند گھنٹوں میں تم لوگوں پر سب کچھ اشکارہ ہو جائے گا میپ عمان اور خوشبو کے پاس تھا سر جہاں پر خزانہ بند ہے یہ جگہ میپ میں کوئی ہے یہ پہاڑوں کے کھلا میدان میپ میں کہاں سے خوشبو۔ سرفصیح کے قریب آ کر بولی رہ لگتا ہے یہ جمیل نقشے میں نہیں ہے سر نے ان دونوں کے ہاتھوں میں نقشہ دیکھا تو ان کے پاس آیا اور کہا یہ رہی جمیل اور یہ کھلا میدان لیکن سر خزانہ بھی یہی ہے اس جھیل کی اورت سائیز پر درختوں اور کانٹوں کے گھٹے درختوں میں وہاں



پہاڑوں کی اونچائی بھی شروع ہو جاتی ہے اور گھپ اندھیرا بھی اچھا تم سب لوگ پہلے نیچے سیٹ کر دو پھر ہم پہاڑوں کے قریب جائیں گے جبکہ لڑکوں تم جو تھکنا بند و قیں پتو لیں وغیرہ ساتھ لائے ہو باڈی کی طرح لڑکیوں کی حفاظت کرو گے اور ہاں تم لوگ اور کیا کیا لائے ہو اپنے ساتھ سر ہم پہنچے جلیں اور مٹھوڑے کیلیں کنڈالیں اور دوسری کھودنے والی ضروری اشیاء لائے ہیں۔ دیری گڈ اچھا اب تم سب الٹ ہو جاؤ کسی بھی وقت یہاں کا ماحول بدل سکتا ہے بدل آسکتے ہیں پھیل کا پانی کالا ہو سکتا ہے اور وہ پر چھائیاں تم لوگوں کو ذرا سستی ہیں سر جیسے ہی کہہ کر خاموش ہوئے متا شایک دم بول پڑی سر ہم تو وزٹ جیلس پر آئے ہیں یہاں یہ مذاق تو نہ کریں متا شایاں پر جنات اور پھٹکتی روہیں رہتی ہیں شاید متا شاکے کان میں چپکے سے بولا متا شاکا دونوں آنکھیں باہر کواہلی، آئی کل یو شاہد پور دیری ناکی متا شادہ شاہد سے دور ہو کر بولی تم سمجھتے ہو تم مجھے ڈراؤ گے نہیں شاید تم مجھے اب نہیں ڈرا سکتے شاید اس سے کچھ فاصلے پر بول پڑا۔

ہاں متا شاتم خود جوان کی ساتھی ٹھہری تم کو کوئی بھوت تک نہیں ڈرا سکتا تو پھر ہم کیا چیز ہیں چھوڑو یہ باتیں پک اپ کی چھت سے سامان اتار دو انہیں میں لے آؤ، تمام لڑکے اب مکمل طور پر وہاں کام کر رہے تھے اور سہہ بہر تک وہ لوگ اس جگہ کو رہنے کے قابل بنا چکے تھے جبکہ وہ سب پانچ نیچے بنا چکے تھے اور نیچے آہیں میں شیئر کر چکے تھے دو نیچے لڑکیوں کے لیے بنائے گئے تھے اور باقی نیچے تین نیچے تھے وہ آہیں میں لڑکوں نے شیئر کر لیے۔ وہ لوگ وہاں پر آگ کے آلاؤ کے لیے جگہ بنا چکے تھے کیونکہ اب یہ کام لڑکیوں کے لیے مناسب شام کے اندھیروں میں آگ کے آلاؤ کے ارد گرد گول دائرے میں بیٹھ کر گئیں ہانکنے لگے تھے ماری ہوئی سر یہ جگہ اب ان خبیث روجوں سے پاک ہو چکی ہے انہیں اور نول نے بھی ماری کی تائید کی دونوں لڑکے بھی حیران ہوئے زیب اور سلمان سر یہ دونوں میرے خیال میں ٹھیک کہہ رہی ہیں بلکہ ابھی تک ہمیں وہ پر چھائیاں نظر نہیں آتی ہیں جن کا ذکر آپ نے کیا تھا ہاں سر شاہد اور جنید بھی بول پڑا کل صبح اس کی تلاش میں پھیل جانا ہوگا۔

دیکھو بچو ابھی تک کوئی قابل قبول واقعہ ہمارے ساتھ اس دیرانے میں پیش نہیں آیا اس لیے رات کو تین لڑکے پہرہ دیں گے اور ساری رات خیموں کے باہر رہیں گے سر نے ان

سب کی طرف دیکھ کر کہا اچھا سر ٹھیک ہے شاید سلمان اور جنید راتکلوں کے ساتھ خیموں کے باہر پہرہ دے رہے تھے جبکہ باقی سب سو گئے تھے اور یہ لوگ ادھر ادھر اہل بھی رہے تھے اور جب تھک جاتے تو ایک دوسرے کے قریب آ جا کر یہاں ایک خوبصورت موسم کے بارے میں باتیں کرتے ایک دم کالے بادل اٹھ آئے سب کچھ اندھیر گہری میں بدل گیا آسمان میں گرج چمک شروع ہوئی ہنر بوز ہوا آسمان بالکل کالی چادر بن گیا آسانی بجلی: یک گرج کے ساتھ ہوائیں بھی چلنے لگی یہ کیا ہو رہا ہے درختوں کے پتے ہوا میں شور مچانے لگے خیموں ایک ساتھ الٹ کھڑے ہو گئے دیکھو وہ ایک دم آسانی بجلی چمکی اور دوران کے سامنے ایک چلتا ہوا سایہ دکھائی دیا اور گھپ اندھیرا اچھا گیا وہ کیا تھا شاید جنید کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا سر کی پیش گویاں ٹھیک ثابت ہو رہی ہیں دیکھو ماحول ایک دم بدل رہا ہے اور ہم سب کو ہی کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے جنید حیران و پریشان دکھائی دیا یا شاید یہ آفت قدرتی ہو سلمان بھی بول پڑا ہوائیں بہت تیز ہو گئی تھیں اور اونچے اونچے درخت مخالف سمت میں جھکنے لگے ہواؤں نے گویا قیامت برپا کی ہو وہ وہاں دیکھو روشنی کا ایک گولا ان کو دور سے دکھائی دیا سلمان اور جنید روشنی کی طرف دیکھنے لگے وہاں پر تو کوئی روشنی ہے کچھ انجان سی جگہ ہے وہ دھوکہ ہے وہاں مت جاؤ پیچھے سے سر نہیں خیمے سے باہر نکل آئے تھے وہ جاؤ کر کی چال ہے اس کی پر چھائیاں حرکت میں آگئی ہیں یہ دشت پھر سے زبردست موسم کی طرح خون کا پیاسا ہو چکا ہے ریت کے ٹیلے ہیں وہاں پر وہ انسانوں کو سالم نکل لیتے ہیں اور۔۔

بس سر آپ۔۔ ہاں مجھے غیب نہیں آ رہی تھی سر ماحول ایک بدل سا گیا ہے اور پھر ہمیں کسی سائے نے ڈرا دیا ہے جانتا ہوں میں بچوں سال قبل بھی میں یہاں آچکا ہوں اور اس وجہ سے مجھے وہ باتیں بھی یاد نہیں سکتی ہیں یہاں قدم قدم پر موت ہے اور ہم لوگ موت کے منہ میں خود چل کر آتے ہیں بس اگر دینی ہم سے بھول ہوئی ہے تو بھگتے رہو میں نے تم سب کو منع کیا تھا کہ تم لوگ بھی جنونی ہو چکے تھے خزانے کے لالچ میں ایک آسانی بجلی کڑی اور ہر چیز روشن ہو گئی درخت ساٹھ کے زادیے بنارہے تھے اور بلکہ کچھ درختوں کی آوازیں ہوا کے دوش پر سائیں سائیں کر رہے تھے ایک سایہ لہراتا ہوا ارد گرد درختوں کے بیچ و بیچ نہیں غائب ہو گیا تھا اور وہ تینوں

دھنک رہے تھے سر وہ سایہ کسی چیز کا تھا انہوں نے اب نارنج روشن کی باقی دونوں راتکلیں تانے کھڑے رہے وہ سایہ تھا یا پھر پر چھائی تھی پر وہ خطرے کا الارم بجاری تھی آؤ دیکھیں سر آگے آگے تھا وہ دونوں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے جبکہ سلمان ہمت نہ کر سکا وہ وہی کھڑا رہا ہم جیل کے کنارے جا رہے ہیں دیکھو پھیل شاید نے نارنج روشن کی ارجیل کے پانی پر ڈالی کھڑا ہوا پانی بالکل کالا ہو چکا تھا اور سرخ رنگ کے دھبے اس میں نظر آ رہے تھے دونوں کو جھرجھری سی آتی سر تو وہ تو سب درست تھا جنید بولا۔

ہاں وہ سب کہانیاں درست تھیں وہ خزانہ صدیوں پرانا ہے شاید بول پڑا سر کوئی تو ٹور ہو گا یونہی تو۔۔ شاید حیران مت ہو سیر کی کہانی کی جاؤ گرنی اپنی جان گواٹھیں تھی تو پھر ہم کیا چیز ہیں جنید ڈر کے مارے کا پتا ہوا چلا گیا سر وہ دیکھو وہ روشنی تمہارے آنے پر پہاڑوں میں غائب ہو گئی تھی اب پھر سے نمودار ہو گئی ہے ہاں جنید وہاں پر گہرا طلسم ہے اور وہاں پر جاؤ گرنی کی جان چلی گئی تھی اس لیے وہاں پہاڑوں کے بیچ انسانوں کو دھوکہ دینے کے لیے جاؤ گرنی کالی بدروح ایسا گھٹاؤ ناکمل کرتی ہے لیکن پادری نے کتاب میں لکھا ہے اس میں وہ کہانی بھی عجیب ہے کیونکہ جہاں پر وہ جاؤ گرنی کی بدروح رہتی ہے وہ جگہ روشنی سے بھری ہوتی ہے اور بھولے بھٹکے انسان جب وہاں جاتے ہیں تو پھر وہ عجیب بدروح بھی ان کو بہت بھیانک موت مارتی ہے وہ سب رک گئے سر تو ہم خزانے کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے ہیں خزانے کو کوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اس خزانے میں قیسی ہیروں والا تاج ہے جسے کوئی عورت نہیں لے تو پھر اس عورت میں طاقتور ہلکتیاں رفتہ رفتہ نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہیں بلکہ پہلے وہ سب سے حسین و جمیل لڑکی ہر کسی کو لیتی ہے اور ہر کوئی اس پر دل ہارنے کو تیار ہوتا ہے۔ مگر سر اس طلسم شدہ جگہ کا کوئی توڑ تو اس جاؤ گردنے چھوڑ دیا وہاں جنید حیران ہوتے ہوئے بولا دیکھو تم لوگ خدک کے یہاں تک آئے ہو لیکن واپسی اب شاید اپنی مرضی سے نہ ہو سکتے کیونکہ وہ بھوکے سائے اب تم سب کو پھنسانے کے لیے کوششیں شروع کر چکی ہیں اور پہلا عمل یہ بھیانک ہوائیں درختوں کا شور درختوں کے جھنڈ میں پر چھائیوں کا ادھر ادھر کم ہو جانا وہ سب ل کر کوئی شاطر چال تیار کر رہی ہیں ایسا لگتا ہے کہ یہ بھیانک بدصورت کالے سائے اپنا غصہ اور قہر ان درختوں پر نکال رہے ہیں اور تم لوگوں

کو خطرے سے باخبر رکھنے کا اشارہ دے رہے ہوں مگر سر ہم بھی مقابلہ کریں گے۔

شاہد نے ایک دم کہا ہم یہاں سے واپس خیمے کے پاس جانا چاہتے ہیں کیونکہ سلمان ادھر اکیلا ہے اور ہم جمیل کے اس کنارے شاید کے کان کھڑے ہو گئے تھے کیونکہ سر یا تو اسے ڈرا رہا تھا یا پھر سچائی بیان کر رہا تھا وہ دونوں واپس خیمے تک آگئے اور سر نصیر ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ سلمان وہاں پر بالکل ساکت کھڑا تھا ان دونوں کے چھوڑنے پر ہوش کی دنیا کی لوٹ آ۔ وہ سایہ میرے بہت قریب آچکا تھا شکر ہے تم دونوں آگئے ورنہ میں ڈر کی وجہ سے مر جاتا وہ مولی آنکھیں تھیں اس کی سلمان جیج جیج کر کہنے لگا جنید نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا آہستہ بولا باقی ساتھی بھی اٹھ جائیں گے ہاں یار اب بتا دیکھا تو نے۔ سر آپ کی پیشین گوئیاں اور اس کتاب کی کہانیاں درست تھیں جیسے ہم نے جھوٹ سمجھا تھا سلمان سر کے قریب گیا سر میں نے یہاں ایک درخت کو دیکھا جس کی شاخیں لمبی ہوتی چلی گئیں اور اس نے اس سائے کو جکڑ لیا سائے کی بھیانک خونی آنکھیں بالکل سرخ تھیں سر یہ سب میرے قریب ہوا اور پھر ایک بھیانک انداز سے چلتا ہوا ایک سایہ یہاں پر رک گیا سر ہم اس بھیانک جگہ سے کل صبح ہی بھاگ جائیں گے جنید کے ذہن میں ابھی چند لمحوں کی باتیں یاد آنے لگیں جو ابھی کچھ دیر پہلے جمیل کنارے سر نے انہیں بتائی تھیں سر پلیز ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں سر کل صبح ہوتے ہی آپ ہمیں یہاں سے واپس لے جائے سر نے ان کو دیکھا جنید سر کے سامنے تھا میں خود تم لوگوں کے ساتھ پھنس چکا ہوں سر نے جنید پر آنکھیں نکالیں۔

شاہد بولا سر آپ بچھلی دفعہ یہاں سے بالکل صحیح سلامت نکل گئے تھے اس لیے آپ ہمارے لیے بھی آخری آسرا ہیں بچھلی دفعہ شاید قدرت کی مرضی تھی اور اس بار مجھے بھی نہیں پتہ کہ کون ہے گا ان بدروحوں کا شکار شاید میں خود ہی بن جاؤں ان کا پہلا شکار یا پھر تم میں سے کوئی بھی۔ ہاں ہاں اب ڈرنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ تم لوگ اگر زندگی چاہتے ہو مقابلہ کرنا ہو گا ان بدروحوں کا اپنے ان سونے ہوئے ساتھیوں کو تیار کرنا ہو گا کہ انہیں تو تم سب ان پر چھائیوں کا شکار بن جاؤ گے اور۔۔ یہ کھیل ان بدروحوں کا جنون پھر کسی نئی تلاش میں ہو گا کسی کو شکار بنانے۔۔ یا پھر خود شکار بن جاؤ گے یا پھر انہیں شکار کر دو گے یہ خونی کھیل ہے اس میں مزہ تو شروع



ہونے کے بعد آئے گا میں نے کتنی دفعہ منع کیا تھا تم لوگوں کو لیکن تم لوگ بالکل بھی نہیں مان رہے تھے اب بھٹو اپنے اس بھیاک فیصلے کی سزا سہیہ کہہ کر خیمے میں داخل ہو گئے اور وہ تینوں کھلے مندرہ گئے۔

رات ان تینوں پر بہت بھاری گزری انہوں نے صبح تمام واقعات ان سب ساتھیوں کی سنائے جو سوئے رہے تھے سب سے برا حال مناشا کا تھا تم سب مذاق کر رہے ہو نیکاز یو آر دی فری فیز۔ سے ات ازاٹ از روٹک یو آر جوٹک۔ نوناشا دی سے ٹرو یو لیکن ایسے ایک رات میں کیسے کیسے میں ہی نہیں سکتی تم لوگ مجھے الو ہانے کی کوشش کر رہے ہو باقی سب خاموش تھے لیکن مناشا آسمان سر پر اٹھایا تھا خوشبو مناشا کے قریب آئی یہ سچ ہے مناشا اور پھر سب نے تائید کی ہمارے دوست اور سر نصیر بھی غلط نہیں کہہ سکتے مناشا بولی۔ اگر یہ سب سچ ہے تو پھر ہم اس شخص جگہ پر کرکیرا رہے ہیں ہاں اور یہاں سے چلے جانا چاہیے ہاں ہاں سب نے مناشا کی تائید کی بس ہم یہ ناشتہ کر لیں لیکن وہ ڈرائیور کہاں ہے سر نے انہیں یاد دلایا ارے وہ تو رات گزارنے کے لیے پک اپ میں رہ گئے تھے کہہ رہے تھے کہ پک اپ کی صفائی کرنی ہے چلو اسے بلاؤ سر نصیر نے شبنم کو ڈانٹ کر کہا اور شبنم برا سامن بناتی ہوئی پک اپ کی طرف چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد اس کی ایک دفتر شاخ نکلی باقی سب ایک دم کھڑے ہو گئے شاید اور دوسرے لڑکے تیزی سے پک اپ کی طرف بھاگے وہاں پر ایک ناقابل برداشت منظر آنکھیں بند کرنا پڑی ان سب کو ڈرائیور کی اٹنی ہوئی لاش ایک درخت کے ساتھ جھوٹی ہوئی دکھائی دی اس کا زخمہ لگنا ہوا تھا اس کے خون نے نیچے زمین کو لگ گیا تھا نیچے اس جگہ کے قریب ڈرائیور کی پک اپ بھی اور قریب شبنم صدمے سے گنگ تھی سب نے پہلے شبنم کو سنبھالا پھر بڑی مشکلوں سے ڈرائیور کی لاش کو اس درخت سے آزاد کیا سب پر ایک سکتہ طاری ہو چکا تھا۔

مناشا یہ خونی منظر دیکھ کر چکرا اٹھی مگر پھر سب مناشا پر جھٹکنے لگے کیونکہ یہ نازک مزاج لڑکی ہی ان لوگوں کے دوسر بنی ہوئی تھی۔ دیکھا ان بدردھوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا جنید جیج کر بولاسر نے جنید کی طرف منہ کر کے کہا ان بھیاک بدردھوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور ہم لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ موت کے اس کنوئیں میں تم لوگ اپنی مرضی سے آئے ہو اور اب خدا کے سوا کوئی بھی ہماری مدد نہیں کر سکتا ہے

سب نے مل کر ڈرائیور کی لاش کو وہاں ہی دفن دیا کیونکہ بھیاک موت دینے کے بعد اس کے جسم کو بری طرح زخموں سے متاثر کر رہا تھا آکر وہ اور اس طرح کچھ دیر پڑا رہتا تو شاید اس کے جسم سے بدبو لگنا شروع ہو جاتی کیونکہ زندگی میں ان سب کا پہلی بار اس طرح کا مافوق الفطرت مخلوقات سے واسطہ پڑا تھا۔ خبر یہ دن ان سب کے سوگ کرتے ہوئے اور جو پتے ہوئے گزر گیا اور ان کے پاس اب رکنے کا کوئی بھی چارہ نہ تھا سب کی آنکھیں نم تھیں کوئی بھی دوسرے سے بات نہیں کر رہا تھا اس جگہ پر سنگل بھی کام نہیں کر رہے تھے یہ دیرانے میں تم لوگ کیوں آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ کیوں لائے تم لوگ اگر تمہیں پتہ تھا تو پھر میرا کیا تصور تھا شام کے اندھیروں سے مناشا کھبرا کر کہہ رہی تھی وہ سب جیسے گونگے ہو گئے تھے اور ان کی کبھی بھی بات کا جواب نہیں دے رہے تھے مناشا خودی میں بوڑھائی رہی۔

ایک دم نیلا آسمان غائب ہو گیا بادل دوڑتے ہوئے آئے اور آسمانوں میں بجلی کی چمک کے ساتھ ساتھ بھیاک آواز کی گرج بھی ہونے لگی ماحول ہل مچر بدلتا چلا گیا وہ لوگ اس دشت میں تباہ کھڑے تھے سر کی ہدایت پر عادل عمان اور زیب باہر رگ گئے اور باقی سب کو سر نے اندر خیموں میں بھجوا دیا زیب کیا اب کبھی بھی وہاں نہیں جا سکیں گے مناشا خیمے سے آکر باہر بولی یہ سب دیکھ کر فی الحال تو نہیں۔ تم اندر چلی جاؤ وہ بھیاک سائے پھر آ رہے ہیں یہاں کا ظلم اپنا اثر دکھانے لگا ہے اور اور اس سے پہلے کہ بھیاک سائے یہاں آجائیں تم اندر جاؤ وہ اندر چلی گئی باقی سب ساتھی بالکل کم صم بیٹھے تھے ان کے لیے دعائیں کرنے لگے اب اللہ ہی ہمیں بچا سکتا ہے ورنہ کوئی طاقت ہمیں ان چالباز جاوہروں کی بدردھوں سے نہیں بچا سکتی ہے ایک آواز ان کے کانوں میں سنائی دی بابا۔۔۔ ایک گونج دار آواز مرد دھورت کے قہقہے اور ان کے بے بسی پر ہنسی بابا تم بھی پھنس گئے یہاں خزانہ ڈھونڈنے آئے تھے بابا۔۔۔ گونج اتنی تیز ہوتی چلی گئی کہ ان سب کو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنی پڑی تم سب پھنس گئے ہو آسانی بنجائیں شوکر کرنے لگی گونج دھمی ہوئی مگر قہقہے برابر جاری رہے ہوا میں تیز ہوتی چلی گئیں درخو کی شاخیں ایک دوسرے میں گم گم ہو گئی۔ سر نصیر نے ہمت کی کون ہو تم اس نے دوبارہ جیج کر کہا کون ہو تم مگر جواب کسی نے نہیں دیا بلکہ شور تھا ہر طرف ہواؤں کا شور بجلیوں کی کڑک اور سائے

جی سر وہ سب جتنی جتنی سونے کی اینٹیں وغیرہ سمیٹ سکتے تھے سمیٹ کر اس بندیاں سے باہر آ گئے وہاں پر دشت کا منظر بالکل بدل چکا تھا وہ ظلم ختم ہو چکا تھا دشت پتھروں سے بھرا ہوا تھا اور وہاں خیموں کی جگہ کچھ بھی نہ تھا جبکہ دور کھڑی پک اپ پر بھی چند پتھر لگ چکے تھے سب نے پک اپ سے بیک ٹکا لے اور سونے سے اپنے اپنے بیگوں کو بھر لے گئے سب ہی اپنے اپنے خزانے بانٹ چکے تھے پک اپ کا کوئی بھی شیشہ نہیں بچا تھا سب ہی ٹوٹ چکے تھے اس کے باوجود وہ خوشی خوشی پک اپ میں سوار ہوتے جا رہے تھے اور ایک دوسرے کو سکرانی نظروں سے دیکھتے جا رہے تھے جو جو جتنا جتنا جس نے خزانہ سمیٹا تھا سمیٹ لیا تھا سر۔۔۔ یکدم مناشا کی آواز سنائی دی۔

سر میری وہ انگوٹھی آپ واپس کر دیں سب نے ایک دوسرے کو دیکھا اور سر نے اسے دیکھا پک اپ روانہ ہو چکی تھی اور سر نے مناشا کو کوئی جواب نہیں دیا اور سب سر کی طرف دیکھنے لگے مناشا وہاں اکیلی رہ گئی سر کی نظریں اس پک اپ کی سیٹ پر تھیں جو اس دشت سے نکل رہی تھی ان سب نے تمام خزانے کو سمیٹا تھا اور اپنے تمام کپڑے جولاہے تھے وہ پھینک دیے تھے پک اپ شاید چلا رہا تھا سر کیا آپ انگوٹھی خود رکھنا چاہتے ہیں مناشا کی آواز پھر سنائی دی پک اپ تیزی سے چلنے لگی۔ مناشا مجھے پتہ ہے کہ وہ انگوٹھی تم کیوں مانگ رہی ہو میں جانتا ہوں اور پھر وہ انگوٹھی دیکھو میری انگلی میں ہی ہے سر لیکن یہ لعل والی انگوٹھی میری بھی میں نے اسے ڈھونڈا تھا اسے مجھے دیں۔ سر ہنسا یہ انگوٹھی تم لو سر نے یہ انگوٹھی نکالی اور مناشا کو دے دی جو مناشا نے اپنی انگلی میں پہن لی۔ مناشا یہ انگوٹھی اب کسی کام کی نہیں رہی کیونکہ اس کا ظلم ختم ہو چکا ہے اس انگوٹھی نے اپنا اثر کھو دیا ہے ہاں سر چاہے اس میں اثر ہو نہ ہو میں یہ میری انگوٹھی تھی سب بننے لگے اور پھر پک اپ میں یکدم ایک ہنگامہ شروع ہو گیا فاسٹ میوزک چلنے لگا لڑکے ڈانس کرنے لگے یوں ان کا سفر کتنا چلا گیا اور وہ سب ہی اس پر جوش ہنگامے میں اپنے گھروں کو جا پہنچے دن بھر کی تھکن اور فریٹش ہونے کے بعد مناشا کمرے سے باہر نکلی اور گیلے بالوں کو ٹاول میں پھینکا اس کی انگلی میں وہی لعل والی انگوٹھی چمک رہی تھی اس نے ایک لوہے کی ایک کیل کے ساتھ انگوٹھی سے رگڑا ایک شعاع سی نکلی اور اگلے ہی بل میں کیل سونے کا بن چکا تھا اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اس کا ذہن بھٹک گیا سر نے تو کہا تھا کہ اس انگوٹھی کا اثر نہیں رہا ہے خیر اب میں اپنی جان سے بڑھ کر اس انگوٹھی کی حفاظت کروں گی اتنا سب کچھ ہم کو مل چکا ہے کتنی دولت سر کو مل چکی ہے لیکن سر کی حریص نظریں پھر بھی اس انگوٹھی پر تھیں اور مجھے دینے پر اس کی نظریں کس قدر سرخ ہو گئی تھیں اور قطعاً انکار کیسے کیا ان سب نے تو سارا خزانہ لے لیا وہ جگہ خالی ہو گئی لیکن شکر ہے سر کا یہ جھوٹ بھی میرے لیے کافی سودمند ہوگا کیونکہ اس انگوٹھی کی وجہ سے میرے ساتھی ہی میری زندگی کے دشمن ہو جاتے وہ انہی سوچوں میں کھو گئی میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میری سات پشیش بھی کھائیں تو ختم نہ ہوگا اچانک ڈور ٹیلر بی یہ کیا وہ چوکی اور دروازے کے پاس آئی وہاں پر اس نے دور کے ذریعے جا بھرا کھانکا گھر میں وہ اکیلی ہی تھی باہر سب ہی کھڑے تھے وہ تیزی سے اندر کمرے میں چلی گئی اور انگوٹھی کو سیف میں محفوظ کر لیا اور پھر واپس آ کر گیٹ کھول دیا سب باری باری اندر داخل ہونے لگے سب کے چہرے پر مسرت تھے سب سے سب نے خوب انجوائے کیا اور پھر سب ہی وہاں سے واپس چلے گئے مناشا نے وہ انگوٹھی کو کہیں چھپانے کا منصوبہ بنالیا جہاں یہ سب کی نظروں سے محفوظ رہے۔ وہ اس کو سب سے پوشیدہ کرنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگی پھر کچھ سوچ کر وہ انھی اور گھر کے لان میں آکر لان کی کھدائی کرنے لگی اس نے انگوٹھی کو ایک ڈبے میں بند کر لیا اور پھر اس کھودی ہوئی جگہ میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے ایک گھر اسکوٹ لیا اور اس جگہ کو دیکھا جہاں اس نے وہ طلسمی انگوٹھی کو دبایا تھا پھر اس نے وہاں پر نشان لگادیا اور ایک بورڈ رکھ دیا اور ساتھ وہاں پر سب سے بڑا گھلا رکھ دیا اس نے ایک عہد کیا کہ کبھی بھی اس انگوٹھی کا استعمال نہیں کرے گی اور ابھی جا کر سب کو سمجھا دے گی جہاں ہمیں اتنی دولت ملی وہاں مزید حرص و لالچ کی کوئی ضرورت نہیں ہونی چاہیے اور اگلے دن اس نے سر کو بھی سمجھایا اس نے ہتھ پتھ پتھ۔۔۔ ایک قہقہہ لگایا شکر ہے مناشا تو نے وہ انگوٹھی ضائع نہ کر دی اور مجھ سے عہد کر لیا کہ تم اس کا استعمال نہیں کر دو گی بہت شکر ہے کہ تم نے میرا جنون ختم کر دیا ہے ورنہ میں تیں راتوں سے سوہانہ تھا اور پھر یہ راز راز ہی رہا۔ کوئی بھی اس طلسمی انگوٹھی کے راز کو نہ جان سکا کہ وہ طلسمی انگوٹھی کہاں گئی ہے۔۔۔۔۔؟



# پتھروں کا دیس

تحریر: ایس ایماز احمد - کراچی

دو مہینے باہر رہا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے کم از کم پچاس سال بعد میری وہی ہوئی ہو کوئی ایک چیز بھی تو جانی پہچانی نہیں لگ رہی تھی اور وہ علاقہ تو یکسر تبدیل ہو گیا تھا جس میں دو ماہ پیشتر میری رہائش تھی انتہائی کوشش کے باوجود میں اپنا گھر تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور پھر مجبوراً ایک شخص کو کوٹھی کا نمبر بتا کر میں نے اس کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا وہ کوٹھی پر جناب - سرخ رنگ کی - آپ غالباً شاہد صاحب کے دوستوں میں سے ہیں شاہد میرے سب سے چھوٹے بچے کا نام تھا اور اس کی عمر بمشکل نو یا دس سال تھی چنانچہ ظاہر ہے کہ میں نے اس شخص کو اہم تصور کیا ہو گا جو مجھے شاہد کا دوست سمجھ رہا تھا۔ آپ کا خیال غلط ہے۔ میں مسکرایا۔ میں اس کا دوست نہیں باپ ہوں۔ جی۔ اس شخص کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل کر رہ گئیں آپ شاہد صاحب کے والد ہیں لیکن میرا مطلب ہے شاہد صاحب آپ کو مردہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ آپ کہاں تھے ساتھ برس سے۔ اب میرے چونکنے کی باری تھی۔ ساتھ برس سے۔ آپ کا دماغ تو درست ہے میں صرف دو ماہ تک گھر سے غیر حاضر رہا ہوں۔ وہ۔ تب۔۔۔ گستاخی معاف جناب مگر آپ کا دماغ یقیناً خراب ہے اس شخص نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس طرح جلدی سے آگے بڑھ گیا جیسے مجھے سچ پائل تصور کر رہا ہو۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

میں کہتاں کی طرف سے لاؤڈ اسپیکر پر یہ اعلان سنائی دیا کہ جہاز کی تباہی اب تقریباً یقینی ہونے لگی ہے اور یہ کہ مسافر لائف بولس میں اترنے کے لئے بالکل تیار ہو جائیں اس کیساتھ ہی لوگوں سے پرسکون رہنے کی اپیل کی گئی تھی اور ان سے درخواست کی گئی تھی کہ سب سے پہلے عورتوں بچوں۔ بوڑھے اور کمزور افراد کو موقع دیا جائے جہاز کے ہر مسافر نے اس اپیل کو سنا لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔ انسان کی فطری خود غرضی خطرے کو محسوس کرتے ہی جاگ اٹھی تھی۔ اخلاق اور انسانیت کے خول چروں پر سے اتر چکے تھے اور مسافروں میں سے ہر ایک بالکل ننگا ہو کر ایک دوسرے کے سامنے آگیا تھا۔ جیسے ہی لائف بولس سمندر میں اتاری گئیں لوگوں نے پاگوں کی طرح ان پر یلغار کر دی غلے کے لوگ برابر چبچ رہے تھے اور لاؤڈ اسپیکر میں برابر پرسکون رہنے کی درخواست کی جا رہی تھی مگر کسے ہوش تھا کہ ان الفاظ پر دھیان دیتا۔

لوگ اپنی جانیں بچانے کے چکر میں اندھے ہو رہے تھے انہیں نہ معصوم بچے نظر آ رہے تھے نہ عورتیں ٹھوکروں میں آئیں اور درجنوں کمزور اور بوڑھے لوگ اس طرح نیچے گرے کہ انہیں دوبارہ اٹھنا نصیب نہ ہو۔ کما موت کا بھیا تک اور وحشت ناک رقص شروع ہو چکا تھا اور زندگی اپنا پہرہ

زندگی واقعات و حادثات سے عبارت ہے انسان کی پیدائش بذات خود ایک بہت بڑا حادثہ ہے اس طرح موت دوسرے بڑے حادثے کا نام ہے اور ان دو بہت بڑے حادثات کے درمیان زندگی کے آغاز سے اس کے انجام تک واقعات و حادثات کا ایک طویل سلسلہ ہے ان میں بہت سارے اس قدر معمولی اور غیر اہم ہوتے ہیں کہ انسان انہیں بہت جلد بھول جاتا ہے جبکہ بعض کی نوعیت اس قدر شدید اور غیر معمولی ہوتی ہے کہ انسان اگر چاہے بھی تو انہیں زندگی کی آخری سانسون تک فراموش نہیں کر سکتا ایسا ہی ایک حادثہ میرے ساتھ پیش آیا جب میں ایک غیر ملکی جہاز راں کہنی کے جہاز میں افریقہ کا سفر کر رہا تھا۔ منزل میرے بالکل قریب آچکی تھی اور جہاز کے کپتان کے بیان کے مطابق میرا سفر ختم ہونے میں محض اٹھائیس منٹوں کا وقفہ رہ گیا تھا کہ ہولناک طوفان نے ہمیں آلیا اور مسکراتے ہوئے۔۔۔ پر امید چہروں پر مایوسی خوف اور گھبراہٹ کے سائے لہرانے لگے طوفان بے حد شدید تھا۔ مسافروں اور عملے کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے موت رقص کر رہی تھی۔ کوہ بیکر موجیں مسلسل جہاز کے عرشے سے ٹکرائی تھیں۔

عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار سے قیامت کا ساں طاری تھا اور ہر طرف ابتری اور سراسیمگی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسے



چھپائے ہوئے پھر رہی تھی۔ موت کا قتل جاری تھا لائف بولس اپنی گھنائونگی سے زیادہ لوگوں کو نہیں سنبھال پڑی تھیں ان کے اٹلنے کا سلسلہ جاری تھا اور انسانی جسم طوفانی لہروں پر حقیر تنکوں کی طرح ڈول رہے تھے وہ کشتی بھی الٹ چکی تھی جبکہ سہارا میں نے اپنی جان بچانے کے لئے لیا تھا اور موت کی گرفت لڑنے والے ہریس کے ساتھ مجھے اپنی شرک پر مضبوط رہتی محسوس ہو رہی تھی میرے ہاتھ پیروں کی ساری قوت اب تقریباً ختم ہو چکی تھی اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ مگر اس سے پہلے تاریکیاں میرے ذہن پر پوری طرح مسلط ہو جاتیں اور میرا وجود ہمیشہ کے لئے موت کی آغوش میں گم ہو جاتا۔

اچانک میری نظروں نے کڑوئی کے اس بڑے تختے کو دیکھ لیا جو طوفانی لہروں کے دوش پر سوار میری ہی سمت چلا آ رہا تھا اسے دیکھتے ہی میں نے اپنے دل میں امید کی ایک نئی جوت کو روشن ہوتے محسوس کیا۔ اپنے ڈوبتے ہوئے ذہن کو سنبھالنے کی میں نے ایک بھر پور کوشش کی اور خود کو بہتے ہوئے تختے سے قریب تر کرنے کی کوشش کرنے لگا زندگی کے دن ابھی باقی تھے اور مقدر میں ان کا قابل یقین واقعات سے دوچار ہونا لکھا تھا جو میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں چنانچہ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ہی میں تختے پر اپنی گرفت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر چند لمبے بعد ہی میں اس پرسوار ہو چکا تھا۔ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے میں نے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا مجھے یہ تھوڑے ہی فاصلے پر بے شمار انسانی جسم کوہ بیکر طوفانی موجوں کے رحم و کرم پر زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے میں تختے پر بے سدھ سا پڑا۔۔۔ انہیں بار بار ابھرتے اور ڈوبتے دیکھ رہا تھا میں انہیں ہر قیمت پر بچا لینا چاہتا تھا لیکن یہ بات میرے اختیار میں نہیں تھی میں کسی طرح ان میں سے کسی کی مدد کرنے کے قابل نہیں تھا میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کانوں میں انگلیوں کو ٹھونس لیں نہ مجھ سے ان پر نصیب افراد کی بے بسی دیکھی جاتی تھی اور نہ میں ان کی چیخ و پکار سن سکتا تھا محلات گزرتے رہے اور میں تختے پر لینا ہوا دل ہی دل میں خدا سے اپنی سلامتی کی دعا میں مانگتا رہا۔

سمندر کی موجیں ابھی تک بھری ہوئی تھیں کبھی وہ مجھے اپنے دوش پر حیرت انگیز اور ہولناک بلندی تک لے جاتیں اور کبھی ایسا لگتا جیسے تختے سمیت سمندر کی انتہائی گہرائی میں

دفن کر دینا چاہتی ہوں۔ ایک ایک لمحہ موت اور زندگی کے درمیان گزر رہا تھا اور موت برابر زندگی پر غالب آتی نظر آ رہی تھی مگر ہوا یہ کہ زندگی کے مقابلے میں اسے شکست سے دوچار ہونا پڑا میں بچ گیا اور اپنے اس طرح بچ جانے پر مجھے آج بھی حیرت ہے۔

رفتہ رفتہ مندر پر سکون ہوتا گیا تھا اور تیز طوفانی ہوا پر سکون لہروں پر معمول کے مطابق بننے لگی تھی بدست جہاز اور اس کے مسافر دور دور تک نظر نہیں آ رہے تھے فضا میں اب اندھیرا تیرنے لگا تھا اور دور نیلے آسمان پر ستاروں کے اکا دکا چراغ روشن ہو چلے تھے میں نے کمرے کے گرد بندھا ہوا واٹر پروف تھپا کھولا اور اس میں سے سگریٹوں کا مین اور لائٹس نکال لیا تھیلے میں کچھ چیزیں پیٹ بھرنے کے لئے ابھی موجود تھیں مگر اس وقت ذہن ان کی طرف راغب ہونے کو کسی طرح تیار نہیں تھا۔ موت کے خلاف بھرپور اور غیر معمولی جدوجہد نے مجھے بری طرح تھکا کر رکھ دیا تھا میں نے تختے پر دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں اور سگریٹ کا دھواں ہونٹوں سے منتشر کرتا ہوا اس روح فرسا حادثے کے متعلق سوچنے لگا جس نے چند گھنٹے پیشتر ہی سینکڑوں جیتے جاگتے انسانوں کو موت کی آغوش میں ڈھکیل دیا تھا کبراہٹ خوف اور بدحواسی کی وجہ سے میری آنکھوں کے سامنے کئی کشتیاں الٹ کئی شخصیں اور بھری ہوئی طوفانی موجوں نے انہیں فوراً بے نصیب مسافروں کی دسڑے سے بہت دور پہنچا دیا تھا پھر میں نے منزل کے بارے میں سوچا۔

چند گھنٹے پہلے تک میری منزل افریقہ تھی لیکن اب کون کہہ سکتا تھا۔۔۔ میں اپنی منزل کو یا سکوں گا سوچتے سوچتے میرے ذہن پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ آنکھیں کھول کر میں نے تاروں بھرے آسمان کو دیکھا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اس کے چند لمبے بعد ہی میں دنیا و مافیہا سے بالکل غافل ہو چکا تھا جس وقت میری آنکھیں آسمان پر ستاروں کے چراغ بے نور ہو چلے تھے وہ شرعی اقی پر سوار طلوع ہو رہا تھا اور فضاء میں ملجاسا جالا تیرنے لگا ٹھنڈی ہوا کے جھوکے خوشگوار اور فرحت بخش تھے اور ایک دوسرے کے تعاقب میں دوڑتی ہوئی لہریں زندگی کو مسلسل جدوجہد کو حوصلہ دے رہی تھیں میں اٹھ کر کچھ گیلا منہ پر سرد اور کھارے پانی کا چھینٹنے ڈالے اور اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا میرے چاروں طرف سمندر کا نیلگوں پانی تھا البتہ دور بہت دور دھندلے میں

درختوں کے سامنے نظر آ رہے تھے۔ میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا قسمت برابر مجھ پر مہربان تھی۔ میرے تختے کا رخ اس طرف تھا جہاں درختوں کے سامنے نظر آ رہے تھے میں نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا طوفان شام سے کچھ پہلے آیا تھا اور اس وقت صبح کے ساڑھے چار بجنے والے تھے گویا میں قریب قریب چودہ گھنٹوں تک بے یار و مددگار کھلے سمندر میں بہتا رہا تھا۔

رفتہ رفتہ اجالا پھیلنے لگا اور میں نے اطمینان کی گہری سانس لی ساحل اس جگہ سے بہت زیادہ نہیں تھا۔۔۔ خشکی پر کھڑے ہوئے اور اس سے آگے سیاہ اونچے اونچے پہاڑوں کو طویل سلسلہ صاف نظر آ رہا۔ میں نے ایک مرتبہ بھردل ہی دل میں اپنے خدا کا شکر ادا کیا اور اس تھیلے کو کھولنے لگا جس میں کھانے پینے کی کچھ چیزیں موجود تھیں۔۔۔ پیٹ کی آگ کچھ کم ہوئی تو میں نے ایک اور سگریٹ سلگایا اور دوبارہ ساحل کی طرف متوجہ ہو گیا تختے برابر اسی سمت میں بہہ رہا تھا۔۔۔ اور مجھے یقین تھا کہ خشکی پر پہنچنے کے لئے کچھ زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ لیکن اچانک ہوا کا رخ بدل گیا اور میری ساحل پر پہنچنے کی ساری تمناؤں پر اوس پڑنے لگی تھی تختے کے پہنچنے کی اب سمت بدل گئی تھی اور گزرنے والے ہر لمحے کے ساتھ وہ مجھے کنارے سے دور لئے جا رہا تھا میری پریشانیاں دوبارہ لوٹ آئیں اور میں حسرت زدہ نگاہوں سے دور ہوتے ہوئے کنارے کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر میں نے سوچا کہ اس طرح بے بسی سے دور ہوتے ہوئے ساحل کو دیکھتے رہنے کی بجائے مجھے ہمت اور حوصلے کے ساتھ کچھ کرنا چاہیے کنارہ اس وقت سواڑ بڑھ میل کے فاصلے پر تھا اور سمندر میں محض تیر کر اتنا فاصلہ طے کر لینا مجھ جسے اتناڑی کے لئے اگر ناممکن نہیں تو بے حد مشکل اور خطرناک ضرور تھا۔۔۔ کسی چھوٹی موٹی نہر میں یار دوستوں کے ساتھ تھوڑی دور تک تیر لینا اور بات ہے اور کھلے سمندر میں سواڑ بڑھ میل کا فاصلہ طے کر لینا ایک دھیری بات ڈوب جانے کا پچاس فیصد سے کچھ زیادہ ہی امکان تھا۔

اب یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ محض ایک امکانی خطرے کے پیش نظر اپنے آپ کو دوبارہ سرکش اور بھری ہوئی موجوں کے حوالے کر دیتا پھر اس بات کا امکان بھی تو تھا کہ اگر اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کی تو شاید میری آنکھیں آئندہ کبھی کنارے کو نہ دیکھ سکیں۔ چند لمبے تذبذب میں گزر

گئے اور پھر میں نے ایک مشکل اور سخت فیصلہ کر لیا زندگی کی خاطر جدوجہد کا فیصلہ انجام خواہ کچھ بھی ہو لیکن میں بڑوں کی طرح مرنے کے بجائے بہادری کی طرح سسل اور انتھک جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا جلدی جلدی میں نے اپنے ساری چیزوں کو سمیٹ کر دوبارہ تھیلے میں بند کیا اس کی ڈوریوں اپنی کمر سے باندھیں اور پھر اگلے ہی لمحے میں خدا کا نام لے کر کھلے سمندر میں چلا گیا لگا چکا تھا۔ کسی نے بالکل درست کہا ہے کہ انسان اگر اپنی تمام تر قوت ارادی کو بروئے کار لا کر زندہ رہنے کا پختہ فیصلہ کر لے تو موت اس پر کبھی آسانی کے ساتھ اپنا تسلط قائم نہیں کر سکتی چنانچہ یہی میرے ساتھ ہوا زندگی نے ایک بار پھر موت پر فتح حاصل کر لی اور میں ایک مرتبہ بھر بچ گیا۔

اب نہری پشت پر کھلا سمندر تھا اور سامنے گھٹے درخت کچھ دیر تک اپنی ماسیں درست کرنے کے بعد میں جنگل میں آگے بڑھا یہ بات اب طے ہو چکی تھی۔ کہ ان درختوں میں مجھے غیر معینہ مدت تک زندگی گزارنا چاہیے میں گھوم پھر کر دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ جگہ میرے لئے کس حد محفوظ یا غیر محفوظ ثابت ہو سکتی تھی اس کے علاوہ میں پھل دار درختوں کو بھی تلاش کرنا چاہتا تھا کیونکہ میرے تھیلے میں بہت زیادہ خوراک نہیں تھی اور میں زیادہ عرصے تک اس پر انحصار نہیں کر سکتا تھا جنگل بہت زیادہ طویل اور گھٹا نہیں تھا اس کے علاوہ خطرناک درندوں کی موجودگی کے آثار بھی نہیں تھے۔ میں نے اطمینان کی گہری سانس لی لیکن خوراک کا مسئلہ ابھی حل طلب تھا اور میں اس قدم تک بہت ہرگز نہیں تھا کہ اس اہم ترین مسئلے کو حل کرنے سے پہلے ہی تھک کر کسی درخت کے نیچے بیٹھ جاتا شاید تھکن کی پرواہ کئے بغیر میرے قدم برابر آگے کی طرف اٹھتے رہے میرا رخ پہاڑی سلسلے کی طرف تھا اس لئے بھی کہ پہاڑوں کے دامن میں پھل درخت ملنے کا امکان تھا اور اس لئے بھی کہ وہاں کچھ دیر تازہ دم ہونے کے بعد میں اوپر پہاڑوں پر چلنا چاہتا تھا میرے ذہن میں اس وقت صرف دو ہی باتیں تھیں ایک پیٹ کی آگ بجھانے کا مسئلہ تھا اور دوسرا یہ خیال کہ پہاڑوں کے دوسری طرف شاید کوئی آبادی موجود ہو۔ جلدی ثابت ہو گیا کہ کم از کم میرا پہلا خیال سو فیصدی درست تھا پہاڑوں کے دامن میں نارمل کے درخت بہ افراط تھے اور ساتھ لائی ہوئی خوراک خاتے کے بعد بھی اپنی بھوک اور پیاس بڑی آسانی سے مٹا سکتا تھا



اس وقت سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا میں نے نارمل توڑ کر اس کی گرمی سے بھوک اور پانی سے پیاس سے بھائی اور ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سگریٹ کا دھواں ہونٹوں سے منتشر کرنے لگا تاہم میری پریشانی اپنی جگہ پر ابھی تک برقرار تھا۔ اگرچہ جنگل میں خطرناک درندوں کی موجودگی کے آثار نہیں اور لاکھ میں اس جگہ بھوک و پیاس کی تکلیف سے دوچار نہیں ہو سکتا تھا لیکن ظاہر ہے کہ میرا حلق پتھر کے زمانے کے کسی قبیلے سے نہیں تھا اور زندگی درختوں پر چڑھ کر یا غاروں میں رہ کر نہیں گزاری جاسکتی تھی۔

میں ہر قیمت پر جلد از جلد مہذب اور متقدم دنیا کی نگینوں میں گم ہو جانا چاہتا تھا لیکن کاش کہ یہ میرے بس کی بات ہوتی بہر حال میں نے ایک فیصلہ کر لیا اور وہ یہ کہ ہر روز صبح ساحل پر جا کر کسی گزرنے والے جہاز کا انتظار کیا کروں گا خواہ ساری زندگی انتظار ہی میں کیوں نہ ختم ہو جائے دائرہ پروف گھڑی دو پہر کے ٹھیک دو بج رہی تھی جب میں کوہ پیائی کے ارادے سے اٹھا پھر کچھ دیر بعد ہی میرے قدم اس طرف اٹھ رہے تھے جہاں سے پہاڑ پر چڑھنا سب آسان نظر آ رہا تھا اب میں اس غیر ضروری تفصیل میں تو نہیں الجھوں گا کہ بلندی پر پہنچنا میرے لئے کس طرح ممکن ہوا اپنی اس کوشش کے دوران میرے جسم پر کسی طرح زخم آئے اور ان سے کس قدر خون بہا پستی کی طرف دیکھتے ہوئے کس طرح کھوپڑی چکرانی کتنی مرتبہ گرتے گرتے بجایہ ساری تفصیل چونکہ کافی طویل اور کسی حد تک غیر ضروری کی گئی ہے چنانچہ میرا خیال ہے کہ اس سے گریزی ہی کرنا چاہیے پہاڑ پر پہنچ کر میں نے دوسری طرف کا جائزہ لیا سلسلہ کوہ کافی طویل تھا اس کے دامن میں دور تک بڑھ زار پھیلا ہوا تھا اس کے بعد گئے اور تار درخت تھے جن کا سلسلہ بہت دور تک چلا گیا تھا اس کے علاوہ ایک چشمہ تھا اس کے پانی میں ہوا کے بلبلے جگہ جگہ بھوکوں سے مسلسل لہریں پیدا ہو رہی تھیں اور خوب صورت پرندے اس سے پانی پی رہے تھے نہ جانے کیوں میرے جی میں بھی چشمے میں نہانے اور اس کا پانی پینے کی خواہش پیدا ہوئی اور نہ جانے کیوں میں اس خواہش کو دبائے میں کا خیاب نہ ہو سکا ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ میں بہت زیادہ تھکا ہوا تھا اور میری زبان ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے مزے کے لئے ترس رہی تھی

میں نے غور سے نیچے اترنے کے امکانات کا جائزہ

لیا میں اس وقت پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی پر کھڑا تھا ڈھلوان اس جگہ سے کافی دور تھی۔ تاہم اس سے اترنا کچھ زیادہ مشکل نہیں معلوم ہوتا تھا اس ڈھلوان کے برعکس وہ ڈھلوان بہت زیادہ دشوار گزار تھی جسے چڑھ کر میں نے پہاڑ کی بلندی کو سر کیا تھا کوئی نصف گھنٹے بعد ہی میں ڈھلوان کے سرے پر موجود تھا اس جگہ سے زمین کا فاصلہ تین ہزار فٹ کے قریب تھا میں احتیاط کے ساتھ ڈھلوان اترنے لگا چشمے کے قریب پہنچ کر میں ہری ہری گھاس پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں ہوا کے جھونکوں میں اب تھوڑی سی شدت پیدا ہو گئی تھی آسمان پر کالے اور بھورے بادل چھائے ہوئے تھے اور موسم بے حد خوشگوار تھا کچھ دیر بعد جب سانسیں درست ہو گئیں۔

میں نے اٹھ کر چشمے کا بیٹھا اور ٹھنڈا پانی خوب سیر ہو کر پیا اور کپڑے اتار کر نہانے کے ارادے سے پانی میں اتر گیا غسل سے تھکے بارے جسم کو اس قدر آرام اور لذت محسوس ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا جی چاہتا تھا کہ کتنی چشمے میں نہاتا ہی رہوں اور شاید ایسا ہی ہوتا اگر آسمان سے گرنے والی بوندیں مجھے چوکھانے کا باعث نہ بنی ہوتیں میں نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں۔ بادل گرتا جا رہا تھا اور موسم کے چور کچھ اچھے نظر نہیں آتے تھے لہذا اس سے پہلے کہ ٹپکی بوندا باندی تیز اور موسلا دھار بارش میں تبدیل ہوتی میں نے چشمے سے نکل کر کپڑے پہنے اور پناہ کی تلاش میں چاروں طرف نگاہیں دوڑانے لگا گئے درختوں کے نیچے پناہ مل سکتی تھی لیکن وہ بہت دور تھے۔ پھر۔۔۔ میں نے دوبارہ اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا اور پھر میرے قدم پہاڑ کے دامن میں نظر آنے والی ایک کھوکھلی طرف اٹھنے لگے مجھے یقین تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد محفوظ ہو جاؤں گا زیادہ اندر اٹھائیں تھا چند لمحوں بعد ہی میری آنکھیں تاریکی میں اچھی طرح سے دیکھنے کے قابل ہو گئیں میں نے غور سے اس کھوکھلی کا جائزہ لیا اور تب پہلی بار یہ حقیقت مجھ پر ظاہر ہوئی جسے میں اب تک محض ایک کھوکھلی سمجھ رہا تھا صحیح معنوں میں وہ ایک بڑا غار تھا میں نے اپنے تھیلے سے نارچ نکالی اور اس کی روشنی میں غار کا جائزہ لینے لگا لیکن اگر میں اس کے اختتام کا پتہ چلا نا چاہتا تھا تو مجھے ناکامی ہوئی کئی منٹ تک مسلسل غار کا جائزہ لینے کے باوجود میں اس کا اختتام نہ دیکھ۔ اٹھا جانے کتنا لمبا غار تھا وہ نہ جانے کیوں میرے قدم اترنے کی طرف اٹھنے لگے۔

روشن نارچ میرے ہاتھ میں موجود تھی اور میں آہستہ آہستہ اور محتاط انداز میں آگے قدم بڑھا رہا تھا تھوڑی دور جانے کے بعد ہی غار بے حد چوڑا ہو گیا میرا خیال ہے اس کی چوڑائی سگز کے لگ بھگ ضرور ہوگی تاہم اس کی طوالت کا خاتمہ ہوتا بھی نظر نہیں آ رہا تھا کیا میرے قدم کسی غار کے بجائے کسی سرنگ میں اٹھ رہے تھے میں آگے بڑھتا رہا اور پھر اچانک میری نارچ روشنی ایک گاڑی پر پڑی وہ کوئی ٹھیک سی سیاہ پتھر سے تراشی ہوئی جس میں پتھروں کے پورے چار گھوڑے جتے ہوئے تھے اور انکا رنگ بھی سیاہ تھا گھوڑے کافی اونچے اور طاقتور تھے۔ میں نے دیکھا ان کی گردنیں پتھروں کی بڑی بڑی تاندوں میں جکلی ہوئی تھیں جیسے دانا کھانے میں مصروف ہوں اس کے علاوہ کو چوان کی نشست پر پتھر کا ایک نیم شیم بت بھی موجود تھا ٹھیک کسی کو چوان کی طرح بیٹھا ہوا وہ گھوڑوں کو دانا کھاتے دیکھ رہا تھا اس کے ہونٹوں پر بڑی آسودہ اور پرسکون مسکراہٹ تھی اپنی جگہ پر حیرت زدہ سا کھڑا میں آنکھیں پھاڑے ان چیزوں کو دیکھ رہا تھا سرسری انداز میں دیکھنے سے وہ گاڑی اس میں جتے ہوئے چاروں گھوڑوں کو کو چوان کی نشست پر موجود پتھر کا جسم۔۔۔ سب کچھ بالکل اصلی اور گوشت پوست کا معلوم ہوتا تھا ان سب کو تراشنے والا یقیناً کوئی ماہر نہیں تھا اور بڑی محنت سے اس نے ان مجسموں کو تیار کیا تھا لیکن۔۔۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ اس طویل و عریض غار میں کس طرح پہنچے۔ میں نے بڑے غور سے پہاڑوں کے گرد و نواح کا جائزہ لیا تھا اور دور دور تک مجھے کسی آبادی کے آثار نظر نہ آتے تھے چنانچہ یہ سوچ ہی مضحکہ خیز تھی کہ قریبی آبادی کے ماہرین اور تنہائی پسند شکرش نے اس غار میں بیٹھ کر ان مجسموں کو تراشا ہوگا یوں بھی وہ پہاڑ کے پتھروں سے ترشے ہوئے معلوم نہیں ہوتے تھے۔

چند لمحوں تک میں اپنی جگہ پر کھڑا سوچتا رہا پھر چند قدم چل کر ان کے بالکل قریب پہنچ گیا جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا بے حد خوب صورت اور شاندار مجسمے تھے مگر میرا ذہن برابر یہی سوچے جا رہا تھا اس تاریک غار میں ان کی رسائی کس طرح ممکن ہوئی یہ تو سو فیصدی ناممکن تھا کہ کسی اور جگہ انہیں تراشنے کے بعد اس غار میں پہنچا دیا گیا نہ صرف یہ کہ حد نظر تک کسی آبادی کا وجود نہیں اور مجسمے بہت زیادہ بھاری مگر کم تھے بلکہ غار ابتدا میں بہت تنگ تھا اور اس قدر دوزی اور لمبے

پتھروں کا دیس

چوڑے مجسمے کی طرح اس کے دہانے میں داخل نہیں کئے جاسکتے تھے۔ پھر۔ بڑی دیر تک سوال کا جواب سوچتا رہا۔۔۔ یہاں تک کہ میری نائیں کھڑے کھڑے ٹھک گئیں اور میں پتھر کی اس بھٹی کی ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ کافی دیر ہو گئی میں سوچتا رہا۔ یہاں تک میرے ذہن پر غور کی طاری ہونے لگی کہ خبر ہونے سے پہلے ایک دفعہ میں نے سوچا کہ غار سے باہر نکل کر بارش کا دل دیکھنا چاہیے لیکن پھر فوراً ہی یہ سوچ کر خیال بدل دیا کہ اگر بارش کا سلسلہ رک گیا تو بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

رات بالکل سر پر آ پہنچی تھی اور میرے پاس اب اتنا وقت نہیں رہ گیا تھا کہ اندھیرے میں کوئی دوسری پناہ گاہ تلاش کرنا پھر تاپوں بھی اس غار سے اچھی اور کون سی پناہ گاہ ہو سکتی تھو چند لمحوں بعد ہی نیند کی آغوش میں پہنچ گیا کچھ کھائے پیے بغیر اچانک میری آنکھ کھلی گئی میرے چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور نہ جانے کیوں میرا دل بڑے زور سے دھڑک رہا تھا دفعتاً مجھے ایسا لگا جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں مگر نہیں یقین کیجئے کہ وہ کوئی خواب نہیں تھا میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں میں بیدار تھا اور جسم کو ٹٹنے والے بلبلے جیسے حالت بیداری میں ہی محسوس ہو رہے تھے اس کے علاوہ گھوڑوں کی ناپوں کی آوازیں بھی بھی خواب میں نہیں سنائی دے رہی تھیں لیکن۔۔۔ لیکن یہ کس طرح ممکن تھا۔۔۔ مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ میری آنکھ پتھر کی بھٹی میں گئی تھی جس کے چاروں گھوڑے ہی پتھری کے تھے اور اگلی نشست پر بیٹھا ہوا نیم شیم کو چوان بنی۔ پھر۔۔۔ پھر پتھر کی اس بھٹی سے میں اس سے بچ کر بھٹی میں کس طرح منتقل ہوا اور وہ بھی اس غار میں جس کا دہانہ اس قدر تنگ تھا کہ اس میں سے کسی مرمل گھوڑے کا داخلہ ہی ممکن نہیں تھا ایسی صورت میں مگر وہ غالباً مجھے گہری نیند کی حالت میں اس غار میں سے باہر نکل کر اس نئی بھٹی میں پہنچایا گیا تھا لیکن میں سو ہی گیا تھا بے ہوش تو نہیں ہوا تھا کسی نے اطمینان کے ساتھ اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیا

نہیں۔۔۔ یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا تھا اور پھر میرے خدا یہ میرے چاروں طرف اس قدر گہرا اندھیرا تھا کہ ابھی تاریکی تو صرف ہی قبر میں ہی ممکن ہے یا پھر کسی اندھی سرنگ میں۔ میں نے اپنا گے بڑھا کر او۔۔۔ یا اور اس کے ساتھ ہی خوف ڈا۔۔۔ ایک سرد لہر میرے سارے جسم



میں دوڑ گئی۔ اوپر آسمان کے بجائے گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور نہ آسمان نظر آتا تھا اور نہ کوئی ستارہ وہ گاڑی جس پر میں اس وقت سوار تھا ضرور کسی زیر زمین راستے پر دوڑ رہی تھی۔ میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گاڑی بان کو دیکھنا چاہا لیکن کبر سے اندھیرے کو دیوار میرے اور اس کے درمیان اس طرح حائل تھی کہ میں اس کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھ سکتا تھا اچانک مجھے اپنی نارنج کا خیال آیا وہ بدستور میرے پاس موجودگی میں نے اسے اپنے سکیپاتے ہوئے ہاتھ کی گرفت میں لیا اور روشن کر دیا روشنی گاڑی بان کی پشت پر بڑی اس نے کھوم کر میری طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی مجھے ایسا لگا جیسے حیرت اور خوف کی شدت سے میرے دل کی دھڑکیں ساکت ہو جائیں گی۔

میرے خدا وہ گاڑی بان سے سونے سے پیشتر میں نے پتھر کی اس بھی کی نشست پر ایک ٹکی جسے کی حیثیت سے دیکھا تھا اور اس کی قبر آلود نگاہیں اس وقت میرے چہرے پر مرکوز تھیں دہکتی ہوئی انگاروں جیسی سرخ آنکھیں مجھے ایسا لگا جیسے میرا ذہن تیزی سے تاریکی میں ڈوبتا جا رہا ہو اور پھر میں بے ہوش ہو گیا بس اتنا یاد ہے کہ بے ہوشی سے قبل میرے کانوں میں گھوڑوں کی جھنپاہٹ کی آوازیں آتی تھیں اور نارنج میرے ہاتھ سے چھوٹ کر شاید میری گود میں گر گئی تھی۔ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی بجانے تک کی بندہ ہو چکی تھی چنانچہ میرے لیے اپنی بیہوشی کے وقفے کا یقین کرنا صرف مشکل بلکہ کسی حد تک ناممکن تھا خدا جانے کتنی دیر تک میرے ذہن پر تاریکی مسلط رہی تھی ایک گھنٹہ دو چار گھنٹے۔۔۔ یا اس سے بھی زیادہ میرے چاروں طرف اس وقت بھی گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور کبھی میں جتے ہوئے گھوڑے بدستور سر پٹ دوڑ رہے تھے اور یہ بذات خود ایک حیرت انگیز بات تھی آپ خود سوچئے جب شخص چند فٹ دور کی چیز بھی بمشکل نظر آرہی ہو تو کیا ایسی تیز رفتاری حیرت انگیز اور تعجب کا باعث نہیں بنے گی گاڑی بان اب بھی پہلے کی طرح اپنی نشست پر موجود تھا اس کی پشت میری طرف تھی اور ایک ہاتھ میں چابک بکڑے وہ اسے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد دوڑتے ہوئے گھوڑوں پر برسا۔ ہاتھ میں نے تھوک نکل کر دل ہی دل میں اپنے خدا کو بد کے لیے آوازوں اور سر اٹھا کر اور پر کی طرف دیکھا۔

بھی اب سرنگ سے باہر نکل آئی تھی اور مجھے اپنے

سر پر بادلوں سے گھرا ہوا آسمان صاف طور پر نظر آ رہا تھا کہیں اکا دکا ستارے بھی موجود تھے کبھی کسی انجانی اور نامعلوم منزل کی طرف فرارے بھرتی رہی خوف کے بارے میں اطلاق بری طرح شک ہو رہا تھا اور زبان تالو سے جاگتی تھی خدا جانے یہ کس قسم کا اسرار تھا پتھر کی بھی اور اس کے گھوڑوں کے ساتھ ہی کو چوان بھی پتھر کے جسے سے گوشت و پوست کے جیتے جاگتے قالب میں تبدیل ہو چکا تھا اور اب قسمت مجھے اس کے رحم و کرم پر چھوڑ کر بجائے کون سا شیطانی ٹھیل میرے ساتھ کھیلتا جا رہی تھی مجھے نہ اپنی منزل کے بارے میں کچھ معلوم تھا اور نہ اپنے انجام کی خبر تھی ہاں یہ ضرور کہ انجام اچھا نہیں نظر آ رہا تھا کئی بار میرے جی میں آئی کہ کو چوان سے کچھ معلوم کروں لیکن خوف کی شدت سے ایک مرتبہ بھی میری زبان سے کوئی لفظ ادا نہیں ہو سکا یہ تصور ہی میرے رد کھینے کھڑے کر دینے کے لیے کافی تھی کہ غار میں کھڑی ہوئی گاڑی اس میں جتے ہوئے گھوڑے اور اس کا کو چوان سب کے سب پتھر کے جسے تھے جنہوں نے کسی نامعلوم اور پراسرار طریقے سے زندگی حاصل کر لی تھی اچانک چاند پر چھائے ہوئے بادل ہٹ گئے اور فضا میں چاندنی اتر آئی میں نے دیکھا میرے چاروں طرف دو در در تک اونچے نیچے نیلیوں اور خود درجہ چاروں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور سامنے بہت فاصلے پر کسی قلعے کی تفصیل نظر آ رہی تھی بجائے کیوں اس کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہی جگہ میری منزل ثابت ہوگی اور یہ کہ اس ویران مقام پر بچانے کتنے اسرار اور عجائبات میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔

اس سے پہلے کہ سورج کی پہلی کرن قلعے کی تفصیل پر اترتی کبھی اس کے دروازے کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اس میں جتے ہوئے گھوڑے اب کافی آہستگی کے ساتھ دوڑ رہے تھے جیسے بہت زیادہ تھک گئے ہوں اور پھر کبھی رک گئی دروازے کے بالکل سامنے پہنچ کر میں نے کو چوان کی طرف دیکھا وہ میری جانب پشت کے اب بھی اپنی نشست پر پہلے ہی کی طرح بیٹھا تھا تاہم نہ اس نے گھوڑوں پر چابک برساتے اور نہ انہیں آگے بڑھانے کے لیے کوئی اور کوشش کی اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوند گیا گاڑی بان کی پشت بدستور میری طرف تھی اور اس کا بے حس و حرکت ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کے ذہن پر کوئی خاص سوچ مسلط تھی ایسے میں اگر میں خاموشی کے ساتھ اور

کسی طرح کی آواز پیدا کئے بغیر کبھی سے اتر جاتا تو شاید اس کے فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہ ہو پانی جلدی میں نے اپنے آپ کو اس کام کے لیے آمادہ کر لیا اور اس طرح میرے دیکھ لیے جانے کا امکان ضرور تھا تاہم کامیابی بھی ناممکن نہیں تھی نیچے اتر کر میں کسی بھی نیلے یا قدیم بھڑائی کی آڑ میں چھپ سکتا تھا اور پھر اگر قسمت ساتھ دیتی تو شاید اس دترس سے نکل ہی جاتا۔

ایک دفعہ میں نے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا دن کا اجالا اب میرے چاروں طرف پھیل چکا تھا اور دھوپ آہستہ آہستہ قلعے کی تفصیل سے نیچے اتر رہی تھی گاڑی بان ابھی تک اپنی جگہ پر بالکل بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے نارنج اٹھائی اور کسی طرح کی آہٹ پیدا کئے بغیر بھی سے نیچے اتر گیا مٹی کا ایک بہت بڑا ٹیلہ میرے قریب ہی موجود تھا یہ گویا ایک قریب ترین پناہ گاہ تھی میں خوف سے لرزتا ہوا مگر احتیاط کے ساتھ قدیم اٹھا تا جلدی اس کی آڑ میں پہنچ گیا اور تب پہلی بار میں نے بھی پر نظریں ڈالیں وہ ابھی تک اپنی جگہ پر موجود تھی اور چاروں گھوڑے اور گاڑی بان ابھی تک بے حس و حرکت نظر آ رہے تھے دفعتاً میرا منہ حیرت کی زیادتی سے کھل کر رہ گیا کو چوان کا ایک ہاتھ جس میں چابک تھی ٹھوڑا سا اٹھا ہوا تھا جیسے وہ گھوڑوں کے چابک رسید کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے علاوہ آگے جتے ہوئے دونوں گھوڑوں کی اگلی ٹانگیں بھی زمین سے اٹھی ہوئی تھیں گویا وہ آگے بڑھنا چاہتے تھے لیکن اس کے باوجود ان میں کس طرح کی حرکت نہیں تھی کو چوان کا ہاتھ بھی اپنی جگہ پر ٹھہر گیا تھا ایسا لگا رہا تھا جیسے ان میں سے کسی ایک میں بھی زندگی کے آثار موجود نہ تھے چند لمحوں تک میں پلکیں جھپکائے بغیر انہیں گھورتا رہا پھر آنکھیں ملیں اور دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا وہ اب بھی پتھر کے مجسموں کی طرح نظر آ رہے تھے شدید حیرت اور خوف سے میرا برابر تھا۔

میں نے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو سنبھالا اور تحس کے ہاتھوں مجبور ہو کر کبھی کے قریب پہنچ گیا وہاں سے بھاگنے کا ارادہ اب میں نے ترک کر دیا تھا اور اب میں ان پانچوں کو دن کی روشنی میں بالکل قریب سے دیکھنا چاہتا تھا کو چوان کو میرے قریب آنے کی ذرا بھی خبر نہ ہوگی اس کا بھیا تک چہرہ کسی بت کے چہرے کی طرف نظر آ رہا تھا جسم اکڑ گیا تھا اور آنکھیں پتھر کا کرہ کی تھیں یہی حال چاروں گھوڑوں کا تھا وہ

سب پتھر کے مجسموں میں تبدیل ہو چکے تھے زندگی کی خفیف ترین حرارت بھی ان میں سے کسی میں موجود نہیں تھی میں نے باری باری ان میں سے ہر ایک چھو کر دیکھا بلاشبہ وہ پتھر سے ترشے ہوئے جسے تھے ایسا لگتا تھا جیسے زندگی ان کے قریب سے ہو کر بھی نہیں گزری ہے۔

میرا سر بڑی تیزی سے گھوم رہا تھا بجائے یہ سب کیا تھا کس قسم کے اسرار تھے جن سے میں دو چار تھا اور قسمت بجائے میرے ساتھ کون سا بھیا تک اور پراسرار کھیل کھیل رہی تھی بڑی دیر تک میں اپنی جگہ پر بیٹھا پھٹی پھٹی اور خوفزدہ آنکھوں سے بھی میں جتے ہوئے گھوڑوں اور کو چوان کا دیکھتا رہا پھر جب دھوپ ناقابل برداشت ہوئی تو اٹھ کر دوبارہ نیلے کے نیچے پہنچ گیا اس طرف ابھی چھاؤں تھی میں نے کمر کے گرد لپٹا ہوا اٹھایا کھولا اور اس میں سے کچھ چیزیں نکال کر پیٹ کی آگ سرد کرنے لگا۔ چند گھنٹوں کے بعد سورج آسمان کے ٹھیک وسط میں پہنچ گیا سائے سن کر نہ ہونے کے برابر رہ گئے اور زمین آگ کی طرح جلنے لگی یہ ایک اور پریشان کن بات تھی میرے چاروں طرف حد نظر تک ریت اور مٹی کے نیلے پھیلے ہوئے تھے یا خود درجہ چاروں میں مگر چھاؤں کا کسی طرف پینہ نہ تھا ہوا تقریباً ٹھہری ہوئی تھی اور فضا پر صس کی کیفیت طاری تھی ایسے میں جتے ہوئے مقام پر ٹھہرے رہنا گویا اپنی موت کو آواز دینے کے مترادف تھا چند لمحوں بعد مہری ٹکا پٹن قلعے کی تفصیل پر سرگز ہو گئیں۔ تفصیل کا فی البدیہہ اور مجھے یقین تھا کہ اس کے دوسری طرف ضرور تھوڑی بہت چھاؤں میرا آسے گی یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اندر کوئی عمارت یا اس کے کھنڈر موجود ہوتے تھے اور میں اس جھلکتی ہوئی دوپہر کو ان میں گزار دیتا۔

پتہ نہیں کیوں مجھ پر اس قلعے کا گہرا خوف طاری تھا اور عام حالات میں شاید میں اس ویران اور ہولناک مقام پر قدم رکھنے کا تصور بھی نہ کر پاتا لیکن اس وقت گرمی اور صس کی وجہ سے مجھے اپنا پورا وجود بری طرح جھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا چنانچہ جلد ہی میں قلعے میں داخل ہو گیا اور یہی وہ وقت تھا جب میری آنکھوں نے بڑی بڑی عمارتوں کے بے شمار کھنڈر اپنے سامنے دیکھے۔ وہ عمارتیں مجھے پختہ یقین تھا کہ کسی زمانے میں وہ عمارتیں بے حد خوب صورت اور عظیم الشان رہی ہوں گی ہو سکتا ہے وہاں محلات کا ایک عظیم الشان سلسلہ رہا ہو مگر شاید صدیوں پہلے بجائے کیوں کسی جگہ ٹھہر کر دم لینے کے



بجائے میں نے ان کھنڈرات میں گھومنا شروع کر دیا قلعہ اور اس کے کھنڈر بالکل اجازتے چاروں طرف ویرانی اور فحوت رقص کر رہی تھی اور میں واحد ذی روح تھا جو ان کھنڈروں میں کسی آوارہ روح کی طرح بھٹکتا پھر رہا تھا برآمدے میں جگہ جگہ پتھر کے ٹکسے موجود تھے کوئی کھڑا ہوا تھا کوئی بھٹکا ہوا اور کسی کے اٹھتے ہوئے قدم ظاہر کرتے تھے جیسے چلتے چلتے اچانک ختم کر رہ گیا ہوا نہیں دیکھ کر نہ جانے کیوں مجھے بھی مینے جتے ہوئے گھوڑوں کی اٹھی ہوئی ٹانگیں اور گاڑی بان کا وہ ہاتھ یاد آ گیا جس میں اس نے چابک تھا م رکھا تھا سانس مجھے اپنے سینے میں کبھی ہوئی محسوس ہونے لگی دل سینے سے ہٹ کر جیسے حلق میں دھڑکنے لگا اور زبان پہلے سے زیادہ خشک ہو گئی ہو سکتا تھا ان مجسموں کو دیکھ کر میں اس محل سے بھاگ جاتا لیکن کسی نہ کسی طرح میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

کوئی غیر مرئی اور نظر نہ آنے والی انتہائے طاقت برابر مجھے آگے بڑھنے پر مجبور کر رہی تھی اب میں ایک بہت بڑے اور خوب صورت کمرے میں موجود تھا کمرے کی آرائش اور سجاوٹ دیکھنے کے قابل تھی بالکل ایسی جیسی کسی شہزادی کی خواب گاہ ہوتی ہے میں نے اس جگہ انتہائی خوب صورت اور بیش قیمت اشیاء دیکھیں مگر وہ سب کی سب پتھر کی بنی ہوئی تھیں یا الہی۔ میں نے تھوکر نکلے ہوئے سوچا کیا میں پتھر کے زمانے کے کسی قلعے میں آ گیا ہوں لیکن پتھر کے زمانے میں انسان اس قدر ترقی یافتہ نہیں تھا جبکہ ان محلوں میں رہنے والے بلاشبہ بے حد ترقی یافتہ لوگ تھے مگر۔۔۔ مگر۔۔۔ شاید انہیں پتھروں سے عشق تھا جب ہی تو ہر چیز پتھر کی بنی ہوئی تھی سنگھار میز سے لے کر اس فرنیچر تک جس پر غالباً پتھر کا کوئی مجسمہ دراز تھا میں چند قدم آگے بڑھ کر اس کے بالکل قریب پہنچ گیا میں نے ذرا جھک کر غور سے اس کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھیں جیسے جھپکتا ہی بھول گئیں پتھر سے بنی ہوئی وہ شہزادی کچھ اتنی خوب صورت اور حرا نگیز تھی حسن کی دیوی زہرہ کی طرح دل فریب اور حسین اس کا جسم تناسب اور سڈول تھا اور نیم وا آنکھیں دو ایسی جھیلوں کی طرح تھیں کہ جن میں ڈوب جانے کو جی چاہتا تھا اس کے ہونٹ گلاب کی سرخ پتھریوں کی طرح نازک اور مرطوب تھے اور ان پر خفیف سی ساحرانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھیں پہلی نظر

میں کوئی بھی اس بیکر حسن و شباب کو پتھر کی صورت نہیں کر سکتا تھا بلکہ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے پتھر کے بجائے گوشت پوست کی تخلیق ہو اور کسی بھی لمحے اس کے ہونٹوں سے ترنم پھوٹ کر نفضا کو فضا بار نہا دے گا۔

مجھے ایسا لگا جیسے میرے سارے وجود پر ایک بے خودی سی طاری ہونے لگی ہو۔ میں اس کے سامنے بالکل محسوس ہو کر رہ گیا تھا بڑی دیر تک میں اسے ہلکی باندھ گھورتا رہا اور پھر میرا کپکپاتا ہوا ہاتھ آگے بڑھا اور میری انگلیاں والہانہ انداز میں اس کے چہرے اور جسم پر پھینکنے لگیں خبر نہیں کتنی دیر تک میں اس کے مرمریں جسم کو ٹوٹا رہا اس وقت میرے ذہن میں بس ایک ہی بات تھی اور وہ یہ کہ کاش وہ پتھر کے ایک بے جان ٹکسے کے بجائے جسم میں خون اور حرارت رکھنے والی ایک زندہ عورت ہو، اور میں زندگی کے چند لمحات اس کی قربت میں گزار سکتا میں جس وقت کمرے سے باہر نکلا اس وقت بھی دل و دماغ میں یہی خواہش چل رہی تھی۔ اس کمرے سے باہر نکل کر میں نے دوسرے کمروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا ہر کمرے میں پتھر کا کوئی نہ کوئی مجسمہ موجود تھا اور ایک اسی محل پر کیا منحصر دوسری عمارتیں بھی ان مجسموں سے خالی نہیں تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے میں پتھروں کے کسی دیس میں پہنچ گیا ہوں وہاں عمارتوں کے کھنڈر تھے یا پھر پتھر کے بت بیٹھے ہوئے کھڑے ہوئے چلتے ہوئے اٹھتے ہوئے گویا کسی پر اسرار صورت کی آواز نے انہیں زندگی سے موت کی سرحد میں دھکیل دیا تھا اس طرح کہ وہ پتھر کے مجسموں میں تبدیل ہو گئے تھے اور جو جس حالت میں تھا اس میں رہ گیا تھا پتھر کے وہ مجسمے مردوں کے بھی تھے عورتوں کے بھی خوب صورت اور معصوم کزنوں کے بھی تھے اور ظالم اور شیطان صورت جلاادوں اور غلاموں کے بھی تھے ہی مجھے بت ہی بت تھے۔ شام ہو گئی اور سورج کا سرخ آتشیں گولہ دور۔۔۔ بہت دور مغربی افق میں جھلکے لگاں میں زیادہ تھک چکا تھا تھکن کا دور نقابت سے میرے قدم بری طرح کڑکڑا رہے تھے میں نے ایک عمارت کے بلے پر کھڑے ہو کر غروب ہوتے ہوئے سورج کی طرف دیکھا اور آنے والی رات کے متعلق سوچنے لگا کچھ دیر بعد ہی زمین پر اندھیرے کی حکمرانی ہونے والی تھی اور میں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ رات کہاں اور کس طرح گزاری جائے۔

میرے چاروں طرف کھنڈرات پھیلے ہوئے تھے ان

میں سے بعض یقیناً ایسے تھے جہاں میں صبح ہونے کا انتظار کر سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں میں قلعے میں کسی جگہ پناہ لینا نہیں چاہتا تھا دوسری صورت قلعے کے باہر کسی نیلے پر بیٹھ کر رات گزارنے کی تھی مگر مجھے یہ بات بھی پسند نہیں تھی کون جانے اس ویرانے میں کس قدر خطرات منڈلا رہے تھے اور میں ان میں سے کسی ایک کا شکار ہو جاتا۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ وہ شیطانی بھی اور اس کا پاسرار کو جان بھی قلعے کے باہر ہی موجود تھا کسی منٹ گزر گئے اور پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ رات کو قلعے کے اندر ہی رہوں گا خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہی نکلے یہ فیصلہ کرنے کے بعد میں نے تھیلے میں سے سکرینٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سکرینٹ سلگا لیا اور اس محل کی طرف روانہ ہو گیا جس میں پتھر سے بنی ہوئی وہ حسن و شباب کی صورت موجود تھی کاش اس وقت اس کا تراشنے والا وہاں موجود ہوتا اور میں بے اختیار اس عظیم فنکار کے ہاتھوں کو چوم لیتا۔

جس وقت میں محل کے قریب پہنچا سورج غروب ہو چکا تھا اور زمین پر آہستہ آہستہ رات کی سیاہی پھیلتی جا رہی تھی محل کی غلام گردش میں خاص طور پر اندھیرا ہو گیا تھا میں نے تھیلے سے نارنج نکالی اور اسے روشن کر دیا اب میں آسانی کے ساتھ آگے بڑھ سکتا تھا چنانچہ جلد ہی میرے قدم دوبارہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں وہ مرمریں صورت پتھر کی مسہری پر دراز تھی باہر اگرچہ تاریکی ابھی پوری طرح نہیں پھیلی تھی لیکن اندر کمرے میں اندھیرا تھا نارنج کی روشنی میں میں ایک دفعہ پھر اس مجسمے پر جھک گیا اور میرے ہاتھ ایک مرتبہ پھر اس کے ہونٹوں کا لون اور جسم کو ٹوٹنے لگے ایک عجیب سی خوبیت مجھ پر دوبارہ طاری ہو چکی تھی کیا میں ایک چوک پڑا ایسا لگا تھا جیسے پتھر کی اس سخت صورت میں خفیف سی نرمی پیدا ہوئی ہو خوف کی ایک سردلہ میرے سارے جسم میں دوڑ گئی اور دل بڑے زور زور سے دھڑکنے لگا جی چاہا کہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر اس کمرے سے بھاگتا ہوا نکل جاؤں لیکن ایک عجیب سی قوت تھی جس نے مجھے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا میرے قدم جیسے کمرے کے فرش میں کڑکڑا کر رہ گئے تھے اور میں پسینے میں شراور اس۔ اس مجسمے کو پھلکس جھکائے بغیر گھورے جا رہا تھا ظاہر اس میں کسی طرح کی تہذیبی پیدا نہیں ہوئی تھی مگر پتھر میں محسوس ہونے والی نہایت کیا وہ میرے وہی کا نتیجہ تھی یقیناً یہی بات ہوئی خوف اور گھبراہٹ نے مجھے

وہی بنا دیا تھا ورنہ کہیں پتھر بھی اس طرح نرم ہو سکتا ہے میں نے ایک بار پھر اس کے بے جان چہرے پر روشنی ڈالی اور جھک کر غور سے دیکھنے لگا۔

پھر مجھے ایسا ہی لگا تھا جیسے میرے دل کی دھڑکنیں کسی بھی لمحے رک جائیں گی خوف کی شدت سے میرا حلق خشک ہو رہا تھا اور سارے جسم پر ہلکی سی کپکپاہٹ طاری تھی پتھر میں بے ہوش ہو گیا بے ہوش ہونے سے پہلے کی بس اتنی بات یاد ہے کہ مجھے کو دوبارہ چھونے کے بعد میں نے اسے پہلے سے زیادہ گلاز محسوس کیا تھا اور اس احساس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر تاریکیوں نے یلغار کر دی تھی ہوش میں آنے کے بعد مجھے جو احساس سب سے پہلے ہوا وہ کمرے میں کسی کی موجودگی کا تھا کوئی میرے سر ہانے بیٹھا میرے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیر رہا تھا مگر کون؟۔۔۔ اس قلعے میں میرے علاوہ کوئی اور متض موجود نہیں تھا پھر آخر جس کی انگلیاں میرے بالوں میں حرکت کر رہی تھیں خوف اور ہولکاہٹ کی شدت سے میں فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر میری حیرت اور گھبراہٹ کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے پتھر کی خوب صورت شہزادی کو اپنے قریب موجود پایاجی ہاں وہ سو فیصدی وہی تھی چاند کی کچھ روشنی روشن دان کے ذریعے کمرے میں پہنچ رہی تھی اور تاریکی کے باوجود میں اسے بخوبی دیکھ سکتا تھا پتھر کی شہزادی جسے میں نے اپنی آنکھوں سے بے جان دیکھا تھا اس وقت میرے قریب گوشت و پوست کے جسم میں موجود تھی اور اس کی انگلیاں میرے سر کے بالوں میں حرکت کر رہی تھیں پھر ہو سکتا تھا کہ میرا ذہن حیرت اور خوف کے اس شدید جھٹکے سے دوبارہ اتھاہ تاریکیوں میں ڈوب جاتا کہ اچانک میں نے اس کی آواز سنی ڈروست۔ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

میں نے کچھ کہا جانا لیکن الفاظ میرے حلق میں انک کر رہ گئے دہشت کی وجہ سے اس وقت میرا حال قتال کی دھڑکنیں سینے کے بجائے نکتہپوں میں محسوس ہو رہی تھیں اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا یہی طبیعت ہے تمہاری؟۔۔۔ میرا خیال ہے، ہم بہت زیادہ دہشت زدہ اور پریشان ہو۔۔۔ ہاں۔ میں نے تھکر نکلے ہوئے ہنسنے کہا لیکن تم کون ہو کہیں میری آنکھیں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہیں۔ نہیں وہ آہستہ سے بس پڑی۔ میں بچ چکا تمہارے قریب موجود ہوں۔ مگر یہ کس طرح ہو سکتا ہے میں نے مسہری پٹنٹریں ڈال کر کہا



جواب خالی تھی میر مطلب ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ۔ بھول جاؤ کہ تمہاری آنکھوں نے کیا دیکھا تھا ذہن کو خواہ خواہ پریشان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ اشو میرا خیال ہے کہ تمہیں کچھ دیر کھلی ہوا میں ٹہلنا چاہیے۔ لیکن۔۔۔ وہ۔ آخر یہ سب کچھ کیا ہے میرے خدا۔۔۔ میں پاگل ہو جاؤ لگا۔ داغ پر بلا وجہ بوجھ مت ڈالو میں کہہ چکی ہوں کہ تمہیں ڈرنے یا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آؤ میں کچھ دیر کھلی ہوا میں ٹہلنا چاہتی ہوں یہ تمہارے فائدہ مند ہوگا میں نے نہ چاہنے کے باوجود کھڑا ہو گیا اس وقت میری حالت مسمریزم کے کسی معمول سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی اسکے بعد جو کچھ بھی پیش آیا اس پر دنیا کا کوئی بھی ذی عقل بھی یقین نہیں کرے گا میں جانتا ہوں کہ اب جو کچھ بھی آپ کو سناؤں گا اسے آپ محض جھوٹ کا ایک پلندہ سمجھیں گے یا پھر خواب کی باتیں سچ پوچھتے تو بعض اوقات میں خود بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں ان گھنڈوں میں جو کچھ بھی میں نے دیکھا کہیں وہ ایک خواب تو نہیں تھا مگر نہیں وہ خواب نہیں تھا قلعے کے سارے کھنڈر خوب صورت اور مضبوط عمارتوں میں تبدیل ہو چکے تھے پتھر کے مجسموں نے جیتے جاگتے انسانوں کا روپ دھار لیا تھا اور وہ جگہ اب کسی طرح نہیں پہچانی جا رہی تھی۔

اس وقت میں ایک خوب صورت اور پرورق شہر میں موجود تھا میرے چاروں طرف بہترین عمارتیں جنہیں فن تعمیر کا بہترین نمونہ قرار دیا جاسکتا تھا کشادہ اور صاف ستھری بارونق سڑکیں تھیں اور چلتے پھرتے اور ہنستے کھیلنے لوگ تھے زندگی بڑی آسودہ اور مصروف نظر آ رہی تھی جس طرف سے بھی ہم گزرتے عجیب وضع قطع کے لوگ ہمارے چاروں طرف جمع ہو جاتے اور شہزادی کے محافظوں کو انہیں راستے سے ہٹانا مشکل ہو جاتا اس وقت ہم چار گھوڑوں کی ایک شاندار کبھی میں قلعے کی سیر کر رہے تھے اور ہمارے پیچھے محافظوں اور خادماؤں کی ایک پوری فوج تھی شہزادی جس نے اپنا نام اظہر ہوتا تھا بہت زیادہ خوش تھی وہ بار بار مجھ سے مخاطب ہو رہی تھی لیکن میرے ہونٹوں پر جیسے قفل پڑا ہوا تھا آج تک مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ وہ ہوشیار اور ناقابل یقین منظر دیکھنے کے باوجود میں کس طرح اپنے ہوش و حواس میں رہا۔ کیا بات ہے۔ شہزادی نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا تم کچھ بولتے کیوں نہیں۔ کیا بولو شاید میرا دماغ خراب ہو جائے

گا میں نے بشکل بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا خواہ خواہ اپنے آپ کو پریشان مت کرو میں تمہارے قریب موجود ہوں میری طرف دیکھو میرا حسن و شباب تمہیں دنیا کی ہر پریشانی اور اوجھ سے نجات دلا سکتا ہے لیکن میں شاید کوئی خواب دیکھ رہا ہوں یا پھر آج دن بھر خواب دیکھتا رہا پھر وہی میں کہتی ہوں بھول جاؤ کہ خواب کیا ہے اور حقیقت کیا ہے میری طرف دیکھو میرے حسن اور میری جوانی کا جواب دینا آج تک نہیں پیدا کر سکی تھیں اپنی پر غر کرنا چاہیے شہزادی اظہرہ کے ہونٹوں سے نکلے والا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس قدر خوب صورت اور پرمو عورت میں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی مگر اس کے باوجود میرا ذہن اس میں دچکپی لینے کو تیار نہیں تھا وجہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔

اس نے میرے گلے میں اپنی دو دھیا اور سڈول ہانٹیں جھانک کر دیں۔ ابھی میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتی میرا دل تمہارے لئے کس بری طرح دھڑک رہا ہے اس نے عجیب سے لہجے میں کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے جوان اور سٹلے ہوئے سینے پر رکھ لیا۔ مجھے ایسا لگا جیسے میرے جسم میں ایک عجیب سی سنسنی دوڑ گئی ہو میرا دل دھڑکنے لگا اور میں نے پکلی باراس کے چہرے پر معنی خیز نظریں ڈالیں اظہرہ میرے ہونٹوں سے سرسراہٹ ہوئی آواز نکلی۔ ہاں میرے محبوب۔ کیا ہم واپس چلیں۔ اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک جاگ اٹھی۔ چلو۔ جو تم چاہتے ہو وہی ہوگا۔ کچھ دیر بعد گاڑی شاہی محل کی طرف جاری تھی خواب گاہ میں پہنچتے ہی اس نے مجھے اپنے سر میں ختم سے لپٹانے کی کوشش کی میں یکدم پیچھے ہٹ گیا۔ ابھی میرے محبوب۔ وہ سرگوشیاں لہجے میں بولی اس کی بڑی بڑی اور خوبصورت آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے مجھ پر ایک عجیب سی بے خودی طاری ہونے لگی پھر ہو سکتا تھا کہ جذبات کا سیلاب مجھے اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا لیکن اچانک میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر محو ہو گیا۔

جب اندھیرا نہیں ہوا تھا اور اس کے جسم پر پھلتے ہوئے میرے ہاتھ اچانک رک گئے اور اب میرے دل میں پھر ایک عجیب سا خوف۔ راغنا ہوا تھا۔ اجنبی۔ اظہرہ کا لہجہ سلتا ہوا تھا مجھ پر ظلم مت کرو میرے محبوب میں صدیوں سے تمہاری آغوش کے لیے تپ رہی تھی۔۔۔ مجھے تم سے خوف محسوس ہوتا

ہے۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ خوف۔۔۔ مجھ سے۔ ہاں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں پتھر کے مجسمے کی شکل میں دیکھا تھا۔ اوہ۔ تم پھر فضول باتیں کرنے لگے ان لحات کی قدر کرو میرے محبوب۔ نہیں پہلے مجھے بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار ہے رات ہونے تک اس قلعے میں کھنڈر یا پتھر کے مجسمے لیکن اب یہ جگہ ایک خوبصورت شہر میں تبدیل ہو چکی ہے دن میں یہاں چاروں طرف موت کا سناٹا پھیلا ہوا تھا مگر اس وقت۔ تمہیں ان لحات کا احساس نہیں جو ضائع ہو رہے ہیں۔ میں اپنے سوالوں کے جواب چاہتا ہوں خدا جانے یہ کس قسم کا پتھر ہے میں بارش سے پناہ لینے کے لیے اس غار نما رنگ میں داخل ہوا تھا اسی غار میں وہ پتھر کی کبھی کبھی تھی مجھے نہیں معلوم کہ اس کے گھوڑوں اور کوچوں میں زندگی کی حرارت کس طرح پیدا ہوئی بہر حال جس وقت میں بیدار ہوا گھوڑے تاریک اور انجانے راستوں پر دوڑ رہے تھے اور گاڑی بان گھوڑوں پر چاک بک برسا رہا تھا اسی آج جب شہر کی افق گھٹا ہو چلا تھا میں اس قلعے کے سامنے پہنچ گیا اور کبھی اپنے گھوڑوں اور کوچوں سمیت پتھر میں تبدیل ہو گئی اس قلعے میں کبھی پتھروں کے سوا کچھ نہ تھا عمارتوں کے کھنڈر تھے یا پھر سنگی مجسمے اور تمہارا جسم بھی پتھر کا ہی تھا اس وقت میرے دل میں بے اختیار یہ خواہش پیدا ہوئی تھی۔

کاش تم ایک جاندار اور گرم خون رکھنے والی عورت ہوتیں اور میں اپنی زندگی کے چند لحات تمہاری قربت میں گزار سکتا جیسے ہی میں سانس لینے کو ذرا رکھ دوں ابل اٹھی تمہاری حقیقت کا روپ دھار چکی ہے تمہیں خوش ہونا چاہئے۔ نہیں کہوندہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری زندگی میری خواہش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بہر حال اس وقت میں تمہارے سامنے موجود ہوں زندہ اور مجسم۔۔۔ میرا جسم ایک مکمل اور بھرپور عورت کا جسم ہے میں تمہیں یقین دلائی ہوں کہ میری قربت میں تمہیں کسی طرح کی کمی کا احساس نہیں ہوگا۔ مگر۔۔۔ میں نے کچھ کہنا چاہا اس کے حسین اور جوان جسم کے لمس نے مجھ پر ایک مدھوشی سی طاری کر دی تھی اور میں بشکل اپنے آپ کو سنبھالنے لگوئے تھا اس نے جلدی سے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس حسین لحات کو اس طرح ضائع مت کرو میرے محبوب۔ رات گزرتی جا رہی ہے اور صبح کا یہاں موت کے پیغام لے کر آتا ہے۔ گویا دن نکلنے کے بعد یہاں پھر ہوگا عالم طاری ہوگا۔ عمارتوں کے کھنڈر اور پتھروں کے مجسمے یہ شہر صرف رات

کو جیتا ہے دن بھر یہاں موت کی حکمرانی رہتی ہے۔ ہاں تمہارا خیال درست ہے۔ مگر میں جانتا چاہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے یہ جگہ کوئی ہے اور یہاں کس قسم کا چکر چل رہا ہے۔ زندگی اور موت کا چکر کہاں نہیں چلتا۔

رہا تمہارا پہلا سوال تو میں تمہیں بتاؤں کہ تم اس چشمے سے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہو جس میں تم نے غسل کیا شاید تمہیں یقین نہ آئے تم سالوں سفر کرتے رہے اور ہمیشہ جامد رہے گا لحات وہاں ساکت رہتے ہیں تم سمجھ رہے ہو نا اس راہ میں شب و روز کا چکر نہیں چلتا چنانچہ کس طرح بھی وقت کا احساس نہیں کر سکتے صدیوں پہلے کے لحات وہاں آج بھی ٹھہرے ہوئے ہیں اور جب شب و روز کا طویل چکر اپنے اختتام کو پہنچے گا اس جگہ بھی لحات ہوں گے۔۔۔ نامکین ایسا کسی طرح نہیں ہو سکتا یا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ وہ راستہ اس دینا کے بجائے کسی اور دنیا سے ہو کر گزرتا ہے۔ نہیں تم کسی اور دنیا سے ہو کر یہاں نہیں پہنچتے ہو۔ تب پھر یہ نامکین ہے اس دنیا میں وقت پر کسی بھی جگہ جو طاری نہیں۔۔۔ ہے۔ اس راہ پر ہے جس سے تم گزر چکے ہو مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی انسانی عقل ابھی کا نباتات کے ہزاروں اسرار نہیں سمجھ سکی ہے مجھے بتاؤ تم ابھی کتنے اسرار کی توجیہ کرنے کے قابل ہو سکتے ہو۔ اس بحث کو ختم کر دو یہاں لحات ساکت نہیں ہیں رات گزر رہی ہے اس سے پہلے کہ صبح کا اجالا اس سرزمین پر موت کا پیغام لے کر اترے لحات کو زمین اور پر کیف بنا لو یہ فاصلہ ختم کرو میرے محبوب اظہرہ نے کہا اور اس طرح میرے قریب آگئی جیسے اپنے آپ کو میرے وجود میں جذب کر دینا چاہتی ہو۔۔۔ ٹھہر جاؤ اظہرہ۔ میں نے آہستگی کے ساتھ اپنے سے الگ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم حسن و جوانی کا بہترین امتزاج ہو دنیا میں شاید کوئی اور عورت اس قدر مکمل نہ ہو لیکن میں جانتا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو یہاں دن میں کھنڈروں پر ہر وقت موت کا سا ہولناک سناٹا کیوں جاری رہتا ہے اور سورج غروب ہونے کے بعد۔

نہیں وہ بات کاٹ کر بولی میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گی تم نہیں جانتے میرا سارا وجود ایک نظرنہ آنے والی آگ کے شعلوں میں پھنکا جا رہا ہے اور اگر تم اس طرح بے حسی کا مظاہرہ کرتے رہے تو میں ان ہولناک شعلوں میں جل کر خاک ہو جاؤں گی نہیں میرے محبوب اس



قدر سنگدل مت بنو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قوت برداشت کھو بیٹوں اور اپنے کسی فیصلے پر بعد میں مجھے خود پچھتا نا پڑے۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔

میرا مطلب۔۔ یہاں تمہاری زندگی کا تمام تر انحصار محض میرے اشارے پر ہے میں تمہیں بتاؤں کہ یہ قلعہ صدیوں سے اسی طرح آباد ہے مگر تم سے پہلے یہاں کبھی کوئی نہیں آیا اس جگہ کے لوگ یہاں کسی غیر کی موجودگی کو پسند بھی نہیں کرتے تم بھی انہیں پسند نہیں ہو بلکہ انہیں تم سے نفرت ہے کیونکہ تم میں اور ان میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اس کے باوجود انہوں نے تمہیں کوئی معمولی سا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی جانتے ہو کیوں۔ محض اس لیے کہ تم میرے محبوب ہو۔ اور تم ان کی شہزادی ہو وہ تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ یقیناً اسی لیے میں نے کہا تھا کہ اس سرزمین پر تمہاری زندگی اور موت میری مرضی کی متاع ہے انظر ہ نے کہا اور ایک دفعہ پھر میرے وجود میں آ جانے کو کوشش کرنے لگی اس کا جسم بری طرح جل رہا تھا اس کی سذال مر میں بائیں بار بار مجھے سینے کی کوشش کر رہی تھیں مجھ پر ایک مرتبہ پھر بدبوئی طاری ہونے لگی۔ میں اب سب کچھ قبول چکا تھا نہ وہ اتنی بھی مجھے یادی رہی تھی نہ دن بھر نظر آنے والے پتھر کے ٹکسے اور نہ وہ کھنڈر جن کا اب دور دور تک پتہ نہیں تھا ہر طرح کا خوف اور ہر طرح کی پریشانی میرے ذہن سے نکل چکی تھی اور مجھے انظر ہ کے سوا کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا۔

بعض اوقات انسان جذبات کے سلاب میں کسی حقیر شے کی طرح بہہ جاتا ہے اور میری حیثیت بھی اس وقت ایک حقیر شے سے مختلف نہیں تھی تین دن اور تین راتیں گزر گئیں اس میں ذرا سا بھی شہ نہیں کر انظر ہ ہر اعتبار سے ایک مکمل اور تجربہ ور عورت تھی وہاں صرف میں ہوتا تھا یا قلعہ کے کھنڈر۔ یا پھر وہ پتھروں کے ٹکسے جو خدا جانے رات ہوتے ہی نجانے کس طرح انسانی قالب میں ڈھل جایا کرتے تھے صبح سے شام تک میں ان ہی کے درمیان پھرتا رہتا تھا میری حیرت اور پریشانی بدستور اپنی جگہ قائم تھی اور انظر ہ کی آغوش میں رات گزارنے کے بعد وہ نکلنے ہی میں پتھروں کے اس دیس سے فرار ہونے کے امکانات کا جائزہ لینے میں مصروف ہو جاتا تھا اب یہ اور بات تھی کہ رات ہوتے ہی ذہن میں انظر ہ کے سوا کچھ اور باقی نہ رہتا تھا ویسے اس کی کم از کم

ایک بات بالکل درست تھی اور وہ یہ کہ پتھروں کے پراسرار دیس کے پراسرار لوگ مجھ سے نفرت کرتے تھے خاص طور پر انظر ہ کے محافظ دستے کا کمانڈر نوطا وہ بلاشبہ میرے خون پیا سا تھا اور اس کی وجہ بھی مجھے یقین ہے کہ وہ انظر ہ کا عاشق تھا چنانچہ اگر میرا وجود اس کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھنک رہا تھا تو ظاہر ہے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں تھی یہ یہ چوتھی رات کا ذکر ہے میں ذرا دیر کے لیے انظر ہ سے مل کر جوئی باہر سیر کے لیے نکلا تو نوطا نے مجھے روک لیا اس وقت اس کی تیور کچھ زیادہ ہی بگڑے ہوئے تھے تلواریں کے دستے پر ہاتھ رکھا کر بولا بات سنو۔ اجنبی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

کیا بات ہے۔ میں نے اپنی گھبراہٹ اور خوف پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔ صرف ایک بات۔ اور وہ یہ کہ اب میں تمہیں مزید برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں قتل کر دوں گا خواہ اس کے عوض میرا حشر کچھ ہی کیوں نہ ہو میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں تاہم شہزادی کی خلوت میں نہیں دیکھ سکتا۔ پھر ہو سکتا تھا کہ اس رات وہ صبح ہی میرا قصہ پاک کر دیتا کہ میں نے جلدی سے کہا پھر جاؤ میرے دوست اس قدر جوش میں آنے کی ضرورت نہیں میں تمہارے جذبات کو سمجھ سکتا ہوں لیکن تم جانتے ہو کہ میں بے قصور ہوں۔ میں خود یہاں نہیں آیا اور میری حیثیت یہاں ایک قیدی کی ہی ہے جو اگر چاہے بھی تو فرار حاصل نہیں کر سکتا۔ گواہ مت کرو جب سے تم یہاں آئے ہو شہزادی نے مجھے ہر نظر انداز کر دیا ہے تمہاری آمد سے قبل اس کی خلوتیں صرف مجھ سے تھیں لیکن اب وہاں تمہارے علاوہ کسی اور کا گزر ہی ممکن نہیں۔ یہ صبح ہے کہ انظر ہ مجھ پر مہربان ہے مگر یقین کرو میرے دوست کہ مجھے اس کی مہربانی کی ذرا بھی ضرورت نہیں تمہارے حق میں اس سے دستبردار ہو کر مجھے خوشی ہوگی لیکن میں نہیں جانتا کہ میں اس زمین سے کس طرح ہمیشہ ہمیش کے لیے رخصت ہو سکتا ہوں۔

نوطا نے فوراً ہی کچھ نہیں کہا چند لمحوں تک مجھے ٹولتی ہوئی نظروں سے گھورتا رہا پھر بولا کیا تم سچ کہہ رہے ہو ہاں تمہیں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ جب پھر تم اپنا منحوس وجود لے کر فوراً یہاں سے رخصت ہو جاؤ اگر تم اس بات کا وعدہ کرو کہ تم میں اس وقت تمہیں چھوڑ سکتا ہوں لیکن یاد رکھو کہ اگر بعد میں تم نے یہ ساری باتیں شہزادی کو بتا دیں

اور اس سے اسی طرح محبت بھری باتیں کرتے رہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں میرے ہاتھوں سے قتل ہونے سے روک نہیں سکے گی۔

میں یہ جگہ چھوڑنے کو تیار ہوں مجھے بتاؤ کہ میں یہاں سے کس طرح جا سکتا ہوں۔ جس طرح آئے تھے نوطا نے میری آنکھوں میں بغور دیکھا وہ بولا وہ پہلی یہاں سے ہر مہینے کی عمل اندھیری رات کو روانہ ہوتی ہے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا یا میں اس کوئی اور سوال کرتا میں نے انظر ہ کی آواز سنی تم یہاں کیا کر رہے ہو میرے محبوب۔ کچھ نہیں۔ میں نے مختصر سا جواب دیا اور پھر چپ چاپ اس کی طرف بڑھ گیا اس کے کچھ دیر بعد ہی وہ ایک بار پھر وہ مجھے لیے ادھر ادھر گھومتی رہی اور ساتھ محبت بھری باتیں کرتی رہی۔ آنے والی رات مکمل طور پر اندھیری تھی مجھے معدہ تھا کرات کو جانہ نہیں نکلے گا چنانچہ شام سے کچھ دیر پہلے ہی میں قلعے سے نکل کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں مجھے اس جگہ لانے والی شیطانی بھی کھڑی تھی پتھر کے گھوڑے اور کوچوان ابھی تک اسی حالت میں تھا جس میں میں نے اسے چھوڑا تھا جب تاریک گہری ہونے لگی تو میں دھڑکتے دل کے ساتھ اس نشست پر بیٹھ گیا جس پر بیٹھ کر وہاں آیا تھا آج رات پھر میرے خوف کی کوئی انتہا نہیں تھی اس کے ساتھ ہی ذہن پر ایک الہیہ اثر بھی طاری تھا انظر ہ جیسے عورت سے ہمیشہ کے لیے پھینچنے کا خیال مسرت انگیز نہیں ہو سکتا تھا ایسی عورتوں کے لیے تو لوگ اپنی جانوں پر کھیل جایا کرتے ہیں۔

شاید میں بھی ایسا کرتے ہوئے نہ پہنچا تا بشرطیکہ وہ مجھے پتھروں کے اس دیس کے بجائے کسی اور جگہ ملی ہوتی میں اس کی خاطر اپنی جان تو دے سکتا تھا لیکن اس پراسرار شیطانی ہستی میں ایک دن گزارنا بھی میرے لیے ممکن نہیں تھا میں پتہ نہیں کب سوچتا رہتا اگر چاہے کہ اس نے دھنسنے چوکا نہ دیا ہوتا گاڑی بان نے یقیناً گھوڑوں کی فہرست میں سے ان کی پہنچا نہ سنی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوا سے پائیں کرنے لگے گاڑی بان کی تمام تر توجہ گھوڑوں پر ہی مرکوز تھی میری موجودگی سے یا تو وہ سرے سے واقف ہی نہ تھا اور یا پھر اس نے جان بوجھ کر اسے کوئی اہمیت نہیں دی مجھے بے اختیار وہ رات یاد آگئی جب وہ شیطانی گاڑی مجھے اس شیطانی سرزمین پر لائی تھی بھی حیرت انگیز رفتاری کے ساتھ فرارے بھر رہی تھی کوچوان بار بار گھوڑوں پر چابک برسا رہا تھا اور ان

کے قدموں کی ہر حرکت مجھے انظر ہ اور اس کے پراسرار قلعے سے دور لیے جارہی تھی میں مطمئن سا اپنی جگہ بالکل بے حس و حرکت بیٹھا تھا مبادا کوچوان میری طرف متوجہ ہو جائے۔ پتہ نہیں کس وقت مجھ پر نیند کا غلبہ حاصل کر لیا خدا جانے کتنی دیر سو رہا تھا بہر حال جب آنکھ کھلی تو ابھی بدستور ہوا سے باتیں کر رہی تھی کوچوان گھوڑوں پر پہلے ہی کی طرح چابک برسا رہا تھا اور چاروں گھوڑے حیرت انگیز رفتاری کے ساتھ گہری تاریکی میں دوڑ رہے تھے گاڑی سے اتر کر میں نے آخری مرتبہ پتھر کے گھوڑوں اور کوچوان پر تھیرا اور خوفزدہ نظر ڈالی اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا غار کے دہانے سے باہر نکل آیا اس وقت سورج آہستہ آہستہ شہر کی آغوش سے بلند ہو رہا تھا اور پہاڑ کے دامن میں حد نظر تک دھوپ پھیلتی ہوئی تھی اندھیرے کا کہیں بھی نام و نشان نہ تھا۔

اب میں یہ بتا کر آپ کا وقت پر یاد نہیں کروں گا کہ وہاں ہی میں نے اس طرح پہاڑ کو سر کیا اور وہ بارہ ساحل تک پہنچنے کے لیے کسی قدر مصعویتیں برداشت کیں مختصر طور پر صرف اتنا عرض کروں گا کہ ساحل پر پہنچنے کے دو دن بعد ہی میں ایک قریب سے گزرتے ہوئے جہاز کے ٹکے کو اپنی طرف متوجہ کر۔ نے میں کامیاب ہو گیا تھا اور بالآخر مجھے جہاز پر سفر کرنے کی اجازت مل گئی تھی اس کے کوئی ایک مہینے بعد میں اپنے شہر میں موجود تھا مگر ایک دفعہ پھر میری حیرت کی کہانی حد نہیں رہی جب شہر کا نقشہ ہی بدلا ہوا انظر ہ آ میں تقریباً دو مہینے باہر رہا لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے کم از کم پچاس سال بعد میری واپسی ہوئی ہو کوئی ایک چیز بھی تو جانی پہچانی نہیں لگ رہی تھی اور وہ علاقہ تو بالکل تبدیل ہو گیا تھا جس میں دو ماہ عیش و عشرت میری رہائش تھی انتہائی کوشش کے باوجود میں اپنا گھر تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور پھر جب مہیور ایک شخص کو ٹھہکی کا نمبر بتا کر میں نے اس کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا۔

وہ کوئے پر چناب۔ سرخ رنگ کی۔ آپ غالباً شاید صاحب کے دوستوں میں سے ہیں شاید میرے سب سے چھوٹے بچے کا نام تھا اور اس کی عمر بمشکل نو یا دس سال بھی چنانچہ ظاہر ہے کہ میں نے اس شخص کو حلق تصور کیا ہوگا جو مجھے شاید کا دوست سمجھ رہا تھا۔ آپ کا خیال غلط ہے۔ میں مسکرایا۔۔۔ اس کا دوست نہیں باپ ہوں۔ جی۔۔۔ اس شخص کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل کر رہ گئیں آپ شاید



# زندہ آنکھیں

عبداللہ - تربیلہ دیم

میں سمندر کی گہرائی میں اترتا چلا جا رہا تھا سمندر اور بھی گہرا ہو رہا تھا اب پانی میرے سر سے کافی فٹ اونچائی پر تھا میں پانی کی گہرائی میں اترتا چلا جا رہا تھا اور میں کافی سکون محسوس کر رہا تھا میرے جسم کو کافی راحت مل رہی تھی جب میں عین وسط میں پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر میں اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا سامنے ایک چوکور دائرہ تھا دائرے کے چار خانے تھے ان چاروں خانوں میں طلسمی کتے تھے جو میرے باپ ماں اور میرے کزن کا مردہ جسم چھوڑ رہے تھے اور دائرے کے اندر ایک کالی موٹی قسم کی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک انسانی دل دھڑک رہا تھا میں ہونٹوں کی طرح ان کتوں کو دیکھ رہا تھا جو میرے گھر والوں کا گوشت ادھیر رہے تھے کہ مجھے ایک کتے کی انسانی زبان میں آواز سنائی دی۔ جسے سن کر میں سکتی کی حالت میں آگیا۔ ایک خوفناک اور لرزاں خبر کہانی۔

وہ گرمی کی کافی سخت ترین رات تھی ہر طرف اندھیر اور ہو کا عالم تھا کچھ کو ہاتھ سجائی نہیں دے رہا تھا اور میں ایک خوفناک اور گھنے جنگل کی طرف بڑھ رہا تھا اور اپنے اس وقت کو کوس رہا تھا جب میں گھر سے نکل کھڑا ہوا تھا دراصل میں یہ بتاتا چلوں کہ میں نے ٹڈل پاس کر کے سکول چھوڑ دیا تھا کام کاج کو دل نہیں کرتا تھا اس لوہروں کی طرح بھی یہاں تو کبھی وہاں یہی وجہ تھی کہ ہر وقت مجھے گھر والے نوکتے تھے اور میں ایک کان میں ڈال کر دوسرے سے نکال دیتا تھا آخر گھر والوں نے مجھ پر کھانا پینا بند کر دیا گھر سے باہر جوتا کھانا لیتا رات کو جب گھر میں داخل ہوتا تو گھر والے کہتے دیکھو دیکھو کیسے نوابوں کی طرح گھر میں داخل ہو رہا ہے جیسے اس نے کافی محنت سے خریدا ہے مجھے اس کی بات پر غصہ آجاتا آج بھی ایسا ہی ہوا تھا اس لیے میں جنگل میں نکل گیا تھا گاؤں والوں کا کہنا تھا کہ اس جنگل کے وسط میں جنت کی بادشاہی ہے دن کو تو ایک طرف رات کو بھی میں اس جنگل کی طرف کبھی کھار آجاتا تھا کبھی سرخ پہاڑی والے جنگل میں کھنچ جھانپاں میرا راستہ روک رہی تھیں میں خود سے بے خبر آخر کار سرخ پہاڑی تک پہنچ ہی گیا پہاڑی کے سامنے ایک درخت کے پاس پڑے پتھر کے اوپر بیٹھ کر میں نے اپنا سانس درست کیا اور سامنے دیکھ کر یکدم چونک پڑا۔

اودہ یہ کیا اودہ یہ تو سرخ پہاڑی والا جنگل ہے ڈر کے مارے میرا پورا وجود لرز اٹھا سرخ پہاڑی میری نظروں کے سامنے تھا صرف چند قدم کی دوری پر اس پہاڑی کے

کے علاوہ اس سوال کا بھی کسی کے پاس کوئی جواب نہیں ہو سکتا کہ وہ شیطانی گاڑی اس غار میں کیوں آیا کرتی تھی۔ نظیرہ نے سچ ہی تو کہا تھا انسانی عقل ابھی کائنات کے ہزاروں اسرار نہیں سمجھ سکتی ہے۔۔۔



وہم و خیال

اسے اپنے حال کی فکر نہ تھی۔۔۔ وہ جو میرا وقت حال تھا۔۔۔ وہ جو اس کی صبح عروج تھی۔۔۔ وہ میرا وقت زوال تھا۔۔۔ میرا درد کیسے جانتا میری بات کیسے مانتا۔۔۔ وہ خود فنا کے سفر میں تھا اسے روکنا بھی محال تھا۔۔۔ وہ ملا تو صدیوں کے بعد بھی۔۔۔ میرے لب سے کوئی لگہ نہ تھا۔۔۔ اس کو میری چپ نے زلا دیا۔۔۔ جسے گفتگو میں کمال تھا۔۔۔ آج میرے ساتھ لگ کر بہت روپا۔۔۔ مجھے اتنا صرف وہ کہہ سکا۔۔۔ جسے جانتا تھا میں اپنی زندگی وہ میرا دم و خیال تھا

☆ فوزیہ ناز آفری

غزل

پردیس جانے والے ایک عرض تو میری یاد رکھنا اتجا کرتا ہوں تجھ جوڑ کر میرے پیار کو دل میں رکھنا اپنی باتوں میں کسی اور کے حوالے رکھنا مجھ سے بچھڑنے ہو ذرا خود کو سنبھالے رکھنا لوگ پوچھیں گے کہ کیوں پریشان ہو نگاہ سے کچھ بھی کہو ہونٹوں پر تالے رکھنا مگر اپنے دل کی بات عباس گجر کسی سے نہ کہنا بات بڑھ جائے گی دل ہی دلی میں چھپا کے رکھنا دنیا کچھ بھی کے خاموش چلتے رہنا اپنی کوشش جیتو یہیں منزل رکھنا اپنے خیالوں کو شیخ کی طرح روشن رکھنا عظیم اپنا آسمان کی طرح بلند رکھنا نہ سلام یاد رکھنا نہ پیغام یاد رکھنا میری اتنی سی اتجا ہے کہ میرا نام صرف یاد رکھنا ☆ ظہیر عباس گجر۔ چکسواری



اب جس کے جی میں وہی روشنی پائے

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا ہے

ریاض احمد۔ باغبانپورہ لاہور

صاحب کے والد ہیں لیکن میرا مطلب ہے شاید صاحب آپ کو مردہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ آپ کہاں تھے ساتھ برس سے۔ اب میرے چونکنے کی باری تھی۔ ساتھ برس سے۔ آپ کا دماغ تو درست ہے میں صرف دو ماہ تک گھر سے غیر حاضر رہا ہوں۔ اودہ۔ تب۔۔۔ گستاخی معاف جناب مگر آپ کا دماغ یقیناً خراب ہے اس شخص نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس طرح جلدی سے آگے بڑھ گیا جیسے مجھے سچ بچا کھل تصور کر رہا ہو۔

ان دنوں میں دماغی امراض کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہوں مجھے یہاں پہنچانے والا شاید ہے میرا اپنا بیٹا جسے افریقہ کے سفر کے وقت میں نے نو دس برس کا چھوڑا تھا اب وہ عمر کے اس حصے میں ہے کہ خود اس کے پوتے ہیں خود اس کی عمر کی طرح ستر برس سے کم نہیں ہے دوسروں کی طرح وہ بھی مجھے پاگل ہی سمجھتا ہے دیئے شروع میں تو اس نے اپنا باپ ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور سچ تو پچھنے تو میں خود بھی اسے اپنا بیٹا سمجھنے کو کبھی تیار نہ ہوتا مگر نظیرہ کے الفاظ مجھے یاد تھے اس نے کہا تھا۔

تم برسوں سفر کرتے رہے ہو جس راستے سے تم آئے ہو وہاں وقت پر ہمیشہ سے جمود طاری ہے لمحات وہاں ساکت رہے ہیں اور پھر آخر میں اس نے کہا تھا مجھے معلوم ہے کہ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی انسانی عقل ابھی کائنات کے ہزاروں اسرار نہیں سمجھ سکتی ہے مجھے بتاؤ تم ابھی کتنے اسرار کی توجیہ کرنے کے قابل ہو سکتے ہو۔ اس وقت کی اس کی باتیں مجھے انتہائی احقنا اور ناقابل یقین معلوم ہوئی تھیں لیکن آج مجھے یقین ہے کہ اس نے ایک لفظ بالکل سچ کہا تھا ورنہ مجھے بتائیے کہ میرے خاندان کے سارے لوگ کس طرح مر کھپ گئے اور میرا دس سالہ بیٹا پورے ستر سال کا کس طرح ہو گیا جب کہ میں صرف تقریباً وہ ماہ گھر سے باہر رہا تھا مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ اور ایک آپ پر منحصر ہے۔ شاید کوئی بھی نہ بتا سکے کہ ایسا کس طرح ممکن ہوا ایک مقام پر وقت کا رواں دواں رہنا اور دوسری جگہ بالکل ٹھہر جانا کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے گا پتھروں کے دیس کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں بتا سکتا پتھر کے جسموں کا انسانی قالب میں ڈھل جانا بھی کسی کی سمجھ میں آئے والی بات نہیں اور کوئی پراسرار کبھی اس کے گھوڑوں اور کوہ چوٹان کے متعلق بھی کچھ نہیں بتا سکے گا ان سب باتوں



تہ مجھے سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے جیسے ہی میری بات پوری ہوئی تو بت کی آنکھوں سے فوارہ ابل پڑا پانی کا میں نے غنا غٹ پانی پیا اور منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو گیا تو بت کی آنکھوں سے پانی آتا بند ہو گیا۔ واہ یار تم تو بہت کمال کے بت ہو میں تم کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا اب میں ہالٹی کی طرف متوجہ ہوا جو خون سے لالاب بھری ہوئی تھی قریب جا کر میں نے خون کے اندر ہاتھ ڈبویا مجھے کافی مزہ آیا میں نے بت کی طرف دیکھا تو اس بت کی زندہ آنکھوں میں مجھے انجانی چمک محسوس ہوئی میں نے اب ہالٹی کے اندر خون کو تیزی کے ساتھ گھمایا تو خان سخت ہونے لگا میں نے گھمانے کی رفتار اور تیز کر دی۔ یکجہت میری نظر ہالٹی میں خون سے ابھرتے ہوئے کالے بالوں پر پڑی میں بھرا کر کھڑا ہو گیا اس ہالٹی کے اندر خون کے ذریعے ایک بلا میں تھی کچھ جھٹکتے سے وہ بلا ہالٹی کے اندر کھڑی ہو گئی اور اس بلا کے سارے جسم میں کالے اور لمبے لمبے بال تھے قد تقریباً تین فٹ تھا وہ یہ میں نے کیا کر دیا میں نے اس بلا کو پیدا کیا ہے اگر میں اس گندے خون میں ہاتھ نہ مارتا تو یہ بلا پیدا نہ ہوتی اب یہ مجھے کھا جائے گی اب مجھے اپنی موت صاف نظر آرہی تھی میں نے فرار کی راہ لی اور دروازے کی طرف دوڑ لگا دی لیکن اب وہاں پر سپاٹ دیوار تھی میرا ذہن اتنا آؤف ہو چکا تھا کہ مجھے وہ یاد ہی نہ رہا میرے سارے جسم سے طاقت ختم ہو گئی اور میں نیچے گر گیا وہ بلا اب ہالٹی سے نکل کر موت بن کر میری طرف بڑھ رہی تھی اور میں اپنی موت کا انتظار کرنے لگا جیسے ہی وہ بلا میرے قریب آئی اس نے میری طرف دیکھ کر سر جھٹک لیا اور ہاتھ جوڑ دیے اور کہنا۔

اے آدم زاد تو نے غرناط کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے غرناط تمہارا ہمیشہ تمہارا غلام ہو گا جب میں نے یہ سنا کہ بلا میری غلام بن گئی ہے تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور مجھے یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ یہ خوفناک بلا میری غلامی میں آچکی ہے میں نے بشکل منہ سے نونے پھونکے آواز میں بلا سے مخاطب ہوا۔ کیا ت۔۔۔ تم بچ کبہ رہے ہو کہیں مجھے کھا تو نہ جاؤ گے۔ نہیں میرے محترم آدم زاد میں تم کو اب کوئی نقصان نہیں ہونے دوں گا یہ کبہ کہہ کر بلا نے سر جھٹک لیا میں بشکل دیوار کے سہارے اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے مخاطب ہوا غرناط یہ جو سامنے بت ہے کہ کون ہے اور اس کی آنکھیں زندہ کیوں ہیں دیکھو دیکھو یہ زندہ آنکھیں ہم کو گھور رہی ہیں غرناط بلا نے

نے کانپتے ہاتھوں سے ایک کھوپڑی کو اٹھا کر دوسری کے ساتھ جوڑ کر رکھ دیا کھوپڑیوں کا جڑنا ہی تھا کہ یکدم میری دائیں سسائیز پر دھماکہ ہوا اور یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ چند لمبے پہلے جو دیوار تھی اب وہاں پر دروازہ نمودار ہو گیا تھا دروازے پر لکھا تھا۔

مبارک ہوا اے آدم زاد تم اپنی فہانت سے پہاڑی کے باہر بچ گئے ہو اب تم پر دوسرا وار کیا جائے گا خیر پڑھ کر میں چونک پڑا کہ اب دوسرا وار کیا ہو گا میں سوچ رہا تھا کہ موت تو آئی ہی ہے تو ڈر کر اب جینے کا کیا فائدہ میں آگے بڑھا دروازے کی طرف تو دروازہ خود بخود کھل گیا میں نے اللہ کو یاد کیا اور اندر داخل ہو گیا پائیں جانب میں نے نظر دوڑائی تو اندر ایک لمبی سرنگ دکھائی دی سرنگ کے اندر بھی وہی طلسمی روشنی موجود تھی جو پہلے کمرے میں تھی میں سرنگ کے اندر آگے بڑھتا چلا گیا جیسے ہی میرا رخ پائیں طرف ہوا تو وہاں پر ایک بند دروازہ تھا اور دروازے کے پاس زخمی حالت میں ایک بلی کھڑی میری طرف دیکھ کر غرا رہی تھی مجھے اس زخمی بلی پر بڑا ترس آیا اور قریب جا کر میں نے بلی کو گود میں اٹھالیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے ہی میں نے تیسری دفعہ بلی کے سر پر ہاتھ پھیرا یکدم بلی میری گود سے غائب ہو گئی اور دروازے پر خیر نمودار ہوئی مبارک ہوا اے آدم زاد تم نے اگر بلی کو بھگانے کی یا مارنے کی کوشش کی ہوتی تو تم جل کر راکھ ہو جاتے تمہارے سامنے جو دروازہ ہے یہ جالس جادوگر کا طلسمی دروازہ ہے تم تین دفعہ جالس جادوگر بڑبڑاتا اور دروازے کی طرف پھونک مارنا تو دروازہ کھل جائے گا میں نے تین دفعہ منہ ہی منہ میں پڑھا اور دروازہ پر پھونک ماری تو دروازہ کھلتا چلا گیا جیسے ہی دروازہ کھلا بدبو کے ہوا کا جھونکا میرے منہ سے نکل آیا تو میں نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا میں کھلے دروازے سے اندر داخل ہوا تو چونک پڑا سامنے زمین پر ایک ہالٹی میں سرخ خون پڑا تھا۔ ارے یہ کیا ہالٹی میں یہ خون کہاں میں ہالٹی کے قریب پہنچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا یہ ایک کافی کشادہ نما کمرہ تھا دیوار کے کونے میں ایک انسانی نمابت کھڑا تھا یہ دیکھ کر میں کانپ اٹھا کہ بت کی آنکھیں زندہ ہیں اور وہ کبھی میری طرف گھورتا تو کبھی خون سے بھری ہالٹی کی طرف میری جھجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

مجھے پیاس محسوس ہونے لگی تو میں نے بت سے کہا یار بت کی زندہ آنکھوں تم اپنا منہ کھولو اور مجھے بتاؤ کہ پانی کہاں

زندہ آنکھیں





ایک نظر بت کی طرف دیکھا تو یکدم اس کی خوفناک آنکھوں میں آنسو آگئے اور یکدم آگے بڑھ کر بت کے پاؤں میں گر کر مرنے لگا جب میں نے نگاہ اٹھائی اور بت کی زندہ آنکھوں میں دیکھا تو اس کی آنکھوں میں بھی آنسو رواں ہو گئے مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اب کیا کروں اور یہ سب کیا ماجرہ ہے کافی دیر غرناطہ آنسو بہاتا رہا جب بات میری برداشت سے باہر ہوئی تو میں نے چلا کر کہا۔

اٹھ سو کی اولاد اور مجھے بتاؤ کیوں آنسو بہا رہے ہو غرناطہ اٹھ کر میرے قریب ہوا اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر سامنے دیوار پر پھونک ماری تو دیوار پٹی چلی گئی اس نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا کہا اور اندر چلا گیا میں اسے ساتھ اندر داخل ہوا یہ ایک بڑا کمرہ تھا اسے خواہنگاہ کے جیسے انداز میں سجایا گیا تھا اوپر چھت کی دیوار پر ایک کافی قیمتی فانوس لٹک رہا تھا ایک طرف چند کرسیاں اور ایک کافی بڑا ڈبل بیڈ دیکھا کی دیا میں اس حسین کمرے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ مجھے غرناطہ کی آواز سنائی دی۔ اے آدم زاد یہ خواہنگاہ جالس جادوگر کی ہے اور جالس جادوگر نے تم کو اپنی خواہنگاہ استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے میں تمہارے اندر محسوس کر رہا ہوں کہ تم کو نیند آرہی ہے اب تم سو جاؤ صبح کو ملاقات ہوگی یہ کہہ کر غرناطہ نے دعویں کی شکل اختیار کی اور ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا واقعی میری آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں میں بیڈ پر ایسے گر گیا جیسے سویل کا فاصلہ طے کر کے آیا ہوں جلد ہی مجھے نیند نے اپنی آغوش میں بھر لیا اور میں دینا سے بے خبر اپنے سارے غم اور پریشانی سے بے نیاز ہو چکا تھا مجھ نے کب تک میں نیند کی وادیوں میں کھوتا رہا کہ یکدم میری آنکھیں کھل گئیں میں نے سر گھما کر دیکھا تو غرناطہ بلا لپک کر سی پر درواز میری طرف دیکھ رہا تھا آنکھ کھلتے ہی پہلے تو مجھے گزرے ہوئے لمحات یاد نہ رہیں اور میں اس خوفناک بلا کو دیکھ کر ڈری گیا لیکن جلد ہی گزرے ہوئے لمحات میرے ذہن میں کسی فلم کی طرح چلنے لگے غرناطہ نے میری طرف دیکھ کر خوفناک انداز میں مسکرایا اور پھر کہنے لگا میرے محترم آدم زاد تم دو دن اور ایک رات تک مسلسل سوتے رہے ہو لیکن میں نے تم کو جگانے مناسب نہ سمجھا یہ کہہ کر غرناطہ خاموش ہو گیا۔

میں بیڈ سے اتر کر ادھر ادھر نظر میں دوڑانے لگا اور چند ہی لمحوں میں میں نے مطلوبہ چیز تلاش کر لی تھوڑی ہی دیر بعد میں نہاں دھو کر فریش ہو کر ہاتھ دھو کر سے نکلا تو غرناطہ نے

ناشتہ حاضر کیا اور میں کھانے پر ٹوٹ پڑا خوب سیر ہو کر میں نے کھانا کھایا تو میں غرناطہ سے مخاطب ہوا ہاں تو کنگوں بلا با تم مجھے اس بت کے اور ان زندہ آنکھوں کے بارے میں حقیقت بتاؤ اور ساتھ ساتھ اس پہاڑی کا راز بھی بتاؤ اور اپنے بارے میں بھی میں نے یکدم سارے ہی سوال کر دیے اور اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا غرناطہ بلا چند لمحوں خاموش رہا جیسے گزرے ہوئے لمحات یاد کر رہا ہو پھر میری طرف دیکھ کر غمزہ سی آواز میں بولا۔

میرا نام رناطہ داس ہے باہر جو بت ہے یہ بت میرا باپ سے جالس داس اور میری ایک چھوٹی بہن ہے پروین داس دراصل ہم انسان ہیں تمہاری طرح ہم کو جادو کے زور سے ایسا بنا دیا گیا ہے ہمارا قبیلہ سری لنکا کے تاریک و گھنے جنگلات میں بنی خوشی رہتا تھا ہمارا باپ جادو میں کافی طاقت رکھتا تھا اور اس قبیلے کا سردار تھا ایک دن نجانے کہاں سے ایک جادوگر ہمارے پہاڑی علاقے میں آگیا اور اسے بڑھا کے جنگلوں میں ایک گھوٹا تلاش کی اور وہاں پر چلے شروع کر دیا میرے باپ جالس جادوگر کو اس کی ایک خاص طاقت نے بتایا کہ فلاں جگہ پر ایک جادوگر چلے کانٹے میں مصروف ہے تو جالس فوراً وہاں پہنچ گیا قریب ہی خوفناک سمندر تھا جالس جادوگر نے سمندر کا رخ جادو کے زور سے اس گھوٹاں کی طرف موڑا تو یکلف سمندر ٹھانیں مارتا ہوا اس غار کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ سمندر اس گھوٹاں کے اندر داخل ہوتا یکدم اس گھوٹاں نما غار سے سمندر کا اور واپس جانے لگا میرے باپ جالس نے جب دیکھا کہ اس کا وار خالی گیا ہے تو اس نے آدم خورد رختوں کی طرف اشارہ کیا تو رخت اپنی جگہ سے اُڑا آگے بڑھتے ہوئے اپنی جڑوں کو لپکا کر کے غار کی طرف بڑھنے لگے ابھی وہ غار سے چند قدم دور ہی تھے کہ یکدم آدم خورد رخت چلنے لگے یہ دوسرا اور تھا جو اس نے کام بنایا تھا جالس کو اب کافی غصہ آنے لگا اس نے اپنی سب طاقتوں کی کجیا کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ غار جس میں جادوگر چلے کاٹ رہا تھا سب کی سب زمین یوں ہو چکی تھی چند ہی لمحوں بعد اس غار کی مٹی سے وہ بھی جادوگر باہر نکلا اس کا غلیہ کافی خراب تھا اور وہ میرے باپ جالس کی طرف بڑھا مبارک ہو غلیہ طے کے باہر تم نے میرے چلے میں رکاوٹ ڈالی تمہاری طاقت میں نے دیکھ لی ہے لیکن میں بتا چلوں کے میں جادوگر نہیں ہوں میں اللہ تعالیٰ کا ایک ادنیٰ سائبند

ہوں اگر تم اپنے جادو کے زور پر خود کو بچا سکتے ہو تو بچا لو یہ کہہ کر وہ نورانی بزرگ غائب ہو گئے۔

پہلا حملہ بزرگ نے مجھ پر کیا اور میں انسان سے بلا بن گیا میرے باپ کو علم ہو گیا تھا کہ اگر ہم نے سری لنکا کو چھوڑ کر پاکستان کے اس خوفناک جنگل میں اپنا سر قائم کر لیا اور سرخ پہاڑی کے اندر ہی اندر اپنا طلسم کدہ بنالیا لیکن چند دن ہی گزرے تھے کہ نجانے وہ بزرگ کہاں سے آگئے اور مجھ کو گندے خون کے اندر قید کر دیا اور میرے باپ کو پتھر کا بت بنادیا اس سے پہلے کہ میرا باپ مکمل پتھر کا بن جاتا یکدم اس نے اپنی ساری طاقتوں کو اپنی آنکھوں میں سالیبا اب کھتی صرف ان کی آنکھوں میں ہے لیکن جسم پتھر کا ہے میرے علم کے مطابق صرف تم میں ایسے انسان ہو جو ہمارے کام آسکتے ہو اور ہمارا روپ ہمیں واپس دے سکتے ہیں عبداللہ تم ہماری مدد کرو گے لیکن میں تو عام انسان ہوں میں تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہوں اور ہاں تمہاری کوئی بہن بھی ہے اس کے بارے میں بتاؤ غرناطہ بولا ہاں میری بہن ہے لیکن جس دن نورانی بزرگ نے ہم کو قید کیا تھا اس سے دو دن پہلے ہی پروین داس ایک بہت بڑے سمندر میں اتر چکی تھی چلے کانٹے ہماری قید کو دوسال ہو چکے ہیں لیکن پروین کا چلہ ابھی تک پورا نہیں ہوا چلہ مکمل ہوتے ہی سمندر کا پانی اس کا تابع ہو جائے گا اور اس کی طاقت میں اضافہ ہو جائے گا اس کی طاقت میں اضافہ ہو جائے گا اور کچھ۔۔۔ ہاں تم اپنے باپ کو نام سے کیوں نہیں مخاطب کرتے ہو یہ ہمارا روانہ ہے اور کچھ۔۔۔ میں تم لوگوں کی مدد کیسے کر سکتا ہوں تم نے چند ایسے لوگوں کا خون جمع کرنا ہے جو اب باپ کی عزت نہ کریں جس کی سوچ کافی خوفناک ہو جس کو شاعری کا شوق ہو جو خود کو کسی سے کم نہ سمجھیں۔ اور آخری شرط ایک ایسی لڑکی ہمیں چاہیے زندہ سلامت جو معصوم ہونے کے ساتھ ساتھ خوفناک جنگل میں چلے کاٹ سکے غرناطہ نے مجھ سے کہا اور میں ذہن نشین کر چکا تھا۔

اس کی باتیں میں نے کہا غرناطہ آؤ میں تمہارے باپ جالس سے ملنا چاہتا ہوں ہم اٹھے اور جالس جادوگر کے بت کے سامنے جا کھڑے ہوئے جالس جادوگر کی آنکھیں ہمیں گھوری تھیں میں نے ان زندہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جالس جادوگر اگر تم چند دنوں کے لیے اپنی سب طاقتیں میرے تابع کر دوں تو میں جلد ہی تمہارا کام کر کے تمہاری سب طاقت تم کو لوٹا دوں گا کیونکہ علم کے بغیر میں دوسروں

زندہ آنکھیں

کے دل کا حال معلوم نہیں کر سکتا اور یہ علم مجھ کو محفوظ رکھے گا جیسے ہی میری بات پوری ہوئی زندہ آنکھوں سے روشنی نکلی اور میری آنکھوں سے آنکرائی مجھے شدید قسم کا جھکا لگا اور پیچھے دیوار سے جا کر آیا لیکن مجھے درد کا احساس تک نہ ہوا میں نے مڑ کر دیوار کی طرف دیکھا تو حیرت کا شدید جھکا لگا کیونکہ دیوار میں دراڑ پڑھ چکی تھی اور جب میں نے بت کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ بت اب مکمل پتھر کا بن چکا تھا اسی لمحوں غرناطہ کی آواز سن کر میں چونک پڑا مبارک ہو عبداللہ جالس نے اپنی سب طاقت تمہارے اندر سادی ہے اب تم امر ہو گئے ہو اور اب تم دیر مت کرو اور نکل جاؤ اپنا مقصد پورا کر کے جلد از جلد آ جاؤ اور ہاں جو خون تم نے لانا ہے وہ اگر اسی شخص کی مرضی ہوئی تو ٹھیک ورنہ اگر تم نے اسے کوئی نقصان یا قتل کر کے اس کا خون لائے تو تم بھی پتھر کے بن جاؤ گے بس اب دیر مت کرو ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔

میں نے تانی بجائی تو میرا جسم ہوا بن گیا میں ہوا بن کر اپنے گاؤں کی طرف پرواز کرنے لگا جلد ہی میں اپنے گھر کے قریب اتر گیا اور دیوارہ انسانی روپ میں آگیا میں نے ادھر ادھر دیکھا کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر میں نے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکے کا ہمیں بدلا اور اپنے گھر کے دروازے پر دستک دی چند لمحوں بعد میرا رشتہ دار نکلا اور کہا بی آپ کون اور کس سے ملنا ہے میں نے کہا میں عبداللہ کو ملنا چاہتا ہوں میں اس کا جگر دوست ہوں۔۔۔ اوہ آپ کافی دور سے آئے ہیں آپ اندر آجائیں یہ میرا اکڑن تھا میری گمشدگی پر میرے گھر تعزیت کرنے آیا تھا وہ مجھے ایک خالی کمرے میں لے گیا میں چار پائی پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد میرا باپ اندر داخل ہوا میں نے اٹھ کر ان سے ہاتھ ملایا اور کہا اگل میں عبداللہ کا دوست ہوں اور ان سے ملنے آیا ہوں وہ خود کہاں ہے۔ بیٹا عبداللہ کئی دنوں سے غائب ہے شاید وہ سرخ پہاڑی کی طرف نکل گیا ہے اسی لیے اس کی لاش بھی نہیں ملی میں دل میں سوچ رہا تھا کہ میرے گھر والوں کے دل میں میں ہمدردی کیسے بھروں کہ یکدم مجھے ایک ترکیب آئی میں نے دل ہی دل میں اپنی ایک خاص طاقت کو چند ہدایت دی اور بولا اگلا کٹر عبداللہ مجھے فون پر کہا کرتا تھا کہ میں جس کمرے میں سوتا ہوں اس کمرے کے عین درمیان میں کافی بڑا خزانہ دفن ہے اگر میں کہیں چلا گیا تو تم میرے گھر والوں کو یہ راز بتا دیتا جس سے ان کو فائدہ ہو مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے



تم۔ جج بیانی کیسوں انکل پلیرز ایک کھدائی کر کے دیکھ لینے میں یا حرج سے ٹھیک ہے بیٹا تم دیکھ لینے ہیں اور وہ دونوں کمرے سے نکل گئے اور دو گھنٹے بعد وہ کمرے میں داخل ہوئے تو میرے باپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ہاں بیٹا دانی زمین کے نیچے اتنا بڑا خزانہ ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں بھی کھاتی رہیں تو ختم نہ ہوں گا میرے باپ نے میرے کزن ارشد سے کہا ارشد بیٹا جاؤ بھائی کے لیے کھانے کا بندوبست کرو جتنا تم آرام کرو کتنی تکھ گئے ہو گئے میں ابھی آ رہا ہوں تھوڑی دیر بعد دروازے پر باہر کسی فقیر نے صدا لگائی ہے اللہ کے نام پر کچھ دے دو اللہ خیر کرے گا گھر کا مین دروازہ میرے سامنے تھا اس لیے ارشد میرے لیے کھانا لے آیا تو میں نے ایک روٹی پر سائن رکھا اور کمرے نکل کر دروازے پر صدا لگا رہا تھا میں آگے بڑھا اور اس کے تھیلے میں روٹی ڈال دی جیسے ہی اس نے میری طرف دیکھا یکدم شور مچا دیا اور کافی بدحواس ہو کے گاؤں کو جمع کرنے لگا اسے گاؤں والوں بدقسمت انسانوں یہ تم نے کیا کر دیا اس لیے سب گاؤں والے ہمارے ارد گرد جمع ہو گئے میرا باپ بھی گھر سے نکل کر میرے پاس کھڑا ہو چکا تھا میرے باپ نے اس فقیر سے کہا کیا بات ہے آپ کیوں چلا رہے ہیں تم تم لوگوں نے عقلی علم کے خوفناک ماہر کو پناہ دے رکھی ہے یہ جہاں بھی جائے گا ہر طرف تباہی مچا دے اور تباہی بھی اس کی منتظر رہیں گی کون ہے وہ تم کو بتاؤں تم اس کو ابھی گاؤں سے نکال دیں گے اس فقیر نے میری طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ کو جنبش دی اس سے پہلے کہ فقیر میری طرف دیکھ کر اپنا ہاتھ بلند کر کے میری طرف اشارہ کرتا کہ یکدم میری آنکھوں سے ان دیکھی روشنی نکلی اور اس فقیر پر پڑنے لگی اس کا بلند ہوتا ہوا ہاتھ یکدم رک گیا اور وہ رخ تبدیل کر کے بھانسنے لگا بھاگتے ہوئے فقیر کہہ رہا تھا اس گاؤں کی قیامت ٹوٹنے والی ہیں لوگ حیران و پریشان فقیر کو سر پٹ بھاگتا ہوا دیکھنے لگے اور آپس میں چہ گوئیاں کرنے لگے کہ یکفلک شمال کی طرف سے شر شر شور سنا دیں گے لگایکفلک گاؤں والے بیچ اٹھے ارے بھاگو سیلا بی ریلہ آگیا ہے یہ ریلہ سب کو بھاگے لے جائے گا بھاگو بھاگو نکلو۔

سب گاؤں والے افراتفری میں ادھر ادھر بھاگنے لگے میں نے شمال کی طرف دیکھا تو واقعی ایک بہت بڑا سیلابی ریلہ جس کی لمبائی بیس گز اور چوڑائی بے حساب تھی گاؤں کی

طرف تیزی سے بڑھتا ہوا آ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے سیلابی ریلہ ان گھروں کو تباہ انسانی جالوں کو یہاں کر لے جائے گا۔ میں نے گاؤں والوں سے چیخ کر کہا اے گاؤں والو اس سیلابی ریلے سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے تم سب اپنے گھروں کی پھٹ پر چڑ جاؤ جلدی کرو سب لوگ گھروں کی پھٹوں پر چڑھ چکے تھے میرا باپ کہنے لگا آؤ بیٹا تم بھی چھت پر چڑھ جاؤ نہیں انکل آپ جاؤ میں اس سیلابی ریلے کو آگے بڑھنے سے روکتا ہوں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سیلابی ریلہ سگز مجھ سے دور تھا میرا باپ بھی ڈر کے مارے بھاگ گیا تھا میں نے منہ ہی منہ میں پانی روکنے والا غزن پڑھا اب پانی مجھ سے چالیس قدم کی دوری پر تھا کہ یکدم میں نے ہاتھ اوپر کی طرف کر کے نیچے کیا تو یکفلک میرے جسم سے روشنی نکلی اور سیلابی ریلے پر پڑنے لگی کہ یکدم پانی جہاں تھا وہاں رک گیا اور زمین نے دیکھتے ہی دیکھتے سب پانی چس لیا اب وہاں پر کچھ بھی نہیں تھا میں نے پھٹوں کی طرف دیکھا تو سب لوگ اپنے گھروں سے اترنے لگے کچھ مچلے قسم کے نوجوانوں نے گھروں کی پھٹوں سے چھلانگ لگائی اور میری طرف بڑھنے لگے اور ان مچلے نوجوانوں نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھالیا میرا باپ بھی گھر سے نکل کر میری طرف بڑھا اور بولا بیٹا اگر آج تم نہ ہوتے تو ہم سب گاؤں والے اس سیلابی ریلے کا شکار ہو چکے ہوتے۔

بیٹا کیا تم اللہ والے ہو۔ ہاں انکل مجھے یہ طاقت خاندانی پیشے کے تحت ملی ہے۔ تو بیٹا یہ بتاؤ کہ میرا بیٹا کہاں سے بڑی مشکل سے میں نے گاؤں والوں سے جان چھڑائی اور گھر میں داخل ہوتا ہوا بولا انکل آپ کا بیٹا آپ کے قریب بھی ہے اور دور بھی ہے مجھے اس نے سختی سے منع کیا ہے کہ کسی کو میرے بارے میں معلوم نہ ہونے پائے وہ خیر خیریت سے ہے میں نے اپنے باپ سے جھوٹ بولا میں کمرے میں پڑا ہوا کھانا کھانے لگا اب رات ہونے والی تھی کافی رات گئے تک میری ان سے کپ شپ ہوتی رہی اور پھر سب سونے کی تیاری کرنے لگے اور پھر کب نہ جانے نیند نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا غم کے حساب سے تقریباً پونے تین بجے میری آنکھ کسی سرسراہٹ سے کھل گئی۔ جاس جاو گھر کی لی ہوئی خلتیوں سے میں اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا آنکھ کھلتے ہی میں نے اٹھ کر دیکھا تو دو سانپ آپس میں لڑ رہے تھے ایک کارنگ کا تھا اور دوسرے کا براؤن تھا کالا سانپ

کافی پت رہا تھا میں نے دیکھا کہ کالے رنگ سانپ نے منہ سے سفید چمکا ہوا موتی اگل کر پھینک دیا اور بھاگنے لگا یکدم میں نے اپنی آنکھوں سے بڑے سانپ پر روشنی پھینکی تو روشنی سانپ سے ٹکراتے ہی شعلہ سا لپکا اور سانپ راگہ کی شکل میں تبدیل بنے لگا اب تھوڑی دیر پہلے جہاں دو سانپ لڑ رہے تھے وہاں پر ایک سانپ کی راگہ کے علاوہ ایک چمکا ہوا موتی پڑا تھا میں چار پائی سے اتر اور آگے بڑھ کر زمین سے موتی اٹھا لیا اور اپنے لباس میں چھپا لیا۔

اب میں نے اپنی ایک خاص طاقت کالی مائی کو حاضر کیا اور بولا کالی مائی مجھے کو کسی ایسے شہر کے بارے میں معلومات دے جہاں پر زیادہ تر تعداد ایسے لوگوں کی ہو جو ماں باپ کی عزت کے علاوہ دوسروں کی نصیحت پر عمل نہ کریں آقا کالی مائی کو معلوم ہے آقا اس کے لیے آپ کو میں ایسے شہر میں لے جاؤں گی جہاں کے لوگ اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو وہاں پہنچا دوں۔ ہاں مجھے سے چلو آپ اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں رکھ دیں میں نے کالی مائی کا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں بند کر دیں تھوڑی دیر بعد مجھے کالی مائی کی آواز سنا دی آقا آنکھیں کھول دیں میں نے آنکھیں کھول دیں اور دیکھا تو حیران سا رہ گیا پلکا پلکا اجالا پھیل رہا تھا کئی دکانیں کھلی تھیں زیادہ تر تعداد بوتلوں کی تھیں جو مکمل طور پر کھل چکی تھیں میں بازار کے عین درمیان میں کھڑا ہوا تھا میں ایک درمیانے طبقے کے ہوٹل میں داخل ہوا اور ایک خالی کرسی پر دراز ہو گیا میز پر چمک گلاس رکھے ہوئے تھے میں نے گلاس پانی بھر کر پیا اور فیرو کو آواز دی کہ ناشتہ لے کر آئے تھوڑی دیر بعد ویر ناشتہ لے کر آگیا سر ناشتہ۔ میں ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا کافی دن نکل آیا تھا اور دکانیں دھڑا دھڑا کھل رہی تھیں سب کاروباری حضرات اپنے مشاغل میں مصروف تھے میں ناشتہ سے فارغ ہو کر بل دیا۔ اس سے پہلے کے میں کاؤنٹر سے قدم بڑھاتا کہ یکدم ایک کان پھاڑ گلیسی دھماکہ ہوا اور ہر طرف شور اور رونے دھونے کی آواز آنے لگی کہ یکدم اس ہوٹل کا چھت ریزہ ریزہ ہو کر نیچے آگری کئی پتھر اور کڑیاں مجھے بھی آگئیں لیکن مجھ پر کوئی فرق نہ پڑا لیکن دھول کی وجہ سے کپڑوں پر دھبے لگ چکے تھے۔

ہوٹل سے باہر نکل کر میں نے دیکھا تو میری روح تک بھی کانپ گئی آخر میں بھی انسان تھا اور میرے اندر بھی دل تھا

زندہ آنکھیں

میں نے دیکھا کہ ہر طرف خون ہی خون دیکھائی دینے لگا میں کھڑا ہونٹوں کی طرح ہر طرف نظریں دوڑا رہا تھا کہ یکفلت فضا میں گرو غبار پھیلتا ہوا دیکھائی دینے لگا میں سمجھ گیا کہ کوئی طلسمی طاقت یہاں موجود ہے میں نے اپنی طاقت کو حاضر کر کے پوچھا تو پتہ چلا کہ ہاں یہاں کوئی ہے اور ساتھ ہی اس نے مجھے کہا کہ جس کام کے لیے میں یہاں آیا ہوں میں وہ کام کروں مجھے خون چاہے تھا میں نے لوگوں کے اس ہجوم میں کچھ لوگوں کو دیکھ لیا جن کا خون میرے لیے کارآمد تھا۔ میں نے کسی طرح ان پر اپنا طلسم ڈال کر ان کا خون لے لیا اور چل دیا کہ یکدم مجھے ایک آواز سنا دی رک جاؤ عبداللہ میں نے حیرانی سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے ایک فقیر دیکھائی دیا میں حیران رہ گیا کہ میں اس وقت عبداللہ کے روپ میں نہیں ہو پھر مجھے اس نے کیسے پہچان لیا۔

عبداللہ جالس جاو گر اور اس کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے سزا دے دی ہے اب اس کی بیٹی پر دین داس باقی رہ گئی ہے وہ اس وقت کالی خرفناک چلہ کر رہی ہے جس کی وجہ سے وہ محفوظ ہے اگر اسے کوئی ختم کر سکتا ہے تو وہ تم ہو کیونکہ جالس کی طاقت کالی کونفاک ہے جو تمہارے پاس ہے اس پانی کہ گہرائی میں صرف تم ہی اتر سکتے ہو کیونکہ تمہارے جسم پر کوئی بھی ہتھیار پانی آگ بجلی برف طوفان کچھ بھی اثر انداز نہیں کیسے عبداللہ یہ آخری برائی کی جزرہ گئی ہے اس کو ختم کر دو ورنہ وہ پوری دنیا میں تباہی مچا دے گی۔ لیکن فقیر بابا میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ تم اپنی آنکھیں بند کرو وہاں تک میری طاقت تم کو لے جائے گی فقیر بابا میں تیار ہوں اس غیبت کا خاتمہ کرتے مکے لیے اس میں چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میں جاؤں گا۔ اور ہر حال میں جاؤں گا بس مجھے وہاں تک پہنچا دیں۔ شاباش بیٹا جب تک تم خوابے آپ کو نہ مارو گے کوئی شیطانی طاقت تمہاری جان نہیں لے سکتی اور اب تم آنکھیں بند کرلو تمہارا ہر لمحہ بہت قیمتی ہے میں نے آنکھیں بند کر دیں تو یکدم بزرگ بابا کی آواز سنا دی بیٹا آنکھیں کھول دو یہ سامنے جو تھا نہیں مارتا ہوا سمندر ہے اس کے عین وسط میں وہ شیطانی چلہ کاٹ رہی ہے جیسے ہی میں نے آنکھیں کھولیں میرے سامنے پانی ہی پانی تھا جو کافی زور سے بہہ رہا تھا سمندر کی لہروں کا کافی شور تھا میں نے آگے بڑھ کر پانی کو چھوا جو کافی ٹھنڈا تھا سمندر کے پانی میں میں نے قدم رکھا اور آگے بڑھنے لگا میں جیسے جیسے گہرائی



میں اتر رہا تھا سمندر اور بھی گہرا ہو رہا تھا اب پانی میرے سر سے کافی فٹ اونچائی پر تھا میں پانی کی گہرائی میں اترتا چلا جا رہا تھا اور میں کافی سکون محسوس کر رہا تھا میرے جسم کو کافی راحت مل رہی تھی جب میں عین وسط میں پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر میں اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا سامنے ایک چوکور دائرہ تھا دائرے کے چار جانب تھے ان چاروں خانوں میں طلسمی کتے تھے جو میرے باپ ماں اور میرے کزن کا مردہ جسم جھنجھوڑ رہے تھے اور دائرے کے اندر ایک کالی موٹی قسم کی ٹٹنی بیٹھی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک انسانی دل دھڑک رہا تھا میں ہولتوں کی طرح ان کتوں کو دیکھ رہا تھا جو میرے گھر والوں کا گوشت اذیتور رہے تھے کہ مجھے ایک کتے کی انسانی زبان میں آواز سنائی دی۔ جسے سن کر میں سکتے کی حالت میں آگیا۔

اے آدم زاد تم جیسے ہی اس سمندر میں داخل ہوئے تو ہم کو شیطان نے آگاہ کر دیا کہ تم شیطان کی خاص پجارن کو ختم کرنے آئے ہو لہذا ہم نے تمہارے گھر والوں کو اٹھالیا اور اب یہ تمہارے سامنے ان کے مردہ جسم پڑے ہوئے ہیں یہ سب سن کر میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے جو اس سمندر کے پانی میں بہہ کر نہ جانے کہاں روپوش ہو گئے اگر میں گھر والوں کی بات مانا اگر میں اپنی ماں اور باپ کی عزت کرتا اگر میں مزدوری کرتا اور عیاشی نہ کرتا تو آج یہ دیکھنا نصیب نہ ہوتے اب وہ طلسمی کتے آہستہ آہستہ میری طرف بڑھ رہے تھے اس سے پہلے کہ وہ مجھ پر حملہ کرتے میں نے اپنی سب طاقتوں کو یکجا کیا اور گردن اوپر کی طرف کر کے پانی کے بہاؤ پر چھوٹک ماردی تو یکدم پانی کو زمین نے نگنا شروع کر دیا اور پانی مکمل سوکھ گیا تو طلسمی کتے فوراً غائب ہو گئے اور دائرے میں بیٹھی ہوئی پروین داس کو آگ لگ گئی اور وہ غائب ہو گئی میں آگے بڑھا اور ماں باپ کا ڈھانچہ اپنی جھولی میں رکھا اور بیٹھ گیا اور کہا اے ماں مجھے معاف کر دے میں بھی تیرے پاس آ رہا ہوں یہ کہہ کر میں نے اپنی سانس روک لی جیسے ہی میں نے سانس روکی زمین نے پانی اٹکنا شروع کر دیا اور میرا جسم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پانی کی نذر ہو گیا مجھے میری غلطی کی سزا مل گئی میری آنکھوں سامنے اندھیرا پھیلنے لگا تو مجھے پروین کا جسم جلتا ہوا اور آگ جلتا ہوا دکھائی دیا اس کے بعد میرا اپنا جسم بھی ڈھبٹا جانے لگا۔

## غزل

اس سے بڑھ کر کیا سزا ہے میرے لئے  
کہ تم سے جدا ہو کے جینا پڑے  
زندگی کس جرم کی سزا دے رہی ہو  
کہ ہمیں گھٹ گھٹ کے مرنا پڑے  
دے دے دعوں کو زندہ کرنا ہو گا  
چاہے سارے زمانے سے لڑنا پڑے  
میں آج بھی تیری جستجو میں ہوں  
آؤ، تجھے ہر دیوار کو عبور کرنا پڑے  
مجھ میں حوصلہ کہاں تنہا تم بن جینے کا  
زہر جگر کا تمہارے بغیر پینا پڑے  
اے کہنا ہمیں آج بھی تو عزیز ہے رضا  
خواہ تیرے لئے ہر زخم ہمیں سہنا پڑے  
اے ذی ناز-ساہیوال

## پیارے آقا کی آمد مرحبا

آج میری آنکھوں میں خدا کا نور ہے  
ہر طرف آوازہ حضور حضور ہے  
آج میرے پیارے آقا کی آمد رسول ہے  
ہر طرف آمد حضور ہے آمد رسول ہے  
ہر زبان پر ذکر میرے پیارے رسول ہے  
ہر طرف مرحبا مرحبا میرے حضور ہے  
آج ہر مسجد میں ذکر آقا رسول ہے  
ہر آدمی کا ذکر میرے حضور ہے حضور ہے  
میرے آقا کی آمد مرحبا حضور کی آمد مرحبا  
قربان جادل میں میرے حضور کی آمد مرحبا  
محمد لقمان اعوان-سریاوالہ

ریاض احمد-باغبانپورہ لاہور

## غزلیات

میرے محبوب مجھے تیری ہر ادا سے پیار ہے  
تیری باتوں سے محسوس کی میں نے پیار کی ابتدا ہے  
میری نظروں نے یونہی تو نہیں کیا تیرا انتخاب  
تیری آنکھوں میں دیکھی میں نے بہت حیا ہے  
تجھے یونہی تو نہیں چاہا ہر چاہنے والے سے بڑھ کر  
تیری چاہت میں دیکھی میں نے بہت وفا ہے  
تجھے دیکھ کر یونہی تو نہیں ہوا مرض عشق میں مبتلا  
تیری پیاری پیاری باتوں سے ہی ملی مجھے بہت شفا ہے  
تجھے یونہی تو نہیں چٹا میں نے جیون بھر کے لئے  
تیری صورت میں دیکھی میں نے پیار کی ابتدا ہے  
تجھے یونہی دیکھتا رہوں ہنسنے مسکراتے ہمیشہ ہمیشہ  
تیری زندگی میں کبھی غم نہ آئے بشارت کی ہر وقت یہی دعا

## سید بشارت حسین نقوی، لاہور

کچھ ان کی جفاؤں نے لونا کچھ ان کی عنایت مار گئی  
ہم کو زمانے میں بس اے دوست درد جدائی مار گئی  
خوش نصیب ہے جس کو جینے کا پیغام محبت دیتی ہے  
ہم کو تو زمانے میں بس اے دوست بے درد محبت مار گئی  
کھو کر اسے اب تک دل میں ادا سیوں کا راج ہے  
ہم کو زمانے میں بس اے دوست چاہت کی تنہا مار گئی  
غور کریں کھا کر بھی دل ان سے پیار کرتا ہے  
ہم کو تو زمانے میں بس اے دوست جفا میں ہنسنے کی عادت مار گئی  
دل پہ ہوئے ہیں ستم ایسے کر بتا نہیں سکتا  
ہم کو زمانے میں بس اے دوست جفا میں ہنسنے کی عادت مار گئی  
بشارت کو زمانے میں بس اے دوست آنکھوں کی شرافت مار گئی

## سید بشارت حسین نقوی، لاہور

چپکے چپکے رو کر دیکھو آنکھوں سے منہ دھو کر دیکھو  
پیاد کرو تو غم ملے گا پیار کے بیج کر تو بو کر دیکھو  
پیاد میں ملتا ہے کیسا کیسا سخت عذاب

تم اک بار پیار کی شمع کو تو جلا کر دیکھو  
خوشیاں ہو جائیں گی سب تم سے رخصت  
تم ایک بار اپنے دل پر کسی کا نام تو لکھو اور دیکھو  
غموں سے ہو جائے گی تا مر دوٹی تمہاری  
تم اک بار کسی کو اپنی آنکھوں میں تو سا کر دیکھو  
نہ ملے گا کنارہ تم کو زندگی میں کبھی بھی  
تم اک بار عشق کے سمندر میں کشتی آگے بڑھا کر تو دیکھو  
اتھ جائے گا تمہارا یقین انسانیت سے  
تم اک بار بشارت کی طرح کسی سے زخم تو کھا کر دیکھو

## سید بشارت حسین نقوی، لاہور

غموں کے موسم میں یہ کیسا خوشی کا بادل چھایا ہے  
پت جھڑکے بعد پھر سے میری زندگی میں بہار کا موسم آیا  
دل تو زخموں سے ناسور بن رہا تھا  
کسی نے آ کر اسے اپنے پیار کا مرہم لگایا ہے  
کر دیا تھا اندھیرا میرے جیون میں ایف کی بے وفائی ہے  
کسی نے آ کر پھر سے میری زندگی میں پیار کا دیا جلایا ہے  
اس کی بے وفائی نے پہنچا دیا تھا مجھے بستر مرگ پر  
کسی نے آ کر قہام کر ہاتھ میرا پھرتے مجھے جینا سکھایا ہے  
نہیں رہی تھی کوئی حسرت زندہ میرے دل میں باقی  
کسی نے آ کر پھر سے میرے دل کی حسرتوں کو جگایا ہے  
بشارت کو کب کا کھو چکا تھا دیرانوں میں  
این تو نے آ کر پھر سے میرے دل کا چمن بسایا ہے

## سید بشارت حسین نقوی، لاہور

## ماں عید مبارک

اب کے عید پر ماں تم سے  
دور تھا تو

بہت ترپا بہت رو دیا میں

ماں پتہ ہے کیوں

کیوں کہ مجھے تیری وہ پیار بھری

باتیں بہت یاد آتی



تیرے ہاتھ کی بنی وہ سونیاں

بہت یاد آئیں

جب تم مجھے نہلا کر

صاف تھرے کپڑے پہنا کر

ماتھا پوم کر چند روپے دیتی

تو میرے بچپن کی تمام کی پوری ہو جاتی

جب عید پڑھ کر تجھے عید مبارک کہتا

تو ماں مجھے ڈھیروں دعا میں دیتی کہتی

میرے ال چو ہزاروں سال

اب کے عید پر ماں تو دور تھی تو

ایسا لگا جیسے سب کچھ گھو گیا ہو

کوئی عید مبارک کہتا تو تیری یاد آتی

کوئی گئے لگتا تو تیری پاری بھری گود

یاد آ جاتی

حیری یاد میں عید پر بہت رویا

تو ہوانے میرے کان میں سرگوشی کی!

تیری ماں نے تجھے ڈھیروں دعا میں

ڈھیروں پیارا اور ڈھیروں دفعہ

عید مبارک تیری ہی ہے

میں بھی بے اختیار پکارا تھا

ماں خیر مبارک

**زاهد اقبال، کرم سر سمندری**

میں نے نہیں آج تک سنایا یہ آج تک افسانہ

کیسے ہوا میں پاگل کیسے ہوا میں دیوانہ

اہل جہاں کو کیسے اس کی خبر ملی تھی

جتنا رہا میں خود ہی بن کر تیرا نشانہ

انکار کر کے تو بھی انجان بن نہ جاناں

سیکھا ہے میں نے تجھ سے غم کو گلے لگاناں

عادی ہیں صبر کہ ہم پیکر وفا ہیں

خاموش ہی رہیں کہ کرے گا کیا زمانہ

سی لیں گے ہونٹ اپنے محرمیوں پہ اپنی

اندر سے جلتے رہتا دستور ہے پرانا

آکاش کی فضا میں زندہ رہیں گی ہر دم

ہم سے مگر خدارا ایسی نظریں نہ چراناں

**ایم ارشد، تھانہ احمد یار**

میں ہجر کے عذاب سے انجان بھی نہ تھا

پر کیا ہو صبح تنگ جان بھی نہ تھا

گھر آنے میں میرے تجھے جتنی جھجک رہی

اس درجہ تو میں سرو سامان بھی نہ تھا

اتنا سمجھ چکا تھا میں اے کے مزاج کو

وہ جا رہا تھا اور میں حیران بھی نہ تھا

روتا رہا اگر تو میں مجبور تھا بہت

وہ رات کاٹنی کوئی آسان بھی نہ تھی

**ایم ارشد، تھانہ احمد یار**

**کرکٹ کی شوقین لڑکیوں کے نام**

کچھ حال کہو احوال کہو

کیا اور ہے دھندے ہیں

کچھ ہانڈی روٹی بھی یکسی یا

کرکٹ کے ہی پسندے ہیں

کچھ زرداری بھی یکسی یا

مچیر زکینے جاتی ہو

مشاہد پہ نئے لکھتی ہو

ثقلین پہ شعر بناتی ہو

جاتی ہو جن میں جب بھی تم

حال عجب کر دیتی ہو

عمران کی یاد میں کھو کر

چائے میں نمک بھر دیتی ہو

اکرم کے وکٹیں لینے پر تم

جھوم جھوم کے گاتی ہو

مشاہد کے آؤٹ ہو جانے پر تم

چپ چاپ ہو جاتی ہو

کیا حال تمہارا ایسا ہے یا

کچھ بدلی آئی ہے

## غزل

رویاں اکھیاں دا نقصان ہوندا ای

ساڑی یاد وچ نہ روئیں

اساں جا کے واپس نہیں آوناں

ساڑی راہ وچ نہ کل مٹلوئیں

جگہ اوتے میرا ناں لکھیا اے

نال دکھ دے چاناں دھوئیں

میرے سجاد دا وارث تو ویں

میری میت سے آن کھلوئیں

**سجاد پردیسی، راجہ پور**

## غزل

تصویر دی دے جا پروانیاں نوں

نے اکھیاں ویکھ نمردیاں راس

کھیتوں ویکھ ہو کے پیاں دل وں

وہ دیدار تے کردیاں راس

لوکی جناں کے سنگ دل دندھ

اے قصے تیرے پڑیاں رکن

اوہ سجاد رو رو انیاں ہو جا سن

اوہ کھساں نال ٹردیاں راس

**سجاد پردیسی، راجہ پور**

## نظم

سب کے چہرے کھلے ہیں

میرا دل مرجھایا ہے

ساوون برسا پونم رسی

میں جی بھر کے رویا ہوں

جس نے دیکھا پاگل سمجھا

یہ نہ سوچا جن نہیں ملا

یاد میں اس کی

رو لے آج تو ناصر

بھول گیا مجھ ناچیز کو

راہ میں جانے کس

نہ روک لیا سا جن کو

**ناصر پردیسی، راجہ پور**

## غزل

نہ کوئی امنک ہے نہ کوئی ترنگ ہے

میری زندگی ہے کیا ایک کٹی پتنگ ہے

اکاش پہ گری میں ایک بار کٹ کے ایسے

بل رہا ہوں اکیلا نہ کسی کا سنگ ہے

سپنوں کے دیوتا تجھے میں کیا ہر بند

پت جھڑ کاہوں میں تو کیا

یہی میری غزل ہے یہی میرا رنگ ہے

میری زندگی ہے کیا کٹی ہوئی پتنگ ہے

**ناصر پردیسی، راجہ پور**

## سجن بے وفا

نکال لے میرا خون جگر کا

خط اپنے سجن کو لکھ لے

میں نے عاشقوں کی طرح روتا ہے

تو میرے صبر کو آج آزما لے

اک دن اس بھولے نے ٹوٹا ہے

بتنا دل کرتا ہے اے جھالے

جس بن فرازی سجن تم کو چھوڑ دے

تم پردیسی سے کہنا اپنے سینے سے لگالے

**ناصر پردیسی، راجہ پور**

## تلاش



## زندگی کیا ہے

ایک سانس کا نام جس سے یہ  
زندگی قائم ہے  
ایک چراغِ حشر ہے جو کسی وقت بھی  
 بجھ سکتا ہے  
ایک خواہش ہے جو ختم نہیں ہوتی  
ایک شمع ہے جو ٹپکتے ہوئے آخر کار ختم ہوتی ہے  
ایک بلبل ہے جو لہر بھرا بھر کر ختم ہو جاتا ہے  
ناصر پردیسی، راجہ پور

## غزل

روح میں جلتی آگ بجھانے آئے ہیں  
پھر سے دل کا زخم دکھانے آئے ہیں  
جانے کب سے آوازیں کے سنگم پر  
ماضی کا اک گیت سنانے آئے ہیں  
وہ دیواریں آج بھی مجھ سے کہتی ہیں  
منزل منزل پھول کیوں بجھانے آئے ہیں  
دل کی سونی گلیوں میں تاریکی  
شاید پھر سے دور پرانے آئے ہیں  
جن کو ہم نے جاگتی آنکھوں دیکھا تھا  
وہ اپنا خواب سنانے آئے ہیں  
یہ آوازیں ماضی کی آواز ہیں  
ان پر پھر سے نقش بنانے آئے ہیں  
کمزور دل کو پھر سے کسی نے توڑا ہے  
شہر دل میں آگ لگانے آئے ہیں  
رات گئے یہ آوازیں کون دیتا ہے پردیسی  
شاید پھر سے نئے زمانے آئے ہیں  
میں تو ہر وقت تمہیں ڈھونڈتا ہوں آئینڈیل  
ہمیں بھی شاید پھر سے نئے ربانے آئے ہیں  
جلتی آنکھیں بجتے دل یہ کہتے ہیں  
پردیسی کو پرانا حساب دکھانے آئے ہیں

## غزل

یہ دشت بھر یہ وحشت یہ شام کے سائے  
خدا یہ وقت تیری آنکھ کو نہ دکھلائے

اسی کے نام سے لفظوں میں چاند اترے ہیں  
وہ ایک شخص کو دیکھوں تو آنکھ بھر آئے  
جو کھوپکے ہیں انہیں ڈھونڈتا تو ممکن ہے  
جو باپ سے ہیں انہیں کوئی س طرح لائے  
جو بے چراغ گھروں کو چراغ دیتا ہے  
اسے کہو کہ میرے شہر کی طرف آئے  
یہ اضطراب مسلسل عذاب ہے راہی  
میرا نہیں کسی اور ہی کا ہو جائے  
محمد بوٹا راہی، واں بھجراں

## غزل

اک کہانی سبھی نے سنا ہی تھی چاند خاموش تھا  
اس کی آواز کا منتظر تھا مگر چاند خاموش تھا  
کون تھا جس کی آہوں کے غم میں ہوا سرو تھی شہر کی  
کس کی دیران آنکھوں کا لے کے اثر چاند خاموش تھا  
اس سے مل کے میں یوں ناشی اور آواز میں قید تھا  
اک صدا تو ساتھ تھی ہم سفر چاند خاموش تھا  
کل کہیں پھر خدا کی زمین پر کوئی سا نہ ہو گیا  
میں نے کل رات جب بھی اٹھائی نظر چاند خاموش تھا  
محمد بوٹا راہی، واں بھجراں

## غزل

میں بچھا بچھا میں بھی دیکھی یہ حیاتِ تحت و تخت ہے  
میری پشیم تر میرا دل مریں کہ یہ لمحہ تخت ہے  
وہی دشت ہے وہی پیاس ہے وہی آس مجھ میں بہا رہی  
وہی موسمِ ستم خزاں وہی جسم و جان کا درخت ہے  
نہ توقعات شبِ طرب نہ امید صبحِ نسکوں مجھے  
کہ مٹا مٹا کہ کٹا کٹا کفِ دشت پر خطِ بخت ہے  
کوئی تھک بندھ ہے پاؤں میں کوئی روک لے میرا  
میرا دوسرہ کہ میں پس پڑا نہ سفر کا زاد نہ رخت ہے

## محرم کا مہینہ

محرم کا مہینہ جب بھی  
آتا ہے  
اپنے ماتھے ایک غم  
لے کر آتا ہے  
یہ محرم ہم کو کچھ  
 یاد دلاتا ہے  
آؤ سب دل  
حسینؑ کے غم  
کو پھرتے تازہ  
کریں  
غازی کے علم کو  
بھرتے اٹھائیں  
اب تو بس یہی  
دعا ہے  
ہر سال غمِ حسن  
ہم سب دل کر  
مٹائیں

مصدق ریاض مصدق، ڈنگہ

## نیاسال

پچھلے کچھ سال ہمارے لیے  
بہت سے غم لے کر آئے  
اب سب دل لریہ دما رہ  
کہ اب بے نیاسال ہمارے  
لے بہت سی خوشیاں  
لے کر آئے  
اب سب دل خوشیوں میں



مسکرائیں

اور ہر طرف خوشیاں ہی  
خوشیاں ہوں  
یہ دعا کرو

مصدق ریاض مصدق، ڈنگہ

## سال کی آخری رات

آج سال کی آخری رات ہے  
میں آخری رات کو  
دیکھے ہوئے سوچ رہا ہوں  
کہ کل کا سورج  
نیا سال کا پیغام  
لے کر آئے گا

اور میں اداس ہوں  
کیونکہ میں تنہا ہوں  
کوئی میرے ساتھ نہیں  
جو میرے ساتھ خوشیاں  
بانٹے  
بس میری یہ دعا ہے  
کہ کوئی کسی سے  
بھی جدا نہ ہو اور  
ہر لمحے ساتھ رہے

مصدق اینڈ شکیل، ڈنگہ

## غزل

تم چہرے پر نہ نقاب کیا رو  
ہم کو تنہائی کا نہ غراب دیا رو  
یوں روئے سرہ جانا ٹھیک نہیں  
میرے دل کو نہ بیتاب دیا رو  
مصدق ریاض مصدق، ڈنگہ

## غزل

اپنے احساس سے بھوک کر مجھے صندل کر دو  
میں کے صدیوں سے افسورا ہوں ملل کر دو  
نہ تمہیں ہوش رب نہ مجھے ہوش رہے این  
اس قدر وٹ کر چاہو مجھے پگل کر دو  
تم بھیلی کو میرے پیار کی مہندی سے رنگو  
اپنی آنکھوں میں میرے پیار کا کابل کر دو  
مسئلہ ہوں تو نکائیں نہ چراؤ مجھ سے این  
اپنی چاہت سے توجہ سے مل کر دو  
اپنے غم سے جو ہر وقت میرے ساتھ رہے  
نادید اک احسان کرو اس کو مسلسل کر دو  
این رائند محمود، دولتانہ

## کاش ایسا ہوتا

کوئی نہ  
پلٹ  
نہ نہیں  
آتی  
سوا  
موسوں  
کاش تم  
بھی نوم  
ہوتے

فرحت اینڈ حسن عزیز، چیلیانوالہ

## نظم

کبھی ایسا نہ  
تمہیں نہ رہے وقت کی کوئی بات  
یاد آتے وہ لمحات یاد آئیں  
تم خواہے تو نہ رہو گلو

اور میری طرح آنکھیں بھگولو  
تو آنے والے اس لمحے کی قسم  
سب ضدیں چھوڑ کر  
خود سری توڑ کر  
میری طرف لوٹ آنا  
کہ میں بھی انا توڑ کر  
تیری کیفیت میں  
تجھے ڈھونڈتا رہوں گا

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

## ورثہ

بنیاں بھی تو ماؤں جیسی ہوتی ہے  
ضبط کے زرد آنچل میں اپنے سارے  
درد چھپا کے روتے روتے ہنس دیتی تھی  
بٹے بٹے دل ہی دل میں رو لیتی ہے  
خوشی کی خواہش کرتے کرتے  
خواب اور خاک میں اٹ جاتے ہیں  
سو حصوں میں بٹ جاتے ہیں  
گھر کے دروازے پر بیٹھی امیدوں  
کے ریشم سننے پر ساری عمر گنوا دیتی ہے  
جو گئے دنوں کی خوش فہمی پہ ہنس دیتی ہے  
اب تو خود بھی عمر کو گرہ لگا دیواروں سے  
ٹیک لگائے فصل خوشی کی بونتی ہے  
اور خوش فہمی کاٹ رہی ہے جانے  
کیسی رسم سے یہ بھی ماں کیوں بنی  
کو دور سے میں اپنا مقدر دے دیتی ہے  
ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

## خواہش

تم اپنے سر پر پڑتے ہاتھ  
میری تربت پر رکھو گے

میرے کتبے پر اپنا زرد  
ماٹھا نکاؤں گے میری قبر کی  
گلی مٹی کو اٹھاؤ گے  
انہیں دونوں مٹیوں میں  
بھراؤ گے تو رودو گے  
میرے لیے یہ بہت ہوگا  
تمہارا یہ روپ دیکھنے کے لئے  
اب مرجانے کو جی چاہتا ہے  
ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

## ”بس اتنا ساق“

تیرا آج اور کل  
تیرا ہر اک پل  
تیرا وصل، اسے مبارک  
مجھے تریتوں سے بھلا کیا لیتا  
خوشیوں میں میرا بھلا کیا حصہ؟  
بس اتنا کرنا  
دکھ کے زرد لہجوں میں  
مجھے دھیان لے آنا  
جان لینا کہ درد کے ان لہجوں میں  
میں بھی بے حال ہوں گا  
سرحد سے میں رکھے  
تیرے جسے کے دکھ  
اپنے دامن میں بھر جاؤں گا  
دماغوں کا  
اتنا تو کر سکتا ہوں ناں  
اتنا ماحق تو دو گے؟؟؟

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

## نظم

میں شاید بہت زیادہ ہی نہ سکوں  
لیکن اک اثنا چھوڑ پلا ہوں



یہ میرے کچھ لفظ ہے  
یہ تیرا دل پکھلا نہ سکے  
ہاں تجھ کو دور جانے میں  
پیش پیش تھے  
یہی الفاظ میں ایک جگہ جن کے  
اب جانے لگا ہوں  
میری آنکھیں بند کر لینے پر  
مت رونا، ہاں، ان کو پڑھ کر  
ایک دفعہ، بس ایک دفعہ  
اپنی پلکیں ہٹھکھکیا  
میں سمجھوں گا  
الفاظ اثر کرتے ہیں

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

”سنو“

پھڑکنے کے بعد  
میں سوچتا تھا  
کبھی تو تمہیں  
میری وفا میں یاد آئیں گی  
کبھی تو میری  
ردنی آنکھیں کبھی تو  
میرا بھیکا ہوا لب  
تمہیں اپنی طرف  
کھینچنے کا کبھی تو  
تم میرے لیے ڈھیر سارے  
گلاب لاؤ گے  
اور میری گود میں  
رکھو گے اور کہو گے  
”سنو“  
میں لوٹ آئی ہوں  
آخری بار مجھے  
معاف کر دو

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

## غزل

تجھے کیا خبر میرے بے خبر میرا سلسلہ کوئی اور ہے  
جو بھی کو مجھ سے مبہم کرے وہ گرین پا کوئی اور ہے  
میرے موسموں کے بھی طور تھے میرے برگ وباری اور تھے  
مگر اب روش ہے الگ کوئی اب ہوا کوئی اور ہے  
یہ ہی قرار شہر ہے تو دل شکستہ کی خیر ہو  
میری آس ہے کسی اور سے مجھے پوچھتا کوئی اور ہے  
یہ وہ ماجرائے فراق ہے جو محبتوں پر نہ مکمل سکا  
کہ محبتوں کے ہی درمیاں سب جفا کوئی اور ہے  
ہیں محبتوں کی امانتیں یہی بھرتیں یہی قربتیں  
دے بام و در کسی اور نے تو رہا بسا کوئی اور ہے  
یہ راہی شام سپردگی کی اداس اداس سی روشنی  
یہ کنار گل ذرا دیکھنا یہ تہی ہو یا کوئی اور ہے  
محمد بونا راہی، وان بھجراں

## نظم

اے اس بات کا پتا نہیں  
ہم جب بھی سفر پر نکلتے ہیں  
بارش ہمارے ساتھ ہو لیتی ہے  
اک تیرے شخص کی طرح  
اس لیے لہجے میں چھپی ہلکی سی  
خفگی میں پر مسکرائے بنانہ رنگی  
مجھے احساس ہے  
کہ کبھی کبھی  
اس کے کسی سوال کا جواب  
میں بارش کو دے دیتی ہوں  
مگر اے اس بات کا پتا نہیں  
کہ جس میں بھری دنیا میں ہم رہتے ہیں  
وہاں بارش ہی ہماری دوست ہو سکتی ہے

محمد بونا راہی، وان بھجراں

## غزلیات

### غزل

چاہتوں کا آج تک میں نے صلہ پایا نہیں  
کیوں پریشان ہو کسی نے پوچھا ہی نہیں  
دھڑکنوں کے دھڑکا نام جس کا ہر گھڑی  
کہ آج محسوس ہوتا ہے وہ میرا نہیں  
وقت ہی کرے گا اب فیصلہ اس بات کا  
تو مجھے سمجھا نہیں یا میں تجھے سمجھا نہیں  
اس طرف تو بادلوں کے کارواں پر اس طرف  
دھوپ میں چلتے لہروں میں ایک بھی ٹکڑا نہیں  
چیر کر دل بھی دکھانے سے اسے کیا فائدہ  
میرے جذبات کو دانش جو آج تک سمجھا نہیں  
احسان دانش۔ کھوٹہ

### نظم

ایسا لگتا ہے تم سے دور بندگی ہے خوابوں کی  
شاید خوابوں جیسا ہے  
میرا رشتہ تم سے کیسا ہے  
شاید گہرے سمندر جیسا ہے  
یا سیلاب میں بند مونی جیسا ہے  
میرا رشتہ تم سے کیسا ہے  
بہاروں میں خوبصورت پھولوں کے موسم  
جیسا  
یا گلابی لہجوں کی دلفریب باتوں جیسا ہے  
شاید حسین تالاب میں کنول جیسا ہے  
پھر میرا رشتہ تم سے کیسا ہے  
طلعت محمود کیانی۔ راولپنڈی

## مزاہیہ غزل

خونفاک ہے ہر دن ہر رات ہے خونفاک  
چہرہ نہیں اس کی ہے چال خونفاک  
پرانا بھی تھا اور وہ چپل بھی نرم تھا  
لیکن جو نیا سینڈل ہے اس کا خونفاک  
بانہوں میں قہار لینا کیا بات ہے اس کی  
غصے میں جو تھپڑ ہے اس کا ہے خونفاک  
ماں تو بچاری اس کی ہے مہرباں مجھ پر  
بوڑھا اس کا جو باپ ہے وہ ہے خونفاک  
چوکیدار تو ان کے گھر میں نہیں مگر  
کالا جو ان کا کتا ہے وہ ہے خونفاک  
جرم تو میں نے بھی کئے آج تک ہیں کئی  
لیکن وہ اس دور کی مجرم ہے خونفاک  
آج اس کے سینڈل کی ٹھکی مار خونفاک  
وہ اگر بلوچ چڑیل ہے کہلاتی  
تو میں بھی چچھانہ چھوڑنے والا ہوں بھوت خونفاک  
بھار عاربانی بلوچ۔ گھوٹکی

### غزل

تم نے خوب مسرت سے عید منائی ہو گی  
نازک سی کلائی چوڑیوں سے سجائی ہو گی  
نازک لبوں کو گلاب کیا ہو گا  
نرم ہاتھوں میں مہندی بھی لگائی ہو گی  
ستارے بھی ٹانگے ہوں گے تم نے مانگ میں اپنی  
بڑی چاہت سے عید کا جوڑا پہنا ہو گا  
آنکھوں میں کاجل بھی لگایا ہو گا  
کوئی تمہیں اس سے بھی زیادہ چاہتا ہے  
کوئی تمہیں اس بھی مانگتا ہے

خونفاک 185 فروری 2013

خونفاک 184 فروری 2013



## غزل

وہ اک لڑکی پھول کے جیسی  
وہ اک لڑکی پھول کے جیسی  
اکثر دل دے جاتے ہیں  
اس کو کئی دل والے  
جب وہ اپنی آنکھوں میں  
وہ سندریہ کا جل ڈالے  
اور میں تم کو کیا بتاؤں  
اس کی آنکھیں جمیل کے جیسی  
وہ اک لڑکی پھول کے جیسی  
رنگت اس کی گوری گوری  
لب پر ہر وقت جو سوری سوری  
چہرے پر اس کے ایس  
رہتی ہے ہر وقت ہنسی  
وہ اک لڑکی پھول کے جیسی  
محمد سلیم خان۔ تونسہ شریف

## غزل

چاہت دلیں سے آنے والے  
یہ تو بتاؤ صنم کیسے ہیں  
دل والوں کی کیا حالت ہے  
پیار کے موسم کیسے ہیں  
کیا اب بھی کوئی باتوں باتوں میں  
روتا ہے ہنس دیتا ہے  
اس راہ کی خوشیاں کیسی ہیں  
ان گلیوں کے غم کیسے ہیں  
کیا اس نے ہمارا نام لیا

کیا اس نے ہمیں کبھی یاد کیا  
کیا اس نے کبھی تجھ سے پوچھا  
کس حال میں ہیں ہم کیسے ہیں  
جگنو شبنم تارے بن کر  
میرے آنسو ڈھونڈ رہے ہیں  
آنے والے تو ہی بتا  
میرے ہدم کیسے ہیں  
چاہت دلیں سے آنے والے  
یہ تو بتاؤ صنم کیسے ہیں  
محمد سجاد ہرنس۔ پاکستان

## غزل

ہیں یاد سب ذرا ذرا وہ شوخیاں وہ شرارتیں  
بتا وقت بھی نہ مٹا سکا تیری بے رخی میری چاہتیں  
اس زندگی کی راہ میں وقت وہ بھی بڑا عجیب تھا  
تیرے ساتھ کی خواہش میں تیں دن رات میری ریاضتیں  
تیری یاد کی گھنی چھاؤں میں جہاں بچھڑے تھے ان راہوں میں  
مت پوچھ کیسے رلاتی ہیں تیری یاد کی وہ قیامتیں  
لگا جب سکون تو ہوں سوچتا وہ قصہ تیرے پیار کا  
عجیب تھا تب وہ حال دل عجیب تھیں وہ راتیں  
ہر سانس میں چھپی ہے کٹھن یہ روز و شب میں بڑے کٹھن  
قصہ بڑا ہے مختصر پر بھلا نہ سکا جدائی کی وہ ساعتیں  
ثاقب کر گئیں تمہیں جی دلاں راہ عشق کی سختیاں  
پھر جب ٹکر ٹکر تو پتہ چلا ہیں کچھ نہیں یہ محبتیں  
ثاقب بشیر۔ لاہور

## جو پچھڑ گئے

میں نے اپنا دکھ جوسنا  
درختوں کے پتے

سمٹ گئے

نہنوں نے اک دوپے کے کندھوں پر  
سر رکھ کر آہیں بھریں

کون نے

پچھڑے باسیوں کے گیت سنائے

پگڈنڈیاں یوں دوڑیں جیسے

پچھڑے ابھی مل جائیں گے

مگر مجھے معلوم ہے کہ

پچھڑے کبھی نہیں ملتے

ثاقب بشیر

## تنہائی

میں اور میری تنہائی  
دل میرا خوش ہے  
آنکھیں میری روشن ہیں  
تیری اس جدائی سے  
میں خوش ہوں  
تیری جدائی سے

مجھے مجب سرد آتا ہے

جب میرا دل تیری

یادوں کے سمندر میں

ڈوب جاتا ہے

میں جدائی میں رہتا ہوں

میں وصال سے ڈرتا ہوں

ہوتی ہے رسوائی

جدائی میں بھرم ہے

میری محبت کا

میں اور میری تنہائی

محمد صمد ساحر

## چاہت

تیری چاہت کے وہ دن ہیں

اب تک نہ بھولا ہوں

وہ تیرا ہنس کے مجھ سے باتیں کرنا

گھنٹوں میرا انتظار کرنا

ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر خیرے ساتھ چلنا

کبھی روٹھ جانا بھی مجھ کو مٹانا

کبھی غصے میں پتھر مارنا

کبھی پیار سے پھول دینا

وعدہ کر کے بھول جانا

پھر پشیمان ہونا

پھر مجھ کو ہنسا دینا

انظر اب کو مٹا دینا

خوشی سے اشک بہا دینا

میں نہیں بھولا

تیری چاہت کے وہ دن

طلعت محمود کیانی۔ راولپنڈی

## غزل

محبت یہ نہیں نظریں ملانا مسکرا دینا  
محبت ہے کسی کا بن کے رہنا یا بنا لینا  
محبت زندگی کے ساز کا نغمہ سہانا ہے  
محبت دو دلوں کا ایک دھڑکن میں سنانا ہے  
محبت میں مزا قربانیاں دینے سے ملتا ہے  
رضائے یار پر سب کچھ فدا کرنے سے ملتا ہے  
محبت وہ ہے جس میں پاکبازی ہو صداقت ہو  
دلوں میں ہو وفا داری ہمیشہ کی رفاقت ہو  
محبت نہ وہ دولت جس سے ہر اک دل میں راحت



ہے خریدی جا نہیں سکتی یہ ایک ایسی دولت ہے  
محبت تو خدا کا نور ہے پاکیزہ رہتا ہے  
یہ وہ انمول سودا ہے جو جان دے کر بھی سستا ہے  
محبت روح کی خوراک ہے مٹھی عبادت ہے  
محبت پاک سچی ہو تو اللہ کی نعمت ہے  
**طلعت محمود کیانی۔ راولپنڈی**

## ٹوٹا پھول

ارے بنا، آج اسکول  
تو کیا ہوا اس  
مگر بیٹا تیرا روزہ  
اور تھک جائے گا تو

پھر ای  
ٹیچر جی کہتے ہیں  
جو بھاگ دوڑ کرتے ہیں  
اور تھکتے ہیں  
وہ مٹھی نیند سوتے ہیں  
ٹھیک ہے وہ بیٹھے مگر  
کیا گمراہی  
اسکول سے آکر  
میں بھی مٹھی  
نیند سوؤں گا  
بائے می  
بائے بیٹا

**محمد عباس راحت۔ اوٹھل**

## غزل

چشم بد جانے کس کی اس چمن کو کھا گئی  
جتنے تالے لگ جانے نہیں  
اوتھے جالے لگ جانے نہیں  
”بے تک گل اپن توڑی“

پاک سر زمین ہماری زلزلے کی زد میں آگئی  
لقمہ اجل ہو گئے ہزاروں جوان اور بھینیں  
دقتا موت کی معصوم بچوں پر چھا گئی  
گاؤں الٹ گئے اجڑ گئے شہر بھی  
تھی قیامت کوئی جو بستیوں کو مٹا گئی  
غلط سے کم نہیں تھا کچھ میرا کشمیر  
بدستی وہاں بھی تباہی مچا گئی  
روتا ہے دل لبو کے آنسو روزانہ  
زلزلے کی خبر روح کو بھی بلا گئی  
امتحان ہے یہ قدرت کا اہل پاک پر  
راحت دل سے کب مگر خوف کی فضا گئی  
**محمد عباس راحت۔ اوٹھل**

## غزل

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو میں مر جاؤں گا  
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا  
تیرا در چھوڑ کر میں اور کدھر جاؤں گا  
گھر میں گھر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا  
تیرے پہلو سے جو اشوں کا مشکل ہے یہ  
صرف ایک شخص کو پاؤں گا جدھر جاؤں گا  
تیرا ایمان وفا راہ بن جاؤں گا  
زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں حسن  
بجھ جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا آصف  
**حسن آصف۔ خانسیلہ**

## غزل

جتنے تالے لگ جانے نہیں  
اوتھے جالے لگ جانے نہیں  
”بے تک گل اپن توڑی“

مرچ مثالے لگ جانے نہیں  
کند اک کرے پلستر  
کئی گرمالے لگ جانے نہیں  
شہزاد ادھر ادھر تنکیاں  
روگ زالے لگ جانے نہیں  
**ایم شہزاد۔ چمنی جرائن دی**

## غزل

بھلا نہ سکو گی مجھے بھول کر تم میں اکثر تمہیں یاد آتا رہوں گا  
کبھی خواب بن کر کبھی یاد بن کر میں نیند میں چراتا رہوں گا  
کبھی جی رہا ہوں کبھی مر رہا ہوں مجھے بتا کہ میں کیا کروں  
بھلا نہ سکو گی مجھے بھول کر تم میں اکثر تمہیں یاد آتا رہوں گا  
ستائے گی جب تمہیں بے قراری تمہیں یاد آئے محبت ہماری  
سنو گئے کہیں جو محبت کی باتیں تمہیں یاد آئیں گی وہ دن وہ راتیں  
گزرا ہوی ہو تم نے ہاتھوں میں میرے سب یاد رکھ لو تارہوں کا  
بھلا نہ سکو گی مجھے بھول کر تم میں اکثر تمہیں یاد آتا رہوں گا  
**محمد بخش گمایل۔ جعفر آباد**

## غزل

اپنے ہاتھوں سے کہیں میرا نام لکھ دینا  
گم دعا مت مانگنا صرف دعا لکھ دینا  
اس قدر زمانے نے کر دیا بدنام مجھ کو  
زندہ ہوں تو جینے کی سزا لکھ دینا  
میں روٹھے ہوئے یار کو مناؤں کیسے  
روٹھے والے ہی میری خطا لکھ دینا  
جدا ہو کے تجھ سے جی لوں گا شائستہ گل  
ان مٹلی انگلیوں سے اپنی اک ادا لکھ دینا  
بنا کے مجھ کو قیدی دیوانہ چھوڑ جا رہی ہوں کیوں  
کیسے کی تھی پیار کی ابتداء لکھ دینا

دنیا کی ظالم رئیس نہ ملے دیں گی تجھ سے  
اپنی محبت کی برس یہی انتہاء لکھ دینا  
وقت اور موسم تو آتے جاتے ہیں مگر  
ہوئی فضاء کیسے خوشنما لکھ دینا  
اگر تیری نظروں میں غلط ہے الطاف  
تم اپنی طرف سے کوئی گلہ لکھ دینا  
**الطاف راجہ پردیسی۔ ڈیرہ اللہ یار**

## غزل

کہہ دے کوئی جاتی ہوئی ہواؤں کو  
پہنچا دیں پیغام ہمارا بھی حسیناؤں کو  
ہم متولی ہیں اک مٹھے بول کے  
توڑ دو اپنی جھوٹی اناؤں کو  
خدا آگ لگا دے ان کی سنگ دلیوں کو  
جو قبول نہ کریں افتخار کی معصوم وفاؤں کو  
اذیت پہنچے جس سے کسی کے ارمانوں کو  
چھوڑ دو اپنی ان ظالم اداؤں کو  
کاش سن سکیں ایسے وہ دل کی آواز کو  
ہم پھر بھی پیغام وفا دیتے ہیں بے وفاؤں کو  
**افتخار علی جمالی۔ ڈیرہ اللہ یار**

## غزل

ایک بھتے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا  
محبت کی ہے میں نے محبت کی مجھے سزا مت دینا  
زخم اتنے لے ہیں زمانے سے مجھے  
زخموں کی مجھے دوا مت دینا  
جی کر کیا کرتا ہے جینے کی مجھے دعا مت دینا  
ایک بھتے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا  
محبت کی ہے میں نے محبت کی مجھے سزا مت دینا



مد ہوش کی خوشبو

ایسے میں مجھے

پچھڑے دوست

بہت یاد آتے ہیں

یہاں بہت یاد آتے ہیں

ناصر پریدیسی، راجہ پور

## غزل

دعا کرنا میرے دوست ملیں عید کے دن  
میں بھی خوش ہوں وہ بھی عید کے دن  
وہ گلے مل کے میرے دل کی پیاس مٹائیں  
قدم قدم میرے ساتھ چلیں عید کے دن  
حضرت تو بہت ہے تم میرے ساتھ رہو  
راضی ہو جانا مرنے میرے عید کے دن  
تمہارے بغیر میری عید کیا عید ہوگی  
اگر تم نہ گئے گئے میرے عید کے دن

ناصر پریدیسی، راجہ پور

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

## محبت کا چہرہ

وہ میری محبت کا خوبصورت چہرہ تھا جس نے  
ہمیشہ کے لئے پچھڑے ہوئے کہا تھا مجھے خاموشیوں  
میں آواز دیتا مجھے گلاب کے پھولوں میں تلاش کرنا  
کل میں نے غروب ہوتے ہوئے سورج سے کہا کہ  
وہ میری محبت کو دہاں تلاش کرتے جہاں سے وہ  
طلوع ہو رہا ہے میں نے زرد پتی اڑتی ہوئی ہوا سے  
کہا کہ کسی زرد پتے پر میری محبت کا نام لکھا ہو تو وہ  
زرد پتا مجھے لادے ہوا زرد پتوں کو اڑتی ہوئی چلی  
گئی۔ میری گلی سے موہیے کے پھول کی خوشبو نہیں  
گزرتی میں کس سے اپنی گمشدہ محبت کا پتا معلوم  
کردوں۔

ایس احسان علی قریشی۔ کھاریاں

## غزل

آج پھر آنکھوں سے بے موسم کی برساتیں ہوئیں  
دیر تک تیری سہیلی سے تیری باتیں ہوئیں  
دو گھڑی میں چھب دکھا کر چاند سورج بچھ گئے  
کتنے بے تئیر میرے دن میری راتیں ہوئیں  
بے بسی کے موڑ پر آنسو طے آئیں ملیں  
تم سے جب پچھڑے تو کس کس سے ملاقاتیں ہوئیں  
سوچنا تم بھی کہ اس چاہت کے الجھے کھیل میں  
جیتنے کے شوق میں تم کو بھی کچھ باتیں ہوئیں  
وصل کا لمحہ خوشی کا بل ونا کی چاشنی  
کس کی قسمت میں یہ راہی سکھ کی سوغاتیں ہوئیں

محمد بوناراہی، وان بچھراں

## ملو گے

بیٹا تھا کھیت کھلیا توں

میں اور ہرے ہرے

میدانوں کی لکیر کی

ٹھنڈی چھاؤں میں

سوچوں میں خیالوں میں

پچھڑے دوستوں کی

گم تھا ان کی یادوں میں

چونکا دیا ان ہواؤں نے

پھر کب ملو گے

ناصر پریدیسی، راجہ پور

## نظم

نیلے آسمان پر سفید

بادل ہیں

میرے پاس کھیت ہیں

اور کھیتوں کی نیم

## غزل

منسوب تھے جو قصے ہمارے ساتھ  
جو خواب دیکھے تھے اکثر تو نے ہمارے ساتھ  
اک بل میں چمکا چور ہو گئے وہ سارے  
دیکھے تھے مستقبل کے لئے جو تو نے ہمارے ساتھ  
وہ راستے بھی شاید کھو سے گئے ہیں  
طے کئے تھے جوں کے تو نے ہمارے ساتھ  
وہ راتیں شاید پھر نہ آئیں کبھی دوبارہ  
پاس تھیں سزاریں جو تو نے ہمارے ساتھ  
مانگنا ہوں جواب تجھ سے اے جہاں  
کیا کیا تم نہ کئے تو نے ہمارے ساتھ

ابن رفیق

## غزل

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو  
میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو  
نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے  
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو  
تم ہتھیلی کو میرے پیار کی مہندی سے رنگو  
اپنی آنکھوں میں مرے نام کا کاجل کر دو  
اس کے سائے میں میرے خواب اٹھیں گے  
میرے چہرے پہ مہکتا ہوا آئینل کر دو  
دھوپ ہی دھوپ ہوں میں ٹوٹ کے برسوجھ پر  
میں تو صحرا ہوں مجھے پیار کا بادل کر دو

ڈاکٹر علی جان بروہی۔ سانگھڑ

ایک بجھے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا  
آشیانہ جل جانے کا تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گے  
ایک بجھے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا  
محبت کی ہے میں نے محبت کی مجھے سزا مت دینا  
محمد کاشف۔ گوجرانوالہ

## غزل

نہ دل سے نہ خیال سے  
نہ حسن والوں کی چال سے  
ہو جاتا ہے کام میرا  
بس ایک ہی کمال سے  
نظر نظر سے دیکھ کر مسکراتا ہوں ذرا  
بات نہ بنے اگر تو ملتا ہوں دلال سے  
کچھ مغرور ہوتے ہیں دل نہ چھوڑنا احسان  
ہو رہا ہوں میں ذلیل پورے ایک سال سے  
احسان اللہ۔ علی پور چٹھہ

## غزل

آہٹ آہٹ انتظار کر کے دیکھنا  
کبھی کسی سے پیار کر کے دیکھنا  
ٹوٹے ہیں خون کے رشتے  
غلطیاں دو چار کر کے دیکھنا  
اگر زندگی کا فلسفہ سمجھنا ہو  
بارش میں کبھی دیوار کر کے دیکھنا  
کئی جنم بیت جائیں گے طلحہ  
کبھی محبت شمار کر کے دیکھنا

حافظ طلحہ اسحاق

خوفنا 190 فروری 2013

خوفنا 191 فروری 2013



## غزل

زمانہ کچھ بھی کہے ہم تیری بات کرتے ہیں  
تیری یاد کے سہارے بسر ہر رات کرتے ہیں  
چلو آج ہم دل سے ملاقات کرتے ہیں  
ہم انگلوں سے زمین دل پہ برسات کرتے ہیں  
تیری جیت کی خوشی میں اتنی مات کرتے ہیں  
آؤ یہ زندگی بھی تجھیں خیرات کرتے ہیں  
زمانہ بولتا ہے بری بات ہم کو مگر  
ہم دل کی گہرائی سے تمہیں پیار کرتے ہیں

شکیل احمد کراچی

## نظم

چلو تم کو بتاتے ہیں  
کرم کو دیکھ کر دل نے  
کہا تم رستہ جاں سے بھی بڑھ کر ہو  
دعا کی سرحدوں پر  
جو ادھوری ہے میری ایسی تمنا ہو  
میرے دل کا مقدر ہو  
کہ تم اس روشنی بن کر شفاء لے کر  
کبھی دستِ سبھا کی نرج  
اترے ہوئے ہر زخمِ دل پر ہو  
چلو تم کو بتاتے ہیں  
کہ تم ایمان تارا ہو  
سراے دیر میں اندیشہ زندگانی میں  
تم ہی دل کا سہارا ہو  
جو روح کے آسمان پہ جگہ گایا ہے محبت سے  
سہانی شام کی چاہتوں کا پہلا تارہ ہو  
وفا کا اشارہ ہو

تمہارے قرب کی خوشبو سے پتھر کی طرح ہم نے  
سنگت دھوپ میں پھیلا پانا ہے

تمہارے پیار کے رنگین کنول ٹھنڈی ہوا سے  
سر سراتے ہیں  
ہم ساوٹن میں بھیجے پڑوں کو چھو لیں تو  
تمہارے لمس کے لمحے جگمگاتے ہیں  
چلو تم کو بتاتے ہیں

کہ ہم نے زندگی کے سب ورق لے کر  
سب ہی سطروں میں لکھ لی ہے تمام کو پانے کی  
زمانہ بھر میں شاید کا جب تقدیر کے ہاتھوں  
میرے دل نے لکھ لی ہے تمہاری چاہ کی خواہش  
تمہاری آرزوؤں کا جو اک ادراک ہے مجھ میں  
فاکرہ کسی میں ہو نہیں سکتا  
تمہاری مسکراہٹ کا اک ارمان ہے مجھ میں  
فاخرہ کسی میں ہو نہیں سکتا  
چلو تم کو بتاتے ہیں  
چلو تم کو بتاتے ہیں

یاور سید فاخرہ - راولپنڈی

## یادِ سید

میرے دل کے - بندر میں  
میرے جذبوں کی شوریدہ لہروں پر  
میرے احساس کی ہواؤں کے دوش پر  
بے پتوار  
فاخرہ تیری یاد کی کشتی  
یونہی رواں دواں ہے  
ایک روز اسے  
کنارہ مل ہی جائے گا  
تیری ذات کے  
ساحل کا  
سہارا مل ہی جائے گا۔

یاور سید فاخرہ - راولپنڈی

## پھول اور گلیاں

### اتوال زریں

• اگر دکھوں کا دریا عبور کرنا چاہے ہو تو آنسوؤں کو جذب کرنے کا طریقہ اپناؤ۔  
• انسانیت کا ثبوت دینے کے لئے انسان کو محبت کرنی پڑتی ہے۔  
• اگر روزی کا انھار عقل پر ہوتا تو نادان سے بڑھ کر کوئی اور مفلس اور قلاش نہ ہوتا۔  
• بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے دل میں اثر کر اس کے دکھ کا اندازہ کر سکے۔  
• اپنے دل سے دوستی کا صلہ پوچھو کیونکہ یہ واحد گواہ ہے جو رشوت نہیں لیتا۔  
• کسی کو پانے کی تمنا مت کرو بلکہ اپنے آپ کو اس قابل بناؤ کہ دنیا والے تمھ کو پانے کی تمنا کریں اور تم کو ڈھونڈتے پھریں۔  
• کئی پھولوں کی جوانی ان دیکھی رہ جاتی ہے اور ان کی خوشبو صحرا کی ہواؤں میں ضائع ہو جاتی ہے۔  
• جو لوگ تعریف کے بھوکے ہوتے ہیں وہ باصلاحیت نہیں ہوتے۔  
• اگر وفا کا درس لینا ہو تو پھول سے لو جو پودے سے جدا ہوتے ہی مر جھاجاتا ہے۔  
• بڑھاپا زندگی کی مسرتوں کو کم اور زندگی کی ہوس کو زیادہ کر دیتا ہے۔  
• دوست بنانے سے پہلے دل میں قبرستان بنا لو تاکہ اس کی برائیاں اس میں دفن کر سکو۔  
• عملِ علم کو آواز دیتا ہے پس اگر وہ جواب دے تو غمخیز جاتا ہے۔  
• کوئی کمزور شخص تمہاری بے عزتی کرے تو اسے بخش دو، اس لئے کہ بہادر دن کا کام معاف کرتا ہے۔  
• کسی کو نصیحت نہ کرو کیوں کہ بے وفائے سنتا نہیں اور عقلمند کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆.....مہر و سلیم قادری - کراچی

### عظیم لوگوں کی عظیم باتیں

• حد کرنے والا موت سے پہلے مر جاتا ہے۔ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)  
• گناہ کسی نہ کسی صورت دل کو بے چین رکھتا ہے۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)  
• اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت مخلص دوست ہے۔ (حکیم اقلیدس)  
• دوست کی تعریف محفل میں اور نصیحت اکیلے میں کرو۔ (حضرت علی اکرم اللہ وجہہ الکریم)  
• معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو تحریر میں لانے کے لئے سستی نہ کرو۔ (حدیث نبوی)

☆.....محمد نعمان - ہرئس پورہ، لاہور

### بے نمازی کے لئے حکم

• جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عترتِ بیبِ جنہم کے ایک خاص طبقے میں ڈالے جائیں گے۔ (القرآن)  
• بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل ہو کر مرے گا۔ (الحدیث)  
• جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔ (الحدیث)  
• بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ (امام حسین)  
• بے نمازی کی دعا قبول نہ ہوگی۔ (الحدیث)  
• بے نمازی کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔ (الحدیث)  
• بے نمازی واجبِ قتل ہے۔ (امام شافعی)  
• بے نمازی کی قبر تک کر دی جائے گی اور آخرت میں بڑی سختی سے حساب لیا جائے گا۔ (الحدیث)  
• بے نمازی بھوک اور پیاس کی حالت میں مرے گا تو اس کی پیاس نہیں بجھے گی اگرچہ دریاؤں کا پانی بھی اسے پلا دیا جائے۔ (الحدیث)

☆.....محمد نعمان - ہرئس پورہ، لاہور



☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ آسمانی کتاب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔

### معلومات

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

کراچی شریف آباد، لیاقت آباد کے علاقے میں مالک سید قیصر علی ترمذی نے اپنے ملازم علی حسن کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ کبھی تمہاری بیٹی بیمار پڑ جاتی ہے اور بھی تم ساس کے انتقال پر چلے جاتے ہو۔ آج پھر تم چھٹی لینے آ گئے؟ نوکر علی حسن: حضور! آج تو میری شادی ہے۔

### شادی

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

سے کہا کہ جو کر جتے ہیں وہ رہتے نہیں۔

حسین نقوی صاحب مجھے بہت ڈانٹ رہے تھے تو میں نے ان

کی۔ بٹنا سید واجد حسین نقوی: نہیں ڈیڈی! استاد سید ساجد

نقوی صاحب نے مارا ہے۔ والد پوسٹ ماسٹر سید زابد حسین

حسین نقوی روتا ہوا گھر آیا تو اس کے والد پوسٹ ماسٹر سید

تحصیل گنبد کے محلے کٹہرہ مسلم میں گنبد ہیڈ پوسٹ آفس کے

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی

☆..... محمد عبدالن خاں۔ قلعہ سوکھاسنگھ

تھی جنت پکی۔

اس کی قبر اچھی، اس کی آخرت اچھی۔ جس کی آخرت اچھی، اس

جس کی نماز اچھی، اُس کی زندگی اچھی۔ جس کی زندگی اچھی،

### نماز

کے داماد بھی تھے اور چچا زاد بھائی تھے۔

☆ مسلمان سائنسدان حکیم یوعلی سینا کا خطاب ”شیخ الرئیس“

ہے۔

☆ مشہور مسلمان سیاح اور ہیمان البیرونی کی مشہور تصنیف

”کتاب الہند“ ہے۔

☆ آزادی کی تحریک کے رہنما خطیب اور مشہور شاعر مولانا

حسرت موہانی نے 1951ء میں وفات پائی۔

☆ مشہور ادیب مرزا ربیع علی بیک سرور انڈیا کے صوبے یو

پی کے صدر مقام لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

☆ مشہور شاعر اور ادیب بہنرا لکھنؤی کا اصل نام سردار حسین

خاں ہے۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

### قیامت کی نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے

موقع پر خانہ کعبہ میں امت سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا میں

تمہیں قیامت کی نشانیاں اور شرائط بتاؤں۔ حضرت سلیمان

فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میرے

والدین آپ پر قربان ضرور ارشاد فرمائیں تاکہ غور و فکر کریں

اور محتاط رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ باتیں

قیامت کی نشانیاں ہیں۔

☆ لوگ نمازوں کو ضائع کرنے لگ جائیں گے۔

☆ نفسانی خواہشات دین پر غالب آ جائیں گی۔

☆ مالداروں کی تعظیم بجائے دیانتداری کے مال کی وجہ سے کی

جائے گی۔

☆ لوگ زکوٰۃ کو بطور تاوان سمجھیں گے۔

☆ مال غنیمت کو ہر شخص اپنی دولت سمجھ جائے یعنی قرآن کے

مطابق اس کی تفسیر نہیں ہوگی۔

☆ خائن بے ایمان امین مشہور ہوں گے۔

☆ جن لوگوں کو بولنے کا سلیقہ نہ ہوگا وہ مولوی، عالم، خطیب

اور واعظ بن جائیں گے۔

☆ حق کے دس حصوں میں سے نو کا انکار ہونے لگے گا۔

☆ مردوں میں موٹا پاؤ بڑھ جائے گا۔

☆ لونڈیوں سے صلاح و دشواری ہوئے لگیں گے۔

☆ اسلام صرف نام کا رہ جائے گا۔

☆ قرآن کے حروف رہ جائیں گے اور ان پر عمل نہیں ہوگا۔

☆ منبر پر نوخیز لوگ خطبہ کہیں گے جنہیں صداقت، دیانت

اور تقویٰ سے کوئی لگاؤ نہ ہوگا۔

☆ کام کی باتیں عورتوں کے حق میں ہوں گی۔

☆ مسجدوں کو گر جوں کی طرح سجایا جائے گا جن میں ہدایت نہ

ہوگی اور ان کے مینار بلند ہوں گے۔

☆ نمازیوں کی صفیں زیادہ ہوں گی مگر ان کے دلوں میں حسد

اور بغض ہوگا۔

☆ مومن کی اس وقت ناقدری ہوگی، اسے لونڈیوں سے بھی

زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔

☆ امانت دار لوگ بھی خیانت کرنے لگیں گے۔

☆ ایسا وقت آئے گا کہ اطراف عالم سے لوگوں کے گردہ

آئیں گے کہ تمہارے درمیان صلح اور اتفاق پیدا کریں گے،

تمہارے جھگڑے چٹائیں گے اور غصے مٹائیں گے ان کی

شکلیں تو انسانوں کی ہوں گی مگر دلوں میں شیطانی بھری ہو

گی۔

☆ اس وقت فاسق لوگ امام بن جائیں گے۔

☆ ان اماموں کے وزیر بدکار ہوں گے۔

☆ نمازوں کو دنیا کے دھندے کے بدلے برباد کر دیا جائے گا

اور کچھ افسوس نہ ہوگا۔

☆ حج اس وقت بھی ہوگا مگر گھروں کی تفریح کے طور پر۔

☆ مالدار تجارتی مفاد کے لئے حج کریں گے اور غریب سوال

اور کدگری کے لئے۔

☆ علماء کا حج اس لئے ہوگا کہ ان کے ناموں کے آگے الحاح

لکھا جائے گا۔

☆ اس وقت جھوٹ و ناپ پر چھایا جائے گا۔

☆ بڑوں کی عزت نہ ہوگی کیونکہ وہ خود غرض، فرعون اور شیطان

ہوں گے۔

☆ لوگ شہرت کے درپے ہوں گے، خبردار میرا یہ فرمان ہرگز نہ

بھولنا نمازیں اڑل وقت پڑھنا خوب دھیان رکھنا کہ نماز

چھوٹنے نہ پائے کیونکہ مسلک اور ایمان ہوا (نفسا) میں نمازی

ترقی کا کام دے گی۔

☆ حج بولنے والے سادہ لوگ شریف کو لوگ جھوٹا سمجھیں گے۔

☆ دمدار ستارہ جو مدیث انقلاب کی علامت نظر آئے گا۔

☆ مرد اور عورت مشترک تجارت کریں گے۔

☆ بازاروں کی بہتات ہوگی اور بالکل قریب قریب ہوں

گے۔ چیزیں مقابلے سے بکیں گی، قمار بازی ہوگی، نفع حلال

نہ ہوگا۔

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیران ہو کر

پوچھا کیا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسا وقت بھی آئے

گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں ضرور، میں

بذریعہ وحی کئی کہہ رہا ہوں قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے

رسول بنا کر بھیجا ہے۔

☆..... طالب دعا: فرید علی نبی۔ سیت پور

### میچ

☆ ہم روزانہ میچ Inbox کھولتے ہیں یہ دیکھنے کے

لئے کہ دوستوں نے کون سے میچ بھیجے ہیں لیکن کیا ہم روزانہ

قرآن پاک کھولتے ہیں یہ دیکھنے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے

کون سے میچ بھیجے ہیں۔

☆..... ہانیہ۔ ملتان

### دوستی + محبت

☆ دوستی کے بعد محبت ہو سکتی ہے مگر محبت کے بعد دوستی

ممکن نہیں کیونکہ دواموت سے پہلے اثر کرتی ہے موت کے بعد

نہیں۔

☆..... ہانیہ۔ ملتان

### دعا کی قبولیت کے اوقات

☆ فرض نماز کے بعد۔

☆ تہجد کے وقت۔

☆ سفر کرتے وقت۔

☆ غم زد مہینے وقت۔

☆ خانہ کعبہ پر پہلی نظر پر۔

☆..... ایم فیضان شاہ۔ رحیم یار خان

### قیامت کا منظر

☆ حضرت ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”اگر زمین و آسمان والے

سارے مل کر کسی بے گناہ کو قتل کریں تو اللہ تعالیٰ قیامت

کے روز ان سب کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا۔ (طبرانی)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

قیامت میں مقتول کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوسرے



کوئی شیشہ انسان کی اتنی حقیقی تصویر پیش نہیں کر سکتا جتنی اس کی گفتگو پیش کرتی ہے۔  
 جب تم کسی کو نظر انداز کرو اور وہ تمہیں اس کا بدلہ وفا سے دے تو جان لو کہ وہ تمہیں خود سے زیادہ اور کچھ محبت کرتا ہے۔  
 سچے دوست خوشیوں میں زینت اور پریشانیوں میں سہارا ہوتے ہیں۔  
 کبھی اس شخص کو مت کھو تا جسے آپ کا بہت خیال ہو ورنہ ایک دن آپ کو احساس ہوگا کہ آپ نے پھر جمع کرتے کرتے ہیرا گنوا دیا۔  
 اگر آپ کی آنکھ خوبصورت ہے تو آپ کو دنیا اچھی لگے گی۔  
 اگر آپ کی زبان خوبصورت ہے تو آپ دنیا کو اچھے لگو گے۔  
 خوش مزاجی انسان کی خوبصورتی کی کمی کو پورا کر دیتی ہے مگر خوبصورتی کبھی خوش مزاجی کی کمی پوری نہیں کر سکتی۔  
 ☆..... نعمان - ہرپس پورہ، لاہور۔

## کیڑا

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پنواریاں میں ایک پنواری سید محمد مشیت علی نقوی کے دانتوں میں کیڑا لگ گیا۔ پنواری صاحب ڈاکٹر سید واجد حسین نقوی کے پاس گیا اور کہا۔ ڈاکٹر صاحب میرے دانتوں میں شدید درد ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: تم تین روز تک مسلسل چائے پاپے کھاؤ۔ پنواری صاحب نے دو روز تک چائے اور پاپے کھائے تیسرے روز صرف چائے پی تو کیڑا باہر آ کر کہتا ہے۔ آج پاپے نہیں ہیں کیا؟

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگوئی - کراچی

## ذرا سوچیے

ایک کہانت، ایک کہانی، کہتے کا کام ہے انسان کو کاٹنا لیکن انسان کا کام نہیں کہتے کو کاٹنے۔ سمجھنے والی بات ہے۔  
 کسی کے ساتھ وعدہ نہ کریں کیونکہ وعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔  
 کوشش کا مایاب ہو جاتی ہے وہ ضرور کریں۔  
 اپنے فیوچر کے بارے کسی کو مت بتائیں کیونکہ جو سوچ لیتے ہیں ہوتا ہی نہیں جو دیکھ لیتے وہ سوچا ہی نہیں ہوتا۔ کر کے دکھائیں۔  
 محنتی کے آگے پہاڑ چوٹی ہے اور ستارے کے آگے چوٹی پہاڑ

ہے۔ قائم ہو جائیں آپ بھی۔

☆ اگر آپ پریشانی سے بھٹک رہے ہیں تو نماز پابندی سے ادا کریں بشرطیکہ نیت خالص ہو۔ سکون ضرور ملے گا۔  
 انسان کے جسم کی خوراک ہے روٹی اگر وہ روٹی نہ کھائے تو بیمار ہو جاتا ہے، کمزور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی روح کی خوراک ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ وہ ضرور کریں ان شاء اللہ ضرور سکون ملے گا۔

☆..... رانا محمد عمر حیات - گوجرانوالہ

## توبہ کرو

جیسا کہ آپ جانتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی تھے۔ آپ (موسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ سے ہم کام ہونے کے لئے اپنی مخصوص جگہ ”پہاڑ“ پر جا کر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے تھے جو بات آپ کرتے تھے اس بات کا جواب فیج آواز سے آتا۔ آپ ایک دن اسی پہاڑ پر گئے اور عرض کیا۔ اے رب کریم! اپنی حیاتی میں میں نے بہت سی باتیں آپ سے کیں، بہت سی معلومات حاصل کیں لیکن ابھی ایک سوال باقی ہے تو غیب سے آواز آئی کون سا سوال باقی ہے اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! اپنی رحمت اپنا کریم اپنی بخشش دکھا اور انسان کی ساری زندگی کے گناہ دکھا۔ تو غیب سے آواز آئی۔ موسیٰ اپنے عقب میں دیکھو۔ دور تک پانی پی پانی پی تھا سمندر کی مانند۔ جہاں تک نظر جاتی تھی پانی ہی تھا۔ اسی سمندر کے چچ ایک درخت تھا اس درخت پر ایک چڑیا بیٹھی تھی اس چڑیا کے منہ میں تھوڑی سی مٹی تھی۔ یہ سب دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سوچ میں پڑ گئے۔ عرض کیا اے پروردگار! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو آواز آئی۔ یہ جو سمندر ہے میری رحمت ہے کرم ہے بخشش ہے اور یہ جو درخت ہے یہ سارا جہان ہے جو چڑیا بیٹھی ہے یہ انسان ہے جو اس کی چوٹی پر بیٹھا ہے وہ انسان کے گناہ ہیں۔ اگر یہ چڑیا چوچ کھول کر مٹی سمندر میں پھینک دے تو میری اتنی بڑی رحمت کو کوئی فرق نہیں پڑتا تو کیوں نہ انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو میں کیوں نہ اس کو معاف کروں۔ انسان تو خود نادان ہے سوئی ہوئی لاش ہے۔ جس کو اپنے آپ کو ہوش میں لانا کوئی مشکل کام نہیں۔ تو گنگھارو! ہوش میں آؤ اپنے گناہوں کی معافی مانگو کیونکہ رب کی رحمت بہت بڑی ہے اس سے مایوس نہ ہونا۔ اگر تمہو لے سے کوئی گناہ ہو بھی جائے تو اپنے رب سے

توبہ کرو، وہ ضرور معاف کرے گا اور سب سے بڑا معاف کرنے والا وہی رب العالمین ہے۔

☆..... رانا محمد عمر حیات - گوجرانوالہ

## بچے سب سے اچھے

☆ ایک سٹوڈنٹ دوسرے سکول میں داخلہ لینے گیا۔ استاد صاحب نے پوچھا: تمہیں کیا کیا آتا ہے، مجھے کچھ سناؤ۔ سٹوڈنٹ: کہاں تک سٹو گے کہاں تک سناؤں، ہزاروں ہی افسانے ہیں کیا کیا سناؤں۔

☆ بوڑھی عورت: بیٹا! کیا تمہاری گھڑی ناگم بتاتی ہے؟ لڑکا: جی ہاں بتاتی ہے تو نہیں دیکھنا پڑتا ہے۔

☆ استاد (شاگرد سے): تم کلاس کے سب سے نکلے لڑکے کیوں ہو؟ شاگرد: اس لئے کہ جو لڑکا مجھ سے نکلا تھا وہ سکول چھوڑ گیا۔

☆ استاد: میں تم سے اتنی دیر سے سوال پوچھ رہا ہوں تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ شاگرد: جناب میری اکی منع کرتی ہے کہ بڑوں کو جواب نہیں دیتے۔

☆ ایک لڑکے کو تصویر بنانی نہیں آتی تھی۔ ایک دن اس نے اپنے دوست حامد کی تصویر بنائی اور تصویر کو دیکھ کر کہنے لگا۔ حامد تم کتنے بدل گئے ہو؟

☆ امی: کیا لکھ رہی ہو رشید؟ رشید: امی خط لکھ رہی ہوں۔ امی: لیکن تمہیں خط لکھنا تو آتا نہیں۔ رشید: جس پہیلی کو خط لکھ رہی ہوں اس کو پڑھنا تک آتا ہے۔

☆ باپ: یہ تم میز پر کیا لکھ رہے ہو؟ ابا جان! ماسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میز پر مضمون لکھ کر لانا۔

☆ استاد (سنے داخل ہونے والے چھوٹے بچے سے): بیٹا! ذرا کتنی تو سناؤ، پتہ کہاں تک آتی ہے۔ بچہ: ایک دو تین، چار پانچ چھ سات آٹھ نو، دس غلام بنیم بادشاہ۔

☆ بچہ: امی اس وقت رات میں میں یہ پاؤں نہیں کھاؤں گا۔ ماں: شاباش تمہیں پتہ لگ گیا ہے کہ اس سے بدبھمی ہو جاتی ہے۔ بچہ: امی یہ بات نہیں ہے بلکہ پاؤں چبانے سے شور ہوگا اور ج پڑی مجھ سے لڑیں گے کہ ہمیں سوتے نہیں دیا۔

☆..... محمد ذاکر - ہلاں، جڑاں کشمیر

## رشتہ

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی

تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پنواریاں کے پرائمری سکول کی کلاس اول میں ہیڈ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی نے اپنے طالب علم سید واجد حسین نقوی سے پوچھا: بتاؤ زمین اور چاند کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ شاگرد: بہن بھائی کا۔ ہیڈ ماسٹر: وہ کیسے؟ شاگرد: کیونکہ ہم چاند کو ماموں اور زمین کو ماں کہتے ہیں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگوئی - کراچی

## استری

طبرکالونی کراچی نزد چورہا جناح سکوائر شاہراہ لیاقت مارکیٹ سید ناصر علی زیدی کا لڑکا سید زاہد حسین زیدی عرف خن ایک دھوبی کے پاس گیا اور بولا۔ استری کے کتنے روپے لو گے؟ دھوبی شیو: جناب! چند روپے۔ لڑکا: چند روپے نکال کر میز پر رکھے اور استری اٹھا کر بھاگ گیا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگوئی - کراچی

## قیامت کی 72 نشانیاں

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب 72 نشانیاں پیش آئیں گی۔

- 1- لوگ نماز غارت کرنے لگیں گے یعنی نمازوں کا اہتمام رخصت ہو جائے گا۔
- 2- امانت خراب کرنے لگیں گے۔
- 3- سود کھانے لگیں گے۔
- 4- جھوٹ کو حلال سمجھیں گے۔
- 5- معمولی معمولی باتوں پر خونریزی کرنے لگیں گے۔
- 6- اونچی اونچی بلندئیں بنائیں گے۔
- 7- دین بچ کر دنیا کما لیں گے۔
- 8- قطع رحمی یعنی رشتہ داروں سے بدسلوکی ہوگی۔
- 9- انصاف ناپاب ہو جائے گا۔
- 10- جھوٹ بچ بن جائے گا۔
- 11- لباس کا پرٹھم کا پہنا جائے گا۔
- 12- ظلم عام ہو جائے گا۔
- 13- طلاؤں کی کثرت ہوگی۔
- 14- ناگہانی موت عام ہو جائے گی کہ اچانک پتہ چلے گا کہ فلاں شخص ابھی زندہ تھا اور ابھی مر گیا۔



15- خیانت کرنے والوں کو امین سمجھا جائے گا۔

16- امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا۔

17- بارش کے باوجود گرمی ہوگی۔

18- لوگ ایک دوسرے پر جھوٹی بہتیس لگائیں گے۔

19- جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا۔

20- سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔

21- لوگ اولاد کی خواہش کرنے کی بجائے اولاد سے کراہت کریں گے۔

22- کمینوں کے ٹھاٹھ ہوں گے۔

23- شریفوں کے ناک میں دم آ جائے گا۔

24- امیر اور وزیر جھوٹ کے عادی بن جائیں گے۔

25- امین خیانت کرنے لگیں گے۔

26- سردار ظلم کریں گے۔

27- عالم اور قاری بدکار ہو جائیں گے۔

28- لوگ جانوروں کی کھالوں کے لباس پہنیں گے۔

29- مگران کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے۔

30- اورالیوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے۔

31- سونا عام ہو جائے گا۔

32- چاندی کی مانگ ہوگی۔

33- گناہ زیادہ ہو جائیں گے۔

34- امن کم ہو جائے گا۔

35- قرآن کریم کے نسخوں کو آراستہ کیا جائے گا اور اس پر نش و نگار کئے جائیں گے۔

36- مسجدوں میں نقش و نگار کئے جائیں گے۔

37- اونچے اونچے مینار بنیں گے۔

38- لیکن دل ویران ہوں گے۔

39- شرابیوں کی جائیں گی۔

40- شری سزاؤں کو معطل کر دیا جائے گا۔

41- اونڈی اپنے آقا کو جنے کی یعنی بی بی ماں پر حکمرانی کرے گی۔

42- جو لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مہذب ہوں گے بادشاہ بن جائیں۔

43- تجارت میں عورت مرد کے ساتھ شرکت کرے گی۔

44- مرد عورتوں کی نقالی کریں گے۔

45- عورتیں مردوں کی نقالی کریں گی یعنی مرد عورت جیسا حلیہ بنائیں گے اور عورتیں مردوں جیسا حلیہ بنائیں گی۔

46- غیر اللہ کی تمثیل کھائی جائیں گی۔

47- مسلمان بھی بغیر کبے جھوٹی کواہی دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

48- صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کیا جائے گا۔

49- غیر دین کے لئے شرعی علم پڑھا جائے گا۔

50- آخرت کے کام سے دنیا مائی جائے گی۔

51- مال غنیمت کو ذالی جاگیر سمجھا جائے گا۔

52- امانت کو لوٹ کر مال سمجھا جائے گا۔

53- زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا۔

54- سب سے ذلیل آدمی قوم کا لیڈر اور قائد بن جائے گا۔

55- آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔

56- آدمی اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا۔

57- دوست کو نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کریں گے۔

58- مرد بیویوں کی اطاعت کریں گے۔

59- بدکاروں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہوں گی۔

60- گانے والی عورتوں کی تعظیم و تکریم کی جائے گی۔

61- گانے بجانے اور موسیقی کے آلات کو سنبھال کر دکھا جائے گا۔

62- سر راہ شراہیں پی جائیں گی۔

63- ظلم کو فخر سمجھا جائے گا۔

64- انصاف بکتے لگے گالینی عدالتوں میں انصاف فروخت کیا جائے گا۔

65- پولیس والوں کی کثرت ہوگی۔

66- قرآن کریم کو فخر سرائی کا ذریعہ بنایا جائے گا یعنی موسیقی کے لئے میں قرآن کریم کی تاہوت کی جائے گی۔

67- درندوں کی کھال استعمال کی جائے گی۔

68- امت کے آخری لوگ اپنے سے پہلے لوگوں پر لعن طعن کریں گے۔

69- یا تو تم پر سرخ آندھم اللہ کی طرف سے آئے گی۔

70- یا تو زلزلے آئیں گے۔

71- یا لوگوں کی صورتیں بدل جائیں گی۔

72- یا آسمان سے پتھر بریں اور یا اللہ کی طرف سے کوئی اور عذاب آ جائے گا۔

اب آپ ان علامات پر ذرا غور کر کے دیکھیں کہ یہ

سب علامات ایک ایک کر کے کس طرح صادق ہو رہی ہیں۔

اس وقت جو عذاب ہم پر مسلط ہیں یعنی بھی سیلاب کا آنا، بمبی

زلزلے آنا، ہماری انہی بد اعمالیوں کی وجہ سے ہیں۔

☆ عقیقہ عند لب - علی پور چٹھ

## اچھے دوست ..... آنکھ اور ہاتھ کی مشکل

اچھے دوست ہاتھ اور آنکھ کی طرح ہوتے ہیں جب ہاتھ کو تکلیف ہوتی ہے تو آنکھ روٹی ہے اور جب آنکھ روٹی ہے تو ہاتھ آنسو پونچھتا ہے۔

☆ ..... مجھ ڈاکر - ہلاں، آزاد کشمیر

## باتوں کی مہک

☆ جب تک کوئی قوم "خواب غفلت" سے بیدار نہ ہو سکی ترقی نہیں کر سکتی اس لئے ضروری ہے کہ پہلے خود جاگو پھر دوسروں کو جگاؤ۔ قومی ترقی کے لئے واقعی یہ ایک بہترین اصول زندگی ہے۔

☆ آج کل جو لوگ دوستی کا دم بھرتے ہیں وہی ایک دن فریب دیتے ہیں اور اپنے کئے ہوئے وعدے بھی بھول جاتے ہیں۔

☆ مطلب پرست آدمی کا ساتھ بہت جلد آدمی کو برا دکھ دیتا ہے اس لئے افسق اور مطلب پرست کی محبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

☆ دوست وہ ہے جو تمہارے برے وقت پر کام آئے تمہاری خوشی سے خوش ہو اور غم آئے تو شریک ہو، اس اعتبار سے اچھے دوست کا نہ ہونا انسان کی بڑی بد قسمتی ہے۔

☆ کوئی کام نامکن نہیں ہے۔ بشرطیکہ آدمی کا عزم جو ان ہو۔

☆ بڑوں کی غلطیوں کی گرفت مت کرو بڑوں کی غلطیاں بھی قیمتی ہوتی ہیں بشرطیکہ ان غلطیوں کا اعادہ نہ کیا جائے بلکہ ان سے درس سہرت لیا جائے۔

☆ تحریر و تقریر میں سادگی و دلکشی اختیار کرنا بنیادی خوبی ہے اور اثر "اخلاص" سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ واقعی اخلاص و اخلاق بڑی خوبیاں ہیں۔

☆ جگر بے نے بے راز کھول دیا کہ تصور اور حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہوا کرتا ہے۔

☆ جو علم فتن زندگی میں پہناں ہے اسے بلا تکلف ظاہر کر دتا کہ انسانیت کو فائدہ حاصل ہو سکے۔

☆ اچھے آدمی اپنے فرائض خوش دل کے ساتھ ادا کیا کرتے ہیں۔

☆ آدمی کی زندگی اول تا آخر حالات و واقعات کی ایک زمری

پھول اور کلیاں

کہانی ہوتی ہے۔

☆ فرصت کے وقت مطالعہ اور مضمون نگاری سے بہتر کوئی اور مشغلہ نہیں ہے۔

☆ افسوس ہے اس بات کا کہ ایک کام شروع ہو کر مکمل رہ جائے کسی شے کے بلند معیار پر مقرر رکھنا اور پھر خوبصورتی سے نبھانا حقیقت میں کمال ہے۔

☆ کوئی اہل قلم اپنی کسی چیز کو شاہکار کہہ سکتا ہے؟ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس تخلیق و تحریر کو خاص و عوام بہت پسند کریں پس وہی شاہکار قرار دی جاسکتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بڑے سے بڑا ادیب بھی طالب علم ہوا کرتا ہے۔

☆ سب کو خوش رکھنا بہت مشکل ہے اس لئے کوشش اس بات کی کر کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں۔ دراصل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کافی ہے۔ ساری محبتیں ان دو کی عظمت و شان پر قربان کر دو اور بس۔

☆ ..... جواد احمد خاں بلوچ - ساہیوال

## اقوالِ زرتیں

☆ عزت وہ نہیں ہوتی کہ لوگ تمہارے منہ پر بیٹھا بولیں بلکہ عزت تو وہ ہوتی ہے کہ تمہارے پیچھے تمہیں اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے۔

☆ جو دوسروں کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے وہ حقیقت میں اپنے کردار کی برائیاں دوسروں میں تلاش کرتا ہے۔

☆ مصیبت میں ہو تو یہ نہ سوچو کہ کون سا دوست کام آئے گا بلکہ یہ سوچو کہ اب کون سا دوست چھوڑ جائے گا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آدمی برا کب بنتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنے لگے۔

☆ دو بھائیوں میں صلح کر دینا نماز، روزہ اور صدقے سے بڑی نیکی ہے۔

☆ مصیبت کی شکایت مت کرو اس سے اللہ تعالیٰ ناراض اور دشمن خوش ہوتے ہیں۔

☆ کسی سے طو اس طرح کہ وہ دوبارہ آپ سے ملنے کی تمنا کرے۔

☆ ..... ابرار احمد - مگومندی

## جمعتہ المبارک کی فضیلت

خوفنا 199 فروری 2013

خوفنا 198 فروری 2013

پھول اور کلیاں



اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد (نماز) کے لئے جلدی چل پڑو اور خیرہ و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے حق میں یہ بہت ہی بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو تو۔“

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ہم سب امتوں کے بعد دنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے اللہ کی کتاب ملی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لئے ہوا ہے لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کر دی۔ سب لوگ ہمارے پیچھے ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن ہر شخص پر غسل اور سواک کرنا واجب ہے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کا بھی لگانا ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنے گھر میں دستاب تیل لگائے یا گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لائے پھر نماز جمعہ کے لئے نکلے امام خطبہ دینے لگے تو خاموشی سے سنتا رہے اس سے جمعہ تک کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے اگر کوئی مسلمان بندہ اس گھڑی میں آکر کھڑا ہو کر نماز پڑھتے ہوئے اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو ضرور عطایت فرماتے ہیں اور ہاتھ سے اشارہ کر کے آپؐ نے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی سی ہے۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

## ڈرتے نہیں!

ہم لوگ سانپ سے ڈرتے ہیں کہ وہ ڈس نہ لے۔ آگ سے گھبراتے ہیں کہیں جھلسا نہ دے۔ پانی سے خوفزدہ ہیں کہیں اس کی لہریں ہمیں نگل نہ لیں۔ امراض سے بھگتے ہیں کہ ہلاک نہ کر دیں۔ آفات سے ڈرتے ہیں کہ تباہ نہ کر دیں لیکن اس خدا سے کیوں نہیں ڈرتے جو ان تمام چیزوں پر قادر ہے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

## کیا فائدہ

☆ اس زبان کا..... جو قول پورا نہ کرے۔

☆ اس دوست کا..... جو مشکل میں ساتھ چھوڑ دے۔

☆ اس عقل کا..... جو انسان کو حیران بنادے۔

☆ اس دماغ کا..... جو اچھے کام کی ترغیب نہ دے۔

☆ ان کا نوں کا..... جو چٹلی نہیں۔

☆ اس علم کا..... جو اپنے تک محدود ہو۔

☆ اس دل کا..... جو دنیا کی رنگینوں میں کھو جائے۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

## خیر مبارک

ایڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی قدیم مشہور بستی منڈاؤر کے محلہ شاہ ولایت میں ایک زمیندار اور گنا فیکٹری کے سپروائزر صاحب گلی سے گزر رہے تھے۔ وہاں سے انہیں ایک ہزار روپے کا نوٹ ملا جس پر ”عید مبارک“ لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے جب سے ایک ہزار روپے کا نوٹ نکالا اور اس پر ”خیر مبارک“ لکھ کر پہلے نوٹ کی جگہ رکھ دیا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## ہوش

کراچی کی ایک مارکیٹ میں ایک آدمی ٹھیلے والے (سبزی فروش) کے پاس پہنچا تو سبزی فروش سبزی پر پانی چھڑک رہا تھا۔ اس آدمی (گاہک) بولا: جب کر لے ہوش میں آ جائیں تو ایک کدو دے دینا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## نیک کام

ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے چھٹی جماعت کے طالب علم سے پوچھا: تم نے کبھی نیک کام کیا ہو تو بتاؤ؟ شاگرد: ایک دفعہ ایک آدمی ریلوے سٹیشن جا رہا تھا، وقت بہت کم تھا گاڑی آنے والی تھی، میں نے اس کے پیچھے اپنا کتا چھوڑ دیا، وہ آدمی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور وقت پر ریلوے سٹیشن پہنچ گیا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## حکایات سعدی..... شتر سوار کی موت

بیان کیا جاتا ہے ایک شخص جو شتر سوار بننے پاؤں تھا اور جس کے پاس سواری کا کوئی جانور بھی نہ تھا، حجاز جانے والے ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا، وہ اپنی دھن میں کہتا جاتا تھا۔ نہ میں اونٹ پر سوار ہوں اور نہ اونٹ کی طرح بوجھ میری پشت پر لدا ہوا ہے، نہ کسی ملک کا بادشاہ ہوں اور نہ کسی بادشاہ کا غلام، نہ مجھے کوئی غم تھماتا ہے نہ فکر، آرام اور آزادی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہوں۔ ایک شتر سوار نے اسے دیکھا تو کہا: اے شخص تو اس حالت میں ہمارے ساتھ کہاں جا رہا ہے؟ تیرے بھلے کی کہتا ہوں لوٹ جا، راستے کی سختیاں تجھے ہلاک کر دیں گی۔ اس شخص نے شتر سواری بات پر کچھ توجہ نہ دی اور برابر سفر کرتا رہا۔ جب قافلہ خلاء محمود نامی مقام پر پہنچا تو اچانک اس شتر سوار کو معمولی سی تکلیف ہوئی اور وہ مر گیا۔ اس کی موت کی خبر مشہور ہوئی تو وہی بے نوا مسافر اس کی میت کے سر ہانے آیا اور کہا ہم تو اس سختی میں زندہ ہیں لیکن تو ہر طرح کی آسائش میں رہتے ہوئے مر گیا۔ ”رہ گیا تھک کے تیز رو گھوڑا.....“ پہنچا منزل پہ اپنی لنگڑا گدھا..... مر گئے تندرست قافلوں..... میں کی زبوں کے سر سے تقصا۔“

وضاحت: حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں یہ بات بتائی ہے کہ جن لوگوں کو سختیاں برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتے ہیں، موت بھی ان کے پاس آتے ہوئے گھبراتی ہے۔ ان کے مقابلے میں لاڈ کے پلے ہوئے، فکروں اور غموں میں بھی گھرے رہتے ہیں اور ان کی عمریں بھی کم ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس حکایت میں یہ سبق بھی ہے کہ دنیاوی اسباب کی بنا پر کوئی رائے قائم کر لینا مناسب بات نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حفاظت کا معقول سامان رکھنے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور بے نوا محفوظ رہتا ہے۔

☆..... تلاش: ایس امتیاز احمد - کراچی

## لطف

☆ ایک باپ نے استاد سے پوچھا: میرا بیٹا تاریخ میں کیا جاسا رہا ہے؟ کیونکہ جب میں طالب علم تھا تو پڑھا کرتا تھا تو تاریخ سے مجھے سخت نفرت تھی۔ استاد نے کہا: جناب تاریخ اپنے آپ کو ہر بار ہی ہے۔

☆ ایک بھکاری نے بس سٹاپ پر کھڑے ایک صاحب سے

بیک مانگی۔ صاحب مجھے دو روپے دے دو میں نے کل سے کھانا نہیں کھایا۔ وہ صاحب بولے: نماز کھاؤ۔ وہ بھکاری پھر بولا۔ صاحب مجھے دو روپے خیرات کر دو۔ وہ صاحب پھر بولے: اتنے بٹے کئے ہو نماز کھاؤ۔ بھکاری نے برابر کھڑے صاحب سے پوچھا۔ صاحب میں اس آدمی سے دو روپے مانگتا ہوں تو یہ کہتا نماز کھاؤ۔ وہ صاحب بولے بھائی یہ تو سنا ہے کہتا ہے کما کر کھاؤ۔

☆..... عقیقہ عندلیب - علی پور چٹھہ

## اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت کرتا ہے؟

☆ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(آل عمران: 146)

☆ بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(المائدہ: 8)

☆ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جو اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(آل عمران: 159)

☆ بیشک اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرتے ہیں۔ (البقرہ: 222)

☆ اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(توبہ: 108)

دعا کیجئے: اے اللہ ہمیں وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما جن کی وجہ سے تو محبت کرتا ہے۔ آمین!

☆..... محمد زبیر - لاہور

## اگر فلاح چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کیا کرو

☆ کل فرصت نہ لی تو کیا کرو گے؟

☆ اتنی مہلت نہ لی تو کیا کرو گے؟

☆ روز کہتے ہو کل پڑھوں گا نماز، کل اگر سانس نہ رہی تو کیا کرو گے؟

☆ جب میں چاہتا ہوں کہ اللہ سے بات کروں تو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ مجھ سے بات کرے تو میں نماز پڑھتا ہوں۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الکریم)

☆..... محمد زبیر - لاہور

☆



ہے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے یہ شعر پسند ہے یہ شعر پسند ہے یہ شعر پسند ہے  
 مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے  
 مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے مجھے یہ شعر پسند ہے

مہندی رنگ لاتی ہے سوکھ جانے کے بعد  
 کوئی کسی کو یاد آتا ہے دور جانے کے بعد  
 غلامی نوری کھدیاں خاص  
 جس کے پاس ہے سرمایہ وہ جتنی چاہے خریدے  
 سنا ہے اب محبتوں کا جمعہ بازار لگتا ہے  
 حادظفر ہادی-گوجرہ  
 دل میرا اول جیہاں درزی دیاں لیراں  
 تیرا دل پیوں جیہاں لوہے دیا زنجیراں  
 سید فیضان شاہ-کوئی  
 تم سے بچھڑ کر فقط اتنا ہوا ہادی  
 تیرا گیا کچھ نہیں میرا بچا کچھ نہیں  
 حادظفر ہادی-گوجرہ  
 وہ ہمسفر تھا مگر اس میں ہموالی نہ تھی  
 بچھڑنے والے میں سب کچھ تھا بے وفائی نہ تھی  
 محمد علی-ڈوڈیال  
 ہم دعا لکھتے رہے لوگ دعا پڑھتے رہے  
 ایک نقطے نے محرم سے مجرم بنا دیا  
 سید فیضان شاہ-کوئی  
 اس کے اک لمحے کی حفاظت کرتا اے میرے خدا  
 معصوم سا چہرہ ہے اداس ہو تو اچھا نہیں لگتا  
 محمد عثمان-لہ  
 گرتے رہے لوگ مہدوں میں اپنی ہی حسرتوں کی خاطر اقبال  
 اگر عشق خدا میں گرے ہوتے تو آجے خانوں کی جگہ مسجدیں آباد ہوتیں  
 محمد عثمان-کردوگل عیس  
 صرف اتنا بتا دو کہ ہمیں تنہا چھوڑنے کی کیا وجہ تھی دوست!  
 کی ہم میں تھی یا ہماری محبت میں دینی  
 طاہر محمود طاہری-اسلام آباد  
 پیار کر کے کسی کو دھوکہ مت دینا  
 پیار کے آنسوؤں کا تحفہ مت دینا  
 محمد علی-ڈوڈیال

چلو اپنی چاتیں نیلام کرتے ہیں  
 دوستی کا سودا سر عام کرتے ہیں  
 تم اپنے دکھ ہمارے نام کر دو دوست  
 ہم اپنی خوشیاں تمہارے نام کرتے ہیں  
 حادظفر ہادی-گوجرہ  
 کب بھلائے جاتے ہیں دوست دور رہ کر بھی  
 دل ٹوٹ تو جاتے ہیں مگر پھر بھی سینے میں رہے ہیں  
 حادظفر ہادی-گوجرہ  
 ہم نے خود میں تم کو پر دیا ہے ایک تیج کی طرح یاد رکھنا  
 اگر ہم ٹوٹے تو بکھر تم بھی جاؤ گے  
 ایم فاروق  
 کرتے کوئی یاد تو ہم بھی اسے یاد کر لیا کرتے ہیں دوست!  
 باقی اب ہماری عادت نہیں رہی مصروف لوگوں کو تنگ کرنے کی  
 ایم فاروق  
 آج تم ان کی یادوں میں ایسے کھوئے ہوئے ہو فراز  
 جیسے تنہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے  
 حسین کاظمی-منڈی بہاؤ الدین  
 رب نہ کرے کہ یہ زندگی کبھی کسی کو دغا دے  
 کبھی کسی کو رلائے نہ دل کی لگی مولا سب کو دغا دے  
 حسین کاظمی-منڈی بہاؤ الدین  
 وعدہ تھا ان کا رات کو آئیں گے خواب میں نذیر  
 اور ہم تھے کہ رات بھر خوشی سے سو نہ سکے  
 نذیر احمد خان جوہی-اسلام آباد  
 عشق والے تو آنکھوں کی زبان سمجھ لیتے ہیں  
 ملتے ہیں سپنوں میں تو ملاقات سمجھ لیتے ہیں  
 ارے روتا ہے آسمان بھی اپنے پیار کے لئے  
 جانے کیوں لوگ اسے برسات سمجھ لیتے ہیں  
 داصغی علی آرائیں-بھریاروڈ  
 معاف کرنا مجھے اے دل اس میں نہ ہے کوئی خطا میری  
 جسے سمجھتی تھی میں نیکی بن کے لی وہ مجھے سزا میری  
 عابدہ رائی-گوجرانوالہ  
 سندھ ہاتھ سنہری زلفیں کوئی تو ان کو چھوٹا ہو گا  
 پھول سے ہونٹ جب کھلتے ہوں  
 سید عارف شاہ-جہلم  
 مت سمجھنا کہ سو کر تجھے بھول جاتے ہیں  
 ہم تو سوتے ہیں صرف جنہیں دیکھنے کے لئے



# بہترین شعرا اپنے پیاروں کے نام

محمد عثمان - کرداولی - نیس

ایس کے نام

تیری یاد سے رشتہ کل بھی تھا  
تیری یاد سے رشتہ آج بھی ہے  
وہ پیار جو ہم تم سے کرتے تھے  
اس پیار کا کھلا دروازہ آج بھی ہے  
محمد علی - ڈیال

شہزاد گوندل، گوردہ کے نام

سوچا بھی نہ تھا یوں اچانک جدا ہو جاؤ گے  
کبھی ہر روز مٹ کر تھے اچانک فون کرنے سے بھی خبر آؤ گے  
حماد ظفر بادی - منڈی بہاؤ الدین

حماد ظفر بادی، منڈی بہاؤ الدین کے نام

کسی کی یاد میں اتنا اداس مت ہوا کر بادی  
لوگ قسمت سے ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں  
احسن ریاض - قادرا باد

ایف والی، ڈگر نون کے نام

آئی ہے یاد آپ کی اچھا ہے نام تیرا  
اے دور رہنے والی بہن آپ کو سلام میرا  
غلام نبی نوری - قصور

ریاض احمد، لاہور کے نام

اس لمحے پر قربان ہو میرا دل بھی تیری جنت بھی  
جس لیے دیکھتا ہے وہ مجھے فرصت جیل کر  
کرن ریاض - لاہور

این، میانوالی کے نام

میں ہوں تیرا خیال تو میرا خیال ہے  
اسے مرکز خیال تیرا کیا خیال ہے

محمد ندیم دی، حسن ابدال کے نام

ہر یاد میں تیری یاد ہوتی ہے  
میری آنکھوں کو تیری تلاش ہوتی ہے  
کتنی خوبصورت چیز ہے محبت دیگی  
کہ دل دھڑکنے میں بھی تیری آواز ہوتی ہے  
طاہر محمود طاہری - اسلام آباد

کسی چاہنے والے کے نام

اب رات بھر جاگیں گے تجھے یاد کر کے  
تیرا چہرہ نظر آئے گا آنکھوں میں اک خدار بن کے  
عمر بھر تیرا ساتھ اک کا خواب بن جائے گا  
جب بھی تیرا خیال آئے گا میری روح کو بے قرار کر کے  
محمد وحسی محل - واہ کینٹ

KK، چٹوکی کے نام

مچاتی میرے دل کی صدا چاک الفت میں کیا کیا  
تو زلفوں سے اتنا پوچھ شانی یہ گزری ہے کیا کیا  
سید عارف شاہ - چٹم شہر

محمد ساجد علوی، سردار گڑھ کے نام

کوئی گلہ نہیں ہے مجھے تیرے بدل جانے کا دوست!  
اجڑے ہوئے چمن کو تو پرندے بھی چھوڑ جاتے ہیں  
ایف فاروق - رحیم یار خان

اویس، چوک اعظم کے نام

اے خود سے دور کرنا چاہا تو کس قدر دور کیا حسن  
وہ شخص دل سے نکل کر میری روح میں جا بسا  
محمد عثمان - لیہ

شہزاد عالمگیر کے نام

پتھر آ کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی  
اک شخص سارے شہر کو دیران کر گیا

عبدالصام - انک

ان کے لئے جب بھٹکنا چھوڑ دیا  
یاد میں ان کی جب ترپنا چھوڑ دیا  
وہ روئے بہت آ کر تب زمانے پاس  
جب ہمارے دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا  
شہناز مجید - میرپور ماٹیلو  
پھولوں کی خوشبو سے بھی محبت کی مہک زیادہ ہے  
ہم آپ کو زندگی میں کبھی نہیں چھوڑی گے وعدہ ہے  
احمد علی کور و ناندہ - لکڑیالوالہ  
بارا حق تو نہیں ہے پھر بھی یہ تم سے پوچھتے ہیں  
ہماری زندگی تم لے لو مگر اداس مت رہا کرو  
سید حسن رضا - جلالپور جٹاں  
ایک چہرے پہ کئی کئی چہرے چڑھا لیتے ہیں لوگ  
جس کو دیکھنے کے لئے تو جیتے تھے اسی کو انجان بنا دیتے ہیں لوگ  
محمد آفتاب شاد - کوٹ ملک دوکوٹہ  
نہیں نہیں ابھی نہیں پھر کبھی سہی  
حال دل سنانے کو ابھی زندگی باقی ہے  
ایمن مراد انصاری - کراچی  
محبت کا بھڑ بھڑانا تو اک رسم ہے جید  
عجیب بات تو یہ ہے کہ دوست بھی بے وفا ہو جاتے ہیں  
جنید اقبال - انک  
شلہ تھا جل بجھا ہوں ہوا میں مجھے نہ دو  
میں کب کا جا چکا ہوں صدائیں مجھے نہ دو  
جو زہر پی چکا ہوں تنہی نے مجھے دیا  
اب تم تو زندگی کی دعا میں مجھے نہ دو  
سید مرزا نرائن کشمیری - مظفر آباد  
یہ وفا کی تخت راہیں یہ ہمارے پائے نازک  
نہ لو انتقام مجھ سے میرے ساتھ ساتھ چل کے  
ام اکرام حسن حنیف - نورث عباس  
ہم نے ہر شام چراغوں سے سجا رکھی ہے  
ہر شرط ہواؤں سے لگا رکھی ہے  
نہ جانے آپ کس جگہ سے آ جاؤ  
ہم نے ہر گئی پھولوں سے سجا رکھی ہے



آتا ہے تو خیال میں کتنا خیال سے  
مجھ کو میرے خیال کا کتنا خیال ہے  
عبدالوحید بندیل-کراچی

کسی اپنے کے نام

میری کہانی میرا حصہ تم ہو  
میری سانس میری دنیا تم ہو  
تمہیں کیسے بھلا دوں دل سے میری گل  
میری تو ہر سانس کا حصہ تم ہو  
محمد شہباز گل-گوجرانوالہ

جیل نذاخیر پوری، خیر پور میرس کے نام

جے نفرت کہا ہم غریبوں سے ملنے کی  
دو تواف ہے جو ہر نفرت ہم سے ملنے کی حسرت کہتا ہے  
عارف حسین لغاری-جام پور

جے، پاکپتن کے نام

زبان پہ تم میرے اعتبار نہیں کرتے  
ہم ذکر محبت سر بازار نہیں کرتے  
ڈرتا ہے بزنجو کا دل تیری رومانی سے  
اے جان اور تم سوچتی ہو کہ تم سے پیار نہیں کرتے  
عبدالرشید بزنجو-گڈانی

پیارے جواب عرض کے نام

تیری وجہ سے میرے لئے دوستوں کی قطار لگی ہے  
ورنہ اس ہنجیر کو اپنے شہر کے لوگ تک جانتے نہیں  
عبدالوحید ابرار بلوچ-آواران

کسی چھوٹے کے نام

ملنے کی طرح مجھ سے وہ پل بھر نہیں ملتا  
دل اس سے ملا جس سے مقدر نہیں ملتا  
پرنس مظفر شاہ-پشاور

شہزادہ عالمگیر کے نام

اپنی بیویں کے چہرے ہمارے ساتھ رہنے دو  
نہ جانے کسی بھی میں زندگی کی شمع نہ بجائے  
دوستوں کو آنسوؤں کا تھنڈا مت دینا

ایمن مراد انصاری-کراچی

کسی دوست کے نام

نکل کے گھر سے کبھی میرے راستوں میں آ  
بکھر کے میری طرح تو سانسوں میں آ  
تیری تلاش میں جانے کب سے پھرتا ہوں میں  
میں تھک چکا ہوں تو اب میری آنکھوں میں آ  
محمد عظیم مظہر نی-تنبکیاں

سواد خان جنگ کے نام

تیری محبت میری پہچان ہے  
تیری خوشی میرا ارمان ہے  
کچھ بھی نہیں میری زندگی  
تیری دوستی ہی میری جان ہے  
محمد خادم جنگ-ڈیرہ مراد تھالی

شہزادہ عالمگیر، لاہور کے نام

آنکھوں سے میری اس لئے لانی نہیں جاتی  
یادوں سے کوئی رات شہزادہ خالی نہیں جاتی  
سان خراستی، پوک، نظم، ایہ

سب دوستوں کے نام

دوستی کر کے کسی کو دھوکا مت دینا  
دوستوں کو آنسوؤں کا تھنڈا مت دینا  
کوئی روئے تم کا یاد کر کے زندگی میں کبھی  
کسی کو ایسا موقعہ مت دینا  
انند دت بے ورد-راولپنڈی کینٹ

ملک محمد افضل طاہر، لاہور کے نام

ملک آہاں میں ہے ہر جگہ درد اور غم  
اک ہم ہی نہیں اس دنیا میں درد کے بارے میں  
محمد محسن ساغر-خارنوالہ

محمد شہیر ذہکو، ساہیوال کے نام

دوستی کر کے کسی کو دھوکا مت دینا  
دوستوں کو آنسوؤں کا تھنڈا مت دینا

کوئی روئے آپ کو یاد کر کے  
زندگی میں کسی کو ایسا موقعہ مت دینا  
ندیم عباس ڈھکو-ساہیوال

نامعلوم گوجران کے نام

یوں تو ہر لمحہ تیری یاد کا بوجھل گزرا  
دل کو محسوس ہوئی تیری خمی شام کے بعد  
ایم اشفاق بٹ-لالہ موی

بے وفا ایس، جام پور کے نام

تنہائی نے تنہائی میں تنہا میرا ساتھ دیا  
میں تنہائی کو تنہائی میں تنہا کیسے چھوڑ سکتا ہوں  
غلام عباس، محمد پور دیوان

رسول شاہ آر، پشاور کے نام

یار بن، دلدار بن، دل کے تالے کھین دے  
یا تو میرا محبوب بن جا، یا دل لگنا چھوڑ دے  
بشیر سائول-مانہرہ

کسی اپنے کے نام

تم اک مہکا مہکا سا احساس ہو کیف  
تمہاری یادیں صحرا میں برقی پتھور کی مانند  
عبدالماک کف-سنجریور

شہزادہ عالمگیر کے نام

رخصت ہوا تو ہاتھ ملا کر نہیں گیا  
وہ کیوں گیا یہ بھی بتا کر نہیں گیا  
یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی لوٹ آئے گا  
جتنا ہوا چرائی بچھا کر نہیں گیا  
ترگس ناز-سکھر

نعیم اختر جان، فیصل آباد کے نام

کبھی کبھی تیری یادوں کے پیکوں لمحے  
قسم خدا کی بہت سے قرار کرتے ہیں  
شہزاد سلطان کف-الکویت

ایف، فیصل آباد کے نام

زندگی کا کیا مزد جراتی کے بغیر  
محبت کا کیا مزد فاطمہ کے بغیر  
سمندر پر کھڑا اس سوچ میں گم ہوں  
کہ مچھلی مر جاتی ہے پانی کے بغیر  
علی نواز مرزا-گھمٹکی

نوجوانوں کے نام

وہی جوان ہے قیقلے کی آنکھ کا تارا  
شباب ہو جس کا بے داغ ضرب ہو کاری  
شفیق اقبال-کرک

مس ایس، آزاد کشمیر کے نام

نفرت کی آگ کو محبت کے پودے بجا دینا فطرت ہے میری  
ہم وہ دیوانے ہیں جنہیں کسی کی نفرت سے بھی پیار ہے  
شوکت علی وفا-ماہی پوک

ایس کے نام، جہلم کے نام

جاتے ہوئے لوگوں کو کون روک سکتا ہے  
یہ تو وہ اندھیرے ہیں جو صبح  
ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں  
جانے سے پہلے اتنا سوچ لینا اب ایس  
ہم جیسے لوگ تم کو ساری زندگی نہیں ملیں گے  
عدنان حیدر-جہلم

محمد ہارون قمر قمر پور کے نام

لکھا پردیس قسمت میں وطن کی یاد کیا کرنا  
جہاں بے درد حاکم ہوں وہاں فریاد کیا کرنا  
خرم ہارون پروین-دوبئی

ایف، ہری پوری کے نام

تیرے خیالوں سے فرحت نہیں ملتی  
اک پل کے لئے فرحت نہیں ملتی  
یوں تو سب کچھ میرے پاس ہے  
بس دیکھنے کو اب کی آپ کی -حسرت نہیں ملتی  
خلیل احمد ملک-شیدائی شیف